متعدد کتابوں پر تحریر کیے گئے
تبصروں کا مجموعہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

ترتیب
مولانا محمد حنیف خالد

مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴

تبصرے

متعدد کتابوں پر تحریر کیے گئے تبصروں کا مجموعہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

ترتیب

مولانا محمد حنیف خالد

استاذ جامعۃ دارالعلوم کراچی

مکتبۂ معارف القرآن کراچی ۱۴

باہتمام : محمد مشتاق سنی
طبع جدید : ربیع الاول ۱۴۲۶ھ - اپریل ۲۰۰۵ء
مطبع : احمد پرنٹنگ پریس ناظم آباد کراچی
ناشر : ادارۃ المعارف کراچی ۱۴
فون : 5049733 - 5032020
ای میل : i_maarif@cyber.net.pk

ملنے کے پتے:

* ادارۃ المعارف کراچی ۱۴
فون: 5049733 - 5032020

* مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴
فون: 5031565 - 5031566

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

پیشِ لفظ

دار العلوم کراچی کے ترجمان ماہنامہ ''البلاغ'' میں شروع سے نئی مطبوعات پر تبصرہ شائع ہوتا رہا ہے۔ ابتدا میں سالہا سال تک یہ تبصرہ میں لکھا کرتا تھا، اور کوشش یہ ہوتی تھی کہ جس کتاب پر تبصرہ کیا جارہا ہے، اُسے تقریباً پورا پڑھنے کے بعد اس وقت تبصرہ لکھا جائے جب اس کے محاسن یا قابلِ تنقید اُمور کے بارے میں بصیرت کے ساتھ کوئی رائے قائم ہوچکی ہو۔ چنانچہ بعض علمی کتابوں پر یہ تبصرے بعض اوقات مستقل مقالے کی سی شکل اختیار کر جاتے تھے۔

میرے عزیز بھائی اور دوست مولانا محمد حنیف خالد صاحب اُستاذ دارالعلوم کراچی نے مجھ سے ذکر کیا کہ وہ ماہنامہ ''البلاغ'' کے مختلف شماروں سے میرے لکھے ہوئے یہ تبصرے یکجا جمع کر رہے ہیں، اور پھر انہوں نے ان تمام تبصروں کو محنت اور خوش ذوقی سے جمع کرکے یہ مرتب مجموعہ تیار فرمادیا جو اَب کتابی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔

جب میں یہ تبصرے لکھ رہا تھا، اس وقت یہ تصوّر نہیں تھا کہ کبھی ان کا کوئی

مجموعہ کتابی شکل میں شائع ہوگا، نہ اس ترتیبِ جدید کے وقت ان پر نظرِ ثانی کا موقع مل سکا، لیکن اُمید یہ ہے کہ انشاء اللہ بحالتِ موجودہ بھی اس کی اشاعت فائدے سے خالی نہ ہوگی۔

میں مولانا حنیف خالد صاحب کا شکرگزار ہوں کہ وہ ان بکھرے ہوئے مضامین کو جمع کر کے ان کی حیاتِ نو کا سبب بنے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرما کر انہیں دُنیا و آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائیں، اور مزید علمی کارناموں کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴
ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ
اپریل ۲۰۰۵ء

محمد تقی عثمانی

فہرستِ مضامین

بہ ترتیبِ حروفِ تہجی

عنوان	صفحہ نمبر

ع، غ

ف

ق

الاتقان فی علوم القرآن (عربی)

تالیف: علامہ جلال الدین سیوطی شافعیؒ متوفی ۹۱۱ھ۔ ناشر: سہیل اکیڈمی، شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ امیٹیشن آرٹ پیپر فوٹو آفسٹ کی عمدہ طباعت، مثالی جلد، ۴۰۸ صفحات، قیمت: درج نہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ علوم قرآن کے موضوع پر اگرچہ ان سے پہلے علامہ محی الدین کافیجیؒ، علامہ جلال الدین بلقینیؒ، علامہ ابنِ تیمیہؒ اور بعض دوسرے علماء خامہ فرسائی کر چکے تھے، خاص طور سے علامہ بدرالدین زرکشیؒ کی ''البرہان فی علوم القرآن'' اس غرض کے لئے معروف و مشہور تھی، لیکن علامہ سیوطیؒ نے اس کتاب میں علومِ قرآن کے تمام مباحث کو سمیٹ کر پچھلی تمام کتابوں کا مرتب مجموعہ بنا دیا ہے، ان کی یہ کتاب دراصل اُن کی نایاب تفسیر ''مجمع البحرین و مطلع البدرین'' کا مقدمہ ہے اور اس کو علوم القرآن کا جامع ترین مأخذ سمجھا گیا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے اس کتاب کو اسّی انواع پر منقسم کیا ہے، ہر نوع ایک مستقل باب کی حیثیت رکھتی ہے، جس کے تحت بعض اوقات کئی کئی فصلیں ہیں۔ قرآنِ کریم کی تاریخِ نزول، اس کی جمع و ترتیب، اس کی قراآت، اُصولِ تجوید، الفاظِ قرآن، محکم و متشابہ، ناسخ و منسوخ، اَسبابِ نزول، اُصولِ استنباط، قرآن کا اِعجاز اور بلاغت، قرآن سے مستنبط ہونے والے علوم، قرآنِ کریم کا طرزِ استدلال، اس کے فضائل، رسم الخط، اس کی تفسیر و تأویل، مفسر کے شرائط و آداب، مفسرین کے طبقات، غرض اس قسم کے اسّی عنوانات پر علامہ سیوطیؒ نے بحث کی ہے اور ان سے متعلق اُس وقت تک کے مواد کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔

قرآنِ کریم کی خدمت کی کوئی بھی کوشش آخری نہیں ہو سکتی، لیکن اس میں

بھی شبہ نہیں ہے کہ تفسیرِ قرآن کے متعلقات پر یہ کتاب جامع ترین کتاب کہلانے کی مستحق ہے، اسی لئے اس کو ہر دور میں اس موضوع پر اہم ترین مأخذ کی حیثیت حاصل رہی ہے، اور اسے ہر زمانے اور ہر ملک میں قبولِ عام حاصل ہوا ہے، چنانچہ اس موضوع پر کوئی بھی لکھنے والا اس کتاب سے بے نیاز نہیں رہ سکا، البتہ "الاتقان" کے مطالعہ کے دوران یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ علامہ سیوطیؒ نے اپنی جن جن کتابوں میں ایک موضوع پر تمام میسر مواد جمع کرنے کی کوشش کی ہے اُن میں رطب و یابس ہر طرح کی باتیں آ گئی ہیں، خاص طور سے روایات پر تنقید کا پورا اہتمام ان میں موجود نہیں ہے، چنانچہ الدر المنثور اور الخصائص الکبریٰ وغیرہ کی طرح "الاتقان" میں بھی بہت سی روایتیں ضعیف بلکہ موضوع بھی موجود ہیں، اور روایات کے معاملہ میں اس پر مکمل اعتماد نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا اس سے ٹھیک ٹھیک استفادہ کے لئے ضروری ہے کہ انسان علمِ تفسیر و حدیث میں بصیرت رکھتا ہو، اور اس نے یہ علوم ماہر اساتذہ سے پڑھے ہوں، اس کے بغیر اس کتاب کے صحیح و سقیم اور رطب و یابس کا پہچاننا اس کے لئے دُشوار ہوگا۔

یہ کتاب مختلف ملکوں میں بار بار طبع ہو چکی ہے، اب لاہور کی سہیل اکیڈمی نے جو متعدد مصری کتابیں بلند معیار پر شائع کر چکی ہے، کسی مصری ایڈیشن کا فوٹو لے کر اسے پاکستان میں شائع کیا ہے، یہ ایڈیشن ہر لحاظ سے قابلِ تعریف ہے، خاص طور سے کاغذ اور جلد بندی میں تو اس نے مصری ایڈیشنوں کو بھی مات کر دیا ہے، ٹائپ اگرچہ صاف پڑھنے میں آتا ہے لیکن فوٹو لیتے وقت اتنا چھوٹا نہ کیا جاتا تو شاید کمزور نگاہ والوں کے لئے بھی قابلِ استفادہ ہوتا۔

(رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ)

آپ بیتی

مؤلفہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، غلہ منڈی، ساہیوال۔ ۱۸×۲۳ سائز کے ۳۰۸ صفحات، کتابت، طباعت

اور جلد عمدہ، قیمت مجلد: نو روپیہ

یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہم العالی کی خودنوشت سوانحِ حیات ہے، یوں تو خود نوشت سوانح بہت سے لوگوں نے لکھی ہیں، لیکن درحقیقت قارئین کے لئے فائدہ مند وہی سوانح ہوسکتی ہیں جو کسی ایسی شخصیت کے تجرباتِ زندگی پر مشتمل ہوں جس نے چشمِ بینا لے کر زمانے کے سرد و گرم چکھے ہوں اور عبرت پذیر دِل سے روزمرہ کے حوادث و انقلابات کا مطالعہ کیا ہو۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہم بلاشبہ ایسے ہی حضرات میں سے ہیں، انہوں نے اپنی زندگی کی تین چوتھائی صدی درس و تدریس میں گزاری ہے اور صرف درسگاہ میں بیٹھ کر نہیں بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر کچھ سیکھنے یا سکھانے کی کوشش کی ہے، انہوں نے ایسی شخصیات کی صحبت اُٹھائی ہے جن کی زندگی کے واقعات سنانے والے بھی اب خال خال رہ گئے ہیں، اس لحاظ سے ان کی خودنوشت سوانح بڑی قدر و قیمت کی حامل ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے اپنے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک کے تجرباتِ زندگی نہایت دِلچسپ پیرایہ میں بیان فرمائے ہیں، اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تحصیلِ علم میں کس قدر مشقتیں برداشت کیں اور ان کے والدِ ماجد (علیہ الرحمۃ) نے ان کی تربیت میں کس قدر غیر معمولی اہتمام فرمایا۔ آج کی اولاد ہوتی تو اس ''اہتمامِ تربیت'' کے نتیجے میں شاید باغی ہوجاتی، لیکن یہ شیخ الحدیث ہیں جو والدِ ماجد کی ہر مار کا تذکرہ بڑے فخر کے ساتھ فرماتے ہیں اور اس سے ایسے ایسے سبق نکالتے ہیں کہ جن کی طرف عام آدمی کا ذہن متوجہ ہی نہیں ہوتا۔

ماضی میں ہندوستان بالخصوص دیوبند اور سہارنپور نے ایسی شخصیتیں پیدا کی ہیں جنہوں نے اپنی سادگی، تواضع، للّٰہیت اور بلند اسلامی اخلاق کا ایسا نمونہ بن کر دکھایا تھا جو آج کی دُنیا میں ناقابلِ تصور معلوم ہوتا ہے، یہ شخصیتیں پروپیگنڈے اور

تشہیر سے نہ صرف بے نیاز تھیں بلکہ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں، اس لئے ان کی زندگی کے حالات جس طرح مشہور ہونے چاہئے تھے اس طرح مشہور نہ ہو سکے، یہاں تک کہ اب خود دیوبند اور سہارنپور سے وابستہ حضرات انہیں بھولتے جارہے ہیں، شیخ الحدیث مدظلہم نے ایسے بزرگوں کا قرن پایا ہے اور ان کے بے شمار ایمان افروز واقعات اس کتاب میں ذکر فرمادیئے ہیں، اس لحاظ سے یہ کتاب تعلیم و تبلیغ کی بیسیوں کتابوں پر بھاری ہے۔

دین کا ایک اہم ترین شعبہ ''معاشرت'' ہے، اور اس میں دینی اخلاق کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی ذات سے دُوسروں کو تکلیف سے بچانے کا اہتمام کیا جائے، اور دُوسروں کی راحت رسانی کو اپنی خواہشات پر مقدم رکھا جائے۔ آج کی دُنیا نے محبت و اُلفت اور اِکرام و تعظیم کے الفاظ تو بہت رَٹ رکھے ہیں لیکن ان نازک حقائق کو تکلّفات و رُسوم اور ظاہر پرستی کا ایسا جامہ پہنا رکھا ہے کہ اِکرام و محبت کا دَم گھٹ کر رہ جاتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ محبت بعض اوقات جانبین کے لئے بلائے بے درماں ثابت ہوتی ہے۔ اور محبت و تعظیم کی حقیقت دراصل انہی بزرگوں نے سمجھی ہے جنہوں نے اسے الفاظ و ظواہر کے بجائے اپنے اکابر کی عملی زندگی سے سیکھا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کی اس آپ بیتی میں سادگی، بے تکلفی اور آدابِ معاشرت کے ایسے بے شمار سبق ملتے ہیں، خاص طور سے تیسرا حصہ اس قسم کے واقعات سے مالا مال ہے۔

ہماری ناچیز رائے میں یہ کتاب ہر مسلمان اور خصوصاً اہلِ علم کے لئے انتہائی مفید ہے، اندازِ بیان اتنا شگفتہ، بے تکلف، سادہ اور رواں ہے کہ کتاب ہاتھ میں آجانے کے بعد چھوڑنے کو دِل نہیں چاہتا، زبان و بیان کی حلاوت کے اعتبار سے یہ کتاب حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کی دُوسری تمام کتابوں سے ممتاز اور فائق ہے۔

(صفر ۱۳۹۴ھ)

اَحکامِ حج

مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب مدظلہم۔ ناشر: دارالاشاعت، مولوی مسافرخانہ، بندر روڈ کراچی نمبرا، کارڈ سائز کے ۱۴۴ صفحات، کاغذ سفید، کتابت وطباعت عمدہ، عکسی، قیمت: ۲/۷۰

حج کے اَحکام پر بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں، یہ مختصر مگر جامع رسالہ مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے دس روز میں تحریر فرمایا تھا۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اختصار کے ساتھ ضروری مسائل جمع کر دیئے گئے ہیں اور ہر حاجی اس کو ہر وقت اپنے ساتھ رکھنا چاہے تو بآسانی رکھ سکتا ہے۔ شروع کے بیس صفحات میں حج سے متعلق اصطلاحات کو بھی حروفِ تہجی کے اعتبار سے مرتب کر کے ان کی عام فہم تشریح درج کردی گئی ہے تاکہ کتاب کو سمجھنا آسان ہوجائے۔ اندازِ بیان عام فہم اور دِل نشین ہے، پہلے یہ کتاب جیبی سائز میں پائنیر آرمز کمپنی کی طرف سے شائع ہوئی تھی، اب متعدد ترمیمات اور اضافوں کے بعد دارالاشاعت سے شائع ہوئی ہے۔ ترمیمات و اضافہ جات میں جناب مولانا عاشق الٰہی بلندشہری صاحب نے حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی مدد فرمائی ہے۔

(شوال ۱۳۹۲ھ)

اَحکام القرآن للجصاصؒ (عربی)

تالیف: امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: سہیل اکیڈمی، اُردو بازار لاہور، صفحات جلد اوّل: ۵۴۶، جلد ثانی: ۵۰۴، جلد ثالث: ۴۸۸، خوشنما ٹائپ، فوٹو آفسٹ کی حسین طباعت، معیاری سفید کاغذ، مثالی جلد، قیمت: درج نہیں۔

امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، یہ وہ کتاب ہے جو تفسیر، حدیث اور فقہ کے مباحث میں صدیوں سے مستند

ترین مآخذ میں شمار ہوتی ہے اور جس کے بغیر ہر علمی لائبریری یقیناً نامکمل ہے۔

امام ابوبکر جصاص رازیؒ (متوفی ۳۷۰ھ) علمائے حنفیہ میں اپنے تبحرِ علمی اور دقتِ نظر کے اعتبار سے ممتاز ترین فقہاء و محدثین میں سے ہیں۔ علمِ حدیث میں امام حاکمؒ جیسے محدث کے اُستاذ ہیں، اور فقہ میں حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال یہ ہے کہ وہ مجتہدین فی المذاہب میں سے ہیں، اور کوئی شک نہیں کہ ان کی کتاب ''اَحکام القرآن'' علم کی جس گہرائی اور گیرائی کی آئینہ دار ہے، وہ حضرت مولانا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کی تائید کرتی ہے۔

چونکہ ہر دور کے اہلِ علم نے تحقیق و نظر کے اس خزانے کو ہمیشہ سینے سے لگا رکھا ہے، اس لئے عالمِ اسلام میں اس کتاب کے بہت سے ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، لیکن زیرِ نظر ایڈیشن بلاشبہ اپنی صوری اور معنوی خوبیوں کے لحاظ سے دُوسرے تمام ایڈیشنوں سے ممتاز اور ان پر فائق ہے۔ اوّل تو جتنے سابقہ ایڈیشن راقم الحروف کی نظر سے گزرے ہیں، ان میں اکثر تصحیح کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گیا، دُوسرے جن ایڈیشنوں میں غلطیاں نسبتاً کم ہیں ان کا معیارِ طباعت اچھا نہیں ہے، اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ علم و حکمت کے اس نادر خزانے کے ساتھ اس کے سابق ناشروں نے انصاف نہیں کیا، کہیں غلطیاں زیادہ، کہیں کاغذ خراب، کہیں جلد بندی ناقص۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک میں ''سہیل اکیڈمی'' کے مالکان کو طباعت و اشاعت کا ایسا خصوصی سلیقہ بخشا ہے کہ اس نے پاکستان جیسے ملک کو، جو علمی کتب کی اشاعت کے معاملے میں ہمیشہ ندامت سے سرنگوں ہی رہا ہے، عرب دُنیا کے سامنے سربلند کر دیا ہے، طباعت سے لے کر جلد بندی تک ''سہیل اکیڈمی'' کی مطبوعات کا معیار ہر اعتبار سے ایسا ہے کہ اس کو دُنیا کی اچھی شائع شدہ کتابوں کی صف میں بلاتأمل کھڑا کیا جاسکتا ہے۔ ''سہیل اکیڈمی'' اس سے قبل ''تفسیر ابنِ کثیر''، ''رسائلِ ابنِ عابدین''، ''المعجم المفہرس''، ''السعایہ'' اور ''العواصم من القواصم'' وغیرہ اسی آن بان

سے شائع کر چکی ہے، اور اب ''اَحکام القرآن للجصاصؒ'' اس کا تازہ ترین کارنامہ ہے۔ اگرچہ یہ ایک سابق نسخے ہی کا فوٹو ہے، لیکن یہ تصویر بلاشبہ اصل سے کہیں زیادہ خوبصورت اور دِل آویز ہے، تصحیح کے معاملے میں بھی ناشر نے خاص توجہ کے ساتھ بڑی محنت اور عرق ریزی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اُمید ہے کہ ان کی یہ گراں قدر کاوش دُنیا بھر کے علمی حلقوں سے خراجِ تحسین حاصل کرے گی، اللہ تعالیٰ انہیں اس محنت پر جزائے خیر عطا فرمائیں اور انہیں اس قسم کے مزید کارناموں کی توفیق بخشیں، آمین۔

(جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ)

اَحکامِ میّت

تالیف: حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب عارفی مدظلہم العالی۔ ناشر: ادارۃ المعارف کراچی ۱۴۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۲۸۸ صفحات، معیاری کتابت و طباعت، دِل آویز جلد، قیمت: درج نہیں۔

اسلام نے جہاں زندگی گزارنے کے لئے ہر شعبۂ زندگی میں بہترین اَحکام عطا فرمائے ہیں، وہیں موت اور مابعد الموت کے لئے بھی تجہیز و تکفین اور تدفین سے لے کر تقسیمِ وراثت تک ایسے پاکیزہ طریقوں کی تلقین فرمائی ہے جن کی نظیر دُنیا کے کسی مذہب و ملت میں نہیں ملے گی۔ ان معاملات میں شریعت نے چھوٹی چھوٹی جزئیات کے بارے میں نہایت مفصل ہدایات عطا فرمائی ہیں، لیکن افسوس یہ ہے کہ عام ناواقفیت کی وجہ سے ان اَحکام پر عمل کرنے میں شدید کوتاہی برتی جاتی ہے۔

ہمارے شیخ و مربی حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہم العالی کو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں افادۂ خلق کی جو توفیقِ خاص مرحمت فرمائی ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں، حضرتِ موصوف مدظلہم اپنی تحریر و تقریر دونوں میں معاشرے کی اُن دُکھتی ہوئی رگوں پر ہاتھ رکھتے ہیں جن کے بارے میں غفلت اور بے پروائی عام ہوتی جارہی

ہے۔ چنانچہ میّت کی تجہیز و تکفین کے مواقع پر جو کوتاہیاں اور غلطیاں عام ہو چکی ہیں اُن کے پیشِ نظر حضرتِ والا نے کئی سال قبل ایک رسالہ ''اَحکامِ میّت'' کے نام سے تالیف فرمایا تھا، جس میں متعلقہ مسائل کی وضاحت کی گئی تھی۔

یہ رسالہ اُس وقت شائع ہو کر مقبولِ عام ہوا، یہاں تک کہ اس کے نسخے ختم ہو گئے، جب اُس کی طبعِ جدید کا وقت آیا تو حضرت مدظلہم نے اس میں ضرورت کے مناسب مزید ترمیم و اضافہ فرمایا، اور متعدد علمائے اہلِ فتویٰ سے اس پر نظرِ ثانی کرائی، یہاں تک کہ وہ ایک نئی کتاب بن گئی جو اَب ''اَحکامِ میّت'' کے نام سے شائع ہوئی ہے۔

اس کتاب میں مرض، علاج اور عیادت کے اَحکام سے لے کر تجہیز و تکفین، تقسیمِ میراث اور اِیصالِ ثواب اور فاتحہ خوانی تک جتنے مراحل پیش آسکتے ہیں، اُن سب سے متعلق شریعت کے اَحکام انتہائی شرح و بسط کے ساتھ عام فہم انداز میں جمع کر دیئے گئے ہیں، کتاب کے درج ذیل موضوعات سے اس کی جامعیت اور افادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:-

مرض، علاج اور عیادت سے متعلق احادیث اور دُعائیں، نزع کی حالت میں میّت کے ساتھ معاملہ، تجہیز و تکفین کے سامان کی مکمل فہرست، غسل اور کفن کے مسائل، مرد، عورت اور بچے کا کفن، تینوں کو کفنانے کا طریقہ، جنازہ اُٹھانے اور لے جانے کے اَحکام، نمازِ جنازہ کے مسائل، دفن کا طریقہ اور اس کے مسائل، قبر بنانے اور اس پر کتبہ وغیرہ لگانے کے اَحکام، میّت اور پسماندگان کے ساتھ حسنِ سلوک، زیارتِ قبور کے اَحکام و آداب، اِیصالِ ثواب کا مسنون طریقہ اور اس کے مسائل، شہید کی قسمیں اور ان کے مفصل اَحکام، اِسقاطِ حمل اور مردہ بچے کی پیدائش سے متعلق مسائل، حادثات میں مرنے والوں کی تجہیز و تکفین کے طریقے، عورت کے لئے عدّت کے اَحکام، عدّت کی پابندیوں کا مفصل تذکرہ اور متعلقہ مسائل کی تفصیل، نکاحِ

بیوہ گان، میّت کے ترکے میں کیا کیا چیزیں داخل ہیں، ترکے کی تقسیم کا طریقہ، وصیت کے اَحکام، نماز اور روزے کے فدیہ کے اَحکام، تقسیمِ وراثت سے متعلق کوتاہیاں اور ان کا اِنسداد، بندوں کے غیر مالی حقوق کی ادائیگی، موت اور مابعد الموت سے متعلق مروّجہ بدعات اور غلط رسمیں، بدعت کی تعریف اور حقیقت، عورتوں کے قبرستان جانے کے اَحکام، اِیصالِ ثواب کے غلط طریقے، موت کے بعد مؤمن کے حالات، برزخی زندگی اور اس کے اَحوال۔

موضوعات کی اس نہایت اجمالی فہرست ہی سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ موت اور مابعد الموت سے متعلق جتنے مسائل کا تصور کیا جاسکتا ہے اُن سب کے بارے میں شرعی اَحکام و ہدایات کی تفصیل اس کتاب میں درج ہے، اور اس لحاظ سے نہ صرف اُردو، بلکہ شاید عربی اور فارسی میں بھی یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے، اس موضوع پر اتنی تفصیل اور شرح و بسط کے ساتھ کوئی دُوسری کتاب عربی اور فارسی میں بھی راقم الحروف کی نگاہ سے نہیں گزری۔

مسائل کے مستند ہونے کے لئے اتنا عرض کر دینا کافی ہوگا کہ ہر مسئلے کا فقہی حوالہ ساتھ ہی موجود ہے، اور حضرتِ موصوف مدظلہم نے چار ممتاز اہلِ علم وفتویٰ سے اس کتاب پر نظرِ ثانی کرائی ہے، جن میں حضرت مولانا سبحان محمود صاحب مدظلہم، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہم و مولانا عبدالرؤف صاحب معین مفتی دارالعلوم کراچی، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم مہتمم دارالعلوم کراچی داخل ہیں۔ خاص طور پر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہم نے اس کتاب کی تالیف میں حضرت مدظلہم کی خصوصی معاونت فرمائی ہے، جس کا تذکرہ حضرت مدظلہم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:۔

> عزیز موصوف نے کتاب کے تمام مسائل پر از ابتدا تا انتہا نہایت محققانہ نظر کی ہے اور ہر عنوان کے تحت ہر مسئلۂ فقہی کی

تحقیق و تصدیق کی ہے، خصوصاً مسائل و اَحکام متعلق شہید، عدّت، وراثت و ترکہ، وصیت، رسوماتِ بدعت کو نہایت وضاحت وتشریحات کے ساتھ دورِ حاضر کی ضروریات کے پیشِ نظر تحریر کیا، اور دیگر ابواب میں بھی جگہ جگہ نہایت اہم اور مخصوص مسائل کا اضافہ کیا ہے اور فقہ کی مستند و معتبر کتابوں سے تمام مسائلِ کتاب کی تطبیق کی ہے، جزاھم اللہ جزاءً موفورًا۔

فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ اکثر عنوانات کے تحت مستند احادیث کا بڑا ذخیرہ بھی کتاب میں موجود ہے، مسائل کی ترتیب اور اندازِ بیان اتنا عام فہم اور دِل نشین ہے کہ سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی، جہاں تشریح کی ضرورت پیش آئی ہے وہاں حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی مدظلہم نے مفید حواشی تحریر فرمادیئے ہیں۔

اس سے زائد کتاب کے بارے میں کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، مختصر یہ ہے کہ یہ کتاب ہر مسلمان گھرانے کی ضرورت ہے اور کوئی مسلم خاندان اس سے محروم نہ رہنا چاہئے۔ (ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ)

احمدِ مرسل (صلی اللہ علیہ وسلم)

مرتبہ: زیر اہتمام گورنمنٹ بوائز سیکنڈری اسکول نمبرا ناظم آباد کراچی، چھوٹے سائز کے ۲۴۸ صفحات، کتابت وطباعت گوارا، قیمت درج نہیں۔

اسکولوں میں سالانہ میگزین بہت سے شائع ہوتے رہتے ہیں، لیکن گورنمنٹ اسکول ناظم آباد نمبرا کے اساتذہ وطلباء نے یہ بڑی اچھی جدّت کی ہے کہ سیرتِ طیبہ پر طلباء سے اس طرح مضامین لکھوائے ہیں کہ وہ سیرت کی ایک مستقل کتاب بن گئی ہے، اُمید ہے کہ دُوسرے اسکولوں کے لوگ بھی اس کی تقلید کریں گے۔

(ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ)

1984ء

آخری سورتوں کی تفسیر

مرتبہ: مولانا محمد متین ہاشمی صاحب ایم اے۔ ناشر: حاجی احسان الٰہی صاحب تاجر چرم، نعمت پور سید پور مشرقی پاکستان، چھوٹے سائز کے ۱۹۲ صفحات، رَف کاغذ پر عمدہ کتابت و طباعت، ہدیہ دو روپیہ پچاس پیسہ

یہ سورۂ ضحیٰ سے سورۂ ناس تک کی تفسیر ہے، مقصد یہ ہے کہ نماز میں عموماً جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں، عوام کم از کم ان کی تفسیر سے آگاہ ہو جائیں تاکہ نماز میں زیادہ خشوع و خضوع پیدا ہو سکے۔ تمام سورتوں کی تفسیر نہایت دلکش انداز میں کی گئی ہے، اندازِ بیان بہت مؤثر اور دِل نشین ہے، اور دقیق علمی مباحث میں اُلجھنے کے بجائے اس میں قرآنِ کریم کے مفہوم اور اس کے روایتی پسِ منظر کو عام فہم انداز میں بیان کر دیا گیا ہے۔

عام مسلمانوں کے لئے یہ کتاب اس قدر مفید ہے کہ ہماری رائے میں کوئی مسلمان گھرانہ اس سے خالی نہ ہونا چاہئے، خطباء اور واعظین بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (رجب المرجب ۱۳۸۹ھ)

اختلاف الفقهاء جلد اوّل (عربی)

تالیف: امام ابوجعفر طحاویؒ، تعلیق و تحقیق: ڈاکٹر صغیر حسن معصومی۔ ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد۔ $\frac{20 \times 26}{8}$ کے ۳۶۴ صفحات، سفید دبیز کاغذ پر، عربی ٹائپ کی معیاری طباعت، قیمت: بیس روپیہ

امام ابوجعفر طحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) محدثینِ احناف میں جس بلند مقام کے حامل ہیں وہ کسی اہلِ علم سے مخفی نہیں، حدیث اور فقہ پر آپ کی کئی معرکۃ الآراء کتابیں معروف اور متداول ہیں، آپ نے ایک کتاب "اختلاف الفقہاء" کے نام سے بھی تحریر فرمائی تھی جس کا تذکرہ ابن الندیمؒ نے "الفہرست" میں اس طرح کیا ہے: "ولہ من

الکتب: کتاب الاختلاف بین الفقہاء، وھو کتاب کبیر لم یتمہ، والذی خرج منہ نحو ثمانین کتابا" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب نامکمل ہونے کے باوجود اسّی ابواب پر مشتمل تھی، لیکن افسوس ہے کہ وہ نایاب ہوگئی اور طبع نہ ہوسکی، البتہ اس کتاب کا ایک حصہ جو بتیس ابواب پر مشتمل تھا، دارالکتب المصریہ کے کتب خانہ میں موجود ہے، یہ نسخہ کسی مخطوطہ کی تصویر ہے، جو آٹھویں صدی ہجری کے قریب قریب لکھا گیا تھا، اور اس کے شروع کے تقریباً چالیس ابواب غائب ہیں، لیکن یہ حصہ بھی ابھی تک طبع نہیں ہوا تھا، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صغیر حسن معصومی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے بڑی عرق ریزی کے بعد اس نسخے کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ شائع فرمایا ہے۔

اس کتاب میں امام طحاویؒ نے فقہی مسائل کے بارے میں مختلف ائمہ مجتہدین کے اقوال اور احناف کے دلائل مختصراً جمع کئے ہیں، یہ کتاب اپنے اختصار کے باوجود اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ یہ اختلافِ فقہاء کے موضوع پر قدیم ترین کتابوں میں سے ایک ہے، اور اس زمانے کی لکھی ہوئی ہے جس کی بیشتر کتابیں اب نایاب ہوچکی ہیں۔ اس کتاب میں امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کے علاوہ سفیان ثوری، امام اوزاعی، ابنِ شبرمہ، امام زفر، ابنِ ابی لیلیٰ، لیث بن سعد اور حسن بن حی رحمہم اللہ کے فقہی اقوال بھی بڑی تعداد میں جمع ہوگئے ہیں، جبکہ ان میں سے اکثر حضرات وہ ہیں جن کی فقہی آراء کا معلوم کرنا بقول علامہ کوثری سخت دُشوار ہے۔

ابھی اس کتاب کی صرف ایک جلد شائع ہوئی ہے، جو کتاب الصرف، کتاب العتاق، کتاب الصید والذبائح، کتاب الأیمان والکفارات، کتاب الحدود اور کتاب القضاء والشہادات پر مشتمل ہے۔

بعض مقامات پر امام طحاویؒ نے صرف اقوال اور مذاہب نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے، لیکن اکثر مواقع پر آیاتِ قرآنی یا روایاتِ حدیث سے دلائل بھی لکھے ہیں، اور

روایات پر جرح وتنقید بھی کی ہے۔

کتاب کے شروع میں ڈاکٹر معصومی صاحب نے عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں ایک مقدمہ کا اضافہ کیا ہے، جس میں فقہاء کے اختلاف کی حقیقت، اس کے اسباب اور دین میں اس کی حیثیت کو واضح کیا ہے، اور امام طحاویؒ کے حالات اور ان کی تصانیف پر مفید معلومات جمع کی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے دُوسرا کام یہ کیا ہے کہ ہر باب کے ساتھ اپنی تعلیقات کا اضافہ کر کے کتاب میں جو اقوال بیان کئے گئے ہیں ان کے مزید حوالے دے دیئے ہیں اور بے حوالہ روایاتِ حدیث کی تخریج نقل کردی ہے، جس کی وجہ سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے، کتاب کے آخر میں مفصل اشاریہ بھی ہے، اور مختصر یہ کہ عہدِ حاضر کے تحقیقی ذوق کی تسکین کا پورا سامان موجود ہے۔

کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر صغیر حسن معصومی صاحب نے یہ کتاب شائع کر کے بڑی خدمت انجام دی ہے، ہماری دُعا ہے کہ اس کتاب کے بقیہ حصے بھی جلد منظرِ عام پر آئیں اور اہلِ علم کی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔ (جمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ھ)

آدابُ الدعا

مؤلفہ: جناب مولانا محمد اجمل صاحب۔ ناشر: مکتبہ اشاعتِ اسلام جامع مسجد رحمانیہ قلعہ گوجرسنگھ عبدالکریم روڈ، لاہور۔ ۲۲ × ۱۸ سائز کے ۱۸۴ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ، کاغذ سفید، قیمت درج نہیں۔

دُعا کے فضائل ومسائل پر اب تک بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں، یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے فاضل مؤلف نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے مرتب کیا ہے۔ صفحہ:۳۲ تک دُعا کی اہمیت وفضیلت اور اس کی ضرورت وفوائد کا بیان ہے، اس ذیل میں امام رازیؒ کی تفسیرِ کبیر سے ان شکوک و

شبہات کا بھی اطمینان بخش ازالہ کیا گیا ہے جو دُعا اور اس کی مقبولیت کے بارے میں عام طور سے ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں، پھر صفحہ:۳۲ سے آخر تک آدابِ دُعا کا بیان ہے اور اس سلسلہ میں دُعا کے ۲۹ آداب ہیں جو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، اور ہر جگہ ان کتابوں کی اصل عبارتیں بھی لکھ دی گئی ہیں جن سے یہ آداب ماخوذ ہیں، یہ سارے مآخذ مستند اور قابلِ اعتماد ہیں اور ان کی وجہ سے دُعا کے بارے میں اکابرِ اُمت کے ارشادات کا ایک بڑا ذخیرہ اس کتاب میں جمع ہوگیا ہے، اس طرح یہ کتاب اہلِ علم اور عام مسلمانوں دونوں کے لئے مفید ہے۔ (محرم ۱۳۹۴ھ)

ادارۂ تبلیغِ دین کے رسالے

یہ مولانا عبدالوہاب صاحب کے لکھے ہوئے سولہ سولہ صفحات پر مشتمل دو رسالے ہیں، ایک کا عنوان ہے "اسلام اور دولت" جس میں اکتسابِ زر سے متعلق اسلامی ہدایات بیان کی گئی ہیں، اور دوسرا "جنگ اور اسلام" ہے جس میں اسلام کے اَحکامِ جہاد کا تذکرہ ہے۔ ادارۂ تبلیغِ دین اندھی کھوئی ملتان سے طلب کئے جاسکتے ہیں، قیمت درج نہیں، غالباً مفت تقسیم کے لئے ہیں۔ (صفر المظفر ۱۳۸۸ھ)

ارشاد الباری الیٰ صحیح البخاری

مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی۔ ناشر: اشرف المدارس ناظم آباد کراچی۔ $\frac{۲۶ \times ۳۰}{۸}$ کے ۳۹۶ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت مجلد: دس روپیہ

یہ حضرت مؤلف دامت برکاتہم کے درسِ بخاری کی تقاریر کا مجموعہ ہے، مؤلف موصوف نے کئی سال مسلسل مختلف دینی مدارس اور بالآخر دارالعلوم کراچی میں صحیح بخاری کا درس دیا ہے۔ خود راقم الحروف نے بھی صحیح بخاری آپ ہی سے پڑھی ہے، اس درس کے دوران کچھ یادداشتیں خود حضرت مؤلف مدظلہم نے بھی مرتب فرمائی

تھیں اور بعض طلباء نے آپ کی تمام تقاریر کو ضبط بھی کیا تھا، ان تمام مجموعوں کو سامنے رکھ کر فاضل مؤلف نے یہ کتاب مرتب فرمائی ہے اور تمام حوالوں کی ازسرِنو تحقیق فرما کر اسے نہایت مستند اور محقق بنا دیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں شروع کے پچاس صفحات علمِ حدیث پر ایک نہایت مفید مقدمہ کی حیثیت رکھتے ہیں، خاص طور سے حجیتِ حدیث پر جو بحث اس میں آگئی ہے وہ اپنے اُصولی تجزیہ، مستحکم دلائل اور ٹھوس معلومات کے لحاظ سے اپنے موضوع پر ایک منفرد چیز ہے۔

کتاب کا باقی حصہ کتاب الایمان اور کتاب العلم تک کی تشریح و توضیح اور اس سے متعلق فقہ، حدیث، تصوف اور کلام کے نہایت گراں قدر مباحث پر مشتمل ہے، فاضل مؤلف کے اسلوب میں وسعت سے زیادہ عمق پایا جاتا ہے، اس لئے کتاب میں بعض طویل الذیل مباحث کو نہایت دِل نشین اختصار کے ساتھ سمو دیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ ان تقاریر میں اکابر علمائے دیوبند کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے، بحیثیت مجموعی علماء اور طلباء دونوں کے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے اور بعض ایسے نکات و مباحث پر مشتمل ہے جو صحیح بخاری کی عام شروح اور امالی میں نہیں ملتے۔ (ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ)

ارشاد العابد

مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی۔ ناشر: کتب خانہ امدادیہ، جامع مسجد فیڈرل کیپٹل ایریا کراچی نمبر ۱۹۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ کے ۶۰ صفحات، عمدہ کتابت وطباعت، قیمت ایک روپیہ

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم کو اللہ تعالیٰ نے علومِ ریاضی میں غیر معمولی مہارت اور بصیرت عطا فرمائی ہے، یہ رسالہ اسی بصیرت کا آئینہ دار ہے۔ اس میں موصوف نے دُنیا کے ہر مقام کے اوقاتِ نماز معلوم کرنے کے فنی طریقے

درج فرمائے ہیں، جن سے ناواقفیت عام ہے۔ اس کے علاوہ سمتِ قبلہ دریافت کرنے کے بھی آسان طریقے نقشوں کے ساتھ کتاب کی زینت ہیں، نیز پاک و ہند کے ہر بڑے شہر کی سمتِ قبلہ، طول البلد اور عرض البلد کے درجات معین کئے گئے ہیں، ہجری اور عیسوی سالوں اور تاریخوں کی تطبیق اور ہر تاریخ کا دن نکالنے کے قواعد اور دُنیا بھر کے تمام مشہور شہروں کی سمتِ قبلہ کے نقشے اس کتاب میں موجود ہیں۔

ضرورت ہے کہ اس کتاب کو دینی مدارس میں داخلِ نصاب کیا جائے، کیونکہ اُستاذ کے بغیر اس سے استفادہ ممکن نہیں ہے۔ (جمادی الثانیہ ۱۳۹۰ھ)

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

تالیف: امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ

ناشر: سہیل اکیڈمی، محمد علی امین مارکیٹ، چوک اُردو بازار، لاہور۔

بڑا سائز ($\frac{۱۸ \times ۲۳}{۴}$) ۲۸۴ صفحات، فوٹو آفسٹ کی مثالی طباعت، قیمت درج نہیں (غالباً سو روپے)۔

''ازالۃ الخفاء'' حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ کی اُن شہرۂ آفاق کتابوں میں سے ہے جو محتاجِ تعارف نہیں ہوتیں اور جو اپنے موضوع پر ایسے مستقل مأخذ کی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں کہ کوئی بھی مصنف جو اس موضوع پر لکھنا چاہے اُن سے مستغنی ہو ہی نہیں سکتا، اس کتاب کے مقدمے میں حضرت شاہ صاحبؒ نے بالکل بجا تحریر فرمایا ہے کہ حضراتِ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کی خلافت دین کے ان بنیادی اُصولوں میں سے ہے جن کو محکم طور پر تھامے بغیر شریعت کے کسی گوشے پر ٹھیک ٹھیک عمل ممکن نہیں، اس لئے کہ قرآن وسنت نے انسانیت کو جو اعلیٰ و ارفع اُصولِ زندگی عطا فرمائے، اُن کو عمل کے پیکرِ محسوس میں ڈھالنے کا عظیم کارنامہ حضراتِ خلفائے راشدینؓ نے انجام دیا۔ ان حضرات کا مقام محض مثالی حکمرانوں کا

مقام نہیں ہے، بلکہ ان کی خلافت اسلام کا وہ عملی نمونہ ہے جسے خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف قابلِ تقلید بلکہ واجب الاتباع قرار دیا، اور اپنی سنت کے ساتھ خلفائے راشدین کی سنت کی اقتداء کا بھی حکم دیا، چنانچہ حضرت علامہ سیّد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ان کی حیثیت محض شارحِ قانون کی نہیں ہے، بلکہ اُن میں یک گونہ شارعیت کی بھی شان پائی جاتی ہے، جو منجانب اللہ اُن کو عطا ہوئی تھی۔

لہٰذا حضراتِ خلفائے راشدینؓ کی خلافتِ راشدہ کا اِثبات محض ایک تاریخی واقعے کی تحقیق نہیں بلکہ دین کے ایک اہم عقیدے کا اثبات ہے جس پر ہر دور کے اہلِ علم نے خامہ فرسائی کی ہے، لیکن حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے اس کتاب میں اس کو بطورِ خاص موضوع بنا کر جس شرح و بسط کے ساتھ سیر حاصل بحث کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، چنانچہ اس کتاب میں حضراتِ خلفائے راشدینؓ کی خلافت کو آیاتِ قرآنی اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں ثابت کرکے دین میں اس کے صحیح مقام کو اس طرح واضح فرمادیا گیا ہے کہ کسی بھی منصف مزاج انسان کو اس مسئلے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا، چونکہ یہ مسئلہ اہلِ تشیع کی طرف سے بحث و مناظرہ کا موضوع بھی بنا رہا ہے، اس لئے حضرت شاہ صاحبؒ نے اس بارے میں ممکنہ شکوک و شبہات کو بھی دِل نشین انداز میں حل فرمادیا ہے۔

کتاب کا اصل موضوع اگرچہ خلفائے راشدینؓ کے مقام کی تشریح و توضیح ہے، لیکن اس ضمن میں حضرت شاہ صاحبؒ نے اسلام کے نظامِ حکومت، اسلامی خلافت کی مختلف اقسام اور اس کے بنیادی اُصولوں پر بھی سیر حاصل بحثیں کی ہیں اور حضراتِ خلفائے راشدینؓ کے مآثر میں اور بھی بہت سی علمی بحثیں ضمناً آگئی ہیں۔

اس طرح یہ کتاب عقائد و تاریخ اور اسلام کے نظامِ حکومت سے متعلق معلومات کا بیش بہا گنجینہ ہے، اصل کتاب فارسی میں ہے، اس کے اُردو میں ترجمے

بھی ہوئے ہیں، لیکن اصل فارسی نسخہ مدت سے نایاب تھا، اللہ تعالیٰ نے سہیل اکیڈمی کے مالکان کو اس معاملے میں اپنی توفیقِ خاص سے نوازا ہے کہ وہ علم و دین کے نہفتہ خزانوں کو طباعت و تجلید کے ایسے مثالی پیکر میں ڈھال کر منظرِ عام پر لا رہے ہیں جسے دیکھ کر رُوح تازہ ہوجاتی ہے، اس کتاب کی اشاعت میں بھی انہوں نے اپنی روایتی خوش مذاقی کا ثبوت دیا ہے، اُمید ہے کہ اہلِ علم حضرات اس کتاب کی خاطر خواہ پذیرائی کریں گے۔

(جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ)

اَساسیاتِ اسلام

مؤلفہ: مولانا محمد حنیف ندوی۔ ناشر: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ لاہور۔ سفید کاغذ پر ۲۳ × ۱۸ سائز کے ۳۸۴ صفحات، کتابت و طباعت روشن، قیمت ساڑھے دس روپے

مولانا محمد حنیف ندوی صاحب علمی حلقوں میں اپنی تحریروں کی وجہ سے خاصے معروف ہیں، اور امام غزالیؒ اور ابنِ تیمیہؒ پر ان کی متعدّد کتابیں شائع اور مقبول ہوچکی ہیں۔ یہ ان کی تازہ ترین کتاب ہے جس کا تعارف ٹائٹل پر ان الفاظ میں کرایا گیا ہے: ''اسلام کی روشنی میں فرد اور معاشرہ کے فکری اور تہذیبی مسائل کا تجزیہ اور حل'' اس سے واضح ہے کہ اس کتاب کے عنوان میں اَساسیات سے مصنف کی مراد اسلام کی فکری بنیادیں بھی ہیں اور عملی و تہذیبی بنیادیں بھی، چنانچہ اس کتاب میں دونوں ہی قسموں سے بحث کی گئی ہے، لیکن چونکہ مصنّف کا مزاج اپنی اصل کے اعتبار سے فکر و فلسفہ سے زیادہ مانوس معلوم ہوتا ہے، اس لئے اُنہوں نے اسلام کی فکری بنیادوں پر جو بحثیں کی ہیں وہ عموماً جاندار، وقیع اور قابلِ تعریف ہیں، اس کے برخلاف اسلام کے عملی اور تہذیبی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے اپنے خاص موضوع کے دائرے سے باہر قدم رکھا ہے، لہٰذا ٹھوکریں کھائی ہیں، ان مسائل میں ان کا ذہن معاملات کی قرار واقعی تحقیق کے بجائے ان چلتے ہوئے نعروں سے متاثر ہے جو تجدّد

کے مکتبِ فکر نے چھوڑ رکھے ہیں، اُنہوں نے بھی دُوسرے اہلِ تجدّد کی طرح ''اجتہاد''، ''غور و تدبر''، ''مسائل کی اصل رُوح'' اور اس طرح کی ان مبہم اصطلاحات سے کام لیا ہے جن کا مفہوم آج تک خود وہ بھی معین نہیں کر سکے۔ تصویر، موسیقی، نجی ملکیت اور اس جیسے مسائل میں ان کا موقف اسی مرعوب اور سپر انداز ذہنیت کا ترجمان ہے جو کسی عالمگیر پروپیگنڈے کے سامنے جم کر بات کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

سائنس اور ٹیکنالوجی اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے جو عصرِ حاضر کو عطا ہوا ہے، اور اگر اسے سوچ سمجھ کر استعمال کیا جائے تو بلاشبہ اس میں خدمتِ انسانیت کی بے پناہ صلاحیتیں موجود ہیں، لیکن ہمارے یہاں ایک طبقہ وہ ہے جس کے نزدیک سائنس اور ٹیکنالوجی کوئی علم و ہنر نہیں جسے سمجھنے، سیکھنے اور صحیح طریقوں سے استعمال کرنے میں اپنی توانائیاں صرف کی جائیں، بلکہ ایک ایسا دیو اِستبداد ہے جس کے آگے دین و دانش کو دَم مارنے کی گنجائش نہیں، چنانچہ ایسے حضرات کے سامنے ''سائنس اور ٹیکنالوجی'' یا اس کی کسی ایجاد کا نام آتے ہی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں، غور و فکر کے سارے حوصلوں نے جواب دے دیا ہے اور اب سوائے اندھے اتباع کے کوئی راستہ باقی نہیں رہا، افسوس ہے کہ زیرِ تبصرہ کتاب کے فاضل مؤلف اسی طبقے سے متأثر معلوم ہوتے ہیں، فرماتے ہیں کہ:-

> سائنس اور ٹیکنالوجی کی تیز رفتاریوں سے اُبھر کر جو نتائج معاشرے میں پھیلتے ہیں ان کو کسی بے جان فقہی بحث اور غیر مؤثر عدمِ جواز کے فتویٰ سے روک دینا ممکن نہیں، آخر آپ کس کس ایجاد کی مخالفت کریں گے؟ اور سائنس و ٹیکنالوجی کے بڑھتے ہوئے سیلابِ بے پناہ کے سامنے کہاں بند باندھیں گے؟
>
> (ص:۱۴۹)

فاضل مصنف کی اس عبارت سے تأثر کچھ اس طرح کا قائم ہوتا ہے جیسے

دُنیا بھر کے دارالافتاء سائنس اور ٹیکنالوجی کے تمام مراکز کے خلاف یہ قسم کھا کر بیٹھے ہیں کہ ادھر کسی صنعت گاہ سے کوئی نئی ایجاد نکل کر آئے گی اور اُدھر اس کی حرمت پر ایک فتویٰ صادر کر دیا جائے گا، لیکن کاش! فاضل مصنف یہ بھی بیان فرما دیتے کہ صنعتی انقلاب کے بعد سے کتنی ایجادات منظرِ عام پر آئی ہیں؟ اور ان میں سے کتنی ایجادات پر حرمت یا کراہت کا فتویٰ لگا ہے؟ اگر ان دونوں فہرستوں میں ہزار اور ایک کی نسبت بھی نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو انصاف فرمائیے کہ ان کا یہ جملہ کہ ''آپ کس کس ایجاد کی مخالفت کریں گے؟'' محض پروپیگنڈے کی کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟

سوال یہ ہے کہ ''سائنس اور ٹیکنالوجی'' کے بڑھتے ہوئے سیلابِ بے پناہ کے سامنے بند باندھنے کی کوشش اسلام کا کون سا نمائندہ کر رہا ہے؟ اور اگر کوئی شخص اس سیلابِ بے پناہ میں سے چند قطرے نکال کر یہ بتانا چاہتا ہے کہ اس زہر کو نکال دو تو یہ ''سیلاب'' انسانیت کے لئے تباہ کن نہیں بلکہ حیات افروز ثابت ہوسکتا ہے تو اس پر یہ پھبتی عقل و دانش کی کس دلیل سے چست ہوسکتی ہے؟ لیکن مشکل یہ ہے کہ اگر اَن گنت سائنٹفک ایجادات کے لامتناہی ڈھیر میں سے صرف چند گنی چنی چیزیں اُٹھا کر کوئی دارالافتاء یہ کہتا ہے کہ یہ چیزیں دین و دانش کے خلاف ہیں تو تجدّد کا پورا ایوان اس طرح لرز اُٹھتا ہے جیسے کوئی کلمۂ کفر بول دیا گیا ہو۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی افادیت اور ضرورت اپنی جگہ لیکن عصرِ حاضر کی اس نادان دوستی کا علاج آخر کیا ہے جو سائنس کی ہر مہلک سے مہلک ایجاد کو بھی چوم چاٹ کر قبول کرنا ضروری سمجھتی ہے، اور جس کے نزدیک یہ کہنا بھی جرم ہے کہ ایٹم بم مہلک اور ہائیڈروجن بم تباہ کن ہے۔

تصویر اور موسیقی کے جواز پر گفتگو کرتے ہوئے فاضل مصنف کا طرزِ فکر یہ ہے کہ جو بُرائی یا طرزِ عمل عالمگیر طور پر پھیل جائے اس کے بارے میں یہ بحث ہی نہیں کرنی چاہئے کہ وہ شرعی یا عقلی نقطۂ نظر سے جائز ہے یا ناجائز، اس کے بجائے اسے واضح طور پر جائز قرار دے کر اس کی بُرائیاں کم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے،

فرماتے ہیں:-

تصویر اور نغمہ کی بحث میں بھی اس نقطۂ نظر کو ملحوظ رکھنا چاہیۓ کہ انداز اب یہ نہیں اختیار کرنا چاہیۓ کہ ان کے حق میں یا مخالفت میں جو دلائل محدثین اور فقہاء وصوفیاء کے درمیان اُستخوانِ نزاع (فقہاء ومحدثین کے دلائل پر "اُستخوانِ نزاع" کی پھبتی ایک ایسا شرمناک جرم ہے جس پر فاضل مصنف کو ہزار بار اللہ کی پناہ مانگنی چاہیۓ، استغفر اللہ العظیم) بنے رہے ہیں، فیصلہ یہ کیا جاۓ کہ ان میں قوی تر کون ہے؟ کیونکہ فکر کے اس نہج سے کچھ ہونے والا نہیں .....الخ۔ (ص:۱۵۱)

لیکن اسلامی دُنیا میں اس نقطۂ نظر کی تبلیغ سے پہلے فاضل مصنف کو یہ ضرور سوچ لینا چاہیۓ تھا کہ زمانہ کے ہر اچھے بُرے چلن کے سامنے ہتھیار ڈال دینا دُنیا کا یہی وہ طرزِ عمل ہے جس نے مغرب میں زنا بلکہ ہم جنس پرستی تک کو جواز کا لائسنس عطا کیا ہے۔

اس مختصر تبصرے میں مصنف کے تمام افکار پر تنقید ممکن نہیں، لیکن خلاصہ یہی ہے کہ ان مسائل میں مصنف کا اندازِ فکر جگہ جگہ سطحیت لئے ہوئے ہے۔

فاضل مصنف کا اندازِ تحریر علمی، مگر خاصا شگفتہ، دِلچسپ ہے، لیکن تشبیہات و استعارات کی بھرمار اور فارسی ترکیبوں کی کثرت نے بعض جگہ عبارتوں کو بوجھل بھی بنادیا ہے۔ (ذی القعدہ ۱۳۹۴ھ)

اساس عربی

مؤلفہ: محمد نعیم الرحمٰن، ایم اے۔ ناشر: نور محمد کارخانۂ تجارتِ کتب، آرام باغ کراچی۔ $\frac{20\times 26}{8}$ کے ۳۲۲ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ، قیمت: چھ روپے

عربی صرف ونحو پر یہ کتاب تھیچر کے عربی گرامر پر مبنی ہے، اس میں صرف و

نحو کے ضروری مسائل کو آسان انداز میں جمع کر دیا گیا ہے، ہر درس کے ساتھ جو مشقیں لگا دی گئی ہیں ان کی وجہ سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوگیا ہے، لیکن کتاب کی ترتیب کچھ ایسی عجیب ہے کہ مبتدی طلبہ کے لئے اس ترتیب کے ساتھ عربی گرامر کو مربوط و منظّم انداز سے سمجھنا مشکل ہوگا، ہاں! صرف و نحو کی ابتدائی کتب کسی نے مربوط طریقے سے پڑھ لی ہوں تو اجراء کے لئے یہ کتاب بہت اچھی ہے۔

(ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ)

آسان اسلامی آئین

مؤلفہ: ظہیر احمد تاؔج صاحب۔ ناشر: غزالی پبلشرز، ۶۵ غزالی روڈ بلاک ۲ سوسائٹی کراچی نمبر ۲۹۔ ۲۳ × ۱۸ سائز کے ۱۰۰ صفحات، کتابت، طباعت اور کاغذ معیاری، قیمت درج نہیں۔

اس کتاب میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک اسلامی مملکت کا دستور تجویز کیا گیا ہے۔ فاضل مؤلف کے نیک جذبے اور شوقِ اِصلاح میں کلام نہیں، اور انہوں نے اس کتاب کی ترتیب میں خاصی محنت بھی اُٹھائی معلوم ہوتی ہے، لیکن علمی اعتبار سے اس کتابچے میں بہت سی باتیں محلِ نظر یا کم از کم غلط فہمیاں پیدا کرنے والی بھی ہیں، مثلاً صفحہ: ۲۵ پر "کثرتِ تعبیر"، صفحہ: ۲۶ پر "عدم تربیت"، صفحہ: ۲۷ پر "قرآن کو کائنات سے علیحدہ رکھنا" کے زیرِ عنوان جو باتیں کہی گئی ہیں وہ دلائل سے ثابت نہیں کی جاسکتیں، بلکہ ایک مخصوص حلقۂ فکر کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈے کا جزو ہیں، جنہیں مصنف نے سادہ لوحی سے لکھ دیا ہے، فاضل مؤلف نے یہ کتابچہ اس نقطۂ نظر سے لکھا ہے کہ اسے جوں کا توں کسی مملکت کا دستور بنایا جاسکے، لیکن یہ اس کام میں معاون تو ہوسکتا ہے مگر اس کو جوں کا توں کسی مملکت کا دستور بنانا نہ شرعی اعتبار سے دُرست ہوگا اور نہ عملی اعتبار سے ممکن۔ بہرکیف! یہ کتابچہ اہلِ علم کے کام کا ہے کہ وہ

اس میں سے رطب و یابس کو ممتاز کر کے اچھی باتوں سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

(رجب المرجب ۱۳۹۶ھ)

آسان حج و عمرہ

از الحاج نصرت علی صاحب صدیقی۔ ناشر: مکتبہ تھانوی، مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی۔ ۹۲ صفحات کے اس کتابچے میں بھی حج و عمرہ اور نماز کا طریقہ اور ان کے مختلف ارکان کی دُعائیں درج کی گئی ہیں۔ جیبی سائز کی وجہ سے اسے ہر وقت ساتھ رکھا جاسکتا ہے۔ قیمت: ۵۰/۔ (صفر المظفر ۱۳۹۰ھ)

اَسبابِ زَوالِ اُمت

مؤلف: امیر شکیب ارسلان مرحوم۔ ناشر: نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ کراچی۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ کے ۱۴۴ صفحات، رَف کاغذ پر عمدہ کتابت و طباعت، قیمت غیر مجلد: دو روپے

اس کتاب میں عربی زبان کے مشہور ادیب انشاء پرداز امیر شکیب ارسلانؒ نے مسلمانوں کے قعرِ مذلت میں گرنے کے اسباب بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں، انہوں نے مسلمانوں کی ماضی قریب کی بہت سی مثالوں کے ساتھ اپنے دعووں کو ثابت کیا ہے، ان کی تحریر میں ایک دردمند اور پُر جوش دِل دھڑکتا ہوا نظر آتا ہے۔

امیر شکیب ارسلانؒ کی اصل تحریر تو عربی میں ہے، نامعلوم مترجم نے ان کی عبارت کی تاثیر کو اُردو میں منتقل کرنے کی کوشش میں کوتاہی نہیں کی، بحیثیتِ مجموعی یہ کتابچہ بڑا فکر انگیز ہے، اور مسلمانوں کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

اسلام اور اِشتراکیت

مؤلفہ: مولانا محمد بہاء الحق قاسمی (نائب صدر مرکزی جمعیت علمائے اسلام، لاہور ڈویژن)۔ ناشر: پیرزادہ عطاء الحق قاسمی، بلاک اے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔

$\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ کے ۱۹۲ صفحات، کاغذ اور کتابت و طباعت متوسط، مفت تقسیم کے لئے۔

یہ کتابچہ درحقیقت ایک قلمی بحث ہے جو ہندوستان کے ایک مشہور اِشتراکی لیڈر اور مؤلف کے درمیان اٹھائیس سال پہلے ہوئی تھی، اور اس زمانے میں لاہور کے کسی سہ روزہ جریدہ میں بالاقساط شائع ہوتی رہی، آج جبکہ یہ بحث ایک بار پھر نہایت زور و شور کے ساتھ اُٹھی ہے، اس سلسلۂ مضامین کو کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔

اس کتابچہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک اِشتراکی لیڈر کے مطبوعہ افکار پر تنقید ہے، اس لئے اس میں ان بیشتر دلائل کا سادہ، دِل نشین اور مؤثر جواب موجود ہے، جو عموماً اِشتراکیت کے ہم نوا پیش کیا کرتے ہیں۔ اس ضمن میں شرعی اور عقلی دونوں پہلوؤں سے ایسی اُصولی بحثیں آگئی ہیں جو ایک انصاف پسند انسان کے لئے تشفی کا کافی سامان ہوسکتی ہیں۔

مؤلف کے خلوصِ نیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اس بحث کو کتابی شکل میں لاتے وقت اُن صاحب کا نام ظاہر نہیں کیا، جن سے یہ بحث ہوئی تھی، اندازِ بیان بھی نہایت سنجیدہ، متین اور پُرخلوص ہے۔ مؤلف نے یہ کتاب موجودہ حالات میں مفت تقسیم کرنے کے لئے شائع کی ہے، لیکن محدود اشاعت کی وجہ سے صرف اہلِ علم حضرات اسے طلب فرمائیں۔ (ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ)

اسلام اور سود

مؤلفہ: ڈاکٹر انور اقبال قریشی۔ ناشر: ہانیہ پبلشنگ ہاؤس ۳/۲۹۵، سرور روڈ لاہور چھاؤنی۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ کے ۳۱۶ صفحات، کتابت، طباعت، کاغذ عمدہ، قیمت مجلد مع گرد پوش: دس روپیہ

ڈاکٹر انور اقبال قریشی صاحب ہمارے ملک کے معروف ماہرینِ معاشیات میں سے ہیں، اور سود کے مسئلہ پر ان کی یہ کتاب کئی بار چھپ کر خراجِ تحسین حاصل

کر چکی ہے، یہ کتاب کا تیسرا ترمیم شدہ ایڈیشن ہے، موصوف نے اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ سود میں کیا کیا خرابیاں پائی جاتی ہیں؟ اس ضمن میں انہوں نے سود کے بارے میں آدم اسمتھ سے لے کر کینز تک تمام معروف ماہرینِ معاشیات کے نظریات کا تفصیل کے ساتھ ذکر کر کے ان پر تنقید کی ہے، اور کینز کے اس نظریہ کو آگے بڑھایا ہے کہ سود کی شرح گھٹ کر صفر تک ہو سکتی ہے۔ دوسرے اور تیسرے باب میں سود کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے بحث کر کے اُن لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو عہدِ حاضر کے تجارتی سود کو حلال کرنے کی فکر میں رہتے ہیں، اس سلسلے میں ان کے یہ الفاظ کتنے حقیقت پسندانہ اور کتنے ایمان افروز ہیں:-

> اسلامی ممالک میں ایک ایسا گروہ موجود ہے جو اس عقیدہ کے تحت کہ اسلام ایک عقلی مذہب ہے، اسلامی نظریوں اور جدید طریقوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کی سعی کرتا رہتا ہے ...... ہم ایسی غیر مستند تاویلات کو تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ...... ہمارا خیال ہے کہ اگر قرآنی اُصولوں اور جدید سائنٹفک نظریوں میں تضاد اور تفاوت ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم مضطرب ہو جائیں، ممکن ہے کہ آج ہم جسے سائنس کہتے ہیں اسے کل داستانِ پارینہ تصور کرنے لگیں یا ممکن ہے کہ قرآنی اَحکام کی حکمت و اہمیت کو ہم آج نہ سمجھ سکیں لیکن کل یہ ہم پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائیں، حالیہ تجربات اس کی تائید کرتے ہیں۔

اس کے بعد فاضل مؤلف نے سود کے ان تباہ کن اثرات پر روشنی ڈالی ہے جو آسٹریا، رومانیہ، ہنگری اور دوسرے ممالک میں رونما ہوئے، اور آخری باب میں (جو خاص طور پر اسی ایڈیشن میں بڑھایا گیا ہے) یہ ثابت کیا ہے کہ موجودہ بینکوں کا

نظام بغیر سود کے چل سکتا ہے۔

"سود" کے موضوع پر یہ کتاب اس لحاظ سے قابلِ قدر ہے کہ یہ ایک ایسے شخص کی تصنیف ہے جو ایک طرف اسلامی تعلیمات پر مستحکم یقین رکھتا ہے، اور دوسری طرف موجودہ دُنیا کے معاشی مسائل سے پوری طرح باخبر ہے، ڈاکٹر انور اقبال قریشی نہ صرف حکومتِ پاکستان اور حکومتِ سعودی عرب کے معاشی مشیر اور ایڈیشنل سیکریٹری وزارتِ مالیات رہ چکے ہیں بلکہ وہ پہلے ایشیائی ہیں جو بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (واشنگٹن) میں معاشی مشیر مقرر ہوئے تھے، اس لحاظ سے انہوں نے جو کچھ لکھا ہے پوری ذمہ داری کے ساتھ لکھا ہے، اس کے ساتھ انہوں نے اس تلخ حقیقت کا بھی اظہار کیا ہے کہ:۔

> گزشتہ دس سال حکومتِ پاکستان کے معاشی مشیر کی حیثیت سے گزارے اور ہر سطح پر کوشش کی کہ اس حکومت میں (جس میں کم از کم اسلام کا دَم تو بھرا جاتا ہے) سود کو ممنوع قرار دیا جائے، لیکن مجھے اس مقصد میں ناکامی ہوئی۔ (ص:۱۳)

بلاشبہ یہ کتاب نہایت مفید علمی مواد پر مشتمل ہے اور مؤلف کی معاشی بصیرت کی آئینہ دار، اس نے اُن لوگوں پر اِتمامِ حجت کردیا ہے جو موجودہ دور میں حرمتِ سود کے حکم کو ناقابلِ عمل سمجھتے ہیں۔

کتاب کی قیمت البتہ ضخامت کے مقابلہ میں زائد ہے، تاہم ہماری رائے میں یہ کتاب ہر پڑھے لکھے آدمی تک پہنچنی چاہیئے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ)

اسلام اور عصرِ حاضر

تالیف: مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ماہنامہ الحق۔ ناشر: مؤتمر المصنفین، دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک ضلع پشاور۔ ۲۳ x ۳۶ سائز کے ۶۱۵ صفحات، کتابت و

طباعت عمدہ، ریگزین کی دِل آویز جلد، سنہری ڈائی کے ساتھ، قیمت: ۲۷ روپے

ہمارے محترم دوست مولانا سمیع الحق صاحب ان اہلِ قلم میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں دین کے مقدمے کی وکالت کا ذوق اور اس کی توفیق مرحمت فرمائی ہے، انہوں نے ایک ایسے علاقہ سے ماہنامہ ''الحق'' کا چشمۂ شیریں جاری کیا ہے جہاں نشر و اشاعت کے وسائل کمیاب ہیں، ان کا سیال قلم تقریباً بارہ سال سے ''الحق'' کے اداریوں کے ذریعے ملک و ملت کے مسائل پر دینی نقطۂ نظر کی مؤثر وضاحت کر رہا ہے، زیرِ تبصرہ کتاب ان کے ایسے ہی اداریوں کا مرتب مجموعہ ہے۔

عصرِ حاضر میں اسلام اور مسلمانوں کو جن گونا گوں مسائل کا سامنا ہے، ان مضامین میں زیادہ تر انہی مسائل پر گفتگو کی گئی ہے، کتاب مندرجہ ذیل سترہ ابواب پر مشتمل ہے:۔

بیسویں صدی کی مادّہ پرست تہذیب اور عالمِ اسلام پر اس کے اثرات، عالمِ اسلام مغربیت کی زَد میں، عورتوں کے حقوق بے پردگی اور آزادی کا مسئلہ، خاندانی منصوبہ بندی، عالمِ اسلام میں تجدّد (ماڈرن ازم) کی تحریک اور فتنۂ استشراق، اسلام اور سائنس، فتنۂ قادیانیت، فتنۂ انکارِ حدیث، فتنۂ رفض و انکارِ صحابہؓ، بہائیت، اسلامی معاشیات، قرآنِ حکیم اور سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اسلامی دستور و قانون، فرد اور معاشرے کی اصلاح، عروج و زوال، پاکستان کا سیاسی و آئینی بحران، حاملینِ علومِ نبوّت، تعلیم و تربیت، نظام و نصابِ تعلیم۔

مندرجہ بالا سترہ ابواب میں سے ہر باب کے تحت فاضل مؤلف کے متعدّد مضامین شامل ہیں جن میں سے بعض مختصر بھی ہیں اور سیر حاصل و مبسوط بھی، مثلاً عورتوں کے حقوق، اسلام اور سائنس اور تحریکِ تجدّد، وغیرہ بڑے جاندار مباحث آگئے ہیں۔ عہدِ حاضر میں اسلام کی تطبیق سے متعلق فاضل مؤلف کی فکر معتدل اور سلامت

روی پر مبنی ہے، اندازِ بیان شگفتہ، پُر جوش اور سلیس ہے، اور اس کے ایک ایک فقرہ سے مؤلف کا یہ اعتماد ٹپکتا ہے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی عہدِ حاضر میں انسانیت کے مسائل کا واحد حل ہے، اور اس سے صرفِ نظر کر کے دُنیا ہمیشہ اِفراط و تفریط کے اندھیروں میں بھٹکتی رہے گی، اور اسلوبِ نگارش میں اس اعتماد کو قاری کے قلب و دماغ تک منتقل کرنے کی پوری صلاحیت ہے۔ (شوال المکرّم ۱۳۹۶ھ)

اسلام اور عصرِ حاضر

مؤلف: ابو مسلم صحافی۔ ناشر: ادبستان، چوک لکشمی میکلوڈ روڈ لاہور۔ ۱۸×۲۲ کے ۲۴۰ صفحات کاغذ سفید دبیز، کتابت و طباعت عمدہ و روشن، قیمت: ساڑھے بارہ روپے

اس کتاب میں مصنف نے مذاہبِ عالم پر اسلامی کی برتری واضح کرتے ہوئے اسلام کی اخلاقی تعلیمات کی وضاحت کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ تاریخِ اسلام میں ان تعلیمات پر کیونکر عمل کیا گیا؟ سب سے پہلے مصنف نے بدھ مت، کنفیوشزم، تاؤمت، ہندومت، اسرائیلیت اور عیسائیت وغیرہ پر مختصر مگر جاندار تبصرہ کیا ہے، اور بتایا ہے کہ اسلام ان مذاہب کی بنیادی خامیوں سے کس طرح پاک ہے۔ اس کے بعد کتاب کے مختلف حصوں میں اسلام کی تعلیمات کو مختصر جملوں میں نمبروار بیان کیا ہے اور ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ اور دُوسرے بزرگانِ دین کے ایسے واقعات (بلاحوالہ) نقل کئے ہیں جن میں ان تعلیمات پر عمل اور اس کے ثمرات کا بیان ہے۔

البتہ آیات کے ترجمے اور احادیث کی نقل میں خاطر خواہ صحت کا اہتمام نہیں ہو سکا، مثلاً صفحہ ۱۴ پر ایک موضوع روایت: "علماء أمتي كأنبياء بني اسرائيل" کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد قرار دیا گیا ہے، اور ٹائٹل کے بغلی صفحے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُعا کا ترجمہ غیر محتاط ہے۔

لیکن بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب لائقِ مطالعہ ہے، اور جن لوگوں کو مفصل دینی کتابیں پڑھنے کا موقع نہیں ملتا، ان کے لئے خاصی مفید ہے۔ (رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ)

اسلام اور عورت

مرتبہ: انجمن فلاح المسلمین۔ شائع کردہ: کتب خانہ انوار الاسلام، کاغذی بازار کراچی نمبر۲۔ ضخامت: ۲۴ صفحات، سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ کتابت و طباعت متوسط، بلا معاوضہ تقسیم کے لئے۔

یہ عورت اور اسلام سے متعلق چند مضامین کا مرتب مجموعہ ہے، اسلام کے علاوہ دُوسری اقوام نے عورت کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اسلام نے آکر عورت کو کیا مقام عطا کیا؟ بیوی کے ذمہ شوہر کے اور شوہر کے ذمہ بیوی کے کیا حقوق و فرائض ہیں؟ پردہ کیوں ضروری ہے؟ اور قرآن و سنت نے اس سلسلہ میں کیا اَحکام دیئے ہیں؟ اسلامی تاریخ میں عورتوں نے کیسے کیسے کارنامے انجام دیئے؟ ان تمام موضوعات پر اس مختصر کتابچے میں مفید معلومات جمع کردی ہیں، جن سے ہر معمولی لکھا پڑھا آدمی بھی مختصر وقت میں مستفید ہوسکتا ہے۔

انجمن فلاح المسلمین اس قسم کے مختصر کتابچے مفت تقسیم کرکے ایک اہم دینی خدمت انجام دے رہی ہے، اخراجات ان کتابچوں میں شائع ہونے والے اشتہارات سے پورے کئے جاتے ہیں، مسلمان تجار اگر اس تبلیغی کوشش میں دِلچسپی لیں تو کتابچوں کا معیارِ کتابت و طباعت اور بہتر ہوسکتا ہے، اور یہ سلسلہ زیادہ مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

(ربیع الاوّل ۱۳۸۷ھ)

اسلام اور عیسائیت

مصنفہ: حکیم زبیر احمد صاحب صدیقی، بی اے، ایم ایس، مولوی فاضل۔
شائع کردہ: ادارۂ فروغِ اسلام، متصل فیض عالم دواخانہ، رام سوامی جیون اسٹریٹ

کراچی۔ سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت: ۶۴ صفحات، مفت تقسیم کے لئے۔

اس مختصر کتابچے میں مکالمات کے طرز پر عیسائیت کے بنیادی عقائد تثلیث، ابنیتِ مسیح علیہ السلام اور کفارہ پر مختصر مگر جامع گفتگو کی گئی ہے۔ اس کتابچے کا فائدہ یہ ہے کہ ایک مختصر نشست میں اس کے ذریعہ عیسائیت سے متعلق اچھی خاصی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں، خاص طور سے یہ رسالہ ان کم تعلیم یافتہ افراد کے لئے بہت مفید ہے جنہیں مختلف حیلوں حوالوں سے عیسائی مشنریاں اپنا نشانہ بناتی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان حلقوں میں اس کی نشر و اشاعت کی جائے، البتہ صفحہ: ۴۸ پر اور اس کے بعد جو گفتگو مسئلۂ کفارہ پر کی گئی ہے، نظرِ ثانی کی محتاج ہے۔ (جمادی الثانیہ ۱۳۸۷ھ)

اسلام اور مغرب کے تہذیبی مسائل

مؤلف: سیّد قطب شہید مرحوم۔ ترجمہ: ساجد الرحمٰن صدیقی۔ ناشر: ادارۂ معارفِ اسلامی، ۱۰ سی ۱۶۲ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔ ۳۶ × ۲۳ سائز کے ۲۰۸ صفحات، کتابت متوسط، طباعت عمدہ آفسٹ کی، کاغذ دبیز اور سفید، قیمت: دس روپیہ

یہ اخوان المسلمین کے مشہور رہنما سیّد قطب شہید مرحوم کی کتاب "الاسلام ومشکلات الحضارۃ" کا اُردو ترجمہ ہے، اور اس کا موضوع وہ مسائل ہیں جو اسلام اور مغربی تہذیب کے تصادم سے پیدا ہوئے ہیں، اور اس کتاب میں مصنف نے مغرب کی ان بنیادی گمراہیوں کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے جنہوں نے دُنیا کو بدامنی، بے چینی، بداخلاقی، بے حیائی اور ہوسناکی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ کتاب مندرجہ ذیل نو اَبواب پر منقسم ہے: انسانیت کی تباہی، انسان نامعلوم، گمراہی اور اضطراب، انسان کی فطرت اور اس کی صلاحیت، عورت اور صنفی روابط، اجتماعی اور معاشی نظام، انسان دُشمن تہذیب، فطرت کا انتقام، راہِ نجات کیا ہے؟ فاضل مؤلف نے مغرب کے اندازِ فکر وعمل پر تنقید کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس کے نتیجے میں مغربی

دُنیا انسانیت، شرافت اور امن وسکون سے کتنی دُور ہٹ گئی ہے؟ اس سلسلے میں انہوں نے مغربی معاشرے کے چشم دید تجربات کا بھی ذکر کیا ہے، اور پھر ان مسائل میں اسلام کی بتائی ہوئی راہِ اعتدال کی تشریح کی ہے۔ کتاب خاصی معلومات آفریں ہے، اور اس کے اسلوبِ بیان سے مصنف کا یہ یقین جھلکتا ہے کہ انسانیت کی موجودہ مشکلات کا علاج اگر کہیں ہے تو صرف اسلام میں ہے۔

اصل کتاب عربی میں تھی، ساجد الرحمٰن صدیقی صاحب نے اس کا جو ترجمہ کیا ہے وہ بڑی حد تک سلیس، رواں اور آزاد ہے۔ (جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ)

اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف: عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب عارفی مدظلہم العالی۔
ناشر: ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۶۵۲ صفحات، آفسٹ کی دِل آویز کتابت وطباعت، خوبصورت جلد، قیمت: تیس روپے

یہ ناقابلِ انکار حقیقت محتاجِ بیان نہیں کہ مسلمانوں کی صلاح وفلاح صرف اور صرف اتباعِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے، چنانچہ جب اور جہاں کہیں مسلمانوں کی اصلاح وفلاح کا ذکر ہوتا ہے، بات اتباعِ سنت ہی پر ختم ہوتی ہے، چنانچہ اس مقصد کے لئے ہر دور کے اہلِ علم نے اپنے اپنے زمانے کی ضروریات کے مطابق ایسی کتابیں تالیف کی ہیں جن کی مدد سے انسان اتباعِ سنت کی پاکیزہ زندگی سے آشنا ہوکر اس پر عمل پیرا ہو سکے۔

ہمارے زمانے میں بقیۃ السلف عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب عارفی مدظلہم العالی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کا پیغام نئی نسل تک آسان کرکے پہنچانے کی خاص توفیق اور اس کا خاص سلیقہ مرحمت فرمایا ہے، چنانچہ حضرتِ موصوف مدظلہم کی مجالس کی شرکت اور آپ کی تالیفات کے مطالعہ سے دین پر عمل کی

نہ صرف اُمنگ پیدا ہوتی ہے، بلکہ دین کا راستہ بالکل آسان نظر آنے لگتا ہے۔

حضرتِ موصوف مدظلہم نے اتباعِ سنت کی زندگی کو آسان اور واضح انداز میں مرتب طور سے بیان کرنے کے لئے احادیثِ نبویہ (علیٰ صاحبہا السلام) جمع کرنی شروع کی تھیں جو اس گراں قدر کتاب کی صورت اختیار کر گئیں۔ اس کتاب میں حضرتِ موصوف مدظلہم نے زندگی کے ہر ہر شعبے سے متعلق سنتِ نبویہ کی ہدایات کو ایسی نفیس ترتیب کے ساتھ جمع فرمادیا ہے کہ زندگی کا شاید کوئی گوشہ نظرانداز نہیں ہوا، عبادات، معاملات، اخلاق، معاشرت، غرض دین و دُنیا کے ہر شعبے سے متعلق سنت کی ہدایات بڑے دِلکش عنوانات کے ساتھ جمع ہوگئی ہیں، صرف عنوانات کی فہرست پر ہی نظر ڈال لی جائے تو اس سے حضرتِ موصوف مدظلہم کی کاوش و محنت، حسنِ ذوق اور جزرسی کا اندازہ ہوجائے گا۔

اس کتاب کی مدد سے پورے دین کا ایک اجمالی نقشہ انسان کے سامنے آسکتا ہے، اور اسے پڑھ کر دین کی وہ بنیادی معلومات حاصل ہوسکتی ہیں جن سے بے خبری کے نتیجے میں دُنیا اِلحاد و معصیت کے جال میں پھنستی جارہی ہے، یہ ایک خالص عملی کتاب ہے جسے پڑھ کر دِل میں دین پر عمل کا داعیہ اُبھرتا ہے اور ہماری ناچیز رائے میں یہ کتاب ہر مسلمان گھرانے میں نہ صرف پہنچنی چاہیئے، بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ تمام گھر والے روزانہ اس کا تھوڑا تھوڑا حصہ اجتماعی طور سے پڑھا کریں۔

(ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ)

اُسوۂ رسولؐ

مؤلفہ: مولانا فضل الرحمٰن صاحب دھرم کوٹی۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، ۲۲-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۲۳۸ صفحات، کتابت، طباعت، کاغذ، جلد خوبصورت، قیمت: ساڑھے سات روپے

اس کتاب میں ایسی احادیث کا ترجمہ اور ان کی تشریح مرتب کی گئی ہے جن میں کھانے پینے اور لباس و پوشاک سے متعلق طریقِ سنت کی وضاحت ہے، مؤلف نے شروع میں لکھا ہے کہ انہوں نے صرف صحاحِ ستہ، مؤطا امام مالک اور شمائلِ ترمذی سے روایتیں لی ہیں اور کہیں کہیں مولانا شبلی نعمانی کی ''سیرۃ النبیؐ'' سے بھی اقتباس کیا ہے، مؤلف نے لکھا ہے کہ ہر حدیث کے ساتھ کتاب کا حوالہ اس لئے نہیں دیا گیا کہ مقصد تنقیدِ روایات نہیں بلکہ وعظ و پند تھا، لیکن اس کے باوجود اگر حوالے ذکر کر دیئے جاتے تو بلاشبہ مفید بھی ہوتے، باعثِ اعتماد بھی اور موجبِ سہولت بھی۔

کتاب کا اندازِ بیان ناصحانہ اور دردمندانہ ہے جس سے دِل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت میں اضافہ ہوتا ہے، ہمارے زمانے میں جبکہ کھانے پینے اور لباس و پوشاک کے انداز کو دین سے عملاً خارج کر دیا گیا ہے، اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ سود مند ہوگا۔

اسلام کا نظامِ حیات

از حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم اے۔ ناشر: پاکستان بک سینٹر، اُردو بازار لاہور۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۴۰۰ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، کاغذ سفید، قیمت: ۵/۷۵

یہ کتاب پشاور کے انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن بورڈ کے اسلامیات کے سلیبس کے مطابق لکھی گئی ہے، ہر موضوع پر قرآن و حدیث کے برموقع اقتباسات اور ان کی مختصر تشریح موجود ہے۔

پشاور بورڈ کے تحت انٹر کی تیاری کرنے والوں کے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے اور اس سے متعلقہ طلباء و طالبات کی ضروریات بطریقِ احسن پوری ہو جاتی ہیں۔

(شوال المکرم ۱۳۹۳ھ)

اسلام کا نظامِ عفت وعصمت

مؤلفہ: مولانا محمد ظفیر الدین صاحب پورہ نوڈیہاوی۔ ناشر: دارالاشاعت مقابل مولوی مسافرخانہ، بندر روڈ کراچی نمبرا۔ ۳۶ × ۲۳ سائز کے ۲۷۲ صفحات، کتابت وطباعت اور کاغذ متوسط، قیمت: پندرہ روپے پچھتّر پیسے

عفت وعصمت اسلام کے ان بنیادی مقاصد میں سے ہے جن کے لئے اس نے بہت سے اخلاقی اور قانونی اَحکام وضع کئے ہیں۔ فاضل مؤلف نے اس کتاب میں اسی قسم کے اُحکام اوران کی حکمتوں کو بڑے جامع انداز اور دِل نشین پیرایہ میں بیان فرمایا ہے، اور موضوع کے ہر گوشے پر نظر ڈالنے سے مباحث کی نوعیت کا اندازہ ہوسکے گا۔

اسلام سے پہلے عورتوں کی حیثیت اور ان کی عفت وعصمت کی بربادی، اسلام کی اصلاحی جدوجہد عورتوں کے حق میں، عورتوں کی عصمت وعفت کا تحفظ اسلام میں، اسلامی تعلیم سے روگردانی کا انجام، تحفظِ عفت وعصمت اور شادی، شادی سے اجتناب اور اس کے نقصانات، مقاصدِ نکاح وعفت وعصمت، عفت وعصمت کی اہمیت اسلام میں، عصمت وعفت اور تعدّدِ ازواج، شادی کرنے والوں کے اختیارات وفرائض، شادی سے پہلے عورت کو دیکھنا، بلوغ کے بعد شادی کا حکم اور دیگر ہدایات، جائز لطف اندوزی کی آزادی، شوہر کے فرائض و اختیارات، بیوی کے فرائض و اختیارات، عفت وعصمت کے تحفظ کے لئے چند ضروری قوانین، اسلام کا قانونِ طلاق اور عفت وعصمت کی حفاظت، عفت وعصمت کے لوازمات، قوانین استیذان، دُشمنانِ عفت وعصمت اسلام کی نظر میں، قومِ لوط کا عمل۔

فاضل مؤلف نے مندرجہ بالا تمام عنوانات پر بڑی جامعیت اور سلامتِ فکر سے بحث کی ہے، اور ہر عنوان کے تحت قرآن وحدیث کے ارشادات، تاریخِ اسلام

کے واقعات، حکماء اور فلاسفہ کی آراء ذکر کی ہیں، اور نئی مغربی تہذیب پر بھرپور تنقید کا التزام کیا ہے، ہماری نظر میں یہ کتاب انتہائی مفید ہے اور ہر مسلمان نوجوان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ (رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ)

اسلام کا نظامِ مساجد

مؤلفہ: مولانا ظفیر الدین صاحب پورہ نوڈیہاوی۔ ناشر: دارالاشاعت مقابل مولوی مسافرخانہ، بندر روڈ کراچیؔ۔ ۳۶ × ۲۳ سائز کے ۲۳۲ صفحات، کتابت، طباعت اور کاغذ عمدہ، قیمت: بارہ روپے پچھتّر پیسے

یہ کتاب ایک اچھوتے موضوع پر مفید معلومات کی حامل ہے۔ پہلے باب میں مسجد کا تعارف کراتے ہوئے کعبۂ مشرفہ اور مسجدِ نبوی کی تاریخ اور وضع و ہیئت کے بارے میں ضروری تفصیلات بیان کی گئی ہیں، اور مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کے تفاوتِ درجات پر عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں ''قدرتی نظامِ اجتماع'' کے زیرِ عنوان مساجد کی مرکزیت کو واضح کیا گیا ہے اور نمازِ باجماعت کے بارے میں قرآن و حدیث کے ارشادات، اہتمامِ جماعت کے سلسلہ میں اسلافِ اُمت کا طرزِ عمل، اس کے فضائل اور انفرادی و معاشرتی فوائد کو نہایت بسط و تفصیل سے واضح کیا گیا ہے۔ تیسرا باب ''دعوتِ اجتماع'' ہے، اور وہ اذان کی ضرورت، اس کی تاریخ، اس کے آداب اور مؤذّن کی حیثیت وغیرہ پر جامع مضامین پر مشتمل ہے۔ چوتھا باب ''قدرتی نظامِ وحدت'' ہے اور اس میں جماعت کی ظاہری ہیئت، صفوں کی دُرستی، امامِ مسجد کی صفاتِ اہلیت، انتخابِ امام کے اُصول اور امام کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں۔ پانچویں باب کا عنوان ہے ''دربارِ الٰہی اسلام کی نظر میں'' اور اس میں مسجد کے فضائل اور معاشرے پر اس کے اثرات سے بحث کی گئی ہے۔ چھٹے باب میں تعمیرِ مسجد کی فضیلت، اس کے آداب اور طرزِ تعمیر سے متعلق تمام ضروری فقہی اور تاریخی معلومات

جمع کردی گئی ہیں۔ ساتواں باب "مواضع مسجد" کے زیرِ عنوان مسجد کے لئے زمین کے حصول سے متعلق اَحکام و مسائل کا بیان ہے۔ اس کے بعد کے تین ابواب مسجد کے آداب پر مشتمل ہیں۔ مسجد میں کس طرح داخل ہونا چاہیئے؟ وہاں کون سے کام جائز اور کون سے ناجائز ہیں؟ نیز اس کو پاک صاف رکھنے کے لئے کن باتوں کا اہتمام ضروری ہے؟ یہ تمام باتیں تفصیل سے بیان ہوئی ہیں۔ آخری باب وقف اور تولیت سے متعلق ہے، یعنی مسجد کا متولّی کیسا ہونا چاہیئے؟ اس کے کیا اختیارات ہیں؟ مسجد میں وقف کی جانے والی اشیاء کا کیا حکم ہے؟ پھر کتاب کے آخر میں مسجد کے متعلق وہ فقہی مسائل واَحکام بیان کئے گئے ہیں جو پچھلے عنوانات کے تحت نہیں آسکے۔

فاضل مؤلف کا اندازِ بیان عالمانہ مگر عام فہم ہے، اُنہوں نے کوئی ضروری بات حوالہ کے بغیر نہیں کہی، اور حوالے بھی حدیث، فقہ اور تاریخ و سیرت کی معتبر کتابوں کے ہیں، ساتھ ہی تقریباً ہر موضوع کے مناسب تاریخِ اسلام کے واقعات جابجا بیان کئے گئے ہیں، اس طرح مجموعی حیثیت سے یہ کتاب مفید بھی ہے اور دلچسپ بھی، اور ہماری رائے میں اُسے ہر مسلمان گھرانے تک پہنچنا چاہیئے۔

(ربیع الاوّل ۱۳۹۰ھ)

اسلام کی عالمگیر تعلیمات

۶۴ صفحے کے اس کتابچے میں مختلف اسلامی تعلیمات پر مفتی محمد عمر صاحب نعیمی اور خواجہ حسن نظامی وغیرہ کے کچھ مضامین جمع کئے گئے ہیں۔ مضامین اصلاحی ہیں اور ان میں اسلام کی متفق علیہ تعلیمات پیش کی گئی ہیں۔ البتہ شروع میں ایک نعت دی گئی ہے جس کے معنوی لحاظ سے بعض اور شاعری کے نقطۂ نظر سے تمام اشعار سخت قابلِ اعتراض ہیں، یہ کتابچہ انجمن محبانِ اسلام سبز مسجد، صرافہ بازار کراچی نمبر۲ نے شائع کیا ہے، انجمن کے کارپرداز حضرات کو ہمارا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ وہ اسی قسم کے خالص اسلامی اور متفق علیہ مضامین شائع کرتے رہیں اور اختلافی بحثوں میں نہ

اُلجھیں، اس وقت دین کا اہم ترین تقاضا یہی ہے۔ (صفر المظفر ۱۳۸۸ھ)

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ

مرتبہ: جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب۔ شائع کردہ: دارالاشاعۃ الاسلامیہ۔ متوسط سائز کے ۵۲ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، کاغذ رَف، قیمت: ایک روپیہ

یہ کتابچہ دو مضامین پر مشتمل ہے، پہلے مضمون کا عنوان ہے "اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور کرنے کا اصل کام" مضمون نگار جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مدیر ماہنامہ میثاق لاہور ہیں، اس میں موصوف نے عالمِ اسلام پر مغرب کے فکری استیلاء کا بڑی سلامتِ فکر کے ساتھ مختصر مگر جامع جائزہ لیا ہے اور اس کے بعد موجودہ زمانے میں مسلمانوں کے لئے راہِ عمل تجویز کی ہے، جس کام کی طرف موصوف نے توجہ دلائی ہے وہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، اور اگر وہ صحیح ہاتھوں سے ہو اور اسے سنجیدگی کے ساتھ انجام دیا جائے تو بلاشبہ عہدِ حاضر کی بہت سی بیماریوں کا مداوا ہوسکتا ہے۔

دوسرا مضمون جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب کا ہے، جس میں مغربی افکار کی مختصر تاریخ بیان کی گئی ہے، اور مغرب میں فلسفہ کے جو مکاتبِ فکر اس وقت رائج ہیں ان کا تعارف کرایا گیا ہے۔ دونوں مضامین فکر انگیز ہیں اور عوام و اہلِ علم دونوں کے لئے (رجب المرجب ۱۳۸۸ھ)

اسلام میں سنت و حدیث کا مقام

تالیف عربی: شیخ مصطفیٰ الحسنی السباعی۔ ترجمہ اُردو: ڈاکٹر مولانا احمد حسن ٹونکی۔ ترمیم و تعلیق: مولانا محمد ادریس میرٹھی۔ ناشر: شعبۂ تصنیف و تالیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی نمبر ۵۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ کے ۵۳۹ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، قیمت: دس روپے

یہ کتاب شیخ مصطفیٰ الحسنی السباعی رحمہ اللہ کی مشہور تصنیف "السنة ومكانتها

فی التشریع الاسلامی" کا اُردو ترجمہ ہے۔ عالمِ اسلام کے ہر خطے میں جن لوگوں نے مغربی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسلام کو صرف مستشرقین کی عینک سے دیکھا، انہوں نے سنت و حدیث کو اپنی اِباحیت پسندی اور مغرب زدگی کی راہ میں سب سے بڑی رُکاوٹ سمجھا ہے، اور اسلامی شریعت کے اس مستحکم ستون کو ناقابلِ اعتبار ٹھہرانے کی کوشش کی ہے، ان لوگوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں اور شکوک وشبہات کے جواب میں علمائے حق نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، جن میں شیخ سباعی مرحوم کی یہ کتاب ممتاز مقام کی حامل ہے۔

کتاب کے مقدمہ میں فاضل مصنف نے مستشرقین اور ان کے مقلدوں کا مفصل تعارف کراتے ہوئے بتایا ہے کہ علومِ دین کے بارے میں ان کا مبلغِ علم کیا ہے؟ وہ کس تکنیک کے ساتھ کام کرتے ہیں؟ اور اسلام اور علمائے اسلام کے بارے میں ان کے جذبات کس قدر متعصبانہ ہیں؟ اس ذیل میں مختلف معروف مستشرقین سے مصنف نے اپنی ملاقاتوں کا حال بھی بیان کیا ہے، اس کے بعد کے چند عنوانات درج ذیل ہیں:-

پہلا باب:- سنت کے معنی اور اصطلاحی تعریف، عہدِ نبوی میں سنت کی تدوین، عہدِ شیخین میں روایتِ حدیث، وضعِ حدیث کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟ تحریکِ وضعِ حدیث کی بیخ کنی کے لئے علماء کی کوششیں، نقدِ حدیث کے مختلف طریقے، ائمۂ حدیث کی کوششوں کے ثمرات، ستائیس علومِ حدیث کا تعارف۔

دوسرا باب:- مختلف زمانوں میں سنت کے متعلق جو شکوک پیدا کئے گئے، شیعہ اور خوارج کا رویہ سنت کے ساتھ، متقدمین میں منکرینِ سنت، امام شافعیؒ کا منکرینِ سنت سے مناظرہ، یہ منکرینِ حدیث کون تھے؟ عہدِ حاضر کے منکرینِ حدیث کا رویہ، ان کے شبہات کا جواب، خبرِ واحد کی حجیت، معتزلہ اور متکلمین کا رویہ سنت کے ساتھ، مؤلفِ "فجر الاسلام" احمد امین کے شبہات کا جواب۔

اس انتہائی ناتمام خاکہ سے کتاب کے مباحث کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کوئی شک نہیں کہ فاضل مصنف نے اپنی وسعتِ علم، وقتِ نظر اور متانتِ بیان کے ذریعہ اس کتاب میں انکارِ حدیث کے نظریہ کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی، اور ایک انصاف پسند مسلمان کی تشفیٔ قلب کا پورا سامان مہیا کر دیا ہے۔

کتاب کا ترجمہ سلیس اور رواں ہے، اور فاضل مترجم نے کہیں کہیں تشریحی و تحقیقی حواشی بڑھا کر کتاب کی افادیت میں اور اضافہ کر دیا ہے، البتہ قوسین میں اپنی طرف سے جو الفاظ بعض مقامات پر بڑھائے گئے ہیں، وہ نہ ہوتے تو اچھا تھا، یا مثلاً صفحہ:۳۰ پر متن ہی میں یہ شعر نظر سے گزرا:

مگر ہمیں مکتب است ہمیں مُلاّ

کارِ طفلاں خراب خواہد شد

ظاہر ہے کہ یہ شعر مترجم نے اپنی طرف ہی سے بڑھایا ہوگا، اس قسم کے اضافوں سے ترجمے کا وقار اور اعتماد متاثر ہوتا ہے، یوں شعر بھی صحیح نہیں لکھا گیا، جس کی وجہ سے پہلا مصرعہ وزن ہی سے خارج ہو گیا ہے۔

بہر کیف! کتاب علمائے دین اور جدید تعلیم یافتہ دونوں قسم کے حضرات کے لئے بے حد مفید ہے، ضخامت کے لحاظ سے اس کی قیمت موجودہ تجارتی ماحول میں مناسب ہی نہیں، صحیح معنی میں رعایتی ہے، ہم اس پیشکش پر مترجم اور ناشر دونوں کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور اپنے قارئین سے اس کے مطالعہ کی پُر زور سفارش کرتے ہیں۔ ابھی صرف جلدِ اوّل شائع ہوئی ہے اور اُمید ہے کہ انشاء اللہ جلدِ دوم بھی جلد ہی منظرِ عام پر آجائے گی۔ (رجب المرجب ۱۳۹۳ھ)

اسلام میں سنت و حدیث کا مقام (جلد دوم)

تالیف: شیخ مصطفیٰ حسن سباعیؒ۔ ترجمہ: مولانا احمد حسن ٹونکی۔ ترمیم و تعلیق:

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی دامت برکاتہم۔ ناشر: شعبۂ تصنیف و تالیف مدرسہ عربیہ جامع مسجد نیوٹاؤن کراچی نمبر۵۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ سائز کے ۴۳۲ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، قیمت درج نہیں۔

اس کتاب کی پہلی جلد پر تبصرہ ''البلاغ'' میں پہلے آچکا ہے، فتنۂ انکارِ حدیث کی تردید میں جتنا لٹریچر اب تک ہماری نظر سے گزرا ہے، اُس میں شاید یہ کتاب سب سے زیادہ مفصل، مدلل اور اطمینان بخش ہے۔ پہلی جلد سنت و حدیث سے متعلق اُصولی مباحث پر مشتمل تھی، اب اس جلد میں اُن جزوی اعتراضات وشبہات کا جائزہ لیا گیا ہے جو مستشرقین یا ان کے معنوی شاگردوں نے مختلف احادیث یا ان کے راویوں پر عائد کئے ہیں، چنانچہ شروع کے ۱۳۹ صفحات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علمی مقام اور اُن کی روایات پر وارِد کئے گئے اعتراضات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

''فجر الاسلام'' کے مؤلف احمد امین مصری اور ڈاکٹر ابوریہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کثرتِ روایت کو بنیاد بنا کر ان کی احادیث کو مشکوک بنانے کی جو کوشش کی ہے، فاضل مؤلف نے بڑے عالمانہ انداز میں اس کی حقیقت واضح کی ہے اور ان دونوں کے اعتراضات کے تار و پود اس طرح بکھیرے ہیں کہ بحث کے اختتام پر ہر انصاف پسند انسان اپنے دِل میں ٹھنڈک محسوس کرتا ہے۔

ساتویں فصل میں جو صفحہ:۱۵۶ سے شروع ہوتی ہے، مستشرقین کے تصورِ سنت پر تبصرہ کیا گیا ہے، اور منکرینِ حدیث کے امام اگنس گولڈزیہر کے دلائل کے قلعی کھولی گئی ہے، اس ضمن میں مستشرقین کا ایک مشہور اعتراض یہ بھی ہے کہ امام زہریؒ نے اُموی حکومت کی خواہشات کے مطابق احادیث وضع کی تھیں، فاضل مؤلفؒ نے ناقابلِ انکار دلائل اور شواہد سے اس بے بنیاد دعوے کی مستحکم تردید کی ہے۔

تیسرے اور چوتھے باب میں قرآن و سنت کے باہمی رابطہ کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ جس مقام پر کوئی حدیث قرآنِ کریم کی

کسی آیت سے بظاہر متعارض معلوم ہوتی ہے وہاں اُصولی طرزِ عمل کیا ہونا چاہئے؟

پھر خاتمہ میں احادیث کے باب میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طرزِ عمل پر مفصل بحث کی گئی ہے، اور ان کے بارے میں جو پروپیگنڈا کیا گیا ہے کہ وہ قیاس کو حدیث پر فوقیت دیتے ہیں، اس کی مدلل تردید کی گی ہے، اور سب سے آخر میں امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور ائمۂ ستہ کے حالات اور حدیث کے بارے میں ان کے موقف کی وضاحت کی گئی ہے۔

کتاب کا ترجمہ بڑا سلیس، رواں اور عام فہم ہے، مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کا شعبۂ تصنیف و تالیف اس کتاب کی پیشکش پر تمام علمی و دینی حلقوں کی طرف سے مبارک باد کا مستحق ہے۔ (جمادی الاولی ۱۳۹۲ھ)

اسلامی تعلیمات

مؤلفہ: مولانا قاضی عبدالحی چمن پیر صاحب۔ شائع کردہ: جامعہ اسلامیہ بہاولپور۔ کتابت و طباعت معیاری عکسی، تقطیع $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ صفحات: ۳۴۴، قیمت: چار روپے

عرصہ سے اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ اسلام کے بنیادی عقائد و اَحکام کو سمجھانے کے لئے ایک مختصر کتاب لکھی جائے، جس کی مدد سے اسلام کی بنیادی تعلیمات کا علم حاصل کیا جا سکے۔ یہ کتاب اسی مقصد کے تحت لکھی گئی ہے، اور اس میں عقائد سے لے کر عبادات، معاملات، معاشرت، سیاست اور آداب وحقوق تک کے تمام شعبوں سے متعلق وہ ضروری معلومات جمع کردی ہیں جن سے کسی بھی مسلمان کو بے خبر نہ ہونا چاہئے۔ فاضل مؤلف نے جس عمدہ ترتیب، اختصار اور جامعیت کے ساتھ اس کتاب کو مرتب کیا ہے، اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں، اس کتاب پر پیشِ لفظ حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی دامت برکاتہم نے لکھا ہے، اس میں وہ تحریر

فرماتے ہیں:۔

رئیس الجامعہ جامعہ اسلامیہ نے اپنی سرپرستی میں مولانا چمن پیر صاحب سے زیرِ نظر کتاب بنام ''عقائد و مسائل'' مرتب کروائی جو صحتِ مضامین، حسنِ ترتیب، سہولتِ بیان کے اعتبار سے اسلامی تعلیمات کی جامع ہے۔ (ص:۱۰)

جس حد تک تبصرہ نگار نے کتاب کو دیکھا، اس میں بیان کردہ عقائد و مسائل متفق علیہ اور معتبر و مستند ہیں۔ البتہ دو ایک مقامات پر مرجوح اور غیر مفتیٰ بہ اقوال بھی آ گئے ہیں، مثلاً:۔

اگر کوئی بے جوڑ (غیر کفو میں) شادی ولی کی رضامندی کے بغیر منعقد ہوگئی تو ولی کو حق حاصل ہے کہ شرعی قاضی (عدالت) سے درخواست کر کے اس نکاح کو فسخ کرا لے۔ (ص:۱۳۸، ۱۳۹)

فقہاء حنفیہ کی تصریح کے مطابق اس قول پر فتویٰ نہیں ہے، فتویٰ اس پر ہے کہ ولی کی رضامندی کے بغیر لڑکی غیر کفو میں نکاح کر لے تو وہ سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا، علامہ شامی لکھتے ہیں:۔

لو تزوجت غیر کفؤ فالمختار للفتویٰ روایة الحسن انه لا یصح العقد. (ردالمحتار ج:۲ ص:۴۴۶)

نیز مؤلف نے مصارفِ زکوٰۃ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

ہر ایسا آدمی ..... جس کی آمدنی خرچ کو پورا نہیں کر سکتی ..... الخ۔

(ص:۹۰)

یہ الفاظ بہت مجمل ہیں، اور ان سے مغالطہ پیدا ہو سکتا ہے، یوں لکھنا چاہئے کہ:۔

وہ شخص جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی مقدار کا بالکل مالک نہ

ہو، یا مالک ہو تو یہ رقم اس کی اصلی ضروریاتِ خورد و نوش و رہائش سے بچتی نہ ہو۔

کتاب کا اندازِ بیان مجموعی طور سے عام فہم ہی ہے، لیکن کچھ اور آسان ہوتا تو اچھا تھا، تاکہ عوام اس سے پوری طرح مستفید ہو سکتے۔ بہرصورت کتاب مجموعی حیثیت سے نہایت مفید اور قابلِ مبارک باد ہے، اور اس لائق ہے کہ اسے سیکنڈری اسکولوں میں اسلامیات کے تحت داخلِ نصاب کیا جائے۔ (محرم الحرام ۱۳۸۸ھ)

اسلامی تہذیب و تمدن

تالیف: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم، مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

ناشر: ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰-انارکلی، لاہور۔ ۳۶ × ۲۳ سائز کے ۳۲۰ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ، جلد خوبصورت ڈائی دار، قیمت: ۲۷ روپے

اسلام کے اَحکام جہاں انسان کی سیرت و کردار سے متعلق ہیں، وہاں اس کے بہت سے اَحکام انسان کی ظاہری وضع قطع اور طرزِ بود و باش سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ عہدِ حاضر کی گمراہیوں میں سے ایک گمراہی یہ ہے کہ اس دوسری قسم کے احکام کی نہ صرف یہ کہ کوئی اہمیت نہیں سمجھی جاتی، بلکہ بعض اوقات اُن کا سرے سے انکار ہی کر دیا جاتا ہے، یہ فقرہ آج کل زبان زدِ عام ہے کہ: ”اصل چیز دِل کی صفائی ہے، شکل وصورت بنانے سے کیا فائدہ؟“ حالانکہ اسلام کے جو اَحکام ظاہر سے متعلق ہیں وہ بھی اتنے ہی اہم ہیں جتنے باطن سے متعلق اَحکام، اور انسان کی وضع قطع اور طرزِ بود و باش کا اس کے ذہن وفکر اور عملی زندگی پر جو اثر پڑتا ہے، وہ ظاہر ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اسلامی تعلیمات کے اسی پہلو پر زیرِ نظر کتاب میں شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، اور اس شعبے میں اسلامی اَحکام اور ان کی حکمتوں کو انتہائی دِل نشین انداز میں واضح فرمایا

ہے، اور موضوع کے ہر گوشے پر عقل و نقل دونوں اعتبار سے ایسی مبسوط بحثیں کی ہیں کہ ان سے اس معاملے میں اسلام کا مزاج و مذاق نکھر کر سامنے آجاتا ہے، اور ایک منصف مزاج صاحبِ حق کے لئے کوئی پہلو تشنہ نہیں رہتا۔

کتاب کا اصلی نام "التّشبّہ فی الاسلام" ہے، اور یہ درحقیقت اس ارشادِ نبوی کی تشریح و تفسیر ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:-

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُم۔

جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔

اور اس حدیثِ مبارکہ کی ایسی مبسوط، مدلل اور دِل نشین شرح شاید کسی بھی زبان میں نہیں ملے گی۔ یہ کتاب مدت ہوئی ہندوستان میں شائع ہوکر نایاب ہوگئی تھی، اب ادارۂ اسلامیات نے اسے بڑے اہتمام اور حسنِ ذوق کے ساتھ شائع کیا ہے اور اس کا عام فہم نام رکھ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کتاب سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

(شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ)

اسلامی ریاست کا مالیاتی نظام

مؤلفہ: پروفیسر رفیع اللہ شہاب۔ ناشر: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد۔
۲۶ × ۲۰ سائز کے ۱۵۸ صفحات، کتاب، طباعت متوسط، قیمت: پندرہ روپے

اس کتاب کا موضوع یہ ہے کہ ایک اسلامی ریاست کے محاصل کیا ہوتے ہیں؟ اور ان محاصل سے وہ اپنے فرائض کس طرح ادا کرسکتی ہے؟ کتاب کے مندرجہ ذیل عنوانات سے اس کے مباحث کا اندازہ ہوسکے گا:-

اسلام کے معاشی مقاصد، ٹیکس یا محصول کی تعریف، ٹیکس یا محصول کے مقاصد، قبلِ اسلام کے مالیاتی نظام، دورِ رسالت کا مالیاتی نظام، خلافتِ راشدہ میں

محاصل، اُموی دور میں محاصل کی حیثیت، عباسی دور میں مالی اصلاحات، برِصغیر ہند و پاک میں مسئلہ ملکیتِ زمین، زکوٰۃ اور نظامِ زکوٰۃ، زکوٰۃ کی مد سے آمدنی، زکوٰۃ کا نصاب، زکوٰۃ کے علاوہ ٹیکس، محاصل اور مسئلۂ ملکیتِ زمین، زکوٰۃ کے علاوہ اسلامی ریاست کی آمدنی، سرمایہ کی مد اور سود، اسلامی نظامِ مالیات کے مثبت نتائج۔

یہ تمام موضوعات دلچسپ بھی ہیں اور تحقیق طلب بھی، لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ موضوع جتنی محنت و کاوش اور تحقیق کا متقاضی تھا، وہ اس کتاب میں نظر نہیں آتی، کتاب کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مؤلف نے متعلقہ موضوعات کا تحقیقی مطالعہ کرنے کے بجائے سرسری مطالعہ کو کافی سمجھا ہے اور پہلے سے ایک ذہنی خاکہ تیار کر کے اس کے مطابق دلائل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے، اور جہاں اُس ذہنی خاکے کے مطابق کوئی دلیل نظر پڑ گئی ہے وہاں اس کے سیاق و سباق کو پوری طرح سمجھنے کی بھی کوشش نہیں کی بلکہ اس کو فوراً درجِ کتاب کر دیا ہے۔

ان مختصر صفحات میں پوری کتاب پر مفصل تبصرہ تو ممکن نہیں، لیکن چند مثالوں سے کتاب کے پایۂ تحقیق کا اندازہ ہو سکے گا۔

۱:۔ حضرت عمرؓ نے عراق کی مفتوحہ زمینوں کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کرنے کے بجائے ان پر سابقہ مالکوں کا قبضہ برقرار رکھا تھا اور ان پر خراج عائد کر دیا تھا۔ یہ واقعہ معروف و مشہور ہے اور اس بارے میں فقہاء کا اختلاف رہا ہے کہ آیا اُنہوں نے سابقہ مالکوں کی ملکیت بھی برقرار رکھی تھی؟ یا یہ زمینیں بیت المال کی ملکیت قرار پا کر انہیں بطورِ کرایہ دی گئی تھیں؟ زیرِ تبصرہ کتاب کے مؤلف نے فقہاء کے یہ دونوں نقطۂ نظر اور ان کے دلائل بیان کرنے کے بجائے اَوّل تو پہلی رائے کو اس طرح ذکر کیا ہے جیسے ایک طے شدہ بات ہے، اور پھر اس سے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ صرف عراق ہی کی نہیں بلکہ دُنیا بھر کی جو زمین بھی خراجی ہوگی وہ ریاست کی ملکیت قرار پائے گی۔ حالانکہ جس شخص نے بھی حدیث اور فقہ کی کتابوں میں عشر و خراج کے اَحکام تفصیل

کے ساتھ پڑھے ہوں وہ کبھی اس نتیجے تک نہیں پہنچ سکتا کہ ہر خراجی زمین ہمیشہ سرکاری ملکیت ہی ہوگی۔ مؤلفِ موصوف نے اپنی کتاب میں جابجا حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کی کتاب "اسلام کا نظامِ اَراضی" کے حوالے دیئے ہیں، اگر حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فیصلے سے متعلق وہ دُوسری کتبِ فقہ و حدیث کو چھوڑ کر صرف اسی کتاب کا اچھی طرح سمجھ کر مطالعہ فرمالیتے تو اس غلط فہمی کا شکار نہ ہوتے، اس کے برعکس انتہا یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اس نظریے (کہ ہر خراجی زمین سرکاری ملکیت ہوتی ہے) حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی طرف بھی منسوب کردیا ہے، چنانچہ "اسلام کا نظامِ اَراضی" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

> ان کی (حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی) بیان کردہ تفصیلات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان کی اراضی خراجی ہیں، لہٰذا ریاست کی ملکیت ہیں، لیکن بعض مقامات پر اُنہوں نے بحث کچھ اس طرح کی ہے کہ اس کے برعکس بھی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے۔
>
> (ص:۱۵۶)

اس فقرے سے صاف واضح ہے کہ یا تو مؤلفِ موصوف نے یہ پوری کتاب پڑھی نہیں ہے یا اس کو پوری طرح سمجھ نہیں پائے ہیں، کیونکہ اگر وہ اسے سمجھ کر پڑھتے تو نہ صرف یہ کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی طرف اس بات کی نسبت نہ فرماتے، بلکہ شاید خود ان کی غلط فہمی بھی دُور ہوجاتی؟ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ مؤلفِ موصوف "اسلام کا نظامِ اَراضی" صفحہ:۳۰ سے صفحہ:۴۸ تک کی بحث پورے غور و خوض کے ساتھ مطالعہ فرمائیں۔

۲:- "عشور" اسلامی فقہ کی ایک اصطلاح ہے جس کے تفصیلی اَحکام ہر فقہی کتاب کی کتاب الزکوٰۃ میں مذکور ہوتے ہیں۔ مؤلفِ موصوف نے اس کا ذکر کرتے ہوئے چند در چند غلطیاں کی ہیں۔ اوّل تو "عشور" کا ترجمہ "کسٹم ڈیوٹی" سے کیا

ہے، حالانکہ ''عشور'' اور کسٹم ڈیوٹی کے مروّجہ قواعد میں کافی فرق ہے، سمجھانے میں آسانی کے لحاظ سے اگر عنوان وغیرہ میں یہ لفظ استعمال کرلیا جائے تو کم ازکم تفصیلی اَحکام بیان کرتے ہوئے تو اس فرق کو واضح کردینا چاہیئے۔

دوسرے مسلمانوں سے وصول کئے جانے والے ''عشور'' اور غیرمسلموں سے لئے جانے والے ''عشور'' میں کوئی فرق بیان نہیں کیا گیا، بلکہ صفحہ:۱۲۸ پر جہاں مؤلفِ موصوف نے موجودہ دور میں اسلامی ریاست کے محاصل کا تخمینہ لگایا ہے وہاں عشور کی ساری آمدنی کو زکوٰۃ سے الگ شمار کیا ہے، حالانکہ مسلمانوں سے لئے جانے والے عشور دراصل زکوٰۃ ہی ہوتے ہیں۔

تیسرے ''عشور'' کے سلسلے میں مؤلفِ موصوف نے ایک غضب یہ ڈھایا ہے کہ امام ابویوسفؒ کی ایک ناتمام عبارت نقل کرکے اُس سے بالکل اُلٹا مفہوم نکال لیا ہے، لکھتے ہیں:-

> امام ابویوسفؒ نے اس بارے میں یہ رائے دی ہے کہ اسلامی ریاست اس کی شرح میں اگر چاہے تو اضافہ کرسکتی ہے، فرماتے ہیں: ''فان عمر بن الخطاب وضع العشور فلا بأس بأخذها اذ لم یتعدّ فیها علی النّاس ویؤخذ بأکثر ممّا یجب علیهم.'' کسٹم ڈیوٹی یا چونگی وصول کرنے کا حکم حضرت عمر بن الخطابؓ نے دیا تھا، لہٰذا اگر اس کی تحصیل میں لوگوں پر زیادتی نہ ہو تو اس کے وصول کرنے میں کوئی حرج نہیں اور جو ان پر واجب ہے اس سے زیادہ بھی لیا جاسکتا ہے۔ (ص:٦٥)

اس میں خط کشیدہ جملے کا ترجمہ بالکل غلط کیا گیا ہے، صحیح ترجمہ یہ ہے: ''لہٰذا اگر اس کی تحصیل میں لوگوں پر زیادتی نہ ہو اور جتنا ان پر واجب ہے اس سے زیادہ وصول نہ کیا جائے تو اس کے وصول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' یوں تو عربی زبان کا

صحیح علم رکھنے والا ہر شخص اس کا وہی ترجمہ کرے گا جو ہم نے عرض کیا، لیکن امام ابو یوسفؒ نے تو اس مسئلے میں کوئی ابہام چھوڑا ہی نہیں، چنانچہ وہ عشور کی بحث کا آغاز ہی ان الفاظ سے کر رہے ہیں کہ:

أمّا العشور فرأيت أن تولّيها قوما من أهل الصّلاح والدِّين وتأمرهم أن لا يتعدوا على النّاس فيما يعاملونهم به فلا يظلموهم ولا يأخذوا منهم أكثر مما يجب عليهم. (کتاب الخراج ص:۱۳۲فصل في العشور)

ترجمہ:- جہاں تک عشور کا تعلق ہے، سو ان کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ ان کی وصولیابی پر آپ صالح اور دیندار لوگوں کو مقرر کریں اور انہیں اس بات کا حکم دیں کہ وہ اپنے معاملات میں لوگوں پر ظلم نہ کریں اور جتنا ان پر واجب ہے اس سے زیادہ وصول نہ کریں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب الخراج میں اچانک ”ويؤخذ بأكثر مما يجب عليهم“ کا لفظ مؤلفِ موصوف کو نظر پڑا اور وہ اپنے ذہنی خاکے کے مطابق معلوم ہوا تو اس کے بعد اس جملے کی صحیح ترکیب اور عبارت کے سیاق و سباق پر غور کرنے کی انہوں نے ضرورت نہیں سمجھی، کتاب میں کئی مقامات پر اس ناتمام جملے کا غلط ترجمہ بار بار لکھتے چلے گئے ہیں اور اس کی بنیاد پر صفحہ:۱۲۸ پر تو یہاں تک لکھ دیا گیا ہے کہ:-

عشور کے متعلق تو شریعت میں یہ گنجائش بھی موجود ہے کہ اس کی شرح میں اضافہ کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ امام ابو یوسفؒ کے اس فتوے سے معلوم ہوتا ہے: ويؤخذ بأكثر مما يجب عليهم اور عشور کی مقرر رقم سے زیادہ بھی لیا جائے۔

۳:- مؤلفِ موصوف لکھتے ہیں کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں لی جاتی تھی، لیکن عمر فاروقؓ نے اپنے دور میں تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ عائد کردی اور صحابہؓ میں سے کسی نے اختلاف نہ کیا، اس طرح زکوٰۃ کی مد میں ایک نئی آمدنی کا اضافہ ہوگیا۔ (ص:۴۹)

حالانکہ یہ بات بھی موضوع کا پورا مطالعہ نہ کرنے پر مبنی ہے، اگر مؤلفِ موصوف حدیث کی کوئی مستند کتاب اُس کی شرح کے ساتھ دیکھ لیتے تو انہیں یہ غلط فہمی نہ ہوتی کہ تجارت کے گھوڑوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زکوٰۃ نہیں لی جاتی تھی، اور حضرت عمرؓ نے اس مد کا اضافہ کیا تھا۔

۴:- حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کی کتاب ''اسلام کا نظامِ اَراضی'' کے حوالے اس کتاب میں اکثر و بیشتر حیرتناک حد تک غلط انداز سے پیش کئے گئے ہیں، اور حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی طرف ایسی ایسی باتیں منسوب کی گئی ہیں جو نہ صرف یہ کہ اُن کے حاشیہ خیال میں بھی نہ ہوں گی، بلکہ ان کی کتاب کو اگر پوری طرح پڑھ لیا جائے تو خود اس میں ان باتوں کی تردید موجود ہے، مثلاً لکھتے ہیں:-

مفتی صاحب نے پاکستان کی زمینوں کو شرعاً وہی حیثیت دی ہے جس کی تفصیلات ہم نے اس باب میں بیان کی ہیں..... یعنی وہ اصلاً حکومتِ پاکستان کی ملکیت ہیں اور جن لوگوں کا ان زمینوں پر قبضہ ہے وہ اس کے اصلی مالک نہیں۔ (ص:۷۵)

حالانکہ حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی کتاب میں نہ صرف یہ کہ اس خودساختہ نتیجے کا اشارہ تک نہیں، بلکہ اس کی صریح تردید موجود ہے، حضرت مفتی صاحب کا منشاء تو یہ ہے کہ پاکستان کی متروکہ اراضی تقسیم کے بعد اصلاً حکومتِ پاکستان کی ملکیت تھیں جن پر اس کو مکمل اختیار حاصل تھا، اور اس کے بعد حکومت نے یہ زمینیں جن افراد کو

دے دیں وہ اُن کے مالک ہو گئے۔

۵:- علامہ محمد خضری کی مشہور کتاب "تاریخ التشریع الاسلامی" کا ذکر کرتے ہوئے مؤلفِ موصوف لکھتے ہیں کہ اس کا: "ترجمہ کرنے والے مولانا عبدالسلام ندوی جیسے مشہور عالمِ دین ہیں، اس ترجمے کے متعدّد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور حال ہی میں پاکستان کے کسی ادارے نے مؤلف کا نام بدل کر یہ کتاب چوری چھپے شائع کی ہے۔" حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کے جس ادارے نے یہ کتاب شائع کی ہے اس نے مولانا عبدالسلام ندوی کا ترجمہ شائع نہیں کیا، بلکہ اس کا نیا ترجمہ کرایا ہے، اس کے ابتدائی تقریباً ساٹھ صفحات کا ترجمہ خود راقم الحروف نے کیا ہے جس کا مولانا ندوی صاحب کے ترجمے سے کوئی تعلق ہی نہیں، اگر مؤلفِ موصوف مولانا ندوی کے ترجمے اور اس نئے ترجمے کا مقابلہ کر کے دیکھ لیتے تو خواہ مخواہ کسی پر یہ غیر اخلاقی الزام عائد نہ فرماتے۔

بہرکیف! یہ چند مختصر مثالیں تھیں ورنہ اس کتاب میں غلط فہمیوں، مغالطوں، خلطِ مبحث اور مطالعہ کی نارسائی کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں، اور یہ "ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی" کے معیارِ تحقیق کے بارے میں کوئی اچھا تأثر نہیں دے سکتی۔

(جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ)

اسلامی عقیدے

تالیف: حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ، ترجمانی مولانا سیّد انظر شاہ کشمیری۔ شائع کردہ: خضراء بک ڈپو، دیوبند، یوپی۔ ضخامت: ۳۰۴ صفحات، سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ کاغذ عمدہ، کتابت و طباعت متوسط، قیمت غیر مجلد: تین روپے (زیرِ نظر نسخہ مجلد مع گردپوش، قیمت درج نہیں)۔

اسلامی عقائد پر علماء نے دو مختلف نقطہ ہائے نظر سے کتابیں لکھی ہیں، ایک

گروہ نے عقائد کے فلسفیانہ پہلو سے گفتگو کر کے ان لوگوں کی تشفی کا سامان کیا جو ہر عقیدے کو عقل سے سمجھنا چاہتے ہیں، اور دوسرے گروہ نے اُن حضرات کو پیشِ نظر رکھا جو عقل کا استعمال کر کے اسلام کو بہ دِل و جان قبول کر چکے اور اب یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اسلام کے نظامِ عقائد کی تفصیلات کیا ہیں؟ زیرِ نظر کتاب اسی دُوسرے مقصد کے تحت لکھی گئی ہے، اسی لئے اس کے بیشتر دلائل عقلی کم اور نقلی زیادہ ہیں، یہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ کے فارسی رسالہ ''تکمیل الایمان'' کا اُردو ترجمہ ہے، اور اس میں اسلامی عقائد کو سادہ مگر دِل نشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے، اسی لئے حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس رسالہ کو بہت پسند فرماتے تھے۔

مضامین کے مستند ہونے کے لئے حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی ہی کافی ضمانت ہے، البتہ تبصرہ نگار کو بعض جگہ کچھ اُلجھنیں پیش آئیں، مثلاً ص:۲۱، ۲۲ پر لکھا ہے کہ:-

> امام ابوحنیفہؒ اور بعض دُوسرے ائمہ نے کہا ہے کہ جنات کو ان کے اعمال پر نہ ثواب ہوگا اور نہ وہ بہشت میں داخل کئے جائیں گے، ان کے تمام اعمال کی جزاء بس یہی ہوگی کہ جہنم کی آگ سے اور عذاب سے بچ جائیں، اس کے باوجود خدا کا فضل و کرم ہے اگر وہ چاہے تو اس سعادت سے جنات کو بھی بہرہ ور کرسکتا ہے۔

یہ بات اس لئے سمجھ میں نہیں آئی کہ قرآنِ کریم نے سورۂ رحمٰن میں جنت کی سرمدی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے، وہاں اس کے مخاطب صراحت کے ساتھ جنات بھی ہیں، اس لئے قرآنِ کریم کے نسق سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جنات کو بھی ان نعمتوں میں حصہ دار بنایا جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ کا جو ارشاد مذکورہ عبارت میں نقل کیا گیا ہے وہ ہمیں ''الفقہ الاکبر'' اور ''الوصیۃ'' میں تو ملا نہیں، اگر ہمارا اعتراض کم علمی پر مبنی ہو اور

امام ابوحنیفہؒ کے اس قول کی سند اور قرآن وسنت سے اس کی کوئی دلیل کسی اہلِ علم کو معلوم ہو تو براہِ کرم وہ ہمیں مطلع فرمائیں۔

اس رسالہ میں یوں تو تمام مسائل نہایت اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، لیکن بعض خاص خاص مسائل پر بڑی مفصل تحقیقات بھی ملتی ہیں، مثلاً ایمانِ فرعون کے مسئلہ پر حضرت شیخؒ نے بڑی سیر حاصل بحث کی ہے، اور شیخ ابنِ عربیؒ کا جو قول فصول الحکم میں درج ہے کہ فرعون مؤمن تھا، اس کے مقابلے میں فتوحاتِ مکیہ سے انہی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:-

> جہنم کے بہت سے درکات ہیں ..... ان میں سے ایک ایسا طبقہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے ان متکبرین اور معاندین کے لئے مخصوص کیا ہے جو کفر و اِستکبار میں سب سے بڑھ چڑھ کر تھے جیسا کہ خود یہی فرعون۔

حضرتِ شیخؒ اس قول کو نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں:-

> ابنِ عربیؒ کے بعض ہواخواہوں نے یہ بھی کہا کہ قرآن مجید کی اس آیت یعنی "حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ ..... الخ" میں شیخؒ نے آیت میں جو متعدّد احتمالات ہیں، فصوص میں انہی کا ذکر کیا ہے، فرعون کے بارے میں ان کی ذاتی رائے وہی ہے جس کا اظہار فتوحاتِ مکیہ میں کیا تھا ..... اور اگر یہ تطبیق ممکن نہ ہو تو بے تأمل شیخ کی رائے کو چھوڑ دینا چاہئے۔ (ص:۱۴۶، ۱۴۷)

پھر اس جیسے مسائل میں کیسا صاف اور بے غبار اُصول تحریر فرماتے ہیں:-

> مسلمانوں کو چاہئے کہ عقائد، کفر و ایمان کے مسائل میں سوادِ اعظم کو نہ چھوڑیں، اگرچہ مشائخ کی اتباع مناسب ہے، مشائخ کے ساتھ حسنِ ظن رکھنا چاہئے اور تا بہ امکان ان کے تفردات کو

اجماعی مسائل سے قریب کرنے کی کوشش کی جائے۔ (ص:۱۵۰)

اس کے علاوہ صفحہ:۲۳۴ سے صفحہ:۲۶۴ تک ''مسئلۂ خلافت'' پر بھی حضرتِ شیخؒ نے نہایت مفصل اور تشفی بخش بحث کی ہے، ''مشاجراتِ صحابہ'' پر بھی حضرتِ شیخؒ نے اعتدال کی پُرسکون راہ یہ بتائی ہے کہ تاریخ میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں جو خلجان انگیز باتیں ملتی ہیں، ان کے بارے میں مسلمانوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ:-

> یہ تمام واقعات اور ان کی شہرت غیر یقینی ہے، اور ان کی صحابیت ایک یقینی امر ہے، لہٰذا اس کو غیر یقینی شہرتوں سے کس طرح ختم کیا جاسکتا ہے۔ (ص:۲۷۷)

حضرتِ شیخؒ کے اس رسالے کا ترجمہ حجة الله في الأرض حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادۂ گرامی مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری (اُستاذِ تفسیر دارالعلوم دیوبند) نے کیا ہے، ترجمہ نہایت سلیس اور رواں ہے، بلکہ آج کی اصطلاح کے مطابق کہنا چاہئے کہ ''آزاد ترجمہ'' ہے، پھر فاضل مترجم نے جابجا اپنے تشریحی اور تحقیقی حواشی سے کتاب کی قدر و قیمت میں بڑا اضافہ کردیا ہے، ان حواشی میں مجملات کی تشریح بھی ہے، اور جن علماء کا ذکر متن میں آیا ہے ان کا تعارف بھی، اس کے علاوہ جن مقامات پر حضرتِ شیخؒ کی رائے علماء کی اکثریت کے خلاف ہے (مثلاً: ''اعراف'' استمداد بالقبور اور لعنتِ یزید وغیرہ کے مسائل) وہاں انہوں نے ادب و احترام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختصر مگر مدلل تنقیدیں بھی کی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض مسائل (مثلاً: جبر و قدر اور حیاتِ خضر) پر اپنی طرف سے بعض مفید تحقیقات کا اضافہ بھی کیا ہے، جزاہ اللہ خیراً۔

البتہ جنت و دوزخ کے فنا و بقاء کے بارے میں حضرتِ شیخؒ نے احادیث کے جس تعارض کا ذکر فرمایا ہے، اس کی جو تشریح فاضل مترجم نے صفحہ:۲۱ کے حاشیہ پر کی ہے وہ نظرِ ثانی کے لائق ہے۔

مولانا انظر شاہ صاحب کا اُسلوبِ نگارش صرف شگفتہ ہی نہیں، کسی قدر شوخی بھی لئے ہوئے ہے جس سے قاری دِلچسپی محسوس کرتا ہے، البتہ جب علامہ سیوطیؒ کے تعارف میں یہ جملہ نظر سے گزرا کہ وہ:-

بڑے لکھاڑ اور وسیع النظر عالم ہیں۔ (ص:۳۰)

تو بے ساختہ یہ مصرعہ زبان پر آ گیا کہ ؎

شوخی سہی کلام میں، لیکن نہ اس قدر!

بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب عوام اور اہلِ علم دونوں کے لئے قابلِ مطالعہ اور مفید ہے۔ شروع میں مولانا ظفیر الدین صاحب کے قلم سے علمِ کلام کی تاریخ پر ایک مفید مقدمہ بھی شامل ہے۔ پاکستان میں اس کتاب کو حاصل کرنے کے لئے منیجر ماہنامہ بینات جامع مسجد نیوٹاؤن کراچی نمبر ۵ سے رجوع کیا جائے۔ (جمادی الثانیہ ۱۳۸۸ھ)

اِشاریہ تفسیرِ ماجدی

مرتبہ: حافظ نذر احمد صاحب پرنسپل شبلی کالج لاہور۔ ناشر: مسلم اکادمی ۱۸/۲۹ محمد نگر، علامہ اقبال روڈ لاہور۔ بڑے سائز کے ۴۴ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ عکسی۔

''تفسیرِ ماجدی'' مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب مدظلہم کی معروف تفسیر ہے، جس کی ایک جلد پر تبصرہ بھی ''البلاغ'' میں آچکا ہے، زیرِ تبصرہ کتاب اسی تفسیر کا اشاریہ ہے جسے حافظ نذر احمد صاحب نے خاصی محنت سے مرتب کیا ہے، اس اِشاریہ کی مدد سے تفسیرِ ماجدی میں متفرق مضامین کا نکالنا آسان ہوجاتا ہے، تفسیر کے ساتھ ساتھ الفاظِ قرآنی کا بھی خاصا مفید اشاریہ ہے، اور اس کی مدد سے اکثر آیتوں کو بھی قرآنِ کریم میں آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے۔

اِشاریہ کی ترتیب میں بعض فروگزاشتیں بھی نظر سے گزریں، مثلاً صفحہ:۳۰ کالم:۳ سطر:۶ پر ''اثارۃ من علم'' لکھا ہوا ہے، اور اس کے لئے ''احقاف:۴'' کا حوالہ

دیا گیا ہے، حالانکہ قرآنی لفظ "اثارۃ" نہیں "اَثارۃ" ہے، یہ کتابت کی غلطی معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ "اَثارۃ" پڑھنے کی صورت میں یہ لفظ یہاں نہیں، بلکہ اسی صفحہ پر کالم:۷ میں "اَثِیم" سے پہلے آنا چاہئے۔

اسی طرح صفحہ:۳ کالم:۳ و۴ میں الف مقصورہ کا عنوان لکھا گیا ہے اور اس کے تحت اَئمۃ، اَبدًا کے الفاظ ہیں، حالانکہ اَبدًا وغیرہ کے شروع میں ہمزہ ہے، الف مقصورہ نہیں لہٰذا یہاں الف مقصورہ کے بجائے "ہمزہ" کا عنوان ہونا چاہئے۔

اسی صفحے کے کالم:۷ میں لفظ "اتمروا" لکھا ہے، اور اس کے لئے "طلاق:۶" کا حوالہ مذکور ہے، یہ بھی دُرست نہیں، صحیح لفظ "ائتمروا" ہے اور اس کا مقام یہاں نہیں بلکہ کالم:۳ میں اَئمۃ سے پہلے ہے۔

نیز "ابجد در ابجد" کی ترتیب ساری کتاب میں مختل ہے، مثلاً صفحہ:۳ کالم:۷ میں "اثیم" پہلے ہے اور "اثاثًا" بعد میں، صفحہ:۵ کالم:۳ میں "استھزاء" پہلے ہے اور "استعاذۃ" بعد میں، حالانکہ برعکس ہونا چاہئے۔

بہرصورت! موجودہ صورت میں بھی یہ کتاب اُن لوگوں کے لئے کافی مفید ہے جن کے پاس تفسیرِ ماجدی موجود ہے، اور اگر فاضل مؤلف اس پر کچھ محنت اور فرمالیں تو یہ بہت زیادہ نفع بخش اِشاریہ بن سکتا ہے۔ (ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ)

اشرف التفاسیر (۴ جلدیں)

ترتیب: صوفی محمد اقبال قریشی صاحب، ابوحذیفہ محمد اسحاق ملتانی۔ ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم،

وعلی الہ واصحابہ اجمعین

قرآنِ کریم کے بارے میں بجا طور پر یہ کہا گیا ہے کہ: "لا تنقضی

عجائبہ" یعنی اس کے الفاظ واسالیب میں پنہاں اسرار وحِکَم کے اتھاہ خزانے کبھی ختم نہیں ہوسکتے۔ یہ کلامِ الٰہی کا اعجاز ہے کہ جب ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی اسے سادگی سے پڑھتا ہے تو اس کا وہ سادہ مفہوم سمجھنے میں دُشواری پیش نہیں آتی جو اسے عمومی ہدایت کے لئے کافی ہو۔ لیکن جب کوئی عالم اسی کلام سے اَحکام اور حکمتوں کا استنباط کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہی کلام بڑے دقیق وعمیق نکات کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اور ان نکات کی گہرائی اور وسعت ہر شخص کے علم وبصیرت کی نسبت سے بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ اسی لئے قرآنِ کریم نے جا بجا اس کلام میں تدبر کا حکم دیا ہے، جس کے نتیجے میں بسا اوقات ایک عالم پر وہ نکات واضح ہوتے ہیں جن کی طرف سے پہلے کسی نے توجہ نہیں کی۔

حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے اس آخری دور میں مآخذِ دین کی تشریح وتبلیغ کی غیر معمولی توفیق عطا فرمائی تھی، یوں تو دین کے تمام ہی علوم میں حضرتؒ کو کامل دستگاہ حاصل تھی، لیکن وہ خود فرماتے تھے کہ انہیں تفسیر اور تصوّف سے خاص مناسبت ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تدبرِ قرآن کا خصوصی ذوق عطا فرمایا تھا، ان کی تفسیر "بیان القرآن" اہلِ علم کے لئے ایک گراں قدر سرمایہ ہے، اور اس کی قدر اس

(یہاں یہ واضح رہے کہ نت نئے نکات کی دریافت، وعظ وتذکر، معارف وحقائق، اسرارِ تکوین اور تشریع کی حکمتوں سے متعلق ہوتی ہے۔ اس میدانؒ میں نئے آنے والے ایسے حقائق دریافت کرسکتے ہیں جن کی طرف متقدمین کی نظر نہیں گئی، اور اسی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے "اوفھم یؤتاہ الرجل" سے تعبیر فرمایا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عقائد واَحکام کے تعین میں بھی ایک شخص پوری اُمت کے اِجماع کے برخلاف قرآنِ کریم کی کوئی ایسی نئی تفسیر کرسکتا ہے جو مُسلّمہ عقائد واَحکام کے منافی ہو، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن جن عقائد واَحکام کی تبلیغ کے لئے آیا تھا وہ اب تک مبہم اور ناقابلِ فہم ہے، اور اس سے دین کا ناقابلِ اعتبار ہونا لازم آتا ہے۔ والعیاذ باللہ)

وقت معلوم ہوتی ہے جب مشکل مواقع پر انسان پچھلی تفاسیر کو کھنگالنے کے بعد اس کی طرف رُجوع کرے۔

لیکن حضرتؒ کے تدبرِ قرآن کا شاہکار درحقیقت وہ تفسیری نکات ہیں جو آپؒ نے اپنے مواعظ و ملفوظات میں کسی اور سلسلۂ کلام کے ضمن میں بیان فرمائے۔ ہوتا یہ ہے کہ کسی وعظ یا کسی مجلس میں کسی موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے قرآنِ کریم کی کوئی آیت آپؒ کے قلب پر وارِد ہوتی ہے، اور آپؒ اس کی تفسیر کرتے ہوئے اس سے عجیب و غریب مسائل مستنبط فرماتے ہیں، قرآنِ کریم کے نظم و اُسلوب کی بے مثال توجیہات بیان فرماتے ہیں، فوائد قیود کی دِل نشین تشریح فرماتے ہیں، مختلف آیاتِ قرآنی کے درمیان الفاظ وتعبیر کا جو فرق ہے، اس کی حکمتیں ظاہر فرماتے ہیں، اور بیشتر مواقع پر انسان ان تفسیری نکات کو پڑھ کر بے ساختہ پھڑک اُٹھتا ہے اور واقعۃً یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ نکات من جانب اللہ حضرتؒ کے قلب پر وارِد فرمائے گئے ہیں۔ مواعظ و ملفوظات میں بکھرے ہوئے ان تفسیری نکات کی یہ اہمیت و ندرت ہر اس باذوق شخص نے محسوس کی ہے جس نے اہتمام سے ان مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ کیا ہو۔

عرصۂ دراز سے احقر کی خواہش تھی کہ مواعظ و ملفوظات میں منتشر ان تفسیری نکات کو یکجا مرتب کرکے سورتوں کی ترتیب سے ان کا مجموعہ شائع کیا جائے، لیکن مواعظ و ملفوظات کے سمندر سے (جو تقریباً ۳۵، ۴۰ ضخیم جلدوں پر محیط ہیں) ان جواہر کی تلاش و انتخاب، اور ان کی ترتیب و تدوین بڑا محنت طلب کام تھا، جس کے لئے مدّت درکار تھی۔ اپنی شدید مصروفیات کی وجہ سے احقر کو براہِ راست یہ کام شروع کرنے کی تو ہمت نہ ہوئی، لیکن احقر نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ احقر روزانہ حضرتؒ کے مواعظ میں سے جس تھوڑے سے حصے کا معمولاً روزانہ مطالعہ کیا کرتا تھا، اس میں ایسے تفسیری نکات پر نشان لگالیتا تھا، خیال یہ تھا کہ اس طرح آہستہ آہستہ تمام مواعظ میں

سے ایسے مقامات منتخب ہو جائیں گے، پھر انہیں نقل کرا کر سورتوں کی ترتیب پر مرتب کرلیا جائے گا، اور پھر یہ مجموعہ شائع کیا جاسکتا ہے۔ احقر کے ذہن میں یہ تجویز بھی تھی کہ بعد میں اس مجموعہ کا عربی میں بھی ترجمہ کیا جائے۔

اس طرح بڑی سست رفتاری سے سہی، لیکن بفضلہٖ تعالیٰ احقر کے پاس حضرتؒ کے تقریباً ایک سوتیں مواعظ (تیرہ جلدوں) میں منتخب تفسیری نکات پر نشانات لگ گئے اور اپنے بعض رفقاء کی مدد سے احقر نے انہیں نقل کرانا بھی شروع کردیا۔

اسی دوران برادرِ مکرم جناب مولانا محمد اسحاق صاحب مدظلہم، ناظم ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان، نے احقر کو بتایا کہ انہوں نے بھی اسی قسم کا کام شروع کیا ہوا ہے، احقر کو اس بات سے خوشی ہوئی، اور احقر نے اپنا کیا ہوا کام ان کے حوالے کردیا، اس طرح الحمدللہ تقریباً ساڑھے تین سو مواعظ سے ان تفسیری نکات کا انتخاب تیار ہوگیا۔ مولانا موصوف نے بڑی عرق ریزی سے ان تمام نکات کو قرآنِ کریم کی سورتوں کی ترتیب پر مرتب فرمایا۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ احقر کا کام صرف مواعظ کی حد تک محدود تھا، مولانا نے ملفوظات سے بھی ان نکات کا انتخاب کیا ہے، احقر نے ان کے کئے ہوئے کام کا نمونہ دیکھا ہے، اگرچہ پورا کام نہیں دیکھ سکا، لیکن انہوں نے اپنا کام بعض دُوسرے علماء کو بھی دکھالیا ہے، اس لئے اُمید ہے کہ انشاء اللہ وہ مناسب ہوگا۔

اب حضرت حکیم الاُمتؒ کے تفسیری جواہر کا یہ عظیم مجموعہ آپ کے سامنے آرہا ہے، یہ نہ جانے کتنے علماء اور کتنے بزرگوں کی خواہش کی تکمیل اور کتنے اہلِ ذوق کے خوابوں کی تعبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا صوفی محمد اقبال قریشی صاحب اور محمد اسحاق صاحب کو دُنیا و آخرت میں بہترین جزاء عطا فرمائیں کہ وہ اس عظیم کام کو منظرِ عام پر لانے کا ذریعہ بنے۔

یہاں یہ عرض کردینا بھی مناسب ہے کہ حضرت حکیم الاُمتؒ کے مواعظ و

ملفوظات میں تفسیری نکات کے ساتھ احادیث کی تشریح کے سلسلے میں بھی بڑے قیمتی نکات ملتے ہیں، احقر نے اپنے کام کے دوران ایسے نکات پر بھی نشان لگائے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ تفسیری نکات کے بعد ان حدیثی نکات پر مشتمل بھی ایک مجموعہ مرتب اور شائع فرمائیں، آمین۔

ان گزارشات کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اس مجموعے کو مبارک ومسعود فرمائیں، اسے اُمت کے لئے نافع بنائیں، اور یہ ان تمام حضرات کے لئے ذخیرۂ آخرت ثابت ہوں، جنہوں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا، وما توفیقی الا باللہ۔

(شوال ۱۴۲۰ھ)

اشرف التوضیح تقریر مشکوٰۃ المصابیح (جلد اوّل)

از افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب دامت برکاتہم صدر ومہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد۔ ترتیب ومراجعت: مولانا محمد زاہد ومولانا محمد مجاہد۔ ناشر: مکتبہ اسلامیہ امدادیہ، گلشنِ امداد فیصل آباد۔ $\frac{20 \times 30}{8}$ سائز کے ۵۸۴ صفحات، کتابت وطباعت اور کاغذ متوسط، جلد نہایت خوشنما اور دیدہ زیب، قیمت درج نہیں۔

حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مدظلہم العالی ہمارے ملک کے اُن مایۂ ناز اہلِ علم میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم وفضل کے اعلیٰ مقام کے ساتھ قلب کا سوز وگداز اور خدمتِ دین کا جذبہ وسلیقہ عطا فرمایا ہے۔ اُن کا قائم کیا ہوا مدرسہ جامعہ اسلامیہ امدادیہ ماشاء اللہ نہایت تیزی سے ترقی کی منازل طے کر رہا ہے اور اس نے چند ہی سالوں میں ملک کے ممتاز دینی مدارس کی صف میں اپنا مقام پیدا کرلیا ہے۔

مولانا کا درسِ حدیث ملک کے مقبول ترین دُروس میں سے ہے، آپ نے مشکوٰۃ المصابیح کے درس میں جو تقاریر ارشاد فرمائیں، وہ زیرِ نظر کتاب میں مرتب ہیں،

شروع میں علمِ حدیث کے تعارف، حجیتِ حدیث اور تدوینِ حدیث کے موضوع پر عمدہ مقدمہ ہے، اس کے بعد اس جلد میں آغازِ کتاب سے آمین بالجہر کے مسئلے تک مشکوٰۃ کی بہترین تقریر آگئی ہے، جو ایک شرح کی حیثیت رکھتی ہے۔

احقر کو جستہ جستہ اس کتاب کے مطالعے کا موقع ملا، ماشاء اللہ تقریر محققانہ، جامع اور طلبہ کے لئے نہایت مفید ہے، مولانا کے دونوں فاضل صاحبزادوں نے اسے بڑے سلیقہ سے مرتب کیا ہے اور حواشی میں تقریر کے اہم حوالوں کی تخریج فرما کر کتاب کی افادیت میں اضافہ کردیا ہے۔

یہ کتاب مشکوٰۃ کے طلبہ اور اساتذہ کے لئے تو نہایت مفید ہے ہی، ان لوگوں کے لئے بھی فائدہ مند ہے جو اُردو میں حدیث کے مباحث کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ علماء وطلبہ اور عام تعلیم یافتہ مسلمان اس کتاب کی کماحقہ پذیرائی کریں گے۔ (محرم الحرام ۱۴۰۹ھ)

اِصلاح المسلمین

افادات: حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔ ترتیب: پروفیسر مسعود احسن صاحب علوی مرحوم۔ زیرِ نگرانی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہم۔ ناشر: ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰-انارکلی، لاہور۔

حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی تصانیف اور مواعظ وملفوظات دین کے ہر شعبے سے متعلق جن جواہر پاروں پر مشتمل ہیں ان کی افادیت اور تأثیر کسی تعریف وتحسین کی محتاج نہیں، اس کا اندازہ ہر اس شخص کو ہوسکتا ہے جس نے ذوقِ سلیم کے ساتھ حضرتؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہو۔

خاص طور پر حضرت حکیم الأمتؒ کے مواعظ وملفوظات میں علم وحکمت کے وہ موتی جابجا بکھرے ہوئے ہیں جن سے دین کی صحیح فہم بھی پیدا ہوتی ہے اور اِصلاحِ

اعمال و اخلاق کا جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے۔ اس کتاب کے مرتب جناب مسعود احسن صاحب مرحوم نے حضرتؒ کے انہی مواعظ و ملفوظات سے اُن چھوٹے چھوٹے اقتباسات کا انتخاب کیا ہے جن میں خاص طور پر عہدِ حاضر کی فکری اور عملی گمراہیوں کی نشاندہی کرکے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کی اصلاح کی تدابیر بتائی گئی ہیں۔

فاضل مرتب مرحوم نے سینکڑوں اقتباسات کا یہ ذخیرہ چالیس عنوانات کے تحت جمع فرمایا تھا، لیکن ابھی ترتیب و تدوین مکمل نہ ہوسکی تھی کہ ان کی وفات ہوگئی، اب عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب مدظلہم صدر دارالعلوم کراچی نے اپنے بعض متوسلین کے ذریعے اس کی ترتیب و تدوین کو بڑی عرق ریزی سے مکمل فرمایا ہے، اور یہ کتاب اس ذخیرے کی پہلی قسط ہے جو ''معاشرت''، ''معیشت'' اور ''سیاست'' کے نام سے تین بڑے ابواب پر مشتمل ہے، آج کل ان تینوں شعبوں سے دین کی عملداری ختم ہوتی جارہی ہے، اس لئے یہ حصہ بطورِ خاص تقاضائے وقت کے عین مطابق ہے۔ ان مختصر مختصر اقتباسات میں اسلامی تعلیمات اپنے صحیح مزاج و مذاق اور اپنی حقیقی رُوح کے ساتھ اس طرح جلوہ گر ہیں کہ ان کے مطالعے سے انشاء اللہ دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی راہ آسان ہوگی، اور نہ جانے کتنی فکری غلطیوں کی اصلاح ہوگی۔

ہم ہر مسلمان سے اس کتاب کے مطالعے کی پُرزور سفارش کرتے ہیں۔

(رجب المرجب ۱۴۰۳ھ)

الاعتدال فی مراتب الرجال

مؤلفہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہم۔ ناشر: مکتبہ زکریا، شہزادی بلڈنگ، متصل جامع مسجد، عالمگیر مارکیٹ لاہور۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۳۰۴ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، قیمت مجلد: ۳/۵۰

یہ دراصل حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم کا ایک مکتوب ہے جو انہوں نے اپنے ایک شاگرد کے سات سوالات کے جواب میں تحریر فرمایا تھا، یہ خط اُس وقت لکھا گیا تھا جب غیر منقسم ہندوستان میں مسلم لیگ اور کانگریس کے سیاسی معرکے سرگرم تھے، اور حضرت تھانویؒ اور حضرت مدنیؒ کے درمیان بھی اس مسئلہ میں اختلاف پیدا ہوگیا تھا، بعض مسلمان پریشان تھے کہ اکابر کے اس اختلاف میں کیا راہِ عمل اختیار کریں؟ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم نے اس مکتوب میں اس اختلاف کی شرعی حیثیت بھی واضح فرمائی ہے اور ایسے مواقع پر عوام کو کیا کرنا چاہئے؟ اس کی تشریح بھی فرمادی ہے، اس کے علاوہ مسلمانوں کی عام سیاسی و معاشی زبوں حالی اور علماء کے اختلاف کے مسئلہ پر بھی اس میں سیر حاصل تبصرے آگئے ہیں۔ ان مسائل پر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم نے اپنے مخصوص انداز میں تفصیلی گفتگو کی ہے جس سے ایمان و یقین میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ کہنے کو تو یہ ایک وقتی سیاسی مسئلہ پر تبصرہ ہے، لیکن اپنے ہمہ گیر مباحث کی وجہ سے ایک مستقل تصنیف ہے جو ہر دور میں کارآمد ہے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ)

اِعجاز القرآن

مؤلفہ: شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ۔ ناشر: ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰-انارکلی، لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۱۲۸ صفحات، کاغذ کتابت و طباعت عمدہ، قیمت درج نہیں۔

یہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کا مشہور رسالہ ہے جس میں انہوں نے معجزہ، وحی اور اعجازِ قرآن کے مسئلہ پر انتہائی ایمان افروز، بصیرت افزا بحث کی ہے۔ اندازِ بیان نہایت دلکش اور دِل نشین ہے، اور خود راقم الحروف ایسے کئی صاحبان سے واقف ہے جنہوں نے بیان کیا کہ اس کتاب نے ان کے متزلزل عقائد

میں پختگی پیدا کی۔ یہ رسالہ عرصۂ دراز سے نایاب تھا، ادارۂ اسلامیات نے اسے بڑے سلیقہ کے ساتھ شائع کیا ہے اور اس کے ساتھ علامہ عثمانیؒ کے دو مقالے ''الروح فی القرآن'' اور ''المعراج فی القرآن'' بھی شامل کر دیئے ہیں۔ اُمید ہے کہ اس کتاب سے اہلِ علم اور عوام دونوں فائدہ اُٹھائیں گے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ)

اِعجاز الصرف

مؤلفہ: ابوامداد محمد عیسیٰ خان صاحب تونسوی۔ ناشر: سیّد بشیر احمد کتاب مرکز (فاروق گنج) گوجرانوالہ۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۹۶ صفحات، قیمت درج نہیں۔

یہ علمِ صرف پر ایک رسالہ ہے جس میں تمام اَبوابِ صرف کی گردانیں، تعلیلات اور مشکل صیغوں کی تشریح و تحقیق درج ہے، اُمید ہے کہ عربیت کے طلباء کے لئے یہ رسالہ مفید ہوگا۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۴ھ)

الاعلان بالتوبیخ

تالیف: حافظ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ و ترتیب: ڈاکٹر سیّد محمد یوسف صاحب صدر شعبۂ عربی جامعہ کراچی۔ شائع کردہ: مرکزی اُردو بورڈ، ۳۶ جی، گلبرگ لاہور۔ متوسط تقطیع کے ۳۶۵ صفحات، ٹائپ کی خوشنما طباعت، قیمت چھ روپے

حافظ شمس الدین سخاویؒ نویں صدی ہجری کے مشہور محدث ہیں، ان کی یہ کتاب اُصولِ تاریخ کے موضوع پر ہے اور اس کا پورا نام ''تاریخ التاریخ'' یا ''الاعلان بالتوبیخ لمن ذمّ أهل التواریخ'' ہے، جس کا ترجمہ فاضل مترجم نے ''اعلان سرزنش بہ دُشمنانِ اہل تاریخ'' سے کیا ہے۔

اس کتاب میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شروع میں علمِ تاریخ کی تعریف، موضوع، غرض و غایت اور فوائد و فضائل کو جمع کر کے ان لوگوں کی تردید

فرمائی ہے جو اس علم کو بُرا کہتے ہیں، اس کے بعد تاریخ بیان کرنے کے کچھ اُصول اور مؤرّخ کے شرائط بیان کئے ہیں، اور آخر میں اس علم پر جو تصانیف لکھی گئی ہیں ان کا طبقہ وار مفصل تعارف کرایا ہے۔ ان موضوعات پر گفتگو کے دوران مؤرّخین و محدثین کے بے شمار واقعات نے کتاب کو بہ غایت دلچسپ اور مفید بنا دیا ہے۔

مسلمانوں کے اُصولِ تاریخ (Historigraphy) پر یہ کتاب بنیادی اہمیت رکھتی ہے، ہر علم کی ابتدائی کتب کی طرح اس کتاب میں بھی وہ ربط و انضباط نہیں ہے جو کسی علم کی عہدِ شباب کی تصانیف میں ہوا کرتا ہے، لیکن بحیثیتِ مجموعی اس سے اُن لوگوں کو بڑی روشنی ملتی ہے جو تاریخِ اسلام کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

کتاب کا ترجمہ سادہ، مطلب خیز، عام فہم اور سلیس ہے، حاشیہ پر فاضل مترجم نے روزنتھال کی تعلیقات سے نقل کر کے کتاب میں آنے والے ناموں کی وفیات بھی درج کر دی ہیں، جس سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے، آج جبکہ ہر کس و ناکس کو تاریخِ اسلام پر رائے زنی کرنے کا شوق ہو رہا ہے اس کتاب کو منظرِ عام پر لا کر ڈاکٹر سیّد محمد یوسف صاحب نے بڑا کام کیا ہے، جزاہ اللہ تعالیٰ خیراً۔

(ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ)

اِقبالؔ اور قادیانی

مؤلفہ: جناب نعیم آسی۔ ناشر: مسلم اکادمی وزیر پورہ سیالکوٹ۔
$\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۱۸۸ صفحات، کاغذ اعلیٰ سفید، کتابت و طباعت اور ٹائٹل انتہائی دیدہ زیب، قیمت ۱۲ روپے

قادیانی مذہب کے تعارف اور اس پر تبصرے کے لئے سینکڑوں کتابیں مختلف پہلوؤں سے شائع ہو چکی ہیں، یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، ماضی میں جن مسلمان مصنّفین اور مفکرین نے قادیانیت کے موضوع پر کام کیا ہے ان میں

شاعرِ مشرق علامہ اقبالؔ مرحوم کی شخصیت کافی نمایاں ہے، انہوں نے اپنے مختلف مضامین، مکاتیب اور نظموں میں اس عجمی مذہب پر بڑے بھرپور تبصرے کیے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ اس مذہب کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ علامہ اقبالؔ مرحوم کی تحریروں اور بیانات کو بہت سے لوگوں نے اکٹھا کیا ہے، لیکن ان مجموعوں میں موصوف کی وہ خدمت نمایاں نہیں ہوسکی جو انہوں نے قادیانیت کی تردید میں انجام دی۔ جناب نعیم آسیؔ شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب میں قادیانیت پر علامہ اقبالؔ کی تمام تحریریں نہایت تحقیق و جستجو اور سلیقے سے یکجا کردی ہیں۔

جناب نعیم آسیؔ نے صرف معروف مجموعوں سے یہ تحریریں نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علامہ اقبالؔ مرحوم کی اپنے قلم کی تحریریں حاصل کرکے انہیں نقل کیا ہے اور ان کے عکس بھی دیئے ہیں، اس تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی کہ علامہ کی تحریریں جمع کرنے والے بعض افراد نے ان کے خطوط میں خطرناک قطع و برید سے کام لیا ہے، مثلاً جناب نعیم آسیؔ نے ان کی یہ عکسی تحریر شائع کی ہے:-

> ختم نبوّت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوّت کے موجود ہیں، یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوجاتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے، تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔ مسیلمۂ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا، حالانکہ طبری لکھتا ہے: وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا مصدق تھا، اور اس کی اذان میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی تصدیق تھی۔

جناب نیر احمد ڈارؔ صاحب نے ''انوارِ اقبال'' میں یہ خط نقل کیا ہے، لیکن اس کا خط کشیدہ حصہ حذف کردیا ہے، غالباً اس امر کا محرک قتلِ مرتد کے خلاف اس

پروپیگنڈے سے مرعوبیت ہے جس کا شور قادیانیوں اور منکرینِ حدیث نے مچا رکھا ہے۔ جناب نعیم آسی نے خود علامہ کی تحریر کا عکس شائع کیا ہے، جس میں خط کشیدہ جملے موجود ہیں اور صاف پڑھے جاتے ہیں (صفحہ:۸۱)، اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ منکرینِ حدیث کی طرف سے جو پروپیگنڈا صبح و شام کیا جاتا ہے کہ علامہ اقبالؔ (خدانخواستہ) ان کے ہم نوا تھے، وہ کتنا بے بنیاد اور غلط ہے۔

جناب نعیم آسی نے کتاب کے شروع میں قادیانیت کے تعارف کے لئے ایک معلومات آفریں مقدمہ لکھا ہے اور علامہ اقبالؔ کی تحریروں پر مفید حواشی تحریر کئے ہیں۔ کتاب کی ترتیب، تبویب اور تحقیق میں فاضل مؤلف کا علمی و ادبی سلیقہ جھلکتا ہے، انہوں نے یہ کتاب نہایت بروقت شائع کی، اور حالیہ تحریکِ ختم نبوّت کو اس سے تقویت ملی۔ پاکستان اسمبلی کے حالیہ فیصلے سے علامہ اقبال کی رُوح انشاء اللہ آسودہ ہوئی ہوگی۔

بہرکیف! اس پیشکش پر مؤلف اور ناشر دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں، کتاب کا معیارِ طباعت اگرچہ نہایت بلند ہے لیکن پھر بھی قیمت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

(شوال المکرم ۱۳۹۴ھ)

اکابر علماء دیوبندؒ

مرتبہ: حافظ محمد اکبر شاہ صاحب بخاری۔ ناشر: ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰-انارکلی، لاہور۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۳۶۸ صفحات، کتابت، طباعت اور کاغذ متوسط، جلد نفیس اور پائیدار، قیمت: ۳۰ روپے

ہمارے محترم دوست جناب حافظ محمد اکبر شاہ صاحب بخاری کو اللہ تعالیٰ نے تمام علمائے دیوبند سے والہانہ عقیدت و محبت کا تعلق عطا فرمایا ہے، ان کو ان حضرات کے سوانح اور حالاتِ زندگی جمع کرنے کا خاص ذوق ہے، اور اس موضوع پر ان کے

مضامین ملک کے تقریباً ہر رسالے اور جریدے میں شائع ہوتے رہتے ہیں، ''البلاغ'' کے قارئین کے لئے بھی ان کا نام یقیناً مانوس ہوگا۔ زیرِ نظر کتاب میں انہوں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ سے لے کر عہدِ حاضر کے حضرات تک ۶۸ علماء کا تذکرہ اختصار مگر جامعیت اور خوش اسلوبی کے ساتھ جمع فرمایا ہے، جس کے مطالعے سے ان بزرگوں کے حالات کا ایک اجمالی خاکہ بھی سامنے آجاتا ہے اور اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے چشمۂ فیض سے علم وعمل کے کیسے کیسے سمندر جاری ہوئے ہیں اور علم وتحقیق سے لے کر جہد وعمل تک ان کے کارناموں کے نقوش کیسے زندہ جاوید ہیں۔

حافظ صاحب موصوف نے یہ کتاب مرتب کرکے بڑی مفید خدمت انجام دی ہے اور اُمید ہے کہ علمی وادبی حلقوں میں اس کی قدردانی کی جائے گی۔

فاضل مؤلف کی جس بات سے تبصرہ نگار کو شدید اختلاف ہے، وہ یہ کہ ''اکابر علماء دیوبند'' نامی کتاب میں مجھ جیسے مفلسِ علم اور تہی دستِ عمل شخص کا ذکر، خواہ ضمناً ہی ہو، ان بزرگوں کی کھلی ناقدری ہے، ان سے درخواست ہے کہ وہ آئندہ ایڈیشن میں اس سنگین غلطی کی اصلاح فرماتے ہوئے یہ حصہ حذف فرمادیں گے۔

(جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ)

اِکفار الملحدین

مصنفہ: امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ اُردو: مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی۔ ناشر: ادارہ مجلسِ علمی، پوسٹ بکس نمبر ۳۸۸۳، نزد میری ویدر ٹاور کراچی نمبر۲۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ کے ۸۸ صفحات، کاغذ اور طباعت عمدہ، کتابت متوسط، قیمت مجلد: سات روپے

عصرِ حاضر نے جو عجیب وغریب گمراہیاں پیدا کی ہیں، ان میں سے ایک

یہ بھی ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، اُسے کافر قرار نہ دو، خواہ وہ اسلام کے کتنے ہی قطعی عقائد کا انکار کرتا ہو، چنانچہ جب تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے متفقہ طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین کو کافر قرار دیا، تو مخالف سمت سے شور مچادیا گیا کہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور کلمۂ طیبہ پڑھتے ہیں، انہیں کافر کیونکر قرار دے دیا گیا؟ حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے یہ کتاب اسی زمانے میں تصنیف فرمائی تھی۔

یہ دُرست ہے کہ کسی شخص کو کافر قرار دینے کے لئے انتہائی حزم و احتیاط کی ضرورت ہے اور جب تک یقینی طور سے کسی کا کفر ثابت نہ ہو جائے، اس وقت تک کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی شخص کلمہ پڑھنے کے بعد دین میں جس طرح چاہے توڑ مروڑ کرتا رہے، اس کے اسلام پر کوئی حرف نہیں آئے گا، درحقیقت اسلام میں کفر و ایمان کی واضح حدود مقرر ہیں، اور اگر کوئی شخص ان حدود سے متجاوز ہو جائے تو پھر اس کو مسلمان کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کوئی واضح، منضبط اور متعین دین نہیں بلکہ معاذ اللہ ایک موم کی ناک ہے جسے جس طرح چاہے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ایمان و کفر کی انہی حدود کو واضح کیا ہے، حضرت شاہ صاحبؒ اپنے علم و فضل، ذہانت و حافظہ، دقتِ نظر اور وسعتِ مطالعہ کے اعتبار سے علمائے متقدمین کی یادگار تھے، اور ان کے بعد علمی مقام کے لحاظ سے زمانے نے بلا مبالغہ ان کی کوئی نظیر پیدا نہیں کی، اور اس کتاب میں ان کے علم و بصیرت کی ایک جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے نہایت تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ وہ کون سی حد ہے جسے عبور کرنے کے بعد انسان دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ کافر، ملحد اور زندیق کی اصطلاحات کا کیا مطلب ہے؟ جن اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کی جاتی وہ کون لوگ ہیں؟

جو تأویل انسان کو کفر سے بچا لیتی ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ پھر چونکہ اس کتاب کی تالیف کا اصل محرک قادیانی فتنہ تھا، اس لئے حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک مستقل باب میں قادیانیوں کے کافر ہونے کو ناقابلِ انکار دلائل سے ثابت فرمایا ہے، مسئلہ زیرِ بحث سے متعلق موصوف نے علمائے اُمت کے ارشادات کا ڈھیر لگا دیا ہے، اور اس سلسلہ میں تمام ممکن شبہات کا ازالہ فرمایا ہے۔

اصل کتاب عربی زبان میں تھی، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی (اُستاذِ حدیث مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن) نے اسے سلیس اور عام فہم اُردو میں منتقل کر کے بڑا قابلِ قدر کام کیا ہے، ترجمہ واضح، شستہ اور رواں ہے، فاضل مترجم نے بہت سے مقامات پر ذیلی حواشی اور عنوانات کا بھی اضافہ کیا ہے جس سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے، البتہ بعض عنوانات پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہے، مثلاً صفحہ: ۱۶۰ پر عنوان ہے: ''اجماع ضروریاتِ دین میں سے ہے'' لیکن اس کے تحت کتاب کی جو عبارت ہے، اس سے یہ بات نہیں نکلتی۔

فاضل مترجم نے کتاب کے ترجمے میں نہایت عرق ریزی سے کام لیا ہے، ممکن الحصول حوالوں کی مراجعت کی ہے، اور کئی مراحل سے گزرنے کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ کے شاگردِ رشید حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم سے نظرِ ثانی کرائی ہے۔

موجودہ دور میں جبکہ کفر اور اِلحاد طرح طرح کے دِلکش لبادے اوڑھ کر آرہا ہے، اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے، اس کتاب کا مطالعہ اُن حضرات کی رہنمائی بھی کرے گا جو یہ سمجھتے ہیں کہ صرف کلمہ پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے، اور شاید ان لوگوں کی تشفی بھی کرسکے جو علماء کی طرف سے کفر کے ہر فتوے پر احتجاج کرتے ہیں، خواہ وہ کتنے ہی بے دین افراد کے بارے میں دیا گیا ہو۔

اس کتاب کا اصل عربی متن بھی مجلسِ علمی نے الگ شائع کیا ہے جو $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$

کے ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے، اور سفید کاغذ پر خوبصورت عربی ٹائپ میں طبع کیا گیا ہے، ترقیم (Punctuation) کے اہتمام اور آخر میں اِشاریہ کے ملحق ہونے سے کتاب کی زینت وافادیت میں بہت اضافہ ہوگیا ہے، اس کی قیمت پانچ روپیہ ہے۔

(صفر المظفر ۱۳۹۰ھ)

امام ابنِ ماجہؒ اور علمِ حدیث

مؤلفہ: مولانا محمد عبدالرشید نعمانی۔ ناشر: نور محمد اصح المطابع آرام باغ کراچی۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ کے ۳۶۰ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، کاغذ متوسط، قیمت: ۱۲ روپے

امام ابنِ ماجہؒ مشہور محدث ہیں جن کی کتاب صحاحِ ستہ میں سے ایک ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور ان کی مفصل سوانح ہے جسے فاضل مؤلف نے انتہائی تحقیق، دیدہ ریزی اور جاں فشانی کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ کہنے کو تو یہ صرف امام ابنِ ماجہؒ کی سیرت پر مشتمل ہے، لیکن درحقیقت یہ تدوینِ حدیث کی نہایت مستند اور مفصل تاریخ بھی ہے، اور اس کے ذریعہ محدثینِ کرام کی ان عرق ریزیوں کا حال واضح ہوتا ہے جو انہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو دُشمنوں کی دست بُرد سے بچانے کے لئے انجام دی ہیں، اور اس کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو قیامت تک محفوظ رکھنے کے لئے کن غیر معمولی شخصیتوں کو چنا تھا، اور انہوں نے اس مقصد کے لئے جہد وعمل کی کیسی لافانی مثالیں قائم کی ہیں۔

تدوینِ حدیث کی تاریخ لکھنے کے لئے مطالعہ کی جس وسعت کی ضرورت ہے، فاضل مؤلف اس سے پوری طرح مالا مال ہیں، انہوں نے اپنی اس کتاب میں اپنے اس وسیع مطالعہ کا نچوڑ بڑے دِلکش انداز میں پیش کیا ہے، اور تحقیق وتفتیش کے معاملے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

کتاب کے آخر میں بشیر محمد صاحب نے مکمل اشاریہ (مع وفیات) مرتب کرکے کتاب کے فائدے کو دوچند کردیا ہے، بلاشبہ یہ کتاب اُردو زبان کے لٹریچر میں ایک گراں قدر اضافہ اور علمِ حدیث کی ایک قابلِ قدر خدمت ہے۔ اور اس علم سے دلچسپی رکھنے والے ہر فرد کے مطالعہ میں آنی چاہئے۔ (شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ)

امانی الاحبار (عربی)

تالیف: حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی قدس سرہٗ۔ ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے، کاغذ اور کتابت وطباعت متوسط، جلدیں مضبوط اور خوشنما جن پر عمدہ کتابت اور خوبصورت کام ہے، ہر جلد اوسطاً ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل ہے، قیمت درج نہیں۔

امام ابوجعفر طحاویؒ جلیل القدر محدثین میں سے ہیں، ان کی کتاب ''شرح معانی الآثار'' اس لحاظ سے نہایت عظیم الشان کتاب ہے کہ اس میں انہوں نے احادیثِ اَحکام کو جمع کرکے ان کے بارے میں بڑی گراں قدر بحثیں سپردِ قلم کی ہیں، خاص طور سے حنفیہ کے دلائل کا یہ بہت جامع ذخیرہ ہے۔ اس میں احادیث کے ساتھ آثارِ صحابہ وتابعین بھی بڑی کثرت سے آئے ہیں، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث پر صحابہؓ وتابعینؒ نے کس طرح عمل فرمایا۔

''شرح معانی الآثار'' تمام دینی مدارس میں داخلِ درس ہے، اور دورۂ حدیث کے سال میں صحاحِ ستہ کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے، اس کتاب پر ایک مختصر سا حاشیہ چھپا ہوا ہے، لیکن اس کی کوئی ایسی مفصل شرح دستیاب نہیں تھی جو اس کے مباحث ودلائل کی تشریح وتفصیل اس معیار پر کرسکے جس پر دُوسری حدیث کی کتابوں کی شرح متداول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی صاحب قدس سرہٗ (تبلیغی

جماعت کے دُوسرے امیر) کو غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا، اُن کی پوری زندگی دعوت وتبلیغ میں گزری، اور انہوں نے اپنی اَن تھک جدوجہد سے تبلیغی جماعت کا کام چاردانگِ عالم میں پھیلا دیا۔ اس جدوجہد میں آپ کو جن متواتر اَسفار اور مصروفیات کا سامنا تھا، ان کے پیشِ نظر یہ تصوّر کرنا بہت مشکل لگتا ہے کہ ان مصروفیات کے عین درمیان وہ شرحِ حدیث کی تالیف جیسا علمی اور تحقیقی کام کرسکیں گے جس کے لئے مکمل یکسوئی اور فراغت کی ضرورت ہوتی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے کوئی کام لیتے ہیں تو اس کے اوقات میں بھی برکت عطا فرماتے ہیں، اور یہ اسی برکت کا ثمرہ ہے کہ آپ نے طحاوی شریف جیسی غیر مخدوم کتاب کی شرح لکھنے کا بیڑا اُٹھایا، اور اس کا ایک معتد بہ حصہ جو تفصیلی مباحث پر مشتمل تھا، مکمل بھی فرمالیا۔

یہ کتاب آپ کی زندگی ہی میں بڑی تقطیع پر دو ضخیم جلدوں میں لیتھو کی طباعت کے ساتھ شائع ہوگئی تھی، لیکن نایاب ہوجانے کے بعد اب اسے ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ نے چار جلدوں میں چھوٹے سائز پر شائع کیا ہے، جس سے استفادہ اور نقل وحمل زیادہ آسان ہے۔

یہ تالیف درحقیقت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی قدس سرہٗ کے کارناموں میں ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے، ایسی کثیر الاسفار اور متنوع الاشغال شخصیت کی طرف سے یہ گراں قدر علمی تالیف بلاشبہ ایک کرامت سے کم نہیں۔

کتاب کے شروع میں ایک مبسوط مقدمہ ہے جس میں امام طحاویؒ کے حالاتِ زندگی، ان کے علمی مقام، ان کی خدمات اور ان کے اسلوب پر بڑی سیر حاصل اور محققانہ بحثیں کی گئی ہیں، اس کے بعد کتاب کی شرح شروع ہوتی ہے، اور چار جلدوں میں ابواب الوتر تک کے مباحث مکمل ہیں۔

ہر حدیث کے تحت اس کی مبسوط شرح، اس کی تخریج وتحقیق، روایت کے

مختلف طرق کا بیان، فقہاء کرام کے مذاہب و دلائل اور تمام متعلقہ فقہی اور حدیثی مباحث کا استقصاء کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور اس طرح اس کتاب نے ایک بہت بڑے خلا کو پُر کا ہے۔ افسوس ہے کہ فاضل مصنفؒ اپنی زندگی میں اس کی تکمیل نہیں فرما سکے، لیکن جتنا حصہ لکھا ہے اس نے بھی شروحِ حدیث کی ثروت میں بیش بہا اضافہ کیا ہے، اُمید ہے کہ اہلِ علم اس گراں قدر علمی پیشکش کی کماحقہ قدر کریں گے۔

(محرم الحرام ۱۴۰۹ھ)

امام ابوحنیفہؒ اور اُن کے ناقدین

مؤلفہ: مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانیؒ۔ ترتیب و تعلیق: مولانا عبدالرشید نعمانی۔ ناشر: نور محمد کارخانۂ تجارتِ کتب، آرام باغ کراچی۔ $\frac{20 \times 26}{8}$ کے ۱۸۳ صفحات، کاغذ، کتابت، طباعت عمدہ، قیمت مجلد: ۶ روپے

خطیب بغدادیؒ نے اپنی ''تاریخِ بغداد'' کی تیرہویں جلد میں امام ابوحنیفہؒ کا تذکرہ تقریباً سو صفحات میں کیا ہے، اس تذکرے میں امامِ اعظمؒ کے فضائل و مناقب بھی تفصیل کے ساتھ ذکر کیے ہیں اور امام صاحبؒ کے بعض مخالفین نے آپ پر جو اعتراضات کیے ہیں، انہیں بھی نقل کیا ہے، ان میں سے بعض اقوال بہت سخت ہیں اور قطعی کذب و افتراء کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خطیبِ بغدادیؒ نے ان اقوال کو نقل کرنے سے پہلے خود امامِ اعظمؒ کی جلالتِ قدر کا اعتراف کر کے لکھا ہے کہ ان اقوال کو نقل کرنے کا مقصد محض جمعِ اقوال ہے، تصدیق و تائید نہیں، لیکن بعض لوگ ان اقوال کو نقل کر کے امامِ اعظمؒ کو مطعون و مجروح کرتے ہیں۔

مولانا حبیب الرحمٰن شیروانیؒ نے اس کتاب میں پہلے امامِ اعظمؒ کی سیرت اختصار کے ساتھ بیان فرمائی ہے، اس کے بعد آپ کے اُن فضائل و مناقب کا ذکر کیا ہے جو خطیبِ بغدادیؒ نے اپنی تاریخ میں جمع کیے ہیں، پھر امام صاحبؒ پر جو

اعتراضات کیے گئے ہیں ان کا مدلل، مفصل اور اطمینان بخش جواب دیا ہے۔

بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب عوام اور اہلِ علم دونوں کے لئے مفید اور بغایت دلچسپ ہے، ناشر نے یہ بڑا اچھا کیا ہے کہ اس کے آخر میں تاریخ خطیبِ بغدادی کا وہ حصہ فوٹو لے کر شامل کردیا ہے جس میں امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا تذکرہ ہے، اس طرح یہ کتاب اہلِ علم کے لئے زیادہ قابلِ اعتماد ہوگئی ہے۔

(رجب المرجب ۱۳۹۱ھ)

امام احمد بن حنبلؒ

مرتبہ: عبدالجلیل قریشی۔ ناشر: فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور۔ پاکٹ سائز کے ۹۱ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ عکسی، قیمت ایک روپیہ

یہ امام احمد بن حنبلؒ کی مختصر اور جامع سوانح عمری ہے، پوری کتاب تبصرہ نگار نہیں پڑھ سکا، بحیثیتِ مجموعی عوام کے لئے ایک مفید کتابچہ ہے جس میں ایک جلیل القدر امامِ مجتہد کی سوانحِ حیات اور ان کے کارناموں کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

(شوال المکرم ۱۳۹۱ھ)

امامِ راشد شاہ ولی اللہؒ

مؤلفہ: قمر احمد عثمانی صاحب۔ ناشر: انظر احمد عثمانی۔ مطبوعاتِ علمی، کمالیہ، ضلع لائل پور۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ کے ۱۳۵ صفحات، کتابت وطباعت وکاغذ عمدہ، قیمت: ۲/۵۰

یہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی مختصر سی سیرت ہے، جس میں ان کی سوانح سے زیادہ ان کے علمی اور سیاسی کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور اس کے ذریعہ اختصار اور جامعیت کے ساتھ حضرت شاہ صاحبؒ کی شخصیت کا اچھا تعارف حاصل ہوسکتا ہے۔ زبان سلیس اور شگفتہ ہے، البتہ بعض مقامات پر حضرت شاہ صاحبؒ کی علمی تحقیقات ناتمام اور ادھوری بیان کی گئی ہیں جس کی وجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہوسکتی ہیں،

مثلاً صفحہ:۲۱ پر لکھا ہے:-

"فوز الکبیر" کے مطالعہ سے یہ حقیقت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ شاہ صاحبؒ عام مفسرین کی طرح شانِ نزول اور اسبابِ نزول کو ضرورت سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے، بلکہ وہ قرآنی تعلیمات کو ان کے وسیع تر مفہوم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

یہ حضرت شاہ صاحبؒ کے مفہوم کی ایسی ناتمام تعبیر ہے جو ان کے اصل مقصد کو اُلٹ سکتی ہے، قرآنی الفاظ کے عموم کا لحاظ تو حضرت شاہ صاحبؒ نہیں، تمام فقہاء کرتے ہیں، یہاں جو بات حضرت شاہ صاحبؒ کہنا چاہتے ہیں وہ بالکل دوسری ہے اور اس کی تفصیل کے لئے "الفوز الکبیر" میں اس پوری بحث کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

(رجب المرجب ۱۳۹۲ھ)

اِنتخابِ بخاری شریف

تالیف: علامہ ابنِ ابی جمرہ اندلسیؒ۔ اُردو ترجمہ و تشریحی فوائد: حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی۔ ناشر: ادارۂ اسلامیات ۱۹۰-انارکلی، لاہور۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۶۵۶ صفحات۔ کتابت و طباعت متوسط، جلد نفیس، قیمت مجلد ڈائی دار: ۴۸ روپے

علامہ محمد بن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ ساتویں صدی ہجری میں اندلس کے معروف علماء اور متبعِ سنت صوفیاء میں سے ہیں۔ انہوں نے صحیح بخاری کی ایک شرح "بهجة النفوس" کے نام سے لکھی ہے جو بالکل اچھوتے اور نرالے انداز میں لکھی گئی ہے، اس شرح میں علامہ موصوف نے احادیث سے تصوّف و اِحسان کے مسائل کا بڑے لطیف پیرائے میں استنباط کیا ہے، جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ تصوّف شریعت سے الگ چیز نہیں، بلکہ دین کا اہم جزء ہے، اور اس کا اصل ماخذ قرآن وسنت

ہی ہیں۔ علامہ ابنِ ابی جمرہ رحمہ اللہ کی اس کتاب میں احادیث کے جو اسرار و معارف، لطیف علمی نکات اور خاص طور پر سالکِ طریق کو جو ہدایات ملتی ہیں وہ اس قدر عظیم الشان اور گراں قدر ہیں کہ بعض اوقات ان پر رُوح وجد کرتی ہے، اور لطف یہ ہے کہ عام طور پر ان معارف و نکات میں تکلف اور آورد کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ بڑے بے ساختہ اور بے تکلف انداز میں احادیث سے مستنبط کئے گئے ہیں۔

حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ سے اللہ تعالیٰ نے اس دور میں دین کے تمام شعبوں، خاص طور پر تصوّف وطریق کی تجدید کا کام لیا ہے، آپ کو علامہ ابنِ ابی جمرہؒ کی یہ کتاب ان خصوصیات کی بناء پر بہت پسند تھی، چنانچہ آپ کی خواہش تھی کہ اس کا اُردو ترجمہ ہوجائے، آپ کی خواہش کی تکمیل کی سعادت اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی قدس سرہٗ کے حصے میں لکھی تھی، چنانچہ آپ نے "رَحْمَةُ الْقُدُّوس" کے نام سے اس کتاب کا ترجمہ فرمایا اور ترجمے کے ساتھ ساتھ اپنی طرف سے بھی جابجا فوائد کا اضافہ فرمایا، جو علمی اور تربیتی اعتبار سے بڑے گراں قدر مباحث پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی قدس سرہٗ کو علم وفضل کا جو مقام بخشا تھا، اس دور میں اُس کی نظیر ملنی مشکل ہے، اور یہ کتاب حضرتِ موصوفؒ کے اسی مقام کی آئینہ دار ہے۔

ہندوستان میں ایک مرتبہ چھپنے کے بعد اب یہ کتاب نایاب ہوچکی تھی، اب ادارۂ اسلامیات لاہور نے اس کی اشاعت کا خصوصی اہتمام کرکے علمی پیاس رکھنے والوں پر بڑا اِحسان کیا ہے، اُمید ہے کہ انشاء اللہ اہلِ علم اور اہلِ طریق اس کی قدردانی کریں گے۔ (رجب المرجب ۱۴۰۱ھ)

اِنتخابِ نزولِ قرآن

مدیر: حافظ بشیر احمد غازی آبادی۔ پتہ: ہفت روزہ اِنتخاب لیاقت آباد کراچی ۱۹، کتابت طباعت، کاغذ متوسط، تقطیع $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۴}$ صفحات، قیمت درج نہیں۔ اس

خاص نمبر میں قرآنِ کریم کے مختلف گوشوں پر مضامین جمع کیے گئے ہیں، جو عوام کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ (ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ)

انجیل برناباس کا مطالعہ

مؤلفہ: بشیر محمود ایم اے۔ ناشر: دارالعلوم اسلامیہ بفہ ضلع ہزارہ۔
$\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۱۸۰ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت درج نہیں۔

برناباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک معروف حواری کا نام ہے، اور ان کی انجیل کو ایک زمانے تک عیسائی دُنیا نے چھپایا ہے، لیکن اٹھارویں صدی میں اس کا اطالوی اور ہسپانوی نسخہ دریافت ہوا، اس انجیل نے چونکہ تمام مروّجہ عیسائی عقائد کی قلعی کھول دی ہے، اور تثلیث و کفارہ سے لے کر مصلوبیتِ مسیحؑ تک تمام پولوسی عقائد کی گمراہی کو طشت از بام کردیا ہے، اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت آپؐ کے نامِ نامی کے ساتھ مذکور ہے، اس لئے عیسائی دُنیا اس انجیل کو معتبر ماننے سے انکار کرتی ہے۔ فاضل مؤلف نے اس کتاب میں اوّل تو پوری انجیل برناباس کا انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا ہے اور پھر اس کتاب کی اصلیت و قدامت پر مفصل بحث کی ہے، اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ انجیل عیسائی دُنیا کی دُوسری معتبر انجیلوں سے کہیں زیادہ مستند ہے۔ فاضل مؤلف نے اس موضوع پر اچھا مطالعہ کیا ہے اور اس سلسلے کی ضروری معلومات اور حوالہ جات اختصار کے ساتھ جمع کردیئے ہیں، ہماری رائے میں اس کتاب کی وسیع اشاعت ہونی چاہئے، کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے ایمان افروز اور عیسائیوں کے لئے باعثِ ہدایت ہو سکتی ہے۔

(ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ)

اندلس - تاریخ ادب

مؤلفہ: ڈاکٹر سیّد محمد یوسف، شعبۂ عربی جامعہ کراچی۔ ناشر: مدینہ پبلشنگ

ہاؤس، بندر روڈ کراچی نمبرا۔ عمدہ سفید کاغذ پر آفسٹ کی دِل آویز کتابت و طباعت کے ساتھ ۱۶۰ صفحات، قیمت: ۶ روپے

اس کتاب کا اصل مقصد عربی ادب کے ایسے اقتباسات کا انتخاب پیش کرنا ہے جس سے اندلس کی تاریخ بھی ایک خاص ترتیب کے ساتھ سامنے آتی چلی جائے۔ سارے اقتباسات دِلکش اور مرتب کی خوش ذوقی کے آئینہ دار ہیں۔ پہلے حصے میں ان اقتباسات کا اُردو ترجمہ ہے، ترجمہ سادہ، رواں اور شگفتہ ہے، اور دُوسرے حصے میں مآخذ کے حوالوں کے ساتھ اصل عربی اقتباسات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب ان اُردو داں لوگوں کے کام کی بھی ہے جو اندلس کی تاریخ و ادب سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور عربی زبان کے طلباء کے لئے تو اس میں دِلچسپی کا وافر سامان موجود ہے، علم و ادب کی کساد بازاری کے اس دور میں ایسی کتاب کو شائع کر کے ناشر نے ہمت کا ثبوت دیا ہے اور شروع میں لکھا ہے کہ:-

> ایک باہمت تاجر اس راز کو جانتا ہے کہ اچھے مال کی رسد بذاتِ خود طلب میں اضافہ کا باعث ہے۔
>
> کاش! ہمارے تمام تجار اور ناشرین اس راز کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(ذی القعدہ ۱۳۸۹ھ)

انوار السنن

از افادات: مولانا قاضی عبیداللہ صاحب نقشبندی۔ تالیف: مولانا قاضی شمس الدین علوی۔ ناشر: دارالعلوم عبیدیہ، بلاک ۳ ڈیرہ غازی خان، مغربی پاکستان۔ تقطیع $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$، صفحات ۲۴۰، قیمت: ۵/۵۰

یہ احادیثِ نبویؐ کا ایک مجموعہ ہے جسے بلوغ المرام کے طرز پر ترتیب دیا گیا ہے، اور اس میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جو فقہ حنفی کا مستدل ہیں، ہر حدیث کے

آخر میں اس کا مأخذ لکھ دیا گیا ہے، جن احادیث پر محدثینؒ نے سنداً کلام کیا ہے ان کے ضعف یا صحت کی بھی نشاندہی کردی گئی ہے، ہر حدیث کے سامنے اس کا واضح اُردو ترجمہ بھی موجود ہے۔ بحیثیتِ مجموعی یہ کوشش قابلِ تعریف ہے اور اسے دینی مدارس میں ''ہدایہ اَوّلین'' کے ساتھ داخلِ نصاب کرنا مفید ہوگا۔ (شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ)

انسانی دُنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر

مؤلف: مولانا سیّد ابوالحسنؒ علی ندوی مدظلہم۔ ناشر: مجلسِ نشریاتِ اسلام، ناظم آباد نمبر ا کراچی نمبر ۱۸۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۴۸۰ صفحات، کتابت و طباعت اور کاغذ عمدہ، قیمت: ۱۸ روپے

یہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہم کی وہ معروف کتاب ہے جو عربی، اُردو، فارسی، ترکی اور انگریزی میں طبع ہوکر بار بار شائع ہوچکی ہے اور اس نے عوام و خواص سب سے خراجِ تحسین وصول کیا ہے۔ اس کتاب میں فاضل مؤلف نے سب سے پہلے یہ بتایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دُنیا کی کیا حالت تھی؟ زمین کے مختلف حصوں میں کس قسم کا نظامِ زندگی رائج تھا؟ اور اس نظامِ زندگی میں انسانیت کتنی بے چین اور مضطرب تھی؟ پھر دُوسرے باب میں آپؐ کی بعثت اور انسانیت پر اس کے اثرات کو تفصیل کے ساتھ واضح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اسلام نے انسانیت کو رُوحانی اور اخلاقی طور پر کیا کچھ دیا؟ تیسرا باب ''مسلمانوں کا دورِ قیادت'' ہے، اور اس میں تاریخ کی روشنی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی قیادت سے دُنیا کو کیا فائدہ پہنچا؟ چوتھے باب میں مسلمانوں کے تنزل اور اُس کے اسباب پر تبصرہ ہے، پانچواں باب مغربی سیادت و قیادت کی تاریخ، اس کے اسباب اور اثرات ونتائج سے بحث کرتا ہے، اور چھٹے باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ مغربی افکار کی قیادت سے دُنیا کو کیا معنوی نقصانات پہنچے؟ ان دونوں کو کتاب کا حاصل کہنا

چاہئے اور آخری باب میں عالمِ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لئے تجاویز پیش کی گئی ہیں اور موجودہ حالات کی مناسبت سے ان کے عملی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب انتہائی دِلچسپ، معلومات آفریں اور ایمان افروز ہے، اور اس کا مطالعہ ہر طبقے کے لوگوں کے لئے مفید ہے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۰ھ)

انوارِ عثمانی

مکتوبات شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ۔ مرتبہ: جناب پروفیسر محمد انوار الحسن صاحب شیرکوٹی۔ ناشر: مکتبہ اسلامیہ مولوی مسافرخانہ، بندر روڈ کراچی نمبرا۔ تقطیع $\frac{20 \times 26}{8}$ ضخامت: ۲۸۷ صفحات، کاغذ و کتابت عمدہ، طباعت گوارا، قیمت درج نہیں۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کی شخصیت اپنے علم و فضل، ورع و تقویٰ اور تقریری و تحریری و سیاسی خدمات کے لحاظ سے بلاشبہ ایک ایسی شخصیت تھی جس کی نظیریں ہر زمانے کی تاریخ میں گنی چنی ہوتی ہیں، اللہ نے ان کی زبان و قلم سے نہ صرف دین اور علومِ دین کی عظیم الشان خدمتیں لیں بلکہ تعمیرِ پاکستان کے سلسلے میں وہ کارہائے نمایاں انجام دلوائے جنہیں چھپانے اور مٹانے کی ہزار کوششوں کے باوجود فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

زیرِ تبصرہ کتاب علامہ عثمانیؒ کے علمی، نجی اور سیاسی مکتوبات کا ایک نہایت دِلچسپ اور مفید مجموعہ ہے جسے پروفیسر انوار الحسن صاحب شیرکوٹی نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ مرتب کیا ہے، کتاب تین حصوں پر منقسم ہے، پہلے حصے میں حضرت علامہؒ کے علمی اور نجی خطوط کو جمع کیا گیا ہے، دُوسرے حصے میں سیاسی خطوط ہیں، اور تیسرے حصے میں وہ مکاتیب درج کئے گئے ہیں جو قیامِ پاکستان کے بعد لکھے گئے، فاضل مرتب نے ہر مکتوب کے ساتھ مکتوب الیہ کا مختصر تعارف اور خط کا پسِ منظر بھی لکھ دیا ہے تاکہ اس سے پوری طرح استفادہ کیا جاسکے۔

پہلے حصے کے علمی مکاتیب میں بڑی نادر اور دقیق علمی بحثیں بھی ملتی ہیں، خاص طور سے پہلے خط میں تو ''تعددِ حق'' اور ''جنت دوزخ'' کے بارے میں بڑی فاضلانہ بحثیں سپردِ قلم کی گئی ہیں جو اہلِ علم کے لئے بڑے کام کی چیز ہیں، مؤخر الذکر مسئلے کے ضمن میں اہلِ تجدّد کی شکست خوردہ ذہنیت کو بیان کرتے ہوئے علامہ عثمانیؒ کتنی سچی بات لکھتے ہیں:-

> آپ کا دِل یورپ کے ملحدوں سے ڈرا ہوا ہے ..... حالانکہ ان ملاحدہ سے آپ کہاں تک ڈریں گے؟ خدا کی ہستی کا وہ مذاق اُڑاتے ہیں، نبوّت اور وحی کا وہ مذاق اُڑاتے ہیں، فرشتوں اور شیاطین کا وہ مذاق اُڑاتے ہیں، مرکر زندہ کئے جانے کا وہ مذاق اُڑاتے ہیں، آپ کی نماز کا، آپ کے حج وعمرہ کا، آپ کے نکاح کا، آپ کی ہر ہر بات کا ان کے یہاں تمسخر کیا جاتا ہے تو پھر آپ کے پاس ان کی ساری بیہودگیوں کا جواب اس کے سوا کیا ہے: ''اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا کَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَکُوْنَ.''
>
> آپ ان سے کہہ دیجئے کہ آپ کا جواب ہمارا خدا پہلے ہی دے چکا ہے، جہاں اس نے یہ فرمایا ہے: ''اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ، اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ.'' (ص:۳۴)

معجزات کی بحث میں بخاری کی ایک حدیث کو کیسی دِل نشین مثال سے سمجھاتے ہیں:-

> اگر وہ یہ مانتے ہیں کہ اتنی بڑی زمین مع ان تمام پہاڑوں اور مخلوق کے جو اس پر آباد ہے، دن رات اللہ تعالیٰ کے ارادے اور

مشیت سے نہایت سریع اور منظم حرکت کر رہی ہے تو یہ کیوں
محال ہے کہ اس کے ارادے سے ایک ذرا سا پتھر کپڑوں کا بوجھ
اُٹھا کر چند قدم حرکت کرنے لگے۔" (ص:۵۹)

ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ میں شاہ عبدالعزیز بن سعود نے علماء کی ایک عالمی مؤتمر طلب کی تھی، جس میں علامہ عثمانیؒ بھی تشریف لے گئے، زیرِ تبصرہ کتاب میں صفحہ:۶۸ سے ۸۰ تک اس سفر کی خودنوشت ڈائری نقل کی گئی ہے اور اس میں علامہ عثمانیؒ کی وہ فاضلانہ تقریر بھی شامل ہے جو انہوں نے شاہ کے سامنے کی تھی۔

علمی خطوط میں ایک دِلچسپ قلمی بحث وہ بھی ہے جو علامہ عثمانیؒ اور مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کے درمیان حسنِ نیت کے ساتھ سینمابینی کے مسئلے پر ہوئی، اس میں بعض اُصولی مسائل بڑی وضاحت کے ساتھ آ گئے ہیں، بحث کا انداز برادرانہ اور خیرخواہانہ ہے، علامہ عثمانیؒ مولانا دریابادی پر تنقید کرنے کے باوجود آخر میں لکھتے ہیں:-

بلامبالغہ عرض کرتا ہوں کہ عملی اعتبار سے آپ کو اپنے جیسوں سے
کہیں بہتر سمجھتا ہوں۔ (ص:۱۱۳)

مکتوب کا پورا اُسلوب علمی تنقید کے ساتھ رعایتِ حدود کی ایک قابلِ تقلید مثال ہے، اسی طرح حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی مسلک سے علامہ عثمانیؒ کو شدید اختلاف تھا، لیکن صفحہ:۴۷ تا ۵۳ پر ان دونوں حضرات کی جو مکاتبت درج ہے، اس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ علماء کا باہم اختلافِ رائے کیسا ہوتا ہے؟ چونکہ دونوں حضرات میں دوستانہ مراسم بھی تھے، اس لئے بعض بے تکلفی کے جملے ضرور ملتے ہیں، لیکن نہ اس میں فقرہ بازی ہے، نہ دوسرے کی توہین ہے اور نہ نیتوں پر حملہ ہے، حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

میں اپنی استعداد اور قابلیتِ علمی اور تقریری و تحریری آپ کے

شاگردوں کے پایہ کی بھی نہیں پاتا۔ (ص:۴۷)

اور حضرت مولانا عثمانیؒ لکھتے ہیں:۔

میرے حاشیۂ خیال میں بھی یہ نہیں آسکتا کہ مولانا مدنی اور حضرت مفتی (کفایت اللہ) صاحب محض ذاتی مقاصد کی بناء پر ہندوؤں کے ساتھ ہیں یا ان حضرات کا اتباع معاذ اللہ کفر ہے، وہ اپنے نزدیک جس چیز کو حق سمجھتے ہیں اسی کے حامی ہیں اور اسی کو اپنے اُستاذ مرحوم کا مسلک سمجھتے ہیں، ہاں! ضروری نہیں کہ ان کی یہ رائے حق و صواب ہو یا دُوسرے لوگوں پر ان کی تقلید واجب ہو۔ (ص:۱۸۴)

یہی وہ اختلاف ہے جسے "رحمت" کہا گیا ہے۔

سیاسی خطوط تمام تر نظریۂ پاکستان کی پُرجوش اور مدلل حمایت سے بھرے ہوئے ہیں، اور ان کے ضمن میں بھی بعض قیمتی علمی نکات ملتے ہیں۔

پاکستانی خطوط میں ایک اہم خط و کتابت وہ ہے جو ۱۹۴۸ء کے جہادِ کشمیر کے مسئلے پر علامہ عثمانیؒ اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے درمیان ہوئی، اس خط و کتابت میں بھی مجموعی طور پر بحث و مناظرہ سے زیادہ باہمی مفاہمت کا انداز نمایاں ہے، البتہ جناب مولانا مودودی صاحب دوسرے ہی خط کی ابتداء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

دراصل آپ کے اس عنایت نامہ کو دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ یہ مراسلت کچھ لاحاصل سی ہے، اسی بناء پر مجھے جواب دینے میں تأمل تھا۔ (ص:۲۱۷)

اور آخر میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

اگر آپ ان دو مسائل سے تعرض کر کے کوئی صاف بات بیان

فرمائیں تو یہ بحث نتیجہ خیز ہوسکتی ہے، ورنہ اس سے کیا حاصل کہ آپ اپنی کہے جائیں اور میں اپنی۔ (ص:۲۱۸)

اگر ان جملوں کے تیور ذرا مختلف ہوتے تو یہ پوری قلمی بحث سنجیدہ تنقید کی ایک اچھی مثال تھی۔

صفحہ:۲۳۱ پر علامہ عثمانیؒ کی وہ یادگار تقریر نقل کی گئی ہے جو ۹/مارچ ۱۹۴۹ء کو دستور ساز اسمبلی میں قراردادِ مقاصد کی منظوری پر کی گئی تھی اور جسے اخبارات نے ''روشنی کا مینار'' قرار دیا تھا، اس تقریر کا ایک ایک لفظ لوحِ دِل پر نقش کرنے کے لائق ہے۔

بہرکیف! علامہ عثمانیؒ کے مکتوبات کا یہ مجموعہ اُردو ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے، پروفیسر انوار الحسن صاحب شیرکوٹی کو اللہ نے علامہ عثمانیؒ سے خاص عقیدت عطا فرمائی ہے، جس عرق ریزی کے ساتھ انہوں نے یہ مکتوبات جمع کیے ہیں اس کے لئے وہ علمی دُنیا کی طرف سے شکریہ اور مبارک باد کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔ (ذی القعدہ ۱۳۸۷ھ)

انوارِ قاسمی

مؤلفہ: پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی۔ ناشر: ادارۂ سعدیہ مجددیہ، ۱۸/۳۷ چیمبرلین روڈ، لاہور۔ $\frac{۲۰\times۲۶}{۸}$ کے ۵۸۸ صفحات کتابت و طباعت متوسط، کاغذ سفید، قیمت مجلد: ۱۲ روپے

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کی اُن عظیم شخصیتوں میں سے ہیں جنہوں نے اس خطے کی تاریخ پر نہایت دُور رَس اثرات مرتب کیے ہیں، اور اپنی علمی و عملی کاوشوں سے تاریخ کے دھارے کو اسلام کے حق میں موڑا ہے، وہ ان خدامست بزرگوں کے قافلہ سالار ہیں جن کی جدوجہد چونکہ خالص اللہ

کے لئے تھی، اس لئے انہوں نے نام ونمود کے ادنیٰ شائبے سے بھی اپنا دامن بچایا، اور کبھی اپنے عظیم الشان کارناموں کو لوگوں کے سامنے متعارف کرانے کی کوشش نہ کی چنانچہ اُن کے علمی وعملی کارنامے جس شرح وتفصیل کے ساتھ سامنے آنے چاہئے تھے، اتنی تفصیل کے ساتھ سامنے نہ آسکے۔

ماضی قریب کے مؤرخین میں سے حضرت علامہ مناظر احسن گیلانیؒ نے تین جلدوں میں ''سوانح قاسمی'' مرتب فرمائی جو عرصہ ہوا منظرِ عام پر آچکی ہے، لیکن مولانا گیلانیؒ ایک ایسے قلم کے بادشاہ ہیں جس کی ''قلمرو'' موضوع کی سرحدوں سے ناآشنا ہے، اس لئے ان کی تالیف عام معلومات کا تو بیش بہا خزانہ ہے لیکن وہ شخص اس سے کما حقہ فائدہ نہیں اُٹھاسکتا جو صرف حضرت نانوتویؒ کی سوانح اور کارناموں کے بارے میں کچھ جاننا چاہتا ہو۔

اب محترم پروفیسر محمد انوارالحسن صاحب نے اس موضوع پر قلم اُٹھا کر بلاشبہ سوانح قاسمی کا حق ادا کردیا ہے، انہوں نے موضوع کے مناسب دائرے میں رہ کر جس تحقیق، عرق ریزی اور محنت وجستجو کے ساتھ حضرتؒ کی سوانح مرتب کی ہے، اس پر ہر علم دوست کی طرف سے تحسین کے پھول نچھاور ہونے چاہئیں، اس وقت ان کی تالیف کی پہلی جلد زیرِ تبصرہ ہے جس میں موصوف نے حضرت نانوتویؒ کی زندگی کے حالات تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں، پہلے سے چوتھے حصے تک اور اس کے بعد دسویں حصہ میں انفرادی زندگی کے سوانح جمع کئے ہیں، جس میں ولادت، نسب، تعلیم، استرشاد، گھریلو زندگی، عبادات اور وفات کے مفصل اَحوال بیان ہوئے ہیں، اور پانچویں سے نویں حصے تک حضرتؒ کی مصلحانہ زندگی کے حالات ہیں جن میں جہاد ۱۸۵۷ء، دارالعلوم دیوبند کی تاسیس، تدریس، سماجی خدمات اور اسلام پر عیسائیوں اور آریوں کے حملوں کا دفاع شامل ہے۔

۱۸۵۷ء کے جہاد پر مؤلف نے تقریباً سو صفحات لکھے ہیں، اور ان میں جہادِ

شاملی وغیرہ سے متعلق معلومات کا ایسا وافر ذخیرہ مہیا کر دیا ہے جو اب تک اس بسط و تفصیل کے ساتھ ہماری نگاہ سے نہیں گزرا تھا۔

فاضل مؤلف نے حالات کی چھان بین اور تحقیق و تفتیش میں نہایت محنت سے کام لیا ہے، اور بعض مقامات پر علامہ مناظر احسن گیلانیؒ کی تحقیقات سے دلائل کے ساتھ اختلاف بھی کیا ہے۔

حضرت مولانا نانوتویؒ کے علاوہ مؤلف نے ان کے بیسیوں متعلقین، اعزہ و احباب، اساتذہ اور تلامذہ کے حالات بھی اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں، اور اس طرح یہ کتاب صرف مولانا نانوتویؒ کی نہیں، ان کے قرن کے بہت سے علماء، اولیاء اور مسلمان رہنماؤں کی تاریخ ہے۔

کتاب کے مطالعہ کے دوران چند تجاویز اور مشورے بھی ذہن میں آئے۔

۱:- حضرت مولانا کی سوانح میں ان تین تعلیمی تحریکوں کا تقابلی مطالعہ بھی ہونا چاہئے جو علی گڑھ، ندوہ اور دیو بند میں پروان چڑھیں، اس بات کا حقیقت پسندی اور انصاف کے ساتھ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ ان تحریکات کی فکری بنیادیں کیا تھیں؟ ان سے اُمتِ مسلمہ کو کیا فوائد اور کیا نقصانات پہنچے؟ اور اب نئے حالات کی روشنی میں اُس نظامِ تعلیم کا نقشہ کیا ہونا چاہئے جو ان تینوں کے صالح اجزاء کو سموئے ہوئے ہو؟ اس بحث کے بغیر ہماری نظر میں سوانح قاسمی بڑی حد تک تشنہ رہے گی، کتاب کی دُوسری جلد میں یہ کمی پوری ہو جائے تو بڑا اچھا ہو۔

۲:- فاضل مؤلف نے جس تحقیق و جستجو سے بکھرے ہوئے واقعات اور حالات کو یکجا کیا ہے، وہ تو قابلِ داد ہے، لیکن اُن کے قلم میں بھی پھیلاؤ بہت زیادہ ہے، بعض غیر ضروری باتوں پر ضرورت سے زیادہ زور دے دیا گیا ہے، بہت سی غیر متعلق باتیں جن کی طرف ایک سطر میں اشارہ کافی تھا، ان کی تفصیلات نے کئی کئی صفحات گھیر لئے ہیں، اور بہت سی باتیں جو مختصر جملوں میں جامعیت کے ساتھ بیان کی

جاسکتی تھیں، انہیں بغیر کسی قابلِ ذکر فائدے کے کئی کئی عنوانات کے تحت پھیلا کر بیان کیا گیا ہے۔ اس طرزِ تحریر سے کتاب زیادہ ضخیم بھی ہوجاتی ہے اور موجودہ زمانے میں قارئین کے لئے اُکتاہٹ کا سبب بھی بننے لگتی ہے، اگر فاضل مؤلف اپنے اسلوب میں ایجاز واختصار پیدا کرنے کی کوشش فرمائیں تو وہ اکابر علمائے دیوبند کے کارناموں کو سامنے لانے کے لئے بڑا کام کرسکتے ہیں۔

۳:- فاضل مؤلف کو صاحبِ سیرت اور تمام علمائے دیوبند سے غیر معمولی عقیدت ہے، یہ عقیدت بعض مقامات پر جذب میں تبدیل ہوگئی ہے، اور اس جذب کے عالم میں بعض جملے ایسے نکل گئے ہیں جو "انوارِ قاسمی" جیسی سنجیدہ، علمی اور محققانہ کتاب کے شایانِ شان نہیں، مثلاً صفحہ:۴۰۹ پر دارالعلوم دیوبند کے ثمرات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:-

> یہاں سے بڑے بڑے نامور فاضل، مفسر، محدث، فقیہ ..... اور معلّم پیدا ہوئے، جن میں سے کچھ حضرات درج ذیل ہیں جن کا ثانی دُنیا نے پیدا نہیں کیا، مثلاً شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ ..... مولانا اشرف علی صاحبؒ ..... (اور بہت سے نام شمار کرانے کے بعد لکھا ہے) مولانا محمد علی حیدرآبادی، مولانا انظر شاہ، کمترینِ خلائق محمد انوار الحسن شیرکوٹی وغیرہ وغیرہ۔
>
> (ص:۴۰۹، ۴۱۰)

صفحہ:۵۴۶ بھی اس کی ایک مثال ہے۔

۴:- فاضل مؤلف کا اندازِ بیان مجموعی طور پر سادہ، عام فہم اور واضح ہے، لیکن بعض مقامات پر جہاں عقیدت نے عبارت آرائی کا ذوق پیدا کیا ہے وہاں اُسلوبِ بیان کی لطافت بُری طرح مجروح ہوئی ہے، (اس کی ادنیٰ سی مثال صفحہ: ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴ اور ۵۴۸، ۵۴۹) اگر اس طرح کی عبارتوں سے فاضل مؤلف

اجتناب فرمائیں تو ان کی تحریریں زیادہ مؤثر اور مفید ہو جائیں گی۔

بحیثیتِ مجموعی ''انوارِ قاسمی'' اپنے موضوع پر علمی حیثیت سے درجہ اوّل کی کتاب ہے، اس نے تاریخ وسیرت کے ذخیرے میں ایک گراں قدر اضافہ کیا ہے، اور علمی حلقوں کی طرف سے اس کی بڑھ چڑھ کر پذیرائی ہونی چاہئے، خدا کرے کہ کتاب کی جلد دوم بھی جو صاحبِ سوانح کے علمی کارناموں پر مشتمل ہوگی، جلد منظرِ عام پر آجائے۔ (محرم الحرام ۱۳۹۰ھ)

اوجز المسالک

تالیف: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی قدس سرہٗ۔

ناشر: ادارۂ تالیفات اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔ سائز $\frac{۳۰ \times ۲۰}{۸}$، عمدہ دبیز کاغذ پر ٹائپ کی خوبصورت عکسی طباعت، مکمل ۱۵ جلدیں، ہر جلد مضبوط، دِلکش اور ڈائی دار، مکمل سیٹ کا ہدیہ: ۱۲۰۰ روپے، مدارسِ عربیہ کے لئے خصوصی رعایت۔

''مؤطا امام مالک'' حدیث کی مشہور ومعروف کتاب ہے جو دُوسری صدی ہجری میں نہ صرف یہ کہ حدیث کے ابتدائی مدوّن ذخیروں میں امتیازی مقام رکھتی ہے بلکہ وہ ساتھ ساتھ اہلِ مدینہ کے فقہ کا بھی عظیم الشان مأخذ ہے۔ جب تک ''صحیح بخاری'' منظرِ عام پر نہیں آئی تھی، اس وقت تک اس کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' کا مرتبہ حاصل تھا۔

اس کتاب کی بے شمار شروح لکھی گئی ہیں، جن میں مختصر اور مفصل ہر طرح کی شروح موجود ہیں، لیکن آخر زمانے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی قدس سرہٗ نے ''اوجز المسالک'' کے نام سے اس کتاب کی جو شرح لکھی ہے وہ اپنی جامعیت اور افادیت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت مولانا نے اس شرح میں احادیث کی تشریح وتفسیر کے ساتھ اس کے متعلق جملہ مباحث کا استقصاء

فرمایا ہے، اَحکام سے متعلق احادیث کے ساتھ تمام ائمہ مجتہدین کے فقہی مذاہب، ان کے دلائل اور ترجیحِ راجح کا اہتمام فرمایا ہے۔

''اوجز المسالک'' برصغیر پاک و ہند کے علمی حلقوں میں اس قدر مقبولِ عام شرح ہے کہ اس کی تعریف وتوصیف اور اس کے علمی و تحقیقی خصائص علماء کے سامنے بیان کرنے کی حاجت نہیں، جس شخص کو بھی علمِ حدیث سے ادنیٰ مس ہو وہ اس کے خصائص ومزایا سے بخوبی واقف ہے۔

یہ کتاب پہلی بار سہارنپور سے لیتھو پر شائع ہوئی تھی، اس کی کتابت و طباعت معیاری نہیں تھی، خاص طور سے شرح کا حصہ بہت باریک اُردو رسم الخط میں لکھا ہوا تھا، جس سے استفادے میں کافی دُشواری ہوتی تھی، اور خاص طور پر عرب ممالک کے علماء اس انداز کی طباعت سے مانوس نہ ہونے کی بناء پر اس سے استفادہ نہ کرسکتے تھے۔

بعد میں یہ کتاب عربی ٹائپ پر بیروت سے طبع ہوئی جو ان نقائص سے خالی تھی، اس کے شروع میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری صاحب قدس سرہٗ اور حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہم العالی نے دو قیمتی مقدمات تحریر فرمائے جو ''مؤطا امام مالک'' اور ''اوجز المسالک'' کی خصوصیات اور اس کے مؤلف قدس سرہٗ کے بارے میں گراں قدر معلومات پر مشتمل ہیں۔

کچھ عرصے سے ''اوجز المسالک'' کے نسخے نایاب جیسے ہوگئے تھے، بالخصوص یہ ٹائپ والا نسخہ پاکستان اور ہندوستان میں اَوّل تو ملتا نہیں تھا، اور اگر باہر سے منگوایا جائے تو گراں بہت پڑتا تھا، ماشاء اللہ ادارۂ تالیفات اشرفیہ ملتان کے ناظم مولانا محمد اسحاق صاحب نے اس ٹائپ والے نسخے کا فوٹو لے کر اسے پاکستان میں شائع کردیا ہے، ان کا یہ اقدام بلاشبہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس نے اہلِ علم کی پیاس بجھانے کا اہتمام کیا ہے، کتاب کے علمی مضامین کی تو کوئی قیمت ہو ہی نہیں سکتی، لیکن طباعت،

کاغذ اور جلد بندی کے اس معیار کے ساتھ ۱۵ جلدوں پر مشتمل سیٹ کا عام ہدیہ بارہ سو روپے یقیناً مناسب ہے، اللہ تعالیٰ ناشر کی اس کوشش کو قبولِ عام بخشیں اور اہلِ قلم کو اس کی پذیرائی کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ (ذی القعدہ ۱۴۰۷ھ)

آئینۂ حق

مؤلفہ: مولانا ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب۔ ناشر: مکتبہ فریدیہ، ہائی اسٹریٹ، ساہیوال۔ ۲۳×۳۶ سائز کے ۱۲۸ صفحات، کتابت، طباعت اور کاغذ اعلیٰ معیاری، قیمت: ساڑھے چھ روپے

یہ کتاب ردِّ عیسائیت کے موضوع پر ہے اور اس میں مندرجہ ذیل مسائل پر گفتگو کی گئی ہے، ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں یا حضرت اسحاق علیہ السلام؟ حضرت مسیح علیہ السلام کی ابنیت، مسئلۂ تثلیث، مسئلۂ کفارہ، بائبل کے تناقضات، اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات اور اُن کے جواب، مقامِ مسیحؑ از روئے مسیحیت و اسلام، حریتِ ہاجرہؓ، بشاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مؤلفِ موصوف نے مختلف پادریوں سے مناظرے کئے ہیں اور یہ کتاب بھی سوال و جواب کے مکالماتی انداز میں ترتیب دی ہے۔ کتاب عیسائیت کے بارے میں اچھی معلومات پر مشتمل ہے اور اندازِ بیان مناظرانہ ہے۔ البتہ صفحہ ۱۰۲ پر آیتِ قرآنی: "لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ" کی تفسیر بالکل غلط کی ہے۔ (ربیع الاول ۱۳۹۰ھ)

آئین کی تدوین اور جمہوریت کا مسئلہ

از پروفیسر خورشید احمد صاحب۔ ناشر: مکتبہ معاویہ ۶/۱۱ بی ون ایریا لیاقت آباد، کراچی نمبر ۱۹۔ ۱۸×۲۲ کے ۳۶۸ صفحات، کاغذ رف، کتابت و طباعت متوسط، قیمت: چھ روپے

یہ کتاب پروفیسر خورشید احمد صاحب کے اُن مضامین کا مجموعہ ہے جو انہوں

نے ماہنامہ ''چراغِ راہ'' کی ادارت کے دوران وقتاً فوقتاً اداریہ کے طور پر تحریر کئے۔ یہ اداریئے ۱۹۵۸ء و ۱۹۵۹ء میں اُس وقت لکھے گئے تھے جب فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب کی مارشل لا حکومت پاکستان کے لئے نیا آئین مرتب کرنے کی تیاریاں کر رہی تھی۔ دو ایک مضامین جنگِ ستمبر سے متعلق بھی ہیں۔ ان مضامین میں پاکستانی دستور کے نظریاتی پہلو پر بڑی جاندار اور مبسوط بحثیں کی گئی ہیں، پاکستان میں ایک چھوٹا سا طبقہ ہمیشہ سے لادینی دستور کے حق میں رہا ہے، فاضل مؤلف نے اس طبقے کے دلائل پر مفصل گفتگو کر کے اس کے ایک ایک مغالطے کی تردید کی ہے، اور یہ ثابت کیا ہے کہ پاکستان میں صرف اسلامی آئین ہی قابلِ عمل ہوسکتا ہے۔

ان مباحث میں نظریۂ قومیت، لادینی دستور اور جمہوریت وغیرہ کے مسائل پر بھی تفصیلی اشارات آگئے ہیں۔ فاضل مؤلف کا اندازِ بیان علمی، باوقار اور مدلل ہے، پاکستان کے آئینی مسائل پر یہ کتاب مضامین کا ایک مفید مجموعہ ہے اور یہ مجموعہ ان لوگوں کو ضرور پڑھنا چاہئے جنہیں ''اسلامی دستور'' کا لفظ استعمال کرتے ہوئے شرم آتی ہے، خاص طور سے آج کل جبکہ ہمارے ملک میں پھر آئین سازی کا مرحلہ درپیش ہے، اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ (محرم الحرام ۱۳۹۱ھ)

ایقاظ المسلمین الٰی ما فیہ اصلاح الدین (عربی)

مؤلفہ: شیخ حامد مرزا خان الغرغانی النمنکانی نزیل المدینۃ المنورہ۔ ناشر: مولانا نور احمد صاحب، ناظم دعوت الحق پاکستان، اشرف منزل ۴۳۷ گارڈن ایسٹ، کراچی نمبر۵۔ دبیز کاغذ پر عمدہ فوٹو آفسٹ ٹائپ کے ۲۶۴ صفحات۔ قیمت درج نہیں۔

یہ کتاب ترکستان کے ایک مہاجر عالم نے لکھی ہے، جو آج کل مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں، اور اس میں انہوں نے قرآنِ کریم کی وہ آیات تفسیر وتشریح کے ساتھ جمع کی ہیں جو اصلاحِ اعمال و اخلاق سے متعلق ہیں اور جن کا مفہوم سمجھنے کے لئے محض

زباں دانی بھی کافی ہے۔ یہ کتاب اصلاحِ اعمال اور دینی معلومات کے لئے بغایت مفید ہے اور عام عرب مسلمانوں میں اس کی وسیع نشر و اشاعت ہونی چاہئے، کتابت و طباعت معیاری ہے۔ (رجب المرجب ۱۳۹۰ھ)

بہر زماں بہر زماں

مؤلف: جناب نور احمد میرٹھی صاحب۔ ضخامت: ۶۸۰ صفحات، بہترین طباعت مضبوط جلد۔ قیمت: ۴۵۰ روپے۔ ناشر: ادارہ فکرِ نو 11-78-35B کورنگی کراچی۔

"نعت" وہ مقدس ترین صنفِ سخن ہے جس پر اس وقت سے طبع آزمائی کی جارہی ہے جب سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف لائے، یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، اور جب تک انسانیت کا بھرم قائم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و تقدیس کا یہ اظہار انشاء اللہ جاری رہے گا۔ اس کے باوجود کون کہہ سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کا حق ادا ہو گیا، انسان فصاحت و بلاغت کے دریا بہانے کے بعد بھی بالآخر یہی کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازات میں سے ایک اہم امتیاز یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناخوانوں میں ایک طویل فہرست ان حضرات کی بھی ہے جو بظاہر اسلام کے دائرے میں داخل نہیں ہوئے لیکن انہوں نے اپنی عقیدت و محبت کے پھول "نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات پر نچھاور کئے۔ نعت کے بہت سے مجموعے اب تک منظرِ عام پر آ چکے ہیں، لیکن ایسے حضرات کی نعتوں کو جمع کرنا اس لحاظ سے جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا کہ اوّل تو ایسے حضرات کا تعین، پھر ان کی

نعتوں کا حصول انتہائی جاں فشانی چاہتا تھا۔ یہ نعتیں جن بکھری ہوئی کتابوں اور رسالوں میں دستیاب ہیں ان تک رسائی ہمتِ مردانہ کے بغیر ممکن نہ تھی۔

ہمارے دوست اور بھائی جناب نور احمد میرٹھی شعر و ادب کے میدان میں سنگلاخ راستے منتخب کرنے کا امتیاز رکھتے ہیں، اور اس ہمتِ مردانہ کے لئے میرے علم میں ان سے موزوں تر شخصیت کوئی اور نہ تھی، چنانچہ وہ سالہا سال مردانہ وار اور والہانہ انداز میں اس دُھن میں لگے رہے اور اپنی عرق ریزی کا ثمرہ انہوں نے "بہر زماں بہر زماں" کے معنی خیز نام سے ہماری اور آپ کی تواضع خاطر کے لئے پیش کر دیا ہے۔

نعت کے اس نرالے مجموعے کو پڑھ کر اس سے بہرہ اندوز ہونے والے تو بہت ہوں گے لیکن یہ احساس بہت کم لوگوں کو ہوگا کہ اس خوانِ نعمت کے سجانے میں میزبان نے محنت و مشقت کے کتنے پہاڑ عبور کئے ہیں۔

نعتوں کا یہ مجموعہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اپنی ضخامت کے باوجود یہ تمام تر غیر مسلم شعراء کے نعتیہ کلام پر مشتمل ہے اور زبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دل براں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازیں، اور پڑھنے والوں کے دِل میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے جذبے میں فروغ و ترقی کا ذریعہ بنائیں، آمین۔

(محرم الحرام ۱۴۱۸ھ)

برِ صغیر میں اسلامی نظامِ عدل گستری

مؤلفہ: پروفیسر محمد عبدالحفیظ صدیقی۔ ناشر: ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد۔ ۲۰×۲۶ کے ۲۲۲ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت معمولی، قیمت پانچ

روپے پچاس پیسے

اس کتاب کا اصل موضوع مسلمانوں کے عہد میں برِصغیر کا نظامِ عدلیہ ہے، لیکن اس کے پہلے باب میں ''اسلامی عدل گستری کے مآخذ'' کے عنوان سے اسلام کے نظامِ حکومت پر بھی مختصر مگر جامع بحث کی گئی ہے، جس میں مملکت، حکومت، اقتدارِ اعلیٰ اور قانون و عدل کا اسلامی تصوّر بیان کیا گیا ہے، اور اس کے بعد زمانۂ جاہلیت سے لے کر عباسی دور تک کے نظامِ عدلیہ کی مختصر تشریح کی گئی ہے۔

دوسرے اور تیسرے باب میں سلطنتِ دہلی کے نظامِ عدل کا تعارف کرایا گیا ہے اور اس میں مختلف عدالتوں کے درجات اور ان کے طریقِ کار کی تشریح کرتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ بڑے شہروں سے لے کر چھوٹے دیہات تک عدل و انصاف کے حصول کے لئے کیا نظام بنایا گیا تھا؟ اور اس نظام کی خصوصیات کیا تھیں؟ پھر چوتھے باب سے آخر تک ریاستِ دکن کی مختصر تاریخ اور اس کے مختلف ادوار میں ریاست کے نظامِ عدلیہ کی تحقیق کی گئی ہے۔

فاضل مؤلف نے یہ گراں بہا تاریخی مواد جس محنت، جاں فشانی اور سلیقہ کے ساتھ جمع کیا ہے، اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں، بلاشبہ یہ کتاب اپنے موضوع پر بڑی معلومات آفریں، دِلچسپ اور مفید ہے۔ اور اسے پڑھ کر اس بات کا معمولی سا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنی حکومت کے عہد میں دُنیا کے اندر کس طرح عدل و انصاف قائم کیا۔

کتاب کے آخر میں فاضل مؤلف نے اس نظام پر تبصرہ بھی کیا ہے، اور عصرِ جدید میں اسلامی نظامِ عدل کے نفاذ کے متعلق اپنی تجاویز بھی پیش کی ہیں، یہ اس کتاب کا کمزور حصہ ہے، اور اس موضوع پر گفتگو کے لئے جس تحقیق و نظر اور معاملہ فہمی کی ضرورت ہے وہ اس حصے میں نہیں پائی جاتی، جنابِ مؤلف کی بعض تجاویز نہایت معقول ہیں، مثلاً یہ کہ موجودہ دور کے مسائل کو حل کرنے کے لئے انفرادی اجتہاد کے

بجائے اجتماعی اجتہاد سے کام لینا چاہیئے، اجتہاد کن مسائل میں ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب بھی مصنف نے یہ دیا ہے کہ: ''جہاں قرآن و سنت خاموش ہوں اور نئے حالات اور مصالح کے لئے واضح قانون نہ ملتا ہو تو وہاں اجتہاد ہی ایک آلۂ کار ہے۔'' (ص:۲۱۴) لیکن حیرت ہے کہ اس اُصول کو بیان کر دینے کے بعد بھی حدودِ شرعیہ کے بارے میں مؤلف لکھتے ہیں کہ:۔

> یہ سخت سزائیں عرب کے ماحول کے لئے نافذ کی گئی تھیں، اب ان کا نفاذ عصرِ حاضر میں مشکل ہوگا، مثال کے طور پر تارکِ نماز کا قتل یا سارق کا قطعِ ید ایک اَمرِ محال معلوم ہوتا ہے، علمائے عصر اس پر غور کریں۔ (ص:۲۱۷)

تارکِ نماز کا قتل تو کوئی حدِ شرعی نہیں ہے، ہاں! مرتد کا قتل اور سارق کا قطعِ ید بلاشبہ حدِ شرعی ہے، اور یہ حدود خود قرآن و حدیث میں وضاحت کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب خود مؤلف یہ کہتے ہیں کہ اجتہاد وہیں ہوسکتا ہے جہاں قرآن و سنت خاموش ہوں تو پھر اس مسئلہ میں اجتہاد کا کیا سوال باقی رہ گیا؟ پھر یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آئی کہ عصرِ حاضر میں ان سزاؤں کا نفاذ ''مشکل'' اور ''اَمرِ محال'' کیوں ہے؟ کیا اس لئے کہ اہلِ مغرب ان کا مذاق اُڑاتے ہیں؟ یا اس لئے کہ مغرب کا مزاج جرائم کی کثرت و شدت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے، مگر سزا کی شدت کو قبول نہیں کرتا؟ یا اس لئے کہ آج کے مجرم معمولی سزاؤں سے بھی باز آسکتے ہیں اور عرب کے ماحول میں سخت سزا دیئے بغیر باز نہیں آتے تھے؟ یا اس لئے کہ پورے معاشرے کے مقابلہ میں ایک مجرم رحم اور ہمدردی کا زیادہ مستحق ہے؟ یا اس لئے کہ جہاں جہاں یہ سزائیں نافذ ہوئی ہیں وہاں جرائم کی شرح گھٹ کر بعض اوقات صفر تک پہنچ گئی ہے، اور عصرِ حاضر کا مزاج جرائم سے خالی معاشرے کو قبول نہیں کرسکتا؟ ان میں سے کون سی بات ہے جسے دُرست کہا جائے؟ (محرم الحرام ۱۳۹۱ھ)

برِصغیر پاک و ہند میں علمِ فقہ

مؤلفہ: مولانا محمد اسحاق بھٹی۔ ناشر: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور۔
۲۳×۳۶ سائز کے ۲۸۴ صفحات، کتابت وطباعت معمولی، کاغذ سفید، قیمت: گیارہ روپے

پچھلی چند صدیوں میں برِصغیر پاک و ہند میں اسلامی علوم کی جو گراں بہا خدمات انجام دی گئی ہیں، ان کی تاریخ بڑی دِلچسپ، پہلودار اور سبق آموز ہے، لیکن ابھی تک یہ موضوع ہمارے تذکرہ نگاروں کی کماحقہ توجہ مبذول نہیں کرا سکا۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے اسی مبسوط موضوع کے ایک گوشے کو اپنی دِلچسپی کا محور بنا کر زیرِ نظر کتاب تالیف کی۔ یہ علمائے اسلام کی ان فقہی کاوشوں کا دِلچسپ تذکرہ ہے جو سلطان غیاث الدین بلبن (۶۴۶ھ) کے عہد سے لے کر حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ (۱۱۱۸ھ) کے زمانے تک برِصغیر میں انجام دی گئیں، فاضل مؤلف نے شروع میں علمِ فقہ کا ایک تعارف اور اس کی مختصر تاریخ بیان کی ہے، اس کے بعد مختصراً یہ بتایا ہے کہ برِصغیر کے خطے میں اسلام کس طرح داخل ہوا، اور فتحِ ہندوستان کے بالکل ابتدائی دور میں یہاں کون کون سے فقہاء اور علماء مشہور تھے؟

اس مقدمہ کے بعد صفحہ:۳۳ سے اصل کتاب شروع ہوئی ہے اور اس میں مندرجہ ذیل گیارہ فقہی کتابوں کا علی الترتیب تعارف کرایا گیا ہے:-

۱:-فتاویٰ غیاثیہ (بعہدِ غیاث الدین بلبن)، ۲:-فتاویٰ قراخانی (بعہدِ سلطان فیروز الدین خلجی)، ۳:-فوائد فیروزشاہی (بعہدِ فیروزشاہ تغلق)، ۴:-فتاویٰ تاتارخانیہ (بعہدِ فیروزشاہ تغلق)، ۵:-فتاویٰ حمادیہ (نویں صدی ہجری)، ۶:-فتاویٰ ابراہیم شاہی فارسی (بعہدِ سلطان ابراہیم شرقی والئ جون پور)، ۷:-فتاویٰ ابراہیم شاہی عربی، ۸:-فتاویٰ امینیہ (دسویں صدی ہجری)، ۹:-المتانة في مرمة الخزانة مؤلفہ مخدوم محمد جعفر بوبکائی، ۱۰:-فتاویٰ بابری (بعہدِ ظہیرالدین بابر)، ۱۱:-فتاویٰ عالمگیری (بعہدِ

سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ)۔ ان کتابوں میں سے صرف دو یعنی فتاویٰ عالمگیریہ اور المتانة فی مرمة الخزانة مطبوعہ شکل میں موجود ہیں، باقی تمام کتابیں اب تک مخطوطات کی شکل میں مختلف کتب خانوں کی زینت ہیں۔

فاضل مؤلف نے ہر کتاب کے ساتھ اس کے عہدِ تالیف کا مختصر تعارف کرایا ہے، پھر اس کے مؤلف یا مؤلفین کے حالات محنت کے ساتھ جمع کئے ہیں اور ہر کتاب سے کچھ اہم اقتباسات بطورِ نمونہ پیش کئے ہیں۔

سب سے زیادہ مفصل تذکرہ فتاویٰ عالمگیریہ کا ہے جو تقریباً سوا سو صفحات پر پھیلا ہوا ہے، اس میں عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ فتاویٰ کے بہت سے مؤلفین کا مبسوط تذکرہ موجود ہے، اس حصہ سے تبصرہ نگار نے سب سے زیادہ استفادہ کیا۔

آخر میں مؤلف نے ان فقہی کتابوں کی ایک مفصل فہرست دی ہے جو بعد کی فقہی کتابوں کے لئے مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب نہایت معلومات آفریں اور تاریخی اعتبار سے اعلیٰ قدر و قیمت کی حامل ہے، فاضل مؤلف نے اس کی ترتیب میں جس محنت و کاوش سے کام لیا ہے اس پر وہ تمام علمی حلقوں کی طرف سے مبارک باد اور پذیرائی کے مستحق ہیں، ہماری رائے میں یہ کتاب ہر علمی لائبریری اور دارالمطالعہ کی زینت بننی چاہئے۔

(شعبان المعظم ۱۳۹۴ھ)

برِ صغیر میں مسلم قومیت کے تصوّر کا ارتقاء

مؤلفہ: محمد الیاس فارانی ایم اے۔ ناشر: ادارۂ مطبوعاتِ پاکستان، کراچی۔
۲۰×۲۶/۸ کے ۲۱۰ صفحات، کتابت، طباعت عمدہ، قیمت: ۳ روپے

اس کتاب کا اصل موضوع یہ ہے کہ مسلمانوں نے برِصغیر میں بحیثیت ایک قوم کے کیا اثرات چھوڑے ہیں؟ انہیں کن کن محاذوں پر اپنے حریفوں کا مقابلہ کرنا

پڑا؟ خاص طور سے برِصغیر میں جو سیاسی اور نظریاتی تحریکیں مسلمانوں نے اُٹھائیں اُن کی مختصر تاریخ بیان کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ان تمام تحریکوں کی پشت پر ''اسلام'' بحیثیتِ نظریۂ حیات کام کر رہا تھا، اور آج بھی جبکہ مسلمانوں نے ایک الگ خطۂ زمین حاصل کر لیا ہے، اسلام ہی ان کی قومیت کی بنیاد ہے۔ فاضل مؤلف نے اس پہلو پر بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے کہ ہندو اور مسلمان سالہا سال تک ایک دُوسرے کے اتنے قریب رہنے کے باوجود کیوں الگ تھلگ رہے؟ اور کن اسباب کے تحت دو الگ ریاستیں وجود میں آئیں؟

ہماری نئی نسل چونکہ قیامِ پاکستان کے اس پسِ منظر سے بے خبر ہوتی جا رہی ہے، اس لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اُسے ان تمام سوالات کا مدلّل اور مفصل جواب فراہم کیا جائے تاکہ وہ آئندہ پاکستان کی تعمیر میں ان کی نظریاتی بنیادوں کو صحیح مقام دے سکے، جن کی بناء پر یہ ملک وجود میں آیا ہے۔ جناب الیاس فارانی نے اس ضرورت کو بڑے اچھے طریقے سے پورا کیا ہے۔

فاضل مؤلف نے اس کتاب کو مرتب کرنے میں خاصی محنت اُٹھائی ہے، اور اپنے دعووں کے دلائل مہیا کئے ہیں۔ چند پہلو البتہ تشنہ رہ گئے ہیں، برِصغیر کے مسلمانوں کی ذہنی تعمیر میں سب سے زیادہ مؤثر حصہ اُن تین تعلیمی تحریکوں نے لیا ہے جو علی گڑھ، ندوہ اور دیوبند میں پروان چڑھی تھیں، لہٰذا اس کتاب میں ان تینوں تحریکوں کا مکمل تعارف اور ان کے ہمہ گیر اثرات پر مفصل بحث ہونی چاہئے تھی، فاضل مؤلف نے علی گڑھ کی تحریک پر تو خاصی مفصل گفتگو کی ہے، لیکن دیوبند اور ندوہ کے اداروں پر ان کا بیان تشنہ اور نامکمل ہے، اسی طرح سیاسی تحریکوں میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کا کوئی ذکر نہیں ہے، اُمید ہے کہ فاضل مؤلف آئندہ ایڈیشن میں اس تشنگی کو دُور فرما دیں گے۔

کتاب کے آخر میں فاضل مؤلف نے اس موضوع پر بھی بحث فرمائی ہے

کہ پاکستان کی ثقافت کیا ہے؟ ان کا یہ ارشاد کہ:-

> جس طرح پاکستان کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ ہے، اسی طرح ہمارے کلچر کی بنیاد بھی یہی کلمہ ہے۔ (ص: ۲۰۵)

درحقیقت ان کی ساری بحث کا منطقی نتیجہ ہے جو انہوں نے مسلم قومیت پر شروع کے صفحات میں کی ہے، جناب فارانی نے اسلامی ثقافت اختیار کرنے کے لئے بالکل صحیح بات کہی ہے کہ:-

> اسلام کی صحیح رُوح کو سمجھنے کی ضرورت ہے، اس کے حرکی پہلو کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، تقلیدِ جامد کی بیڑیوں کو اتار پھینکنے کی ضرورت ہے۔ (ص ۲۰۷)

لیکن مشکل یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں ان جملوں کے غلط اور صحیح دونوں مطلب لئے جا رہے ہیں، اور جناب فارانی صاحب نے آگے جو یہ لکھ دیا ہے کہ:-

> انقلابی حکومت (ایوب صاحب کی حکومت) نے سابقہ حکومتوں کے بالمقابل اس سلسلہ میں اہم قدم اُٹھایا ہے، مثلاً ادارۂ تحقیقاتِ اسلامیہ، اسلامی مشاورتی کونسل وغیرہ علمی ادارے قائم ہیں اور مفید کام کر رہے ہیں۔ (ایضاً)

تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فارانی صاحب کے نزدیک بھی اسلام کے ''حرکی پہلو'' پر توجہ دینے سے مراد وہ عملِ جراحی ہے جو ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے ''ڈاکٹر'' انجام دے رہے ہیں، غالباً جناب فارانی صاحب نے اسلام پر ان اداروں کی کرم فرمائی کا پورا مطالعہ نہیں فرمایا، ورنہ شاید وہ یہ بات نہ کہتے۔

اسی طرح جناب فارانی صاحب نے صفحہ: ۲۰۵ پر مغربی ثقافت کی بڑی سختی کے ساتھ تردید فرمائی ہے کہ:-

> ہم میں سے بعض نے ثقافت کے مفہوم کو ناچ گانے تک

محدود کردیا ہے، اور آنکھ بند کر کے مغرب کی تقلید میں لگے ہوئے ہیں۔

لیکن صفحہ: ۲۰۷ پر خود بھی مصوّری اور موسیقی کو اسلامی ثقافت کا جز بتادیا ہے، حالانکہ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ اسلام بقول علامہ اقبال ''شمشیر و سناں'' کا مذہب ہے، ''طاؤس و رباب'' کا نہیں، اور ''بت شکنی'' کے لئے آیا ہے، ''بت فروشی'' کے لئے نہیں۔

بہرکیف! اگر فاضل مؤلف اس کتاب سے یہ چند چلتی ہوئی باتیں خارج کردیں تو ان کی یہ کتاب بحیثیتِ مجموعی ہمارے قومی ذخیرۂ ادب میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ (شوال المکرّم ۱۳۸۹ھ)

بریلی کا نیا دین

مؤلفہ مولانا ریحان الدین صاحب قاسمی۔ ناشر: ساجد بک ایجنسی، پی آئی بی کالونی کراچی نمبر ۵۔ کتابت و طباعت، کاغذ عمدہ، سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ صفحات ۹۶، قیمت اعلیٰ کاغذ ایک روپیہ پچاس پیسے، رَف کاغذ ایک روپیہ بارہ پیسے صرف

اس کتابچہ میں اختصار کے ساتھ بریلوی حضرات کے بنیادی نظریات پر گفتگو کی گئی ہے، علم غیب، حاضر و ناظر، وغیرہ عقائد پر مختصر مگر دل پذیر بحثیں اس میں آگئی ہیں، مصنف نے شروع میں لکھا ہے کہ ان کا مقصد مناظرہ و جدال نہیں بلکہ برادرانہ افہام و تفہیم ہے، ان کی یہ حسنِ نیت قابلِ مبارک باد ہے، لیکن کہیں کہیں ان کے اندازِ بیان میں غیر ضروری تلخی آگئی ہے، اگر وہ نظرِ ثانی کے وقت پوری کتاب کے اسلوب کو خالص ناصحانہ بنادیں تو انشاء اللہ کتاب کی افادیت بڑھ جائے گی۔ (صفر المظفر ۱۳۸۸ھ)

برگِ گل، تعلیمی پالیسی نمبر

نگران: پروفیسر محمد ایوب قادری۔ مدیر اعلیٰ: امتیاز حسین مفتی۔ مدیر: محمد ذاکر

نسیم۔ ناشر: گورنمنٹ اُردو کالج کراچی۔ $\frac{30 \times 20}{8}$ سائز کے ۳۸۴ صفحات، سفید کاغذ پر متوسط درجے کی کتابت وطباعت، قیمت درج نہیں۔

یہ اُردو کالج کے مجلّے ''برگِ گل'' کا ایک خاص نمبر ہے جو ۱۹۷۵ء-۱۹۷۴ء میں اُردو کالج کی سلور جوبلی کے موقع پر شائع کیا گیا، اس مجلّے کا موضوع ''برِصغیر کا تعلیمی نظام'' ہے جس کے تحت تقریباً ساٹھ مضامین شاملِ اشاعت ہیں۔ یہ مضامین تین قسم کے ہیں، بیشتر مضامین تاریخی ہیں جن میں برصغیر اور بالخصوص پاکستان کے مختلف خطوں کی تعلیمی تاریخ بیان کی گئی ہے، دُوسری قسم ان مضامین کی ہے جن میں پاکستان کے موجودہ تعلیمی اداروں کا جائزہ لیا گیا ہے، اور تیسری قسم فکری مضامین کی ہے جن میں موجودہ نظامِ تعلیم پر تبصرے اور آئندہ کے لئے تجاویز مذکور ہیں۔ ان میں سے پہلی قسم کے مضامین زیادہ جاندار ہیں، خاص طور سے پروفیسر بشیر احمد کا مضمون ''انگریزوں کی تعلیمی پالیسی'' (جسے بیک وقت تاریخی بھی کہہ سکتے ہیں اور فکری بھی)، مولوی محمد امین زبیری صاحب کا مقالہ ''مسلم یونیورسٹی''، جناب ثناء الحق صاحب کا مقالہ ''دلّی کالج''، پروفیسر محمد ایوب قادری صاحب کا ''دارالعلوم دیوبند''، خواجہ حمیدالدین شاہد صاحب کا ''جامعہ عثمانیہ''، پروفیسر برنی کا ''اسپین میں مسلمانوں کی تعلیم'' بطورِ خاص معلومات آفریں مضامین ہیں اور محنت سے لکھے گئے ہیں۔ دُوسری قسم کے مضامین میں حافظ عبدالرحمٰن امرتسری کا مضمون ''پنجاب اور سندھ کے تعلیمی حالات''، اللہ بخشی یوسفی کا ''سرحد میں تعلیمی ترقی''، پروفیسر محمود حسین صدیقی کا ''کراچی کے دینی مدارس''، پروفیسر انعام الرحمٰن کا ''کراچی یونیورسٹی''، امتیاز حسین مفتی کا ''مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی'' بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔

البتہ تیسری قسم یعنی فکری مضامین کا حصہ اس مجلّے میں کمزور ہے، اور اس موضوع کے مضامین زیادہ تر سرسری نوعیت کے ہیں۔

بہرکیف! یہ مجلّہ بحیثیتِ مجموعی تعلیم کے موضوع پر مضامین کا ایک متنوع

گلدستہ ہے، جو اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

(شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ)

بزمِ اشرف کے چراغ

مؤلف: جناب احمد سعید ایم اے۔ ناشر: مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ، التصویر ۶۲ چیمبرلین روڈ، لاہور۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۳۸۴ صفحات، کاغذ عمدہ، کتابت و طباعت دیدہ زیب، قیمت مجلد مع حسین گردپوش بیس روپے

حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں علم و دین اور حکمت و معرفت کی جلیل القدر خدمات کی جو توفیقِ خاص مرحمت فرمائی تھی وہ کسی باخبر مسلمان سے مخفی نہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات میں ایک عظیم خدمت یہ تھی کہ انہوں نے ایسی مثالی شخصیتوں کی ایک بڑی جماعت تیار فرمائی جو شریعت و طریقت کی جامع اور اپنی زندگی میں مجموعی طور پر نہ صرف خود اسلامی اعمال و اخلاق اور سیرت و کردار کی حامل تھیں، بلکہ انہوں نے حضرت تھانویؒ کے اندازِ تربیت کو حتی الوسع جذب کرنے کی کوشش کی تھی، یہ حضرات حضرت تھانویؒ کے خلفاء کہلاتے ہیں۔ جناب احمد سعید صاحب نے اس کتاب میں حضرتؒ کے انہی خلفاء کا دلچسپ اور سبق آموز تذکرہ تحریر فرمایا ہے، اس طرح یہ کتاب موجودہ صدی کی چھیاسی ایسی شخصیتوں کا عکسِ جمیل ہے جنہوں نے نہ صرف اپنی ذات کو اسلامی اَحکام و تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی، بلکہ اپنے اپنے حلقوں میں ان اَحکام و تعلیمات کی تعلیم و تبلیغ اور ان کی مؤثر تربیت کی خدمت انجام دی۔ ان میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالغنی صاحبؒ پھولپوری، حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم جیسے مشاہیر

بھی ہیں، اور وہ حضرات بھی جنہوں نے پوری عمر گوشۂ گمنامی میں گزار دی، اور آج ان کے نام جاننے والے بھی معدودے چند ہیں، لیکن ان کے حالات دیکھئے تو قرونِ اُولیٰ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

اللہ والوں کے تذکرے اصلاحِ اعمال و اخلاق میں غیر معمولی تاثیر رکھتے ہیں، چنانچہ اس کتاب کا مطالعہ بھی انتہائی مفید، دلچسپ اور سبق آموز ہے، جناب احمد سعید صاحب نے یہ کتاب مرتب کرکے ایک بہت بڑے خلا کو پُر کیا ہے، اُمید ہے کہ علمی حلقے اس کی خاطر خواہ پذیرائی کریں گے۔ (محرم الحرام ۱۳۹۶ھ)

بزمِ انجم

مؤلفہ: جناب ثناء الحق ایم اے، علیگ۔ ناشر: ادارہ تحقیق و تصنیف، اے/۴/۱۷/ این نارتھ ناظم آباد کراچی نمبر ۳۳۔ متوسط $(\frac{18\times22}{8})$ سائز کے ۴۱۶ صفحات، کتابت و طباعت گوارا، قیمت غیر مجلد: ۱۲ روپے، مجلد: ۱۵ روپے

یہ کتاب ستاروں کے علم پر لکھی گئی ہے، مندرجہ ذیل عنوانات ابواب سے اس کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے:۔

کوکبی کائنات کا عام جائزہ، ستاروں کے کل مجموعے اور دوازدہ بروج، ستاروں کے میل اور صعودِ مستقیم، ستاروں کے فاصلے اور ان کو معلوم کرنے کے طریقے، ستاروں کی بناوٹ اور ان کی جسامتیں، ستاروں کے درجۂ حرارت اور اُن کے رنگ، ستاروں کی تنویر ان کی مطلق اور ظاہری مقداریں، ثابت ستاروں کی حرکتیں، ثنائی ستارے، ثلاثی ستارے اور نجومِ متعددہ، متغیر ستارے اور نورا اور سپر نورا، ستاروں کے جھمکے، سحابیئے اور سدیم، منطقہ البروج کے مجامع النجوم، شمالی نصف کرۂ سماوی کے مجامع النجوم، جنوبی نصف کرۂ سماوی کے مجامع النجوم، مختلف موسموں میں بزم انجم کی سیر، کائنات کی تخلیق اور اس کی وسعت۔

کتاب کے مضامین پر تبصرے کا حق تو کوئی ماہرِ فلکیات ہی ادا کر سکتا ہے، ہم اپنی واجبی سی معلومات کی بناء پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُردو میں اس موضوع پر اتنی جامع اور مفصل کتاب کوئی اور ہماری نظر سے نہیں گزری۔ اندازِ بیان دلچسپ، سلجھا ہوا اور عام فہم ہے، جس سے عام قاری بھی استفادہ کر سکتا ہیں اور اس علم کے طلباء بھی۔ وضاحت کے لئے جگہ جگہ نقشے دیئے گئے ہیں، اس طرح اس کتاب کو علمِ فلکیات کے نصاب میں بھی داخل کیا جا سکتا ہے۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ)

بستان المحد ثین (اُردو)

تالیف: حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ۔ ترجمہ: جناب مولانا عبدالسمیع صاحب۔ ناشر: نور محمد اصح المطابع کارخانۂ تجارتِ کتب، آرام باغ کراچی۔ ۲۶-۲۰/۸ کے ۲۶۶ صفحات، دبیز سفید کاغذ پر خوشنما کتابت و طباعت، قیمت مجلد مع گرد پوش: چھ روپے

یہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب "بستان المحد ثین" کا ترجمہ ہے، شاہ صاحبؒ کی یہ کتاب علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ حدیث کی متداول کتابوں اور اُن کے مصنفین کا مکمل تعارف قارئین کے سامنے آجائے، عام مسلمان جو علمِ تفسیر و حدیث کو باضابطہ نہیں پڑھ سکتے، ان کے سامنے دینی کتابوں میں مختلف محدثین کے حوالوں سے حدیثیں آتی ہیں، اور وہ نہیں سمجھ سکتے کہ جس محدث یا حدیث کی جس کتاب کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے، اُس کا پایۂ استناد کیا ہے؟ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس کتاب میں ایسی تمام کتابوں اور محدثین کے مفصل حالات قلم بند کر دیئے ہیں، تاکہ ایک عام قاری بھی ان کی اہمیت و حیثیت سے آگاہ ہو جائے۔

یہ کتاب کہنے کو تو عوام ہی کے لئے لکھی گئی ہے، لیکن اپنی جامعیت، درجۂ

تحقیق اور افادیت کے اعتبار سے بڑے بڑے علماء بھی اس کے محتاج ہیں۔ اس میں شاہ صاحبؒ نے اُن کتبِ حدیث کا بھی مکمل تعارف کرادیا ہے جو آج نایاب ہیں، لیکن متقدمین کی کتابوں میں ان کے بکثرت حوالے آتے ہیں، تفصیل اور تحقیق کا عالم یہ ہے کہ ۳۸ صفحات میں صرف مؤطا امام مالک کا تذکرہ آیا ہے۔

حدیث کے متون کے ساتھ ان کی بعض مقبولِ عام اور معروف شرحوں کا تعارف بھی شاہ صاحبؒ نے نہایت خوبی کے ساتھ کرادیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب حدیث کی کتب، اس کے رِجال اور اس کی تاریخ کا ایک بیش بہا گنجینہ بن گئی ہے اور صرف اس ایک کتاب کو پڑھ کر بھی ایک عام آدمی یہ پتہ لگاسکتا ہے کہ علمِ حدیث کی تدوین و حفاظت کس غیر معمولی طریقے پر کی گئی ہے، اور اس سلسلے میں علماء نے کتنی محنتیں اُٹھائی ہیں۔

اصل کتاب فارسی میں تھی، اس کا یہ ترجمہ نہایت سلیس، رواں اور عام فہم ہے، فاضل مترجم نے بعض تشریح طلب مقامات پر ''فائدہ'' کے عنوان سے اپنے تشریحی نوٹ بھی بڑھائے ہیں جن سے کتاب کا فائدہ بہت بڑھ گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ کتاب اُردو زبان کے ذخیرے میں ایک قیمتی اضافہ ہے، اور علماء، طلباء، مدرّسین کے علاوہ عام مسلمانوں کے لئے بھی بے شمار فوائد اور دِلچسپیوں کا مجموعہ ہے۔ (رجب المرجب ۱۳۸۹ھ)

بشارت الدین

مؤلفہ: مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، اَمیرِ تحریکِ خدامِ اہلِ سنت صوبہ پنجاب۔ ناشر: تحریکِ خدامِ اہلِ سنت، چکوال ضلع جہلم۔ $\frac{20 \times 30}{8}$ سائز کے ۶۱۷ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت پچّیس روپے

یہ کتاب اہلِ تشیع کی ایک کتاب ''فلاح الکونین فی عزاء الحسین''

کے جواب میں لکھی گئی ہے، اہلِ تشیع نے اپنی اس کتاب میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ماتم کا جواز ثابت کرنا چاہا تھا، فاضل مؤلف نے اس کتاب میں ان کے مزعومہ دلائل کا مدلل اور مفصل جواب دیا ہے، اور اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

کتاب کا مرکزی موضوع اگرچہ ماتم و سینہ کوبی کی حرمت بیان کرنا ہے، لیکن اس کے ضمن میں اہلِ سنت اور اہلِ تشیع کے بہت سے نزاعی مسائل پر مفصل اور کارآمد بحثیں کی گئی ہیں۔ فاضل مؤلف شیعہ کتابوں کا بھی وسیع مطالعہ رکھتے ہیں اور ردِّ شیعیت ان کا خاص موضوع ہے، چنانچہ اس کتاب سے بھی ان کی وسعتِ مطالعہ اور شیعہ نظریات پر گہری نظر کا ثبوت ملتا ہے، لہٰذا جو حضرات اس موضوع پر مطالعہ کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ کتاب بغایت مفید ہے۔ (ذی القعدہ و ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ)

بوادر النوادر

تالیف: حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ۔
ناشر: ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور۔ $\frac{18 \times 23}{16}$ سائز کے ۸۳۰ صفحات، دبیز اور چکنے آرٹ پیپر پر عمدہ عکسی طباعت، دیدہ زیب اور پائیدار جلد، قیمت: ۸۸ روپے

''بوادر النوادر'' حکیم الأمت حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے آخری دور کی تالیف ہے، جسے حضرتؒ کی نادر علمی تحقیقات کا عطر کہنا چاہئے، اس آخری دور میں تالیفات کی کثرت، تنوّع اور افادیت کے لحاظ سے حضرت قدس سرہٗ کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ آپ کی تالیفات اصلاحِ اعمال و اخلاق، تربیتِ باطن اور تزکیۂ نفس کے لئے تو بے مثال ہیں ہی لیکن ان میں تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد اور تصوف سے متعلق جو علمی نوادر اور اچھوتی تحقیقات ملتی ہیں، وہ بجائے خود ایک دفترِ علم اور خزانۂ تحقیق و تدبیر ہیں، لیکن یہ تحقیقات آپ کی تصانیف، مواعظ و ملفوظات اور مکاتیب میں بکھری ہوئی ہیں۔

"بوادر النوادر" انہی تحقیقات کا ایک انتخاب ہے، جو خود حضرتِ والاؒ نے فرمایا ہے، اور اپنی آخرِ حیات میں فرمایا ہے، اسی سے اس کی اہمیت اور نافعیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرتِ والاؒ کے خلیفۂ خاص اور ہمارے شیخ و مربی، سیّدی و سندی حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہم "مآثرِ حکیم الامت" میں تحریر فرماتے ہیں:-

> حضرتؒ کے وصال سے شاید ایک ہفتہ یا عشرہ قبل کتاب "بوادر النوادر" طبع ہوکر آئی، جن صاحب نے طبع کرائی تھی انہوں نے اس کتاب کے بیس نسخے حضرتؒ کی خدمت میں ہدیہ ارسال کئے تھے، کتابیں جس وقت پیش کی گئیں، حضرتؒ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑی مسرت کے اظہار کے ساتھ ایک کتاب پر ہاتھ رکھ کر فرما رہے تھے کہ: میری جان ان کے انتظار میں اٹکی ہوئی تھی، پھر ان کتابوں کو چند مخصوص احباب میں تقسیم فرمایا۔
>
> (مآثرِ حکیم الامتؒ ص:۶۷)

یہ کتاب ۱۳۵۹ھ میں پہلی بار جج عبدالکریم صاحب نے شائع کرائی تھی، بعد میں احقر کے والدِ ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ نے ۱۳۶۵ھ میں دوبارہ شائع فرمائی، اب عرصۂ دراز سے یہ کتاب نایاب تھی، ادارۂ اسلامیات نے ۱۳۶۵ھ کے نسخے کا فوٹو لے کر اسے نہایت موزوں سائز پر شائع کیا ہے، اور اس کے شروع میں نہایت مفصل فہرست کا اضافہ کردیا ہے، جس کے ذریعے کتاب سے استفادہ نہایت آسان ہوگیا ہے، فجزاھم اللہ تعالٰی خیراً، اور کتاب کی جلد تو اتنی دلکش ہے کہ بے ساختہ دیکھنے کو دِل چاہتا ہے، اُمید ہے کہ اہلِ علم اس کتاب کی کماحقہ قدر کریں گے۔ یہ مضامین بڑی بڑی کتابوں میں بھی یکجا دستیاب ہونے والے نہیں ہیں۔

(رجب المرجب ۱۴۰۶ھ)

بیان القرآن (کامل)

مؤلفہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ۔ ناشر: مکتبہ الحسن ۹/۲۹ عبدالکریم روڈ، قلعہ گوجر سنگھ، لاہور۔ عمدہ آفسٹ پیپر پر فوٹو آفسٹ کی طباعت، مکمل کپڑے اور اسپنج کی خوبصورت جلد، تین جلدوں میں مکمل قیمت: ۱۵۰ روپے

حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی تفسیر ''بیان القرآن'' کسی تعارف کی محتاج نہیں، اصل میں اس تفسیر کو لکھنے سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا منشاء قرآنِ کریم کا ایک سلیس ترجمہ مرتب کرنا تھا، لیکن چونکہ بہت سے ناظرین کے لئے نرا ترجمہ فہمِ قرآن کے لئے کافی نہ ہوتا، اس لئے حضرتؒ نے ترجمے کے ساتھ ساتھ قوسین میں کچھ تشریحی الفاظ یا جملے بڑھا کر مضامینِ قرآنِ کریم کی توضیح فرمائی، اور جہاں کسی ضروری بحث کا بیان یا کسی شعبے کا بیان یا کسی شبہ کا ازالہ ضروری ہوا وہاں ترجمے کے بعد ''ف'' کا عنوان لگا کر اس کو بھی مختصراً بیان فرمادیا، اور اس طرح خود حضرتؒ کے الفاظ میں یہ کتاب تفسیرِ مختصر یا ترجمۂ مطول کی حیثیت رکھتی ہے۔

کہنے کو تو یہ ایک مختصر تفسیر ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اپنے اختصار کے باوجود جامعیت اور حلِ قرآن میں اپنی مثل آپ ہے، اور اسے حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے تدبرِ قرآن کا شاہکار کہنا چاہئے۔ اس تفسیر کی صحیح قدر و منزلت اس وقت معلوم ہوتی ہے جب کسی آیت کی تفسیر میں عربی زبان کی مفصل تفاسیر کو چھاننے کے بعد اس کی طرف رجوع کیا جائے، اس وقت اندازہ ہوتا ہے کہ حضرتؒ نے حلِ قرآن کے سلسلے میں ان تمام تفاسیر کا عطر نکال کر رکھ دیا ہے، اور وہ عظیم الشان اشکالات جن کا جواب بعض اوقات کئی کئی ضخیم تفسیروں کی مراجعت کے بعد بھی نہیں ملتا، حضرتؒ نے قوسین میں چند تشریحی الفاظ بڑھا کر حل فرمادیئے ہیں۔

پھر اُردو تفاسیر میں عموماً یہ ہوتا ہے کہ مفسر کے نقطۂ نظر کے مطابق قرآنِ کریم کا مفہوم تو معلوم ہوجاتا ہے لیکن یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ عربی صرف ونحو اور ترکیب کے لحاظ سے یہ مفہوم آیت سے کیونکر نکلتا ہے؟ لیکن حضرتؒ نے ''بیان القرآن'' کے حاشیے پر ''ملحقات الترجمۃ''، ''اللغات''، ''النحو'' اور ''البلاغۃ'' کے عنوانات کے تحت اہلِ علم کے ان اشکالات کا شافی جواب مہیا فرمادیا ہے، نیز شانِ نزول کی روایات کو ان کے اصل عربی مآخذ سے عربی زبان ہی میں تحریر فرمادیا ہے، پھر اُردو تفاسیر میں عام طور سے قراءتوں کے اختلاف کا بیان نہیں ہوتا، حضرتؒ نے اس کا بھی بقدرِ ضرورت اہتمام فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ اس تفسیر میں ایک مستقل سلسلہ ''مسائل السلوک'' کا ہے، یعنی جن جن آیات سے تصوّف وسلوک کا کوئی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے، وہاں اس کو وجۂ استنباط کے ساتھ ذکر فرمادیا ہے، اور درحقیقت یہ ایک مستقل تصنیف ہے جس سے اس خیالِ خام کی جڑ کاٹ دی گئی ہے کہ تصوّف قرآن وسنت کے منافی کوئی چیز ہے، اس تصنیف سے تفسیر اور تصوّف دونوں میں حضرتؒ کے مقامِ بلند کا اندازہ ہوتا ہے، اور حضرتؒ کے ملکۂ استنباط اور دقتِ نظر کا پتہ چلتا ہے، یہ حصہ اَصلاً عربی میں ہے لیکن ساتھ ہی اُردو ترجمہ درج کردیا گیا ہے۔

غرض یہ تفسیر اہلِ علم اور اُردو خواں دونوں قسم کے حضرات کے لئے علوم کا گنجینہ ہے، البتہ حضرت تھانوی قدس سرہٗ کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ جن حضرات نے بذاتِ خود اسلامی علوم کو اساتذہ سے حاصل نہ کیا ہو، وہ صرف ترجموں اور تفسیروں کے ترجموں کے ذریعے قرآنِ کریم کو سمجھنے کے بجائے کسی محقق عالم کی نگرانی میں ترجمہ و تفسیر کا مطالعہ کریں، اس غرض سے حضرتؒ نے ترجمے کا اسلوبِ بیان تو نہایت عام فہم رکھا، لیکن تفسیر کے اسلوبِ بیان میں ہر جگہ عام فہم ہونے کا اہتمام نہیں فرمایا، بلکہ بہت سے مقامات پر دقیق عربی الفاظ اور مختلف فنون کی اصطلاحات بھی استعمال فرمائی ہیں،

اور شروع میں لکھ دیا ہے کہ انہیں کسی محقق عالم سے سمجھ کر پڑھا جائے۔

"بیان القرآن" بارہا طبع ہو چکی ہے، لیکن کسی ایڈیشن میں اس کا کوئی حصہ حذف کر دیا گیا ہے، اور کسی میں کوئی اور حصہ، زیرِ ایڈیشن اس کے اصل تھانہ بھون کے مطبوعہ ایڈیشن سے فوٹو لے کر شائع کیا گیا ہے، چنانچہ یہ اپنی جامعیت اور صحتِ طباعت کے لحاظ سے ہر طرح قابلِ اعتماد ہے۔ ناشر نے اس کی طباعت بڑی محنت اور فیاضی کے ساتھ کی ہے، کاغذ نہایت عمدہ اور طباعت نہایت دیدہ زیب ہے، سائز نہایت موزوں ہے، لیکن چونکہ اصل نسخے سے چھوٹا کر کے فوٹو لیا گیا ہے، اس لئے کہیں کہیں حواشی کی عبارتیں زیادہ باریک ہو گئی ہیں، تاہم یہ ان حضرات کے لئے انمول تحفہ ہے جو تھانہ بھون کے اصلی ایڈیشن کی تلاش میں تھے اور وہ نایاب ہو چکا تھا۔

اس ایڈیشن کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم سے خط و کتابت کے دوران "بیان القرآن" میں جو تبدیلیاں منظور فرمائی تھیں، مگر اب تک وہ تبدیلیاں اصل کتاب میں نہ ہو سکی تھیں، حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی مدظلہم نے ان کی ایک فہرست آخر میں شامل فرما دی ہے، ہم اس پیشکش پر ناشر کو تہہ دِل سے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور اہلِ ذوق سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ اس کی کماحقہ پذیرائی کریں گے۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ)

بیان اللسان (عربی اُردو لغت)

مؤلفہ: قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی۔ ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۹۴۴ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت مجلد مع کاغذی گرد پوش: ۲۴ روپے، مجلد مع پلاسٹک کور: ۲۶/۵۰

یہ عربی زبان کی ایک جامع ڈکشنری ہے جس نے کافی مقبولیت حاصل کی ہے، فاضل مؤلف نے اس کی تالیف میں مندرجہ ذیل خصوصیات کو پیشِ نظر رکھا ہے:-

۱:- اس کی ترتیب عام لغت کی کتابوں کی طرح مادّہ کی ترتیب پر نہیں، بلکہ ہر لفظ کی ظاہری صورت کے مطابق اسے حروفِ تہجی کی ترتیب سے ذکر کردیا گیا ہے، مثلاً لفظِ ''انتصار'' کے معنی دیکھنے ہوں تو عام ڈکشنریوں میں یہ لفظ نون صاد کی تختی میں ملے گا، لیکن اس کتاب میں یہ لفظ الف نون کی تختی میں مذکور ہے۔ عام لغات کا طریقہ اگرچہ علمی اور اُصولی اعتبار سے زیادہ جامع ہے، لیکن عربی زبان کے مبتدیوں کو اس سے لفظ نکالنے میں دُشواری ہوتی ہے، اس کے برخلاف زیرِ تبصرہ لغت سے ہر مبتدی بھی الفاظ کے معنی آسانی سے نکال سکتا ہے۔

۲:- قرآن و حدیث، درسِ نظامی اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں جو عربی الفاظ مستعمل ہیں، یہ لغت اُن سب کے معانی کو جامع ہے اور عام ضرورت کا کوئی لفظ شاید اس میں فروگزاشت نہیں ہوا۔

۳:- صنعتی اعتبار سے جو نئی نئی ایجادات سامنے آئی ہیں اور جو نئی اصطلاحات وضع ہوئی ہیں ان کی تشریح بھی اس کتاب میں موجود ہے، ایسی جدید لغات کے لئے مؤلف نے (د) کی علامت مقرر کی ہے، اور جو الفاظ جدید و قدیم دونوں معنی میں مستعمل ہیں پہلے ان کے قدیم معنی لکھے ہیں، پھر (د) کی علامت بنا کر جدید معنی۔

۴:- قرآنِ کریم کے الفاظ کی تشریح میں زیادہ تر مفرداتِ امام راغبؒ کو مأخذ قرار دیا ہے۔

۵:- آخر میں ''لغاتِ جدیدہ'' کے نام سے ۴۸ صفحات کا ایک مستقل رسالہ شامل ہے جس میں صرف عربی کے جدید لغات و مصطلحات کی تشریح کی گئی ہے۔

اس طرح یہ لغت تقریباً ۳۵ ہزار عربی الفاظ کی مستند تشریح پر مشتمل ہے، اور طلباء و علماء اور عربی زبان کے عام شائقین کے لئے نہایت مفید ہے۔

(ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ)

بہشتی زیور (طبع وترتیبِ جدید)

تالیف: حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ۔

ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافرخانہ، نزد اُردو بازار کراچی نمبرا۔ ۲۰×۳۰/۸ سائز کے ایک ہزار صفحات، آفسٹ کی نفیس کتابت وطباعت، جلد خوشنما اور مضبوط۔

''بہشتی زیور'' ایسی کتاب نہیں جو کسی تعارف کی محتاج ہو۔ یہ کتاب اصل میں تو خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے لکھی گئی تھی، لیکن فقہی مسائل کی جامعیت کی بناء پر وہ مردوں بلکہ اُونچے درجے کے علماء وفقہاء کے لئے بھی انتہائی ضرورت کی کتاب ثابت ہوئی، جس سے آج کے بڑے بڑے مفتی بھی بے نیاز نہیں ہوسکتے۔ اس کی زبان اتنی سہل اور عام فہم ہے کہ معمولی نوشت وخواند کی صلاحیت رکھنے والا شخص خواہ مرد ہو یا عورت اس سے بآسانی استفادہ کرسکتا ہے، لیکن مسائل ایسے مفصل اور جامع انداز میں بیان ہوئے ہیں کہ اُردو میں کوئی کتاب فقہ کے موضوع پر اتنی مرتب، اتنی جامع اور اتنی مستند موجود نہیں ہے۔

پھر چونکہ اس کتاب کا اصل مقصد خواتین کی تعلیم تھا، اس لئے فقہی مسائل کے علاوہ خواتین کی دُنیا وآخرت کی ضروریات کا شاید کوئی پہلو ''بہشتی زیور'' میں چھوٹا نہیں ہے، اس میں معاشرت کے آداب، بچوں کی تربیت کے اُصول، خانہ داری کی ضروریات، طبّی چٹکلے، غرض خواتین کی ضرورت کی ہر چیز موجود ہے، اور تجربہ یہ ہے کہ جن خواتین کا مبلغِ علم صرف ''بہشتی زیور'' کی حد تک محدود رہتا تھا وہ آج کل کی گریجویٹ خواتین سے زیادہ شائستہ، باذوق، سلیقہ شعار اور مہذب ہوا کرتی تھیں۔

یہ کتاب جتنی بڑی تعداد میں شائع ہوئی اور ہو رہی ہے اس کی نظیر بھی شاید اُردو کی کتابوں میں شاذ ونادر ہی ملے گی۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ نہ اپنی کسی کتاب کے حقوقِ طبع محفوظ کرائے اور نہ کبھی کوئی رائلٹی لی، اس لئے برِصغیر کے

نہ جانے کتنے اشاعتی اداروں نے اسے بار بار شائع کیا، اور مختلف ناشروں نے اس میں طرح طرح کے تصرفات بھی کیے، بہت سے نسخوں میں تصحیح کا اہتمام نہ ہوا، بہت سے نسخوں میں مسائل کے حوالے جو حاشیے پر درج تھے حذف کر دیئے گئے۔

اس لئے حضرت مولانا شبیر علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ نے جو حضرت مصنفؒ کے بھتیجے اور حضرتؒ کے زمانے میں آپ کی کتابوں کی طباعت کے منتظم تھے، ازسرِنو ''بہشتی زیور'' کی طباعت کا بیڑا اُٹھایا اور ''بہشتی زیور'' کے اس خاص نسخے کو بنیاد بنایا جس پر آخری بار حضرت حکیم الأمتؒ نے نظر فرمائی تھی، اور جس میں ہر مسئلے کے حاشیے پر اس کا حوالہ درج تھا، حضرت مولانا شبیر علی صاحبؒ نے اس نسخے کو بنیاد بنا کر اوّل تو نہایت عرق ریزی کے ساتھ نسخے کی تصحیح کی، دوسرے حواشی کو ازسرِنو مرتب کیا، اور اس میں مسائل کے صرف حوالوں کے بجائے متعلقہ فقہی کتابوں کی اصل عبارتیں بھی درج فرمادیں، اور نہایت دقتِ نظر، محنت اور کاوش کے بعد یہ نسخہ شائع فرمایا جو ''بہشتی زیور'' کا سب سے زیادہ صحیح، مرتب، جامع اور قابلِ اعتماد نسخہ ہے۔

''بہشتی زیور'' کا یہ گراں قدر نسخہ بھی رفتہ رفتہ نایاب ہونے لگا، تو اب دارالاشاعت نے اسی نسخے کی فلم بنوا کر دوبارہ شائع کیا ہے، دارالاشاعت کے اس ایڈیشن میں ایک بڑی مفید خصوصیت کا اضافہ بھی ہے، اور وہ یہ کہ اب تک تقریباً تمام نسخوں میں کتاب کے گیارہ حصوں میں سے ہر حصے کے صفحات نمبر بھی الگ الگ تھے، اور ہر حصے کی فہرست بھی الگ الگ بنائی گئی تھی، اس طرح کتاب سے مسئلہ نکالنے میں دشواری ہوتی تھی، دارالاشاعت کے اس نسخے میں کتاب کے مسلسل صفحات بھی ڈال دیئے گئے ہیں، اور تمام حصوں کی مفصل یکجا فہرست بھی کتاب کے شروع میں ہی دے دی ہے، اس طرح انشاء اللہ اس نسخے میں مسائل تلاش کرنا بہت آسان ہو جائے گا۔

بہرکیف! یہ نسخہ اپنے فوائد، حسنِ ترتیب، صحت کے اہتمام اور کتابت و

طباعت کی عمدگی کے لحاظ سے اب تک کے تمام نسخوں پر فوقیت لے گیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائیں، آمین۔ اُمید ہے کہ مسلمان اس کی کماحقہ قدردانی کریں گے۔

(جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ)

پانچ رسالے

۱:- سندھ کے حالات کی سچی تصویر (۱۶۸ صفحات)

۲:- جی ایم سید ایک تجزیہ ایک مطالعہ (۱۲۰ صفحات)

۳:- قومی مسائل اور ہمارا لائحہ عمل (۱۳۵ صفحات)

۴:- جدید دور میں غلبۂ دین (۸۰ صفحات)

۵:- قومی تشکیلِ نو (۱۰۴ صفحات)

تالیف: محمد موسیٰ بھٹو۔ ناشر: سندھ نیشنل اکیڈمی، پوسٹ بکس نمبر ۲۵۸، حیدرآباد۔ کتابت وطباعت متوسط، قیمت بالترتیب: ۱۵/، ۱۰/، ۸/، ۱۰/، ۱۲/ روپے

یہ پانچوں رسالے سندھ کے ایک نوجوان رہنما محمد موسیٰ بھٹو صاحب کی تصنیف ہیں، پہلے رسالے میں سندھ کے ماضی و حال کے پسِ منظر میں یہاں سندھی قومیت کی تحریک، اس کے اسباب اور متعلقہ مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ سندھ میں سندھی قوم پرستی اور ''سندھودیش'' کے نعروں کی صدائے بازگشت وقفوں وقفوں سے سنائی دیتی رہی ہے، بہت سے حضرات کو اس تحریک کے خطرناک مضمرات کا احساس ہے، لیکن بہت کم لوگ ہیں جو اس مسئلے پر سنجیدگی اور مقصدیت کے ساتھ سوچنے کے لئے تیار ہیں، کم از کم راقم کے علم میں بہت کم لوگوں نے اس تحریک کے عوامل ومحرکات کا معروضی جائزہ لینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ اس قسم کی تحریکات کا علاج صرف ''غداری'' کا طعنہ نہیں ہوتا، بلکہ یہ دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ یہ فکر کن اسباب کے تحت پروان چڑھی ہے؟ اگر اس کی پشت پر کوئی بیرونی ہاتھ ہے تب بھی،

جب تک اُسے اندر سے غذا نہ ملے، وہ آگے نہیں بڑھ سکتی، لہٰذا یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ کون سے حالات ہیں جو اس قسم کی تحریکات کو اندر سے غذا فراہم کرتے رہے ہیں۔

جناب محمد موسیٰ بھٹو نے یہ مقالہ اسی موضوع پر لکھا ہے اور اس میں اپنی فکر و تحقیق کے نتائج تاریخی واقعات کے حوالوں سے پیش کئے ہیں، ہم اس موضوع پر بصیرت اور ذمہ داری کے ساتھ کوئی حتمی بات کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ موسیٰ بھٹو صاحب کا یہ مقالہ بڑا فکر انگیز اور معلومات افزا ہے، اور سندھ کے حالات کے بارے میں ذہن و فکر کے لئے نئے دریچے کھولتا ہے، اس موضوع سے دِلچسپی رکھنے والوں کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

دُوسرا رسالہ ''جئے سندھ تحریک'' کے بانی جی ایم سیّد صاحب کے افکار و نظریات کے خلاصے پر مشتمل ہے۔ فاضل مؤلف نے ان کی سندھی کتابوں سے اقتباسات ترجمہ کرکے بلاتبصرہ پیش کئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لئے ان کو صرف پڑھ لینا ہی نہایت صبر آزما ہے، بعض حصوں کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کہ کیا کوئی شخص جو مسلمان کا نام رکھے ہوئے ہے بے دینی اور گمراہی کی اس پستی تک بھی پہنچ سکتا ہے؟

باقی تین رسالوں میں پورے ملک، بالخصوص سندھ کے حالات کے پسِ منظر میں قومی اور دینی نشاۃِ ثانیہ کے لئے فاضل مؤلف کی تجاویز اور ماضی و حال پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے، فاضل مؤلف کے بعض خیالات سے اختلاف ممکن ہے، لیکن ان تحریروں میں ایک دردمند دِل جھلکتا نظر آتا ہے جو اسلام اور پاکستان کی محبت سے معمور ہے۔

بعض رسائل میں کچھ فقہی مسائل بھی زیرِ بحث آگئے ہیں، مثلاً مزارعت کا جواز اور عدمِ جواز، اور اگرچہ فاضل مؤلف نے یہ کہہ کر اس بحث کو مختصر کردیا ہے کہ یہ اہلِ علم کا کام ہے، لیکن ساتھ ہی اپنی رائے بھی دے دی ہے کہ ان کی نظر میں

مزارعت جائز نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے پر موصوف کی رائے وقت کے چلے ہوئے بعض نعروں پر مبنی ہے، اسلام کے احکامِ مزارعت اور موجودہ جاگیرداری اور زمینداری نظام کے عمیق موازنے پر نہیں، جب خود مؤلف کے بقول یہ اُن کا میدان نہیں تھا، تو ان مسائل میں اُلجھنے یا ان کے بارے میں کوئی حتمی رائے دینے کی بھی ضرورت نہ تھی۔

بہرصورت! ہمارے ملک، بالخصوص سندھ کے سیاسی اور معاشرتی حالات کے بارے میں یہ رسائل خاصی معلومات اور فکر انگیز تجاویز پر مشتمل ہیں، جن سے اہلِ علم وفکر کو فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ (جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ)

تأثرات

از: مُلاّ واحدی صاحب۔ مرتبہ: حکیم محمد سعید صاحب۔ ناشر: ہمدرد اکیڈمی کراچی نمبر ۱۸۔ $\frac{۱۸ \times ۲۲}{۸}$ کے ۳۸۴ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ، کاغذ رف، قیمت: ۱۰ روپے

مُلاّ واحدی صاحب ملک کے معروف نثرنگار ہیں، اور دہلی، مرحوم کی زندہ یادگار، خواجہ حسن نظامی مرحوم کے رسالہ ''نظام المشائخ'' کے ایڈیٹر اور ان کے عاشقِ صادق۔ اللہ نے سلیقۂ گفتار کے ساتھ سوزِ دل بھی بخشا ہے، اور ''تأثرات'' اُن کے اسی سوزِ دل کی نمائندگی کرتے ہیں۔ انہوں نے سالہا سال سے اپنے مطالعہ اور اپنے سوچ بچار کا حاصل چھوٹے چھوٹے نثر پاروں میں مرتب کرنے کا معمول بنایا ہوا ہے، جو ''تأثرات'' کے نام سے پہلے ''نظام المشائخ'' میں چھپتے رہے، پھر روزنامہ نوائے وقت لاہور میں، اور اب ملک کے مختلف دینی رسائل میں چھپتے رہتے ہیں۔

جناب حکیم محمد سعید صاحب دہلوی نے انہی ''تأثرات'' کو جمع کرکے کتابی شکل میں شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے، اور یہ کتاب اس کی پہلی قسط ہے، ایسی کئی

جلدیں اور بھی ہوں گی، یہ چھوٹے چھوٹے مضامین مؤثر بھی ہیں، دلچسپ بھی اور عمل پر اُبھارنے والے بھی۔ جناب حکیم صاحب نے انہیں جمع کر کے ہر عمر کے مسلمانوں کے لئے ایک مفید کتاب تیار کردی ہے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ)

تاریخ ارض القرآن

مؤلفہ حضرت مولانا سیّد سلیمان ندویؒ۔ ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافرخانہ، کراچی نمبرا۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۴۲۴ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، کاغذ سفید، قیمت: ۲۴ روپے

یہ حضرت علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب ہے جسے تحقیقی اعتبار سے ان کا شاہکار کہنا چاہئے۔ قرآنِ کریم میں زمین کے جن خطوں کا صراحۃً یا اشارۃً ذکر آیا ہے، ان کا قدیم و جدید جغرافیہ اور ان کی تاریخ اس کتاب کا موضوع ہے، اور اس کے ساتھ اس میں ان علاقوں میں بسنے والی اقوام کا مفصل تعارف بھی کرایا گیا ہے، یہ ایک انتہائی سنگلاخ موضوع تھا کیونکہ یہ اُن شہروں، آبادیوں اور تہذیبوں کی کہانی ہے جو سالہا سال پہلے پیوندِ خاک ہوچکیں، جن کے نام بدل کر کچھ سے کچھ ہوگئے، اور جن کو یونانی اور یورپی مصنّفین نے اپنی مختلف آراء کے ذریعہ خوابِ پریشاں بنادیا، لیکن حضرت علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ''خوابِ پریشاں'' سے مطلب کی باتیں نکھار نکھار کر اس کتاب میں سجادی ہیں، جغرافیہ اور اَقوامِ سابقہ کی تاریخ راقم الحروف کا موضوع کبھی نہیں رہا، اس لئے اس کتاب پر حقِ تبصرہ ادا کرنا میرے لئے مشکل ہے، تاہم ایک عام علمی ذوق کی بنیاد پر یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ اس کتاب کا ہر ہر صفحہ فاضل مؤلف کی وسعتِ معلومات، تاریخی تحقیق وجستجو کے لئے دقتِ نظر اور شدید محنت وعرق ریزی کی گواہی دیتا ہے، حضرت علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تالیف میں تمام متعلقہ

عربی اور انگریزی مآخذ سے مدد لی ہے، بلکہ اس مقصد کے لئے ابتدائی عبرانی زبان بھی سیکھی ہے، اور مغرب کے جن مصنّفین نے ان موضوعات پر لکھا ہے، جابجا اُن پر مدلل اور فاضلانہ تنقید بھی فرمائی ہے۔ فاضل مؤلف نے جدید عصری تحقیقات کو قرآن کے خادم کی حیثیت سے پیش کیا ہے، اور جگہ جگہ بتایا ہے کہ یہ تحقیقات کس طرح قرآن کی صداقت کی تصدیق کر رہی ہیں، اس طرح یہ کتاب ارض القرآن سے متعلق جغرافیائی اور تاریخی معلومات کا خزانہ ہے، اور صرف اُردو ہی میں نہیں، عربی اور انگریزی میں بھی ایسی کوئی دُوسری کتاب ہمارے علم میں نہیں ہے۔

البتہ حضرت علامہ سیّد سلیمان ندویؒ کی یہ کتاب اس دور کی ہے جب وہ حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ سے بیعت نہیں ہوئے تھے، ان کی اس دور کی تالیفات میں بہت سی باتیں جمہور علمائے اُمت کے خلاف بھی ملتی ہیں، جن سے انہوں نے بعد میں ایک اعلانِ عام کے ذریعہ اجمالی طور پر رجوع کرلیا تھا، اگرچہ کتابوں میں ترمیم نہیں کر پائے تھے کہ وفات ہوگئی۔ چنانچہ اس کتاب میں بھی کئی باتیں جمہور علمائے اُمت کے خلاف باقی رہ گئی ہیں، مثلاً اس زمانے میں سر سیّد احمد خاں صاحب کے مشہور کئے ہوئے تصوّرِ فطرت (نیچریت) کا بڑا زور تھا، جس کی بنیاد پر مغربی فلسفے کی واجبی معلومات رکھنے والے مصنّفین نے انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا انکار کر ڈالا تھا، اور قرآنِ کریم میں جن معجزات کا ذکر صراحت کے ساتھ آیا ہے، ان کو عادی اسباب کے تحت لانے کے لئے الفاظِ قرآنی میں کھینچ تان کی مہم زوروں پر تھی، اسی دور میں بعض مصنّفین کا انداز یہ رہا کہ اُنہوں نے معجزات کا اُصولی طور پر تو انکار نہیں کیا لیکن ان کی کوشش یہی رہی کہ قرآنِ کریم میں کم سے کم معجزات کا اقرار کرنا پڑے اور ایسے واقعات کو جہاں تک ہوسکے کسی لیپ پوت کے ذریعہ ٹلایا جائے، چنانچہ معجزات کو اُصولی طور پر تسلیم کرنے کے باوجود انہوں نے بعض جگہ قرآنِ کریم کی آیات میں بودی تأویلیں کی ہیں، سیّد صاحب اس کتاب میں ایسے لوگوں سے خاصے

متاثر معلوم ہوتے ہیں، چنانچہ انہوں نے بعض جگہ سرسیّد احمد خاں صاحب کی تأویلات کی صریح تردید کی ہے لیکن بعض مقامات پر خود اُنہوں نے اسی ذہنیت کی دُوسری تأویلات کو اختیار کرلیا ہے۔

مثلاً اصحابُ الفیل کا واقعہ قرآنِ کریم میں پوری وضاحت کے ساتھ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اُن پر ابابیلوں کا ایک لشکر بھیج دیا جس نے اُن پر پتھر برسا کر انہیں ہلاک کردیا، لیکن معجزات سے کترانے کی ذہنیت نے ان آیات میں وہ وہ کھینچ تان کی ہے کہ الامان! سرسیّد احمد صاحب نے اس کے جو معنی بیان کئے تھے اُن کے بارے میں تو فاضل مؤلف نے لکھا کہ:-

> سرسیّد نے اس سورۃ کی جو تفسیر لکھی تھی اور جس سے اس واقعہ کے اعجوبہ پن کو دُور کرنے کی کوشش کی تھی وہ سرتاپا غلط اور اغلاط سے مملو ہے۔ (ص:۲۴۷)

لیکن آگے چل کر خود ہی مولانا حمیدالدین فراہی صاحب مرحوم کی بیان کی ہوئی اس تفسیر کی تائید کی ہے کہ اصحابُ الفیل پرندوں کے ذریعہ نہیں، بلکہ آدمیوں کی سنگباری سے ہلاک ہوئے تھے، اور ابابیل کا یہ لشکر اُنہیں ہلاک کرنے کے لئے بلکہ اُن کی لاشیں کھانے کے لئے آیا تھا، حالانکہ مولانا فراہی کی یہ تأویل قرآنِ کریم کے سیاق اور عقل ونقل ہر اعتبار سے بالکل غلط بھی ہے اور جمہور اُمت کے بالکل خلاف بھی ہے، اور سوائے معجزات سے زبردستی گریز کی ذہنیت کے اس تأویل کو اختیار کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہدہد جو اُن کے پاس ملکِ سبا کی خبر لے کر آیا تھا اور وہاں کے اَحوال بیان کئے تھے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے پہلے تو علامہ ندویؒ نے اُن ''فطرت پرستوں'' کی تردید کی ہے جو پرندوں کے بولنے پر اعتراض کرتے ہیں، لیکن آخر میں لکھا ہے کہ:-

> اگر پرندوں کا بولنا اب بھی کھٹکتا ہے تو فرض کرلو کہ نامہ بر کبوتروں

> کی طرح تربیت یافتہ نامہ بر ہدہد ہوگا اور اس کے بولنے سے مقصود اسی مضمون کا خط اُس کے پاس ہونا سمجھ لو جیسا کہ خود اسی موقع پر قرآن مجید میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے خط دے کر اُس کو ملکۂ سبا کے پاس بھیجا، اسی طرح پہلے بھی خط لے کر آیا ہوگا۔ (ص:۲۱۲)

حالانکہ یہ تاویل بھی قرآنِ کریم کے سیاق کے لحاظ سے کسی طرح دُرست نہیں، اگر "عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ" پر ایمان ہے تو اس لیپ پوت کی ضرورت ہی کیا ہے؟

اسی طرح "قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ" میں علامہ ندویؒ نے "کتاب" سے وہ خط مراد لیا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ سبا کے پاس بھیجا تھا، حالانکہ یہ تفسیر جمہور کے خلاف بھی ہے اور "عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ" پر کسی طرح چسپاں نظر نہیں آتی۔

بہرکیف! ان چند مثالوں سے یہ بتانا مقصود تھا کہ سیّد صاحب کی اس کتاب میں تفسیرِ قرآن کے معاملہ میں تحقیق و احتیاط کا وہ معیار قائم نہیں رہ سکا جو تاریخی و جغرافیائی معاملات میں نظر آتا ہے، اور نمایاں طور پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ فاضل مؤلفؒ کو جمہور مفسرین سے ہٹ کر اپنی ایک جداگانہ راہ اختیار کرنے میں کوئی باک نہیں ہے اور بسا اوقات بالکل بلاضرورت بھی تفرد کی یہ راہ اختیار کرلی گئی ہے۔

تاہم جیسا کہ اُوپر عرض کیا گیا، یہ کتاب سیّد صاحب کے ابتدائی دور کی ہے، بعد میں خود اُنہوں نے اپنی ایسی تحریروں سے رجوع کرلیا تھا، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمةً واسعةً وتغمّده بغفرانه۔ (رجب المرجب ۱۳۹۵ھ)

تاریخِ حدیث

مؤلفہ: ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، ۳۲-۱اے شاہ عالم مارکیٹ، لاہور۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۲۰۸ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، جلد انتہائی دلکش، قیمت: ۱۵ روپے

ڈاکٹر غلام جیلانی برق ہمارے ملک کے اُن خوش نصیب مصنّفین میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قبولِ حق کی توفیقِ خاص مرحمت فرمائی ہے، وہ ابتداء میں انکارِ حدیث کے مکتبِ فکر سے وابستہ تھے اور اسی حیثیت سے مشہور ہوئے اور ان کی تردید میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں، لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ قبولِ حق کے لئے کھول دیا اور ان کا وہ قلم جس نے حدیث کی حجیت کے خلاف بہت سے مضامین لکھے تھے، اب حدیثِ نبویؐ کی خدمت میں مصروف ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب ان کی تازہ تالیف ہے، دراصل اُنہوں نے احادیث کا ایک انتخاب مرتب کیا تھا، اس کے شروع میں مقدمہ کے طور پر علمِ حدیث کی تاریخ لکھنی شروع کی تو وہ ایک پورا باب بن گیا، اب زیرِ تبصرہ کتاب ان دونوں حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں تدوینِ حدیث کی تاریخ اور علمِ حدیث کی مختلف النوع کتابوں کا تعارف ہے، بظاہر یہ ایک مختصر مقالہ ہے لیکن تمام تر مواد سے بھرپور ہے اور ایک نظر میں تدوینِ حدیث کی تاریخ معلوم کرنے اور یاد رکھنے کے لئے انتہائی مفید ہے، خاص طور سے علمِ حدیث کے طلباء کے لئے یہ کتاب اس لحاظ سے بہت کارآمد ہے کہ اس میں طویل بحثوں کے بجائے ان مباحث کا لبِ لباب منضبط انداز میں جمع کر دیا گیا ہے، عربی زبان میں علامہ مغربیؒ کی کتاب "الرسالۃ المستطرفۃ" کتبِ احادیث کا بہترین تعارف ہے، اُردو زبان میں یہ کتاب اپنے انداز و اسلوب کے لحاظ سے اس کا خلاصہ معلوم ہوتی ہے۔

دوسرے حصے میں فاضل مؤلف نے صحاح وغیرہ کی احادیث کا ایک دِل آویز

انتخاب پیش کیا ہے، یہ مختصر احادیث ہیں جنہیں یاد رکھنا آسان ہے اور جو اصلاحِ اعمال و اخلاق کے لئے بے نظیر ہیں۔ اُمید ہے کہ اس کتاب کی خاطر خواہ پزیرائی کی جائے گی۔ (ذی القعدہ و ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ)

تاریخ الحرمین

مؤلفہ: مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی۔ شائع کردہ: مکتبہ عثمانیہ، بیت الحمد، ٹنڈوالہ یار، ضلع حیدرآباد سندھ۔ $\frac{18 \times 22}{8}$ کے ۱۴۲ صفحات، کاغذ رَف، کتابت و طباعت متوسط، قیمت: اڑھائی روپے

اس کتاب میں فاضل مؤلف نے حرمِ مکہ اور مسجدِ نبویؐ کی تاریخ بڑی محنت کے ساتھ مرتب فرمائی ہے، حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر سلطان مراد مرحوم کے وقت تک بیت اللہ کی تعمیر کن ادوار سے گزری؟ اس میں کیا کیا تغیرات ہوئے؟ اور مختلف ادوار میں اس کی کیا پیائش رہی؟ نیز مسجدِ نبویؐ کی تعمیر کیونکر ہوئی؟ مختلف زمانوں میں اس میں کیا کیا تبدیلیاں کی گئیں؟ یہ اس کتاب کا موضوع ہے، اور فاضل مؤلف نے مستند حوالوں کے ساتھ یہ مواد جمع فرمادیا ہے۔ یہ کتاب ہر مسلمان کے لئے مفید اور دِلچسپ ہے اور خاص طور سے زائرینِ حرمین کے لئے بہترین رہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔ (ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ)

تاریخ دارالعلوم دیوبند

مؤلفہ: حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہم العالی۔ ناشر: دارالاشاعت، مولوی مسافرخانہ، بندر روڈ کراچی نمبر۱۔ $\frac{18 \times 22}{8}$ سائز کے ۱۲۸ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت عمدہ آفسٹ کی، قیمت مجلد مع گردپوش: ۵/۲۵ روپے

دارالعلوم دیوبند برِصغیر کی وہ عظیم دینی درس گاہ ہے جس نے دوسو سال کے عہدِ غلامی میں علومِ دین کی حفاظت کرکے تاریخ کے دھارے کو موڑا، اور علومِ دین کے میدان میں وہ بے نظیر شخصیتیں پیدا کیں جو اس صدی کی مجدد ثابت ہوئیں اور جن

کے چشمۂ فیض سے ایک عالم سیراب ہوا۔ برِصغیر کے خطے پر اس عظیم ادارے کے جو احسانات ہیں، ان کے پیشِ نظر ضرورت تو اس بات کی تھی کہ اس ادارے کے مختلف پہلوؤں پر علمی و تحقیقی کام کے لئے کوئی مستقل اکیڈمی قائم ہوتی اور اس کے کام کا مفصل تعارف کراتی، مگر اس ادارے کے منتسبین نے ہمیشہ پروپیگنڈے کی صورتوں سے جو پرہیز کیا، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب تک کوئی ایسی کتاب بھی موجود نہیں تھی جو اس ادارے کا اجمالی تعارف ہی کرا سکے۔

اللہ تعالیٰ دارالعلوم دیوبند کے موجودہ مہتمم حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہم کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے زیرِ تبصرہ کتاب مرتب فرما کر ایک بہت بڑے خلا کو پُر کر دیا، اس کتاب میں دارالعلوم دیوبند کی تاریخ، اس کے نصاب، مسلک، مجموعی مزاج و مذاق اور تربیت کے رُخ سے متعلق ضروری معلومات بڑی محنت کے ساتھ جمع کر دی گئی ہیں، چند عنوانات درج ذیل ہیں:۔

دارالعلوم دیوبند کا مسلک، مجموعی مذاق اور تربیت کا رُخ، دارالعلوم کے شعبہ جات، انتظامی شعبہ جات، مالی شعبہ جات، دارالعلوم کا نصابِ تعلیم۔

ان عنوانات پر ضروری معلومات، اعداد و شمار، نقشوں اور عمارتی تصویروں کے علاوہ صفحہ:۵۳ سے صفحہ:۱۰۱ تک فضلائے دارالعلوم میں سے پچپن مشاہیر اہلِ علم کا مختصر تذکرہ ہے جس میں ان کے مختصر تعارف کے علاوہ ان کی علمی، دینی اور سیاسی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے، نیز کل فضلائے دارالعلوم کی مجموعی تعداد بھی درج کی گئی ہے۔

بہرکیف! زیرِ نظر کتاب دارالعلوم دیوبند کے بارے میں علمی و تاریخی معلومات کے لئے انتہائی مفید اور مستند ہینڈ بک ہے، جو ہر دینی مدرسہ میں تو پہنچنی ہی چاہیئے، عام علم دوست حضرات کے لئے بھی دلچسپی کا بہترین سامان ہے، دارالاشاعت نے یہ کتاب شائع کر کے ایک مفید خدمت انجام دی ہے، جسے اُمید ہے کہ علمی حلقوں میں پوری پذیرائی حاصل ہوگی۔ (رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ)

تاریخِ دعوت و عزیمت

مؤلفہ: حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہم العالی۔ ناشر: مجلسِ نشریاتِ اسلام، ۱-کے-۳ ناظم آباد نمبر۱ کراچی نمبر۱۸۔

جلد اوّل: $\frac{۱۸ \times ۲۳}{۱۶}$ سائز کے ۵۰۱ صفحات، قیمت: ۳۵ روپے

جلد دوم: ۴۳۸ صفحات، قیمت: ۳۰ روپے

جلد سوم: ۳۳۶ صفحات، قیمت: ۲۵ روپے

جلد چہارم: ۴۳۶ صفحات

یہ حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہم العالی کی وہ معروف کتاب ہے جو درحقیقت کسی تبصرے کی محتاج نہیں، لہٰذا ان سطور کا مقصد تبصرے سے زیادہ یہ ہے کہ جو حضرات اس کے مطالعے سے محروم رہے ہیں، ان کے سامنے اس کا مختصر تعارف کرا دیا جائے، تاکہ وہ اس سے استفادہ کی ضرورت کو محسوس کرسکیں۔

آج دعوتِ اسلامی کا کام مختلف شخصیتیں، جماعتیں اور انجمنیں انجام دے رہی ہیں، لیکن اس کام کو صحیح خطوط پر مؤثر انداز میں انجام دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے اُن اسلاف کے طریقِ دعوت اور ان کے کارناموں سے اچھی طرح باخبر ہوں، جنہوں نے پچھلی چودہ صدیوں کے دوران دعوتِ حق کی شمع روشن رکھی ہے اور جن کے صدق و اخلاص اور جہد و عمل کی بدولت ہم آج بحمداللہ ایمان کی نعمت سے بہرہ یاب ہیں۔

اس کتاب کا موضوع انہی اسلاف کا مبارک تذکرہ ہے جنہوں نے تاریخِ اسلام کے مختلف زمانوں میں دعوت و تبلیغ، تجدید و اصلاح اور تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیا، اور جن کی جدوجہد نے عالمِ اسلام کی فکری اور عملی فضا پر گہرے اثرات مرتب کئے۔

کتاب کی پہلی جلد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت حسن بصری، امام احمد بن حنبل، امام ابوالحسن اشعری، امام غزالی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، علامہ ابنِ جوزی، نورالدین زنگی، صلاح الدین ایوبی، شیخ عزالدین بن سلام اور مولانا جلال الدین رومی رحمہم اللہ تعالیٰ کا تذکرہ ہے۔ دُوسری جلد علامہ ابنِ تیمیہؒ اور ان کے تلامذہ و منتسبین یعنی حافظ ابنِ قیمؒ، علامہ ابنِ عبدالہادی حنبلیؒ، حافظ ابنِ کثیرؒ کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ اور تیسری جلد میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمہم اللہ کے حالات اور ان کی خدمات کا مبسوط تذکرہ ہے۔

کتاب کی یہ تین جلدیں عرصۂ دراز پہلے منظرِ عام پر آچکی تھیں، اب بفضلہٖ تعالیٰ اس سلسلۃ الذہب کی چوتھی جلد پہلی بار شائع ہوئی ہے جو تمام تر حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہم کو بیک وقت جن بہت سی خداداد نعمتوں سے نوازا ہے، اُن میں خاص طور سے آپ کا ذوقِ تحقیق، آپ کی اِصابتِ فکر اور توازن و اعتدال، آپ کا دِلِ دردمند اور متین و شگفتہ اُسلوب اس کتاب کے ہر ہر حصے میں پوری طرح جلوہ افروز ہے۔ خاص طور سے اولیاء کرامؒ کے تذکروں میں رطب و یابس روایات اور کشف و کرامات کے واقعات کی ایسی بھرمار ملتی ہے کہ ان حضرات کی حقیقی دعوت اور ان کے اصل کارنامے دَب کر رہ جاتے ہیں۔ حضرت مولانا نے ان تذکروں سے چھان پھٹک کر صرف وہ مواد یکجا فرمایا ہے جو مستند بھی ہے اور جس سے تمام مسلمانوں کو عموماً اور دعوت کا کام انجام دینے والوں کو خصوصاً عملی رہنمائی بھی حاصل ہوتی ہے۔

یوں تو پوری کتاب ہی ان خصوصیات سے مالامال ہے،[1] لیکن یہ چوتھی جلد جو

---

(۱) علامہ ابنِ تیمیہؒ کے مقابلے میں ان کے ناقدین یا مخالفین کا ذکر جس انداز سے کتاب کی دُوسری جلد میں آیا ہے، وہ حضرت مصنف مدظلہم کی محتاط نظرِ ثانی کا مستحق معلوم ہوتا ہے۔

حال ہی میں منظرِ عام پر آئی ہے اور جو حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کے تذکرے کے لئے وقف ہے، اس معاملے میں امتیازی اہمیت کی حامل ہے اور اس سے خاص طور پر ہمارے زمانے میں دعوتِ حق کے علم برداروں کو جو ہدایات ملتی ہیں، وہ نہایت اہم اور قابلِ توجہ ہیں، خود حضرت مولانا کے الفاظ ہیں:-

> حضرت مجددؒ کے اس طریقہ کار و حکمتِ عملی کو واضح و روشن کرنے کی اس زمانے میں (جس میں آسانی کے ساتھ اور پہلے ہی مرحلے پر حکومتوں اور طاقتوں کو اپنا مدمقابل اور حریف بنالیا جاتا ہے، اور کام کے راستے میں بے ضرورت مشکلات کا پہاڑ کھڑا کرلیا جاتا ہے) جتنی ضرورت ہے، شاید کسی زمانے میں نہ تھی، آخر وہ کیا طریقہ تھا کہ ایک بے فقیر بے نوا نے ایک گوشے میں بیٹھ کر سلطنت و ملک کا رُخ بدل دیا؟ (ج:۴ ص:۱۴، ۱۵)

حضرت مولانا ندوی مدظلہم نے اس چوتھی جلد میں اس پہلو کو اس قدر شرح و بسط کے ساتھ اُجاگر فرمایا ہے کہ اس کی روشنی میں آج کے داعیانِ حق کو واضح راہِ عمل نظر آسکتی ہے۔

پھر حضرت مجدد صاحبؒ اور اُن کے کارناموں کا تذکرہ کوئی آسان کام نہ تھا، آپ کے تذکرہ نگار کا راستہ ''وحدۃ الوجود'' اور ''وحدۃ الشہود'' جیسے سنگین مسائل کے خارزاروں سے گزرتا ہے اور حضرت مولانا جس سلامتی کے ساتھ ان خارزاروں سے گزرے ہیں اور جس اطمینان کے ساتھ اپنے قاری کو گزار کر لے گئے ہیں، وہ انہی کا حصہ ہے۔ حضرت مجدد صاحبؒ پر اُردو میں متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن یہ کتاب ان میں ایک امتیازی شان کی حامل ہے اور راقم الحروف کو اُس سے جو فائدہ حاصل ہوا اُس پر وہ فاضل مؤلف مدظلہم کا احسان مند ہے۔

بہرکیف! یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر پڑھا لکھا مسلمان اس کا مطالعہ کرے

اور خاص طور سے علماء اور مبلغین کے لئے تو یہ کتاب حرزِ جان بنانے کے لائق ہے۔ مجلسِ نشریاتِ اسلام نے اس گراں قدر خزانۂ علم کو بڑی خوش ذوقی کے ساتھ طبع کیا ہے، جس پر وہ مبارک باد کی مستحق ہے۔ (جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ)

تاریخِ دعوت وعزیمت (جلد پنجم)

تالیف: مفکرِ اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہم العالی۔
ناشر: مجلسِ نشریاتِ اسلام، ۱-کے-۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد نمبر۱ کراچی نمبر ۱۸۔
$\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۴۴۸ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، کاغذ سفید، قیمت مجلد مع پلاسٹک کور: ۳۹ روپے

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہم العالی کو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں جن دینی خدمات کے لئے موفق فرمایا ہے، اور ان کی زبان وقلم نے پورے عالمِ اسلام بلکہ غیر مسلم میں بھی دعوتِ دین کا فریضہ جس دِلکش انداز میں انجام دیا ہے، اُس سے کوئی باخبر مسلمان ناواقف نہیں ہوسکتا۔ موصوف نے دعوتِ اسلام کی نمایاں ترین شخصیات کے تذکرے کے لئے "تاریخِ دعوت وعزیمت" کے نام سے جس کتاب کی تالیف شروع فرمائی تھی، یہ کتاب اس کی پانچویں جلد ہے۔

"تاریخِ دعوت وعزیمت" میں مولانا موصوف نے حضرت حسن بصریؒ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے لے کر بارہویں صدی ہجری تک کے اُن داعیانِ دین کا تذکرہ فرمایا ہے جن کی دعوتی جدوجہد نے عالمِ اسلام پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ چوتھی جلد حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے تذکرے کے لئے مختص تھی، جس کا ذکرِ خیر پہلے ان صفحات میں آچکا ہے، اور اب یہ پانچویں جلد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ کے مبارک تذکرے پر مشتمل ہے۔

حضرت مؤلف مدظلہم نے اس جلد میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس

سرہٗ کی سوانح کے علاوہ ان کے اُن تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالی ہے جن کے فیض سے برِصغیر کی دینی، علمی، فکری اور سیاسی زندگی پر انقلابی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔
کتاب کے پہلے دو ابواب میں حضرت شاہ صاحبؒ سے پہلے عالمِ اسلام، اور بالخصوص ہندوستان کے سیاسی اور فکری حالات کا وہ پسِ منظر بیان کیا گیا ہے جس میں حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمات کا آغاز ہوا۔ تیسرا اور چوتھا باب آپ اور آپ کے آباء و اجداد کی سوانح پر مشتمل ہے، پانچویں باب میں حضرت شاہ صاحبؒ کے تجدیدی کارناموں، اصلاحِ عقائد اور دعوت الی القرآن پر روشنی ڈالی گئی ہے، چھٹا باب حدیث کی اشاعت اور فقہ و حدیث میں تطبیق کے سلسلے میں حضرت شاہ صاحبؒ کے افکار کی تشریح کے لئے مخصوص ہے، ساتویں باب میں اسرارِ شریعت کی تفہیم و تشریح کے اُس مخصوص انداز کی توضیح ہے جو حضرت شاہ صاحبؒ نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں اختیار فرمایا ہے، آٹھویں باب میں ''ازالۃ الخفاء'' کا تعارف کرایا گیا ہے، اور اس سلسلے میں اسلام کے سیاسی نظام سے متعلق حضرت شاہ صاحبؒ کے افکار کا خلاصہ بیان فرمایا گیا ہے، نواں باب حضرت شاہ صاحبؒ کی سیاسی خدمات کے تذکرے پر مشتمل ہے، دسویں باب میں مختلف طبقاتِ اُمت کو حضرت شاہ صاحبؒ کی دعوت کے اقتباسات دیئے گئے ہیں، گیارہویں باب میں آپؒ کے فرزندانِ گرامی کا تذکرہ ہے، اور آخری باب میں آپؒ کی تصانیف کا تعارف کرایا گیا ہے۔

مضامین کے اس اجمالی خاکے سے کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، حضرت شاہ صاحبؒ کے مجددانہ کارناموں کا ذکر، اور حضرت مولانا علی میاں صاحب مدظلہم کا اندازِ تحریر! بے ساختہ یہ شعر زبان پر آتا ہے کہ:-

داستانِ عہدِ گل را از نظیری بشنوید
عندلیب آشفتہ تر می گوید ایں افسانہ را

کتاب کے آخر میں مفصل اشاریہ نے کتاب سے استفادے کو سہل تر بنا دیا

ہے، مجلسِ نشریاتِ اسلام قابلِ مبارک باد ہے کہ اس نے یہ کتاب پاکستان میں شائع کر کے اہلِ پاکستان کو اس سے استفادے کا موقع فراہم کیا، فجزاہ اللہ تعالیٰ خیرًا۔

(ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ)

تالیفاتِ رشیدیہ مع فتاویٰ رشیدیہ

افادات: قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ۔

ناشر: ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰- انارکلی، لاہور۔ $\frac{20 \times 30}{8}$ سائز کے ۸۰۷ صفحات، کتابت وطباعت متوسط، کاغذ عمدہ، جلد نہایت حسین اور مضبوط۔

فقیہ العصر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ جو دارالعلوم دیوبند کے بانیوں میں سے ہیں اور عرصۂ دراز تک دارالعلوم کے سرپرست بھی رہے ہیں۔ علم وفضل، ورع وتقویٰ اور اتباعِ سنت میں تو اپنی مثال آپ تھے ہی لیکن تفقہ میں بھی ان کے دور میں ان کا ثانی نہیں تھا، اسی لئے آپ کو ''ابوحنیفۂ عصر'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ حضرت علامہ سیّد انور شاہ صاحب کشمیریؒ جیسے متبحر عالم، جو علامہ شامیؒ کو ان کی جلالتِ قدر کے باوجود ''فقیہ النفس'' کا خطاب دینے پر آمادہ نہیں تھے، وہ بھی حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کو ''فقیہ النفس'' فرمایا کرتے تھے۔

حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے فتاویٰ اور تالیفات اہلِ علم کے لئے تحقیقات کے لبِ لباب کی حیثیت رکھتی ہیں، حدیث کی متعدد کتابوں پر آپ کے افاداتِ درس آپ کے شاگردِ رشید حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ اور ان کے جلیل القدر فرزند شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ کی محنت کے نتیجے میں عربی زبان میں منظرِ عام پر آچکے ہیں، لیکن حضرتؒ کی بیشتر اُردو تالیفات چھپ کر نایاب ہوچکی تھیں اور ان کا حصول مشکل ہوگیا تھا۔

ادارۂ اسلامیات نے زیرِ نظر کتاب میں حضرتؒ کی اُردو تالیفات کو یکجا شائع

کر کے نہایت مفید خدمت انجام دی ہے۔

اس کتاب میں سب سے پہلے تو "فتاویٰ رشیدیہ" مکمل شائع کیا گیا ہے، جو تقریباً ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل ہے اور محتاجِ تعارف نہیں، عہدِ حاضر کا کوئی مفتی اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

حضرتؒ کی دُوسری تالیف جو اس مجموعے میں شامل ہے "سبیل الرشاد" ہے، جو تقلیدِ شخصی، آمین بالجہر، رفعِ یدین، قراءتِ فاتحہ خلف الامام اور متعلقہ اُصولی مسائل پر مشتمل ایک علمی تحریر ہے۔

تیسری تالیف "ہدایۃ الشیعۃ" ہے، جو شیعی عقائد کی تردید میں متوسط ضخامت کی بڑی جامع کتاب ہے، اس میں مسئلۂ خلافت، تقیہ، مقامِ صحابہؓ، مسئلۂ فدک اور وراثتِ انبیاء پر بڑی اطمینان بخش بحثیں موجود ہیں اور شیعوں کے اعتراضات و شبہات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔

چوتھا رسالہ "زبدۃ المناسک" ہے جو حج اور عمرہ کے مسائل پر اپنے اختصار اور جامعیت کے لحاظ سے واقعۃً "زبدہ" کہلانے کا مستحق ہے۔

پانچواں اہم رسالہ **"فیصلۃ الاعلام فی دار الحرب و دار الاسلام"** ہے، جس میں حضرت گنگوہیؒ نے اس مسئلے پر بحث فرمائی ہے کہ انگریزی تسلط کے بعد ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ اور مضبوط فقہی دلائل سے ثابت فرمایا ہے کہ انگریزی تسلط کے بعد ہندوستان دارالحرب بن چکا ہے۔ ہندوستان میں یہ بحث بہت دُوررَس نتائج کی حامل تھی، چنانچہ حضرتؒ نے اس کا اطمینان بخش طریقے پر تصفیہ فرما کر متعلقہ مسائل کو حل فرمایا۔ یہ بحث بہت سے اہم فقہی اُصولوں اور فوائد پر مشتمل ہے اور اہلِ علم کے لئے بغایت مفید۔ اصل رسالہ فارسی میں ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ نے اس کا اُردو ترجمہ فرمایا ہے، اس کتاب میں متن اور ترجمہ دونوں موجود ہیں۔

چھٹا رسالہ ''لطائفِ رشیدیہ'' جو قرآنِ کریم کی مختلف آیات اور بعض احادیث کے بارے میں نہایت عالمانہ تفسیری مباحث و نکات پر مشتمل ہے۔ یہ زیادہ تر حضرتؒ کے افادات ہیں اور اہلِ علم کے لئے علمی تحقیقات کا لبِ لباب ہیں۔

ساتواں رسالہ ''ہدایۃ المعتدی فی ترک قراءۃ المقتدی'' قراءتِ فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر ہے، جس میں قرآن وسنت کے دلائل سے حضرتؒ نے حنفیہ کے اس مسلک کو مبرہن فرمایا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیئے۔

آٹھواں رسالہ ''القطوف الدانیہ'' ہے، جس میں ایک مسجد میں جماعتِ ثانیہ کے اَحکام کی تحقیق کرکے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جب مسجد میں جماعت ہوچکی ہو تو دوبارہ اس میں جماعت کرنا جائز نہیں۔

نواں رسالہ ''الحق الصریح فی اثبات التراویح'' ہے جو تراویح کے سنتِ مؤکدہ ہونے کے دلائل پر مشتمل ہے۔ ان نو تالیفات کے علاوہ ''فتویٰ مولد شریف''، ''رد الطغیان فی اوقاف القرآن''، ''تعدادِ رکعاتِ تراویح''، ''اوثق العریٰ فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ'' اور ''فتویٰ احتیاط الظہر'' فتاویٰ رشیدیہ کے جزء کے طور پر شائع ہوئے ہیں۔

اس طرح حضرت گنگوہیؒ کے اُردو و فارسی افادات کا یہ گراں قدر مجموعہ ایسا ہے جو ہر طالبِ علم اور تمام علماء کے پاس ضرور ہونا چاہیئے۔ ہم اس کی اشاعت پر ادارۂ اسلامیات کو مبارک باد پیش کرتے ہیں، اُمید ہے کہ اہلِ علم و ذوق اس کی پذیرائی کریں گے۔

(جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ)

تاریخِ مرزا

مؤلفہ: مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: المکتبۃ السّلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور۔ $\frac{۲۳\times۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۲۷ صفحات، سفید کاغذ پر روشن کتابت

وطباعت، قیمت: ۲/۲۵

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ ان معروف علمائے اہلِ حدیث میں سے ہیں جن کی رَدِّ قادیانیت کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ اس موضوع پر ان کی بہت سی تصانیف شائع ہوچکی ہیں، زیرِ تبصرہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اور اس میں قادیانی عقائد کی علمی تردید کے بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے کچھ حالات جمع کئے گئے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی پاکیزہ سیرتیں ان کی نبوّت و رسالت کے شایانِ شان ہوتی ہیں اور ان کو انصاف کی نظر سے دیکھنے والا ان کی صداقت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا، اس کے برخلاف مرزا قادیانی کے حالاتِ زندگی، اس کے دعووں کو جھٹلانے کے لئے کافی ہیں۔ اس کتابچے میں اس کے کچھ حالاتِ زندگی اور بہت سے دعووں اور پیش گوئیوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے، ضد اور عناد کا علاج تو کسی کے پاس نہیں، لیکن ہمارا خیال ہے کہ جو حالات اس کتابچہ میں بیان کیے گئے ہیں، ایک منصف مزاج انسان محض ان کو پڑھ کر ہی مرزائیت کی حقیقت معلوم کرسکتا ہے۔

(جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ)

تبلیغی جماعت پر اعتراضات

مؤلفہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہم العالی۔ ناشر: خواجہ محمد اسلام، ادارہ اشاعتِ دینیات، سعید منزل انارکلی، لاہور۔ چھوٹے سائز ($\frac{20\times30}{16}$) کے ۲۲۴ صفحات، معیاری عکسی طباعت، عمدہ جلد، قیمت: ۵/۲۵

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ تبلیغی جماعت کے کام میں اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم برکت عطا فرمائی ہے کہ آج شرق وغرب کا ہر خطہ اس کے فیوض سے سیراب ہو رہا ہے، خاص طور سے غیر مسلم دُنیا میں اسلام کی نشر و اشاعت میں جتنا بڑا کام اللہ تعالیٰ نے اس جماعت سے لیا ہے کوئی اور جماعت اس

کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ آج زندگی کا کون سا شعبہ ایسا ہے جو خامیوں اور کوتاہیوں سے خالی ہو، چنانچہ اس جماعت میں بھی بعض خامیاں پائی جاتی ہیں، خصوصاً بعض نو آموز عوام کا طرزِ عمل بعض اوقات اُلجھنیں پیدا کرتا ہے، لیکن ان خامیوں کا علاج یہ ہے کہ ہمدردی و خیرخواہی کے ساتھ ان کی اصلاح کی فکر کی جائے، نہ یہ کہ ان معدودے چند کوتاہیوں کی بناء پر اس جماعت کے عظیم الشان کارناموں پر پانی پھیر دیا جائے، کیونکہ مجموعی حیثیت سے اس جماعت میں خیر غالب ہے، اور اس سے جو عالمگیر نفع پہنچ رہا ہے وہ اس دور میں انتہائی قابلِ قدر ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہم العالی نے اس کتاب میں کچھ ایسے ہی معترضین کے اعتراضات کا شافی جواب دیا ہے جو تبلیغی جماعت کے بعض حضرات کی کچھ کوتاہیاں بیان کر کے پوری جماعت ہی سے بدظن ہیں۔ حضرت شیخ مدظلہم نے ہر اعتراض کا انتہائی متانت، اعتدال اور معاملہ فہمی کے ساتھ جواب دیا ہے، اُمید ہے کہ یہ رسالہ ان منصف مزاج حضرات کی تشفی کر سکے گا جو کسی وجہ سے تبلیغ جماعت کے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے ہیں۔

(ذی القعدہ ۱۳۹۳ھ)

تبلیغی جماعت کا تاریخی جائزہ

مؤلفہ: جناب محمد ایوب قادری صاحب۔ ناشر: مکتبہ معاویہ، لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹۔ متوسط سائز کے ۱۵۲ صفحات، کاغذ عمدہ، کتابت و طباعت آفسٹ، قیمت: تین روپے، مجلد: چھ روپے

یہ کتاب نام کو تو اس تبلیغی جماعت کا تذکرہ ہے جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قائم فرمائی، اور جو آج تک دُنیا کے اطراف و اکناف میں اللہ کا پیغام پھیلا رہی ہے، لیکن درحقیقت اس میں محمد بن قاسمؒ کے وقت سے آج تک برِصغیر کی نمایاں تبلیغی تحریکوں کا تذکرہ آ گیا ہے۔

کتاب کی تاریخی افادیت کا اندازہ ان چند عنوانات سے لگایا جا سکتا ہے:-

محمد بن قاسمؒ کا دور، غزنوی عہد، غوری عہد، راجپوتوں میں تبلیغِ اسلام، میوات میں اسلام کا داخلہ، میوات میں علماء کی تبلیغی کوششیں، عیسائیت اور آریہ سماج کی تحریکیں۔

ابتدائی سات ابواب میں ان جیسے متعدد عنوانات پر معلومات آفریں مضامین کے بعد آٹھویں، نویں اور دسویں باب میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ، حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور پاکستان میں تبلیغی جماعت کے کام کا مفصل تذکرہ ہے۔

یہ کتاب ہر لحاظ سے قابلِ مطالعہ اور معلومات افزا ہے، اور تبلیغی جماعت کی ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ (محرم الحرام ۱۳۹۲ھ)

تبلیغی کام

مرتبہ: نامعلوم الاسم۔ ناشر: کتب خانہ انجمن ترقی اُردو، جامع مسجد دہلی نمبر ۶۔ کتابت و طباعت عمدہ، کاغذ سفید، تقطیع $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ ، صفحات: ۷۲، قیمت: ۷۵ پیسے، مجلد: ایک روپیہ پچیس پیسے

اس مختصر رسالہ میں تبلیغی جماعت کے مشہور چھ اُصول (چھ نمبر) کی وضاحت کی گئی ہے، مؤلف کے اخلاص کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنا نام ظاہر کرنا پسند نہیں کیا، تبلیغی جماعت بلاشبہ دین کی قابلِ قدر خدمت انجام دے رہی ہے، البتہ اس جماعت کے بعض نو آموز اور غیر تربیت یافتہ حضرات اپنی ناواقفیت کے سبب حقوق العباد میں بڑی کوتاہیاں کرتے ہیں، اگر اس قابلِ قدر جماعت کے ذمہ دار حضرات ان چھ نمبروں میں ایک ''حقوق العباد'' کا اضافہ بھی کر دیں اور اس کی تشریح و تبلیغ بھی اسی اہمیت کے ساتھ فرمائیں تو توقع ہے کہ انشاء اللہ اس سے بہت سے فتنوں کا سدِباب ہو سکے گا، اور جماعت کا کام زیادہ مفید، مؤثر اور بے ضرر ہو جائے

گا۔ یہ ہماری نہایت عاجزانہ گزارش ہے، اُمید ہے کہ جماعت کے معزز اَربابِ حل و عقد اس پر اہمیت کے ساتھ غور فرمائیں گے۔ (ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ)

تجرباتِ طبیب

مؤلف: حکیم محمد سعید صاحب۔ ناشر: ہمدرد اکیڈمی کراچی نمبر ۱۸۔ $\frac{۲۰\times۲۶}{۸}$ سائز کے ۵۳۶ صفحات، کاغذ سفید دبیز، کتابت و طباعت معیاری، قیمت مجلد: تیس روپے، غیر مجلد: پچیس روپے

جناب حکیم محمد سعید صاحب دہلوی کو اللہ تعالیٰ نے قابلِ رشک صلاحیتوں سے نوازا ہے، انہوں نے اپنے ذوقِ سلیم، علمی و ادبی سلیقے اور اَنتھک جدوجہد سے طبِ یونانی کو اس مقام تک پہنچادیا ہے کہ وہ طبِ مغربی سے آنکھیں چار کرسکتی ہے، انہوں نے اپنے فن کی جو غیر معمولی خدمت انجام دی ہے اسے بلاشبہ تاریخ ساز کہا جاسکتا ہے، اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود انہوں نے تصنیف و تالیف کے ذریعہ بھی اُردو اور انگریزی میں طبِ یونانی پر قابلِ قدر ذخیرہ جمع کردیا ہے، اور زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

یہ کتاب حکیم صاحب موصوف کے طبیانہ تجربات کا نچوڑ ہے اور اس میں موصوف نے اپنے زیرِ علاج ۱۴۵ منتخب مریضوں کی جملہ کیفیات ان کے امراض و عوارض کی تفصیل اور ان کے علاج کے بارے میں اپنی تجاویز اور تجربات کو جمع فرمادیا ہے، ہر مریض کے عوارض پر بحث کرتے ہوئے موصوف نے اس مرض کے بارے میں فنی معلومات بڑے دِلچسپ اور عام فہم انداز میں تحریر کردی ہیں، کتاب پر تبصرہ کا حق تو کوئی ماہر طبیب ہی ادا کرسکتا ہے، لیکن اتنا کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ فنِ طب سے نابلد ہونے کے باوجود راقم الحروف نے اس کتاب میں دِلچسپی محسوس کی ہے اور اس سے استفادہ کیا ہے۔

طبِ یونانی کو ''سینہ بہ سینہ مجربات'' کا جو مزمن مرض شروع سے لاحق ہوا ہے اس سے انسانیت کو بڑا نقصان پہنچا ہے، اگر اس طرح کی کتابیں شروع ہی سے مدوّن ہوتی رہتیں تو شاید طب کی یہ شاخ زوال اور پسماندگی کے اس درجے میں نہ پہنچتی جس درجے میں آج پہنچی ہوئی ہے۔ یہ کتاب شائع کرکے حکیم صاحب نے ایک بہترین مثال قائم کردی ہے، کاش! کہ دُوسرے اطباء بھی اس کی تقلید کریں۔

(ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ)

تجلیاتِ رحمانی

مرتبہ: مولانا قاری سعیدالرحمٰن صاحب۔ ناشر: جامعہ اسلامیہ، کشمیر روڈ، راولپنڈی صدر۔ متوسط سائز کے ۴۸۰ صفحات، کتابت و طباعت درمیانہ، کاغذ سفید، قیمت: ۱۰ روپے

یہ کتاب حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحِ حیات ہے جو حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ کے ممتاز خلفاء میں سے تھے، عرصۂ دراز تک مظاہر العلوم سہارنپور میں صدر مدرّس رہے، اور یہ خصوصیت حضرت تھانویؒ کے تمام خلفاء میں آپ ہی کو حاصل ہے کہ حضرتؒ نے آپ کو بیعت سے پہلے ہی خلافت سے سرفراز فرمادیا تھا۔

موصوف کی یہ سوانحِ حیات ان کے فرزندِ ارجمند مولانا قاری سعیدالرحمٰن صاحب نے بڑی محنت، عرق ریزی اور تحقیق و جستجو کے ساتھ مرتب کی ہے۔

اس کے مطالعہ سے نہ صرف یہ کہ صاحبِ سوانح کی دِل آویز زندگی کا ایک عکسِ جمیل نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے، بلکہ حضرت تھانویؒ کے ساتھ ان کے تعلق اور ارشادِ سلوک کے سلسلے میں ان کا مسلک بھی بہت وضاحت کے ساتھ معلوم ہوجاتا ہے، فاضل مؤلف نے صاحبِ سوانح کے وہ مکاتیب بھی درجِ کتاب کئے ہیں جو انہوں

نے اپنے مسترشدین کے تربیتی خطوط کے جواب میں تحریر فرمائے ہیں، اس طرح ایک طرف موصوف کا طریقِ اصلاح واضح ہوگیا ہے، اور دوسری طرف سالکین کے لئے طریقِ تصوّف کے بہت سے مسائل کی تحقیق سامنے آگئی ہے۔

اس مفید پیشکش پر مؤلف اور ناشر دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں۔

(شوال المکرم ۱۳۹۰ھ)

تحریکِ شیخ الہندؒ

مرتبہ: حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، ۲۳-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ $\frac{۱۸ \times ۲۲}{۸}$ سائز کے ۴۸۶ صفحات، آفسٹ پیپر پر خوشنما کتابت وطباعت، مضبوط اور دیدہ زیب جلد، قیمت: ۲۵ روپے، متوسط ایڈیشن کی قیمت: ۱۸ روپے

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ ان علماء ربانی میں سے ہیں جو علم وفضل، ورع وتقویٰ، تواضع وسادگی اور خشیت وللّٰہیت کے مقاماتِ عالیہ پر فائز ہونے کے ساتھ عمر بھر ہندوستان کی آزادی کے لئے کوشاں رہے، انہوں نے ہندوستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جہاد کی ایک ایسی حیرت انگیز تحریک چلائی جس کا ایک سرا کابل اور یاغستان میں اور دُوسرا قسطنطنیہ میں تھا۔ دارالعلوم دیوبند کا یہ مردِ درویش بوریہ پر بیٹھ کر درسِ حدیث دینے کے ساتھ ساتھ جہاد کے ایسے جذبۂ بے تاب سے سرشار تھا کہ اس نے نہ صرف انگریزی اقتدار کے جبر و استبداد سے ٹکر لی، بلکہ مسلمانوں کو جہاد کے تازہ ولولے عطا کئے۔ شیخ الہندؒ کی یہ تحریک چونکہ خفیہ تھی، اور اس میں حیرت انگیز رازداری سے کام لیا گیا تھا اس لئے اس کی پوری تفصیلات ابھی تک منظرِ عام پر نہیں آسکیں۔ صرف مولانا غلام رسول مہر نے ''جماعتِ مجاہدین'' میں اور حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہٗ نے

''نقشِ حیات'' میں اس تحریک کا قدرے مفصل تذکرہ فرمایا ہے، یہ دونوں تذکرے دِلچسپ اور ایمان افروز ہیں، لیکن تحریک کے بارے میں تفصیلی معلومات ان سے بھی حاصل نہیں ہوتیں۔

کچھ عرصہ قبل برطانیہ کے کچھ باہمت مسلمانوں نے لندن کی انڈیا آفس لائبریری سے وہ دستاویزات حاصل کیں جن میں اس تحریک سے متعلق سی آئی ڈی کی رپورٹوں کا مکمل ریکارڈ موجود ہے، اگرچہ ان رپورٹوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریک کے بنیادی خدوخال سے سی آئی ڈی آخر وقت تک بے خبر رہی ہے اور انتہا یہ ہے کہ ان رپورٹوں میں تحریک کا بانی مبانی حضرت شیخ الہندؒ کے بجائے مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کو قرار دیا گیا ہے، اور حضرت شیخ الہندؒ کو ان کے تابع قرار دیا گیا ہے، حالانکہ معاملہ برعکس تھا، تاہم ان رپورٹوں سے تحریک کے بارے میں بہت سے واقعات سامنے آتے ہیں، بہت سی غلط فہمیاں رفع ہوتی ہیں، اور شرکاءِ تحریک کے بارے میں ایسی معلومات حاصل ہوتی ہیں جو اب تک منظرِ عام پر نہیں آئی تھیں۔

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ اپنی خصوصی رحمتوں سے نوازے کہ انہوں نے زیرِ نظر کتاب میں اس پورے ریکارڈ کا لفظ بلفظ اُردو ترجمہ شائع کردیا ہے، اور اپنے مبسوط مقدمے میں انگریزی اقتدار کی تاریخ بھی بیان کردی ہے، اور تحریکِ شیخ الہندؒ کے بارے میں جتنا مواد اب تک حضرت مولانا مدنیؒ، جناب غلام رسول مہر اور مولانا عبیداللہ سندھی کی کتابوں میں آیا ہے اس کا خلاصہ بھی پیش کردیا ہے، اس طرح یہ کتاب تحریکِ شیخ الہندؒ کے موضوع پر اب تک سب سے زیادہ جامع کتاب ہے جو دِلچسپ بھی ہے اور معلومات آفریں بھی، اور اگر اللہ کے کسی بندے نے اس تحریک پر کسی مفصل تحقیق کا ارادہ کیا تو یہ کتاب اس کے لئے سب سے بہتر رہنما ثابت ہوگی۔ مکتبہ رشیدیہ اس پیشکش پر مبارک باد کا مستحق ہے۔

(شوال المکرم ۱۳۹۰ھ)

تحفۂ اثنا عشریہ (فارسی)

تالیف: حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: سہیل اکیڈمی، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور۔ $\frac{۱۸ \times ۲۳}{۴}$ سائز کے ۴۰۲ صفحات، نفیس سفید کاغذ پر فوٹو آفسٹ کی دِل آویز طباعت، مثالی جلد بندی، قیمت درج نہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب کسی تعارف کی محتاج نہیں، تردیدِ شیعیت میں یہ کتاب عرصۂ دراز سے اہلِ علم کا مأخذ ہے، حضرت شاہ صاحبؒ نے اس میں شیعہ عقائد و افکار پر انتہائی تحقیق و تدقیق کے ساتھ بھرپور تنقید فرمائی ہے۔ کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں اوّلاً مذہبِ شیعہ کی تاریخ بیان کی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ یہ فرقہ کس طرح اور کن اسباب کے تحت نمودار ہوا؟ پھر اس کے پانچ بنیادی فرقوں شیعہ اولیٰ، غلاۃ، کیسانیہ، زیدیہ اور امامیہ اور ان کی تمام شاخوں کا مفصل تعارف کرا کر ان کے باہم اختلافات کو واضح کیا گیا ہے۔ دوسرے باب کا عنوان ''مکائدِ شیعہ'' ہے، اس میں پہلے اصحابِ مذہب کے سات مراتب اور اپنے مذہب کی تبلیغ و دعوت کے درجات بیان کئے گئے ہیں، اس کے بعد ان کے وہ ۱۰۷ بنیادی الزامات بیان کئے گئے ہیں جو وہ اہلِ سنت پر عائد کرتے ہیں، پھر اُن کا کافی وشافی جواب دیا گیا ہے۔

تیسرا باب ''اسلافِ شیعہ'' کے اَحوال پر مشتمل ہے، اور اس میں اسلافِ شیعہ کے مختلف طبقات کی تشریح کی گئی ہے، چوتھے باب میں شیعہ روایات کی حقیقت، ان کے اُصولِ تنقید اور ان کے رِجالِ سند کے اَحوال بیان کئے گئے ہیں، اور بتایا گیا ہے کہ ان کے اُصولِ تنقید میں کتنا تضاد و تہافت پایا جاتا ہے، اسی باب کے آخر میں اُن کے اَدلۂ شرعیہ اور ان سے استدلال کے اُصول بیان کئے گئے ہیں۔ پانچواں باب الٰہیات پر ہے، اور اس میں شیعہ فرقے کے کلامی عقائد اور فلسفیانہ افکار کی توضیح اور

ان پر تنقید کی گئی ہے، چھٹے باب میں نبوّت اور ایمان بالرسل کے مسئلہ میں اُن کے وہ عقائد بیان کئے گئے ہیں جو اہلِ سنت سے مختلف ہیں۔ ساتواں باب امامت کے مسئلہ پر ہے، اور اس بارے میں اہلِ سنت اور شیعہ کا بنیادی اختلاف واضح کر کے ان کے دلائل کی تردید کی گئی ہے اور مسلکِ اہلِ سنت کو مدلل بیان کیا گیا ہے۔ آٹھواں باب معاد و آخرت کے بارے میں مختلف شیعہ فرقوں کے عقائدِ باطلہ پر مشتمل ہے، اور اس میں ان عقائد کی مدلل و مفصل تردید کی گئی ہے۔ نواں باب ان بنیادی فقہی اَحکام کی توضیح کے لئے ہے جن میں شیعہ فرقے نے قرآن و سنت کی مخالفت کی ہے، اور اس میں طہارت سے لے کر میراث و فرائض تک ہر فقہی باب سے متعلق ان کے مزعومات کی مثالیں دی گئی ہیں۔ دسواں باب اُن مطاعن کے جواب میں ہے جو وہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ پر وارِد کرتے ہیں۔ گیارھویں باب کا عنوان ہے "خواصِ مذاہبِ شیعہ" اور اس میں اس مذہب کا خصوصی مزاج و مذاق پوری تفصیل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے، اور ان خصوصیات کو فاضل مؤلف نے اوہام، عادات، غلوات، تعصّبات اور ہفوات کے پانچ عنوانات پر منقسم کر کے ہر ایک کی مفصل تشریح کی ہے۔ بارھواں باب اور آخری باب تولّا اور تبرا کی حقیقت اور اس بارے میں شیعہ طرزِ عمل کی تشریح و تردید پر مشتمل ہے۔

اس طرح یہ کتاب شیعہ فرقے کا بہترین تعارف بھی ہے اور اس کی لاجواب تردید بھی ہے، اور ہر مسئلہ پر فاضل مؤلف نے اُس قدر محنت، عرق ریزی اور تحقیق و تدقیق سے مواد جمع کیا ہے کہ ایک انصاف پسند انسان کے لئے حقیقت تک پہنچنے کے لئے بالکل کافی وافی ہے۔

اصل (فارسی) کتاب عرصۂ دراز سے نایاب تھی، سہیل اکیڈمی نے اسے شائع کر کے علم و دین کی گراں قدر خدمت انجام دی ہے، اور طباعت کے معاملہ میں اپنے معیار کو نہ صرف قائم رکھا ہے، بلکہ اُسے اور آگے بڑھایا ہے اور جلد تو اس قدر

دِلکش ہے کہ بس دیکھتے رہیے۔ (صفر المظفر ۱۳۹۶ھ)

تحفۃ الحج

مؤلفہ: حاجی محمد شفیع عمرالدین صاحب۔ ناشر: کتب خانہ اکبریہ، سعید مارکیٹ سانگھڑ، سندھ۔ $\frac{۲۰\times۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۱۴۰ صفحات، آفسٹ کی عمدہ طباعت، قیمت: تین روپے

اس رسالہ میں اَحکامِ حج کو سادہ، مختصر اور عام فہم انداز میں جمع کیا گیا ہے، تبصرہ نگار کے لئے پوری کتاب پڑھنا ممکن نہیں ہوا، البتہ کتاب کے شروع میں مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی کی تقریظ موجود ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں:-

> اس میں تمام ضروری اَحکام و مسائل اور ادائیگیٔ حج کے طریقوں کو مستند طریقوں پر جمع کیا گیا ہے۔ (ص:۱۴)

(ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ)

التحفة المرضية في شرح المقدمة الجزرية

(المعروف بشرح جزری اُردو)

صفحات: ۲۴۰، سائز: $\frac{۲۰\times۲۶}{۸}$، طباعت: لیتھو، تالیف: مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلندشہری اُستاذ دارالعلوم کراچی۔ قیمت: سات روپے فی نسخہ

امام القراءت شیخ ابوالخیر محمد بن محمد الجزری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیفات جو حدیث اور تجوید و قراءت میں معروف و مقبول ہیں، ان میں سب سے زیادہ مقدمۃ الجزریؒ مشہور ہے اور تجوید کے نصاب میں داخل ہونے کی وجہ سے متداول بھی ہے۔ مقدمۃ الجزریؒ ۱۰۷ اشعار پر مشتمل ہے اور مخارج و صفات اور وقف و ابتداء، وصل و قطع اور مدود وغیرہ کے ضروری مسائل پر حاوی ہونے کی وجہ سے دریا بکوزہ کا مصداق ہے، اس کے بہت سے اشعار چیستان کے درجے میں ہیں، لیکن اللہ جل شانہ کی

جانب سے کتاب کو جو مقبولیت ہوئی ہے اس کی وجہ سے تجوید کا ہر طالبِ علم اس کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

عربی زبان میں مقدمۃ الجزریؒ کی متعدّد شروح ہیں جن میں سب سے زیادہ معروف و متداول مُلّا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا شرح ''المنح الفکریہ'' ہے، ہند و پاک کے اکابر نے بھی اُردو زبان میں اس کتاب کی متعدّد شروح لکھی ہیں، جن میں ہمارے علم کے مطابق سب سے پہلی شرح مولانا کرامت علی صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو شرح جزری ہندی کے نام سے مشہور ہے، اس کی زبان بہت پرانی ہے جس کی وجہ سے دورِ حاضر کے طلبہ کا اس سے استفادہ کرنا دُشوار ہے، اس کے بعد مولانا القاری المقری السید محمد سلیمان صاحب دیوبندی شیخ التجوید والقراءۃ جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کی شرح بنام ''فوائدِ مرضیہ'' سامنے آئی جو اپنے اختصار کے باوجود طلبہ کے لئے سہل الحصول ہے، پھر جناب القاری المقری رحیم بخش صاحب پانی پتی دامت برکاتہم شیخ التجوید والتحفیظ خیر المدارس ملتان نے شرح لکھی جس کا نام ''العطایا الوہبیہ'' ہے، یہ شرح بہت مفصل اور جامع ہے اور بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ لکھی گئی ہے۔

اب مولانا عاشق الٰہی صاحب بلندشہری دامت برکاتہم کی شرح سامنے آئی ہے، یہ بھی خاصی مفصل اور مطول ہے، ہر شعر کا ترجمہ سلیس اُردو زبان میں لکھا ہے، پھر سہل انداز میں تشریح کی ہے جو کم استعداد رکھنے والے طلبہ کے لئے نہایت مفید ہے، ضرورت تو اس کی ہے کہ عربی مدارس کے طلبہ اور فارغ التحصیل علماء تجوید و قراءۃ کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ تجوید کے بہت سے مسائل صرف ونحو کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتے اور وقف و وصل نیز وصل وقطع کی ابحاث صحیح معنوں میں غیر عربی دان نہیں سمجھ سکتا، لیکن اگر عربی کے طلبہ اور علماء متوجہ نہ ہوں تو علم پھر بھی باقی رہے گا، اللہ جل شانہ کا احسان ہے کہ اس فن کی طرف ایسے طلبہ متوجہ ہو رہے ہیں جو عربی کے طلبہ نہیں ہوتے اور یہ طلبہ نہ صرف تجوید کے مسائل سے آگاہ ہوکر صحیح قرآن پڑھتے ہیں

بلکہ ساتوں قاریوں کے چودہ راویوں کی روایات تک ازبر کرلیتے ہیں، ہمارے خیال میں عربی طلبہ کے لئے یہ ایک تازیانۂ عبرت ہے جو یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ کا مصداق ہے۔

ان غیر عربی طلبہ کے لئے ضرورت ہے کہ سہل سے سہل انداز میں آسان طریقہ پر اُردو زبان میں تجوید وقراءۃ کی کتب مرتب کی جائیں۔ زیرِ تبصرہ شرح التحفۃ المرضیۃ صرف ترجمہ ہی نہیں ہے بلکہ فنِ تجوید کے مسائل پر ایک جامع کتاب ہے، مدود اور اوقاف کی بحث قابلِ دِید ہے، حضرت العلامہ المقری فتح محمد صاحب دامت برکاتہم کی تقریظ وتحسین کے بعد مزید کچھ لکھنے کی حاجت بھی نہیں ہے، اصل کتاب کی شرح ختم کرنے کے بعد شارح نے حضرت امام عاصمؒ، حضرت شعبہؒ، حضرت حفصؒ اور حضرت علامہ شاطبیؒ اور محققِ جزریؒ کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ یہ حضرات صرف قاری اور مقری ہی نہیں تھے، محدث ومفسر اور نحوی ولغوی بھی تھے۔

علامہ شاطبیؒ اور محققِ جزریؒ کی تالیفات اور ان کی شروح کے تذکرہ میں بہت سے صفحات خرچ کئے ہیں اور مقدمۃ الجزری کے بیس سے اُوپر کچھ شروح کا تذکرہ کیا ہے، پوری کتاب علمی جواہر سے لبریز ہے، البتہ اتنی بات کھٹکتی ہے کہ کتاب علمی اور فنی اعتبار سے جس قدر بلند ہے، بالکل اس کے برعکس اس کی کتابت اور طباعت بہت ناقص ہے، ضرورت ہے کہ کتاب عمدہ کاغذ پر آفسٹ سے طبع ہو۔ بہرحال جہاں مؤلف کے لئے تحسین وتبریک کے کلمات لکھنے کو جی چاہتا ہے وہاں ناشر کا شکوہ کئے بغیر بھی قلم نہیں رُکتا۔ حضرات قراء اور علماء وطلباء پتہ ذیل سے طلب فرمائیں: مکتبہ اصلاح وتبلیغ، ہیرآباد حیدرآباد، سندھ۔ (ذی القعدہ ۱۳۹۴ھ)

تدوینِ حدیث

مؤلفہ: حضرت مولانا سیّد مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: مکتبہ

اسحاقیہ، جونا مارکیٹ کراچی۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۴۸۰ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، کپڑے کی خوشنما جلد، قیمت: ۶۰ روپے

تدوینِ حدیث کے موضوع پر حضرت مولانا سیّد مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، غالباً اردو میں یہ اپنے موضوع پر پہلی مبسوط کتاب ہے جس میں تدوینِ حدیث کے موضوع پر اصل عربی مآخذ میں بکھرے ہوئے مواد کو بڑی خوبی کے ساتھ یکجا کردیا گیا ہے۔ منکرینِ حدیث کی طرف سے عموماً جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں مدوّن نہیں ہوئیں، حضرت مولاناؒ نے اس اعتراض کی حقیقت اس انداز سے واضح فرمائی ہے کہ ایک طالبِ حق کے دِل کو سکینت وطمانیت نصیب ہوتی ہے۔

افسوس ہے کہ حضرت مولاناؒ اپنے منشاء کے مطابق اس کتاب کی تکمیل نہ فرما سکے، ورنہ یہ کتاب تاریخِ تدوینِ حدیث پر اُردو میں مستحکم ترین دستاویز ہوتی، پھر بھی انہوں نے زیرِ نظر کتاب میں عہدِ رسالتؐ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے تک حفاظتِ حدیث کی تاریخ اتنی شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمائی ہے کہ موضوع کی تمام بنیادی معلومات اس سے حاصل ہوجاتی ہیں۔

مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مطالعے کی جو وسعت اور مشاہدہ و استنتاج کی جو قوت عطا فرمائی تھی، یہ کتاب اس کا بہترین مظہر ہے، اس کے ساتھ مولاناؒ زبان وقلم کے بادشاہ ہیں، اور اندازِ بیان اتنا دِل نشین ہے کہ پڑھنے والے کو اپنے ساتھ بہا کر لے جاتا ہے۔

یہ کتاب سب سے پہلے مجلس علمی سے شائع ہوئی تھی، مگر نایاب ہوچکی تھی، اب مکتبہ اسحاقیہ نے اسے نسبۃً چھوٹے سائز پر شائع کیا ہے، جس سے کتاب کے حسن اور استفادے کی سہولت دونوں میں اضافہ ہوگیا ہے، اُمید ہے کہ اہلِ علم اور عام

مسلمان اس کتاب کی کماحقہ قدردانی کریں گے۔ (رجب المرجب ۱۴۰۹ھ)

تذکرۂ ساداتِ بنو اُمیہ

مصنفہ: محمد سلیمان صاحب۔ ناشر: عوامی کتب خانہ، بولٹن مارکیٹ کراچی۔
متوسط سائز کے ۳۹۸ صفحات، کتابت و طباعت درمیانہ، کاغذ سفید، قیمت: ۸ روپے

''خاندانِ علویان'' کے نام سے کسی ظفر فاروقی صاحب نے ایک کتاب علویوں کے شجرۂ نسب پر لکھی تھی، اور فاضل مؤلف نے اس کی ترتیب میں کافی محنت سے کام لیا ہے، اس میں بہت سے وہ مسائل بھی آگئے ہیں جو اہلِ تشیع اور اہلِ سنت کے درمیان عرصہ سے معرکۂ بحث بنے رہے ہیں، مثلاً خلافتِ علیؓ بلافصل کا مسئلہ، ان مسائل پر مؤلف کی گفتگو خاصی جاندار اور وزنی ہے۔

اس کتاب کی تالیف کا اصل محرک جناب مؤلف کی تصریح کے مطابق، ان اتہامات کی تردید ہے جو اہلِ تشیع یا ان سے متاثر و مرعوب افراد نے مختلف صحابہ کرامؓ پر عائد کئے ہیں۔ جہاں تک اس مقصد کا تعلق ہے، وہ بڑا نیک اور قابلِ تعریف ہے، خاص طور سے اس دور میں جبکہ بعض اہلِ سنت ہونے کے دعویدار مختلف طبقوں نے بھی حضراتِ صحابہؓ کو موضوعِ بحث بنالیا ہے، اور ان نفوسِ قدسیہ پر بھی بے جا تنقید کا دروازہ کھول دیا ہے۔

لیکن جن مسائل پر فاضل مؤلف نے قلم اُٹھایا ہے، وہ اپنی ذات میں بے حد نازک ہیں، اور محض تاریخ دانی کے بل پر اس دریائے خون کو سلامتی کے ساتھ سر نہیں کیا جاسکتا، ان موضوعات پر گفتگو کے لئے تاریخ کے علاوہ تفسیر، حدیث، فقہ اور عقائد کے وسیع علم کی ضرورت ہے، اور اس کے بغیر جو گفتگو کی جائے یا تو وہ حق بات کی غلط وکالت کی شکل اختیار کرلیتی ہے یا انسان کو افراط و تفریط میں مبتلا کردیتی ہے۔

ہمارے معاشرے میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہوچکا ہے جو اس حقیقت کو

نظر انداز کر کے محض رَدِّ شیعیت کے جوش میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کا دفاع کرتا ہے، لیکن دُوسری جماعت کو ہدفِ ملامت بنانے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا، اور قرآن، حدیث اور فقہ کا کماحقہ علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے شریعت کے مسائل میں بھی رائے زنی شروع کر دیتا ہے، افسوس ہے کہ جنابِ مؤلف اس طبقے سے متأثر ہیں، اس لئے بعض مقامات پر انہوں نے راہِ اعتدال کو پامال کیا ہے۔

مثلاً وہ حضرت معاویہؓ وغیرہ پر وارِد کئے گئے اعتراضات کا تو دفاع کرتے ہیں، لیکن دُوسری طرف حضراتِ حسنینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پر خود اعتراضات عائد کر کے ان کا ذکر تحقیر آمیز انداز میں کرتے ہیں، اور اس معاملے میں مسلّمہ حقائق کو بھی نظر انداز کر جاتے ہیں، مثلاً:-

> اب رہا یزید کی ولی عہدی کا سوال، تو وراثت کی خلافت کا آغاز تو حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ کے دعویٔ خلافت نے ہی کر دیا تھا۔ (ص:۲۷۷)

یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے مقابلے میں عبدالملک بن مروان کے فضائل و مناقب زیادہ بیان کر کے حضرت ابنِ زبیرؓ کی خلافت کو ''فرضی خلافت'' ٹھہراتے ہیں، اور حجاج بن یوسف نے جو کعبے پر چڑھائی کی، اس کی حمایت کرتے ہیں (ملاحظہ ہو صفحہ: ۱۰۳ تا ۱۰۶)، اور حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کے بارے میں یہاں تک لکھتے ہیں کہ:-

> باغی اپنی باغیانہ سرگرمیوں کا مرکز مکہ اور مدینہ کو بنائیں ..... لوگوں پر بھوک مسلط کر دیں، یہاں تک کہ ایک ایک مرغی دس دس درہم کو فروخت ہو ..... مگر ابنِ زبیر کا گھر اناج اور کھجور سے بھرا ہوا ہو۔ (ص:۱۰۶)

یہ طرزِ فکر ہمارے نزدیک نہ علمی تحقیق کے شایانِ شان ہے، اور نہ یہ دفاعِ صحابہ کہلا سکتا ہے، اہلِ سنت کا مسلک بلاشبہ ان زیادتیوں سے بَری ہے، اور اس قسم کی باتیں لکھ کر مؤلف نے ہرگز اہلِ سنت کی ترجمانی نہیں کی۔ اہلِ سنت کے نزدیک تمام صحابہؓ یکساں طور پر واجب الاحترام ہیں، اور جس طرح حضرت معاویہؓ کے اعمال کی تأویلِ صحیح تلاش کرنا اہلِ سنت کے نزدیک ضروری ہے، اور محض ضعیف تاریخی روایات کے ذریعہ ان پر الزامات عائد نہیں کئے جاسکتے، اسی طرح حضراتِ حسنینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے موقف کی صحیح توجیہ بھی ضروری ہے، اہلِ سنت کا راستہ اعتدال کا راستہ ہے، جو ہر طرح کی افراط وتفریط سے بَری ہے۔ آج کل کے مصنّفین نے صحابہؓ کے مشاجرات کو ان کی صحیح رُوح کے ساتھ نہیں سمجھا، اس لئے وہ ہر فریق کا صحیح موقف سمجھے بغیر اسے بنو اُمیہ اور بنو ہاشم کے جھگڑے کا عنوان دے رہے ہیں۔ کاش! کہ وہ اپنے اس طرزِ عمل کی غلطی کا اِحساس کرسکیں۔ (شوال المکرم ۱۳۹۰ھ)

تذکارِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ: حکیم محمد سعید دہلوی صاحب۔ ناشر: ہمدرد اکیڈمی، ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کراچی۔ $\frac{18 \times 22}{8}$ سائز کے ۱۷۵ صفحات، کتابت، طباعت، کاغذ سب معیاری، قیمت: ٦ روپے

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر مختلف مقالات کا مجموعہ ہے جو شامِ ہمدرد کی مختلف نشستوں میں پڑھے گئے، اس مجموعے میں ملک کے چوٹی کے اہلِ فکر اور اہلِ قلم کے مضامین شامل ہیں۔ تمام مقالات مختصر ہیں، ان میں جسٹس ایس۔ اے رحمان صاحب، بریگیڈیئر گلزار احمد صاحب، مولانا احمد اللہ ندوی اور خود حکیم محمد سعید صاحب کے مضامین بڑے فکر انگیز، معلومات افزا اور مفید ہیں۔ بعض مضمون نگاروں کی جزوی آراء سے اختلاف بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن بحیثیتِ مجموعی مقالات کا یہ انتخاب مفید اور دلچسپ ہے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ)

تذکرہ مشائخِ ہند (جلدِ اوّل)

مؤلف: مولانا اسلام الحق اسعدی مظاہری۔ ناشر: ادارہ اسلامی دارالمطالعہ سہارنپور (یوپی، انڈیا)۔ $\frac{۱۸ \times ۲۳}{۸}$ سائز کے ۲۰۰ صفحات، سفید کاغذ اور لیتھو کی عمدہ صاف کتابت، قیمت مجلد (پاکستان کے مقابلہ میں بہت کم): ۱۲/۵۰

زیرِ تبصرہ کتاب دراصل مولانا موصوف کے مطالعاتی نوٹس ہیں جسے انہوں نے کیف ما اتفق طور پر ترتیب دے کر کتابی شکل دے دی ہے، اس کا پیشِ لفظ مولانا ظفیر الدین صاحب (مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند) نے تحریر فرمایا ہے، اس کا مقدمہ خود مؤلف نے ''تاریخِ ہند پر ایک نظر'' کے عنوان سے لکھا ہے، اس مقدمہ میں انہوں نے ہندوستان میں اسلام کی آمد، اسلام کی آمد سے پہلے ہندوستان کے مذہبی حالات اور اسلام نے اپنی آمد کے بعد ہندوستان کی تہذیب وتمدن پر جو گہرے نقوش چھوڑے ان پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ (جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ)

تذکرۂ مصنّفینِ درسِ نظامی

مؤلفہ: جناب اختر راہی ایم اے، لیکچرر گورنمنٹ کالج مری۔ ناشر: مسلم اکادمی ۲۹/۱۸ محمد نگر لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۲۷۲ صفحات، کتابت وطباعت متوسط، قیمت: ۶ روپے

درسِ نظامی میں جو کتابیں داخلِ نصاب ہیں، یہ ان کے مصنّفین کا ایک مختصر مگر جامع تذکرہ ہے، ان کتابوں نے لاکھوں انسانوں کو علمِ دین کی دولت سے نوازا ہے اور ان کو پڑھ کر بے شمار طلباء علم وعمل کے آسمان پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے ہیں، لیکن ان کتابوں کے مصنّفین کے خلوص کا یہ عالم ہے کہ بعض کتابوں کے مؤلفین کا تو نام تک معلوم نہیں اور بعض کا نام معلوم ہے لیکن ان کے حالات سے لوگوں کو زیادہ واقفیت نہیں۔ جناب اختر راہی نے اس کتاب میں ان تمام مصنّفین کے مختصر مختصر

حالات بڑی قابلیت سے یکجا کردیئے ہیں۔ درسِ نظامی کے اساتذہ اور طلباء کو ہر کتاب کے مؤلف کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑتی تھی، اب اس کتابچہ میں ان تمام مصنّفین کے حالات ایک جگہ مل جائیں گے، یوں تو یہ کتاب تمام علم دوست حضرات کے لئے مفید اور دلچسپ ہے لیکن دینی مدارس کے اساتذہ اور طلباء کے لئے تو اس کا مطالعہ ناگزیر ہے، اس پیشکش پر مؤلف اور ناشر دونوں مبارک باد کے مستحق ہیں۔ (ذی القعدہ و ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ)

تذکرۃ المفسرین

مؤلفہ: حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی۔ ناشر: دارالارشاد، اٹک شہر پاکستان۔ $\frac{20 \times 30}{8}$ سائز کے ۲۳۲ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت مجلد: ۴۰ روپے

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہم نے قرآنِ کریم اور تفسیر پر متعدد مفید کتابیں تحریر فرمائی ہیں جو اپنے موضوع پر مفید معلومات رکھتی ہیں، یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور اس میں علمِ تفسیر کے مبادی کا تعارف، اور پھر پہلی صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک کے معروف و ممتاز مفسرین کے حالات جمع فرمائے ہیں۔ احقر کی معلومات کی حد تک اُردو زبان میں مفسرینِ قرآن کا یہ جامع ترین تذکرہ ہے اور اس میں ماضیٔ قریب تک کے مفسرین کا ذکر آگیا ہے۔ مفسرین کے انتخاب میں فاضل مؤلف نے کسی نظریاتی اختلاف کا لحاظ نہیں رکھا، بلکہ بلالحاظِ مسلک مشہور مفسرین کا تذکرہ کیا ہے، اور کہیں کہیں بعض حضرات کے جمہورِ اُمت سے اختلاف کی طرف اشارے بھی کردیئے ہیں، اگر یہ اشارے اور زیادہ واضح ہوتے تو ایک عام قاری کے لئے زیادہ سودمند ہوتے، تاہم کتاب اپنی جگہ بڑی قابلِ قدر ہے۔ (ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ)

تربیت السالک (مکمل)

از افادات: حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ۔ ناشر: مکتبہ زکریا، پوسٹ بکس نمبر ۲۱۳۷ کراچی نمبر ۱۸۔ تقریباً ۳۶×۲۳ کے دو ہزار صفحات پر مشتمل تین جلدیں، اعلیٰ سفید کاغذ پر فوٹو آفسٹ کی دِل آویز طباعت، قیمت مکمل سیٹ: ۱۸۰ روپے

حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی یہ کتاب کسی تعارف کی محتاج نہیں، یہ آپ کے اُن عظیم تجدیدی کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ ہے جس کی نظیر اُردو تو کیا عربی اور فارسی کے وسیع لٹریچر میں بھی نہیں ملتی۔

یہ بات اس دور میں سب سے زیادہ شرح و بسط اور اہمیت کے ساتھ حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے ہی واضح فرمائی کہ تصوّف وسلوک دراصل رسمی پیری مریدی، اوراد و وظائف اور کشف وکرامات کا نام نہیں، بلکہ تزکیۂ اخلاق کا نام ہے، لہٰذا کسی شیخ سے رجوع کرنے کا اصل فائدہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اُس سے اخلاقِ باطنہ کو سنوارنے کے لئے باقاعدہ تربیت لی جائے، چنانچہ حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے یہاں اس بات کا بڑا اہتمام تھا کہ آپ کے متعلقین اپنے اَحوالِ باطنی سے تحریری طور پر آپ کو اطلاع دیں، اور ان اَحوال کے مناسب جو ہدایات آپ دیں اس کا مکمل اتباع کریں، چنانچہ آپ کے روزانہ بیسیوں متوسلین کے اصلاحی خطوط آتے تھے، آپ اُن کے اَحوال کے مطابق اُنہیں ہدایات عطا فرماتے تھے، ان خطوط کا ایک انتخاب آپ کے ماہانہ رسالوں میں بھی شائع ہوتا تھا، اور اسی انتخاب کا نام ''تربیت السالک'' ہے۔

اخلاقِ باطنہ کی کیفیات و احوال اور ان کے طریقِ علاج کے بارے میں تصوّف کی بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، جن میں امام غزالیؒ کی ''احیاء العلوم'' اور ''اربعین''، حضرت سہروردی قدس سرہٗ کی ''عوارف المعارف'' وغیرہ بطورِ خاص قابلِ

ذکر ہیں، ان تمام کتابوں میں اس سلسلے کی اُصولی اور نظریاتی ہدایات ملتی ہیں، جو بلاشبہ بغایت مفید ہیں، لیکن ایک سالک کو اپنے سفرِ طریق میں جن جزوی حالات سے سابقہ پیش آتا ہے، اُن حالات پر ان کلیات کو منطبق کرنا انتہائی مشکل، نازک اور باریک کام ہے، جو شیخِ کامل سے رہنمائی حاصل کئے بغیر نہیں ہوتا، مثلاً مذکورہ کتابوں سے یہ تو معلوم ہوجائے گا کہ تکبر کی کیا تعریف ہے؟ اس کی کیا کیفیات ہوتی ہیں؟ اور ان کا اُصولی علاج کیا ہے؟ لیکن فلاں جزوی جذبہ یا عمل تکبر ہے یا نہیں؟ یہ بات ان کتابوں سے نہیں، شیخِ کامل کی رہنمائی سے معلوم ہوتی ہے۔

''تربیت السالک'' کا تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ اس نے ان جزئیات کو مدوّن اور مرتب کرکے اُن تمام حالات میں راہِ عمل واضح کردی ہے جو اکثر و بیشتر سالکین کو پیش آتے ہیں، یہ تصوّف وسلوک کے ایک مجدد کے تجربات کا وہ نچوڑ ہے جو سالہا سال میں جمع ہوا، چنانچہ یہ مرشد اور مسترشد دونوں کے لئے ایک نعمتِ عظمیٰ کی حیثیت رکھتا ہے جس کے ذریعے سالک کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے کس قسم کی باتیں شیخ سے پوچھنی چاہئیں، نیز اکثر اُن باتوں کے بارے میں بہترین ہدایات ملتی ہیں جو کم و بیش ہر سالک کے لئے موجبِ تشویش ہوتی ہیں، اور مرشد کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے زیرِ تربیت افراد کی رہنمائی کس طرح کی جاتی ہے؟ اور انسانی اخلاق کے جن دقائق و حقائق کی معرفت اس کتاب سے حاصل ہوتی ہے اُنہیں الہامی ہی کہا جاسکتا ہے۔

قارئین کی آسانی کے لئے کتاب کو مختلف ابواب پر منقسم کردیا گیا ہے، تاکہ ہر شخص اپنے مطلوبہ معاملے کی تحقیق بآسانی کرسکے، یہ کتاب عرصۂ دراز سے نایاب تھی، اب مکتبہ زکریا نے اسے بہترین کتابت وطباعت اور جلد کے ساتھ بڑے آراستہ و پیراستہ انداز میں شائع کرکے علم و دین کی عظیم خدمت انجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کارِ خیر پر اجرِ عظیم عطا فرمائیں، اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق بخشیں، آمین۔

(ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ)

تشکیل سندات البخاری

مرتبہ: مولانا محمد فاروق احمد صاحب انبہٹویؒ۔ ناشر: (باضافاتِ جدیدہ) مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی، نعمانی منزل پرانا دھوبی گھاٹ، بادشاہ روڈ کراچی نمبر۳۔
قیمت: ۷۵ پیسے، ملنے کا پتہ: مکتبہ اسحاقیہ، جونا مارکیٹ کراچی نمبر۲

یہ موجودہ حضراتِ محدثین سے امام بخاریؒ تک سلسلۂ اسناد کا متنوع شجرہ ہے جسے فاضل مرتب نے بڑی عرق ریزی سے ترتیب دیا ہے۔ اس میں ہر محدث کی اہم اسنادِ روایت کو بڑے دل نشین انداز میں جمع کر دیا گیا ہے، اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ ایک نظر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہما سے لے کر امام بخاریؒ تک کے تمام اساتذۂ حدیث کا سلسلہ معلوم کیا جاسکتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے علاوہ مظاہرالعلوم سہارنپور اور فرنگی محل، امروہہ اور بہار کے اساتذۂ حدیث کی اسناد بھی تفصیل کے ساتھ دی گئی ہیں، اور شاہ عبدالغنیؒ، شاہ محمد اسحاقؒ کے علاوہ قاضی شوکانی کا سلسلۂ سند بھی دکھلایا گیا ہے، اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ تک پہنچنے کے لئے شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کی معرفت قریب ترین طریقہ بھی ظاہر کیا گیا ہے، حدیث کے اساتذہ وطلبہ کے لئے یہ بڑے کام کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب اور ناشر صاحبان کو اس دیدہ ریزی پر جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔ آئندہ ایڈیشن میں اگر اس کا نام "شجرۂ اسنادِ بخاری" یا "سلسلۂ اسنادِ بخاری" رکھ دیا جائے تو بہتر ہے، موجودہ نام ترکیب اور معنی دونوں لحاظ سے قابلِ ترمیم ہے۔

(شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ)

تعرف (ترجمہ اُردو)

تالیف: امام ابوبکر ابنِ ابی اسحاق کلاباذیؒ۔ ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن۔ ناشر: المعارف، گنج بخش روڈ لاہور۔ $\frac{18\times 22}{8}$ سائز کے ۲۶۴ صفحات، سفید کاغذ پر آفسٹ کی

عمدہ کتابت وطباعت، قیمت مجلد: ۱۵ روپے

یہ کتاب تصوّف پر شیخ ابوبکر محمد بن ابراہیم بن ابی اسحاق یعقوب البخاری الکلاباذی رحمۃ اللہ علیہ کی معروف کتاب ''التعرف'' کا اُردو ترجمہ ہے، شیخ موصوفؒ چوتھی صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں، اُن کے زمانے میں بعض جاہل اور ملحد صوفیوں نے تصوّف کو غلط رنگ میں پیش کر کے بہت سے ملحدانہ خیالات کو تصوّف کا جزء بنادیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کتاب میں تصوّف اور صوفیاء کے عقائد وافکار کا مفصل تعارف کرایا اور ثابت کیا کہ تصوّف قرآن وسنت سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ اسی سے مأخوذ ومستفاد ہے۔

شروع میں مصنف نے صوفیاء کے وہ عقائد بتائے ہیں جو تمام تر اہلِ سنت کے عقائد کے مطابق ہیں، اور اس سلسلے میں اختصار کے ساتھ تمام کلامی مباحث کو سمیٹ دیا ہے، اس کے بعد تصوّف کے خاص موضوع یعنی علمِ باطن سے متعلق صوفیاء کرام کے اقوال جمع فرمائے ہیں، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب کے بارے میں فرمایا تھا:-

لَوْ لَا التَّعرُّفُ لَمَا عُرِفَ التَّصَوُّف.

اگر کتاب تعرف نہ ہوتی تو تصوّف کی حقیقت لوگوں کو معلوم نہ ہوپاتی۔

بعض صوفیاء کے کلام میں کچھ باتیں ایسی ملتی ہیں جو ظاہری طور سے قابلِ اعتراض معلوم ہوتی ہیں، ان کے بارے میں شیخ موصوفؒ لکھتے ہیں:-

یہ اسی طرح ہے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''جس شخص میں امانت داری نہیں، اس کا ایمان نہیں۔'' اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمانِ امانت کی نفی کی ہے نہ کہ ایمانِ اعتقاد کی۔ اور صحابہؓ جن کو اس

قول سے مخاطب کیا گیا تھا اس مفہوم کو سمجھ گئے تھے، اس لئے کہ
وہ امانت داری کے مقام تک پہنچ گئے تھے ..... اور جو شخص
سامعین کے احوال کو نہ دیکھ رہا ہو اور وہ کسی مقام کی تشریح
کرتے ہوئے بعض چیزوں کی نفی کرے اور بعض کو ثابت کرے
تو ہوسکتا ہے کہ سامعین میں ایسے لوگ ہوں جو اس مقام کو نہ
پہنچے ہوں .....لہٰذا یہ سامع قائل کو خطاوار اور بدعتی ٹھہرائے گا۔

(ص:۱۳۲،۱۳۳)

کتاب کا ترجمہ بڑی حد تک واضح اور شستہ ہے، اور فاضل مترجم نے اس میں بڑی محنت سے کام لیا ہے، البتہ ضرورت اس بات کی تھی کہ ترجمہ کے ساتھ تشریحی حواشی بھی ہوتے تاکہ بات زیادہ واضح ہوسکتی، نیز ممکنہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہوتا رہتا، مثلاً صفحہ:۴۲ پر صوفیاء کا طرزِ عمل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

اور وہ اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اور اس پر توکل کرتے ہوئے اور
اس کی قضاء پر راضی رہتے ہوئے اسباب کی طرف رجوع نہیں
کرتے۔ (ص:۴۲)

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صوفیاء مطلقاً ترکِ اسباب کے قائل ہیں، حالانکہ یہ غلط ہے، اور صفحہ:۱۲۷ پر کسبِ معاش کے بارے میں خود مصنف نے جو کچھ لکھا ہے اس سے اس کی تردید ہوتی ہے، اس لئے یہاں تشریحی حاشیہ کی سخت ضرورت تھی۔

بہرکیف! مجموعی حیثیت سے کتاب اہلِ علم کے کام کی ہے اور اس سے اُردو ادب کی ثروت میں اضافہ ہوا ہے۔

البتہ ناشرِ محترم سے ہمیں یہ کہنا ہے کہ ہر دور کا ایک مزاج ہوتا ہے، اور ہر زمانے کے صوفیاء نے اپنے دور کے مزاج کے مطابق کتابیں لکھی ہیں، جو اُس دور کے

سالکین کے لئے موزوں اور مفید تھیں، آج کے زمانے کا مزاج کافی بدل چکا ہے، اس میں تصوّف کی قدیم کتابیں اہلِ علم اور مشائخِ طریقت کی رہنمائی تو کرسکتی ہیں اور ظاہر ہے کہ انہیں اُردو تراجم کی ضرورت نہیں، لیکن عوام کے لئے ان کا اُردو ترجمہ نہ صرف یہ کہ غیر مفید ہے، بلکہ بعض حیثیتوں سے مضر بھی ہوسکتا ہے، اس لئے آج کے ناشرین کو یہ چاہئے کہ وہ تصوّف کی قدیم کتابوں کے بجائے عہدِ حاضر کے محققین تصوّف کی تصانیف پر کام کریں، مثلاً حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی کتابیں عہدِ حاضر کے مزاج کے مطابق تصوّف کی رہنمائی مہیا کرتی ہیں، ان کی تسہیل، تلخیص اور تشریحات کی طباعت موجودہ دور میں زیادہ مفید ہے۔ (محرم الحرام ۱۳۹۲ھ)

تعلیماتِ اسلام

مؤلفہ: حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب شروانی۔ شائع کردہ: مولانا وکیل احمد صاحب شروانی، مدرّس جامعہ اشرفیہ، نیلا گنبد لاہور۔

اس کتاب میں اسلام کے بنیادی عقائد وضروریات کو سوال و جواب کے طرز پر بیان کیا گیا ہے، آسمانی کتابوں کی ضرورت، قرآنِ پاک کے آسمانی ہونے کے دلائل، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت، ختمِ نبوّت کے دلائل، عصمتِ انبیاء، افضلیتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، معجزات اور معراج کا اِثبات، صحابہ کرامؓ کی افضلیت کا بیان، مختصر اور عام فہم انداز میں کیا گیا ہے۔ آخر میں أغلاط العوام کے نام سے ان غلط عقائد وخیالات کی ایک فہرست دی گئی ہے جو ناخواندہ عوام میں پھیلے ہوئے ہیں۔

یہ کتاب بچوں اور عورتوں اور کم پڑھے لکھے مردوں کو پڑھانے کے لائق ہے، اندازِ بیان بحیثیتِ مجموعی عام فہم ہے، بہت سے اعتراضات کا دِل نشین جواب بھی اس میں آگیا ہے، کتابت وطباعت اور بہتر ہوتی تو اچھا تھا۔ (ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ)

تعلیم الکتاب (ترجمہ قرآن پارہ عم)

مرتبہ: محمد ادریس صاحب۔ ناشر: احمدی بیگم، تعلیم الکتاب ٹرسٹ، ۲۰ کچہری روڈ کراچی۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۲۴۰ صفحات، کاغذ سفید عمدہ، بلاک کی حسین طباعت، ہدیہ درج نہیں۔

یہ قرآنِ کریم کا ایک نیا ترجمہ ہے جسے جناب سیّد محمد ادریس صاحب سابق ایڈیشنل کمشنر کراچی نے ترتیب دیا ہے، مترجم کے پیشِ نظر یہ بات رہی ہے کہ ترجمہ لفظی ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم ہو اور اس میں قرآنِ کریم کے اس مخصوص آہنگ کو ممکنہ حد تک برقرار رکھنے کی کوشش کی جائے، جو نثر اور نظم کے درمیان ایک دِلکش فاصلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ مترجم نے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمۂ قرآن کو اپنے ترجمے کی بنیاد بنایا ہے، اور اس میں تھوڑا تھوڑا تغیر کرکے مذکورہ مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن تغیر ایسا ہے کہ اس سے معنی و مفہوم میں کوئی بڑا فرق پیدا نہیں ہوتا۔

جہاں تک ترجمے کی صحت کا تعلق ہے، اس کی گواہی اس وقت تک نہیں دی جاسکتی جب تک پورے ترجمے کو نظرِ غائر کے ساتھ نہ دیکھ لیا جائے، اور یہ ایک ماہنامے کے تبصرہ نگار کے لئے ممکن نہیں، البتہ چونکہ مترجم نے حضرت شاہ رفیع الدینؒ کا ترجمہ نہ صرف سامنے رکھا ہے، بلکہ اسے بنیاد بناکر اسے ہر صفحے میں زیرِ متن درج بھی کردیا ہے، نیز فاضل مترجم نے لکھا ہے کہ ترجمہ بعض قابلِ اعتماد علماء کی نظر سے گزر بھی گیا ہے، اس لئے اُمید ہے کہ انشاء اللہ بحیثیتِ مجموعی دُرست ہی ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ بات قابلِ قدر ہے کہ فاضل مترجم نے جن تفسیروں پر انحصار کیا ہے وہ زیادہ تر سلف صالحین کے طرز و اسلوب کے مطابق ہیں، البتہ کہیں کہیں لفظی ترمیم کا مشورہ دیا جاسکتا ہے، مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے: ''نام

سے اللہ کے، وہ رحمٰن، وہ رحیم'' اس میں ''وہ رحمٰن''، ''وہ رحیم'' کم از کم تبصرہ نگار کے ذوق کو کھٹکتا ہے کہ اس سے مرکب توصیفی کا مفہوم ادا نہیں ہوتا۔

رہا ترجمے کا انداز و آہنگ، سو اس کے بارے میں بعض جلیل القدر اکابر علماء اور بعض اہلِ صحافت نے دِلکش ہونے کی شہادت دی ہے، اور بلاشبہ بعض مقامات پر دِلکش ہے بھی، لیکن ہم اسے اپنی بدذوقی ہی سمجھ سکتے ہیں کہ ہمیں اس آہنگ میں معدودے چند مقامات کے سوا کہیں کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوئی، تبصرہ نگار کی ناچیز رائے میں پورے پارۂ عم میں سُورۂ نازعات کا ترجمہ سب سے بہتر ہے، اس کا ایک نمونہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے:-

قسم ہے اُن ڈوبے ڈوبے کھینچنے والوں کی
اور قسم ہے ان بندھن کھولتے بندھن کھولنے والوں کی
اور قسم ہے اُن پیرے پیرے پیرنے والوں کی
پھر قسم ہے اُن آگے بڑھتے آگے بڑھنے والوں کی
پھر قسم ہے حکمِ الٰہی سے کام بنانے والوں کی
ہاں جس دن کانپ اُٹھے گی کانپنے والی
پھر اس کے پیچھے دُوسری آئے!
دِل سارے اُس دن دھڑکیں گے
آنکھیں ان کی نیچی ہوں!

ملک کے مشاہیر اہلِ علم وفکر کے برخلاف ہمیں کوئی چیز پسند نہ آئے تو اسے ہم اپنی بدذوقی ہی پر محمول کرنا زیادہ آسان سمجھتے ہیں، لیکن چونکہ یہاں ہمیں صرف اپنی رائے کا اظہار کرنا ہے، اس لئے اس ''بدذوقی'' ہی کے اظہار کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہماری ناچیز رائے میں ایک عام قاری کے لئے اس میں کوئی خاص افادیت نہیں ہے، بلکہ شاید اس آہنگ کے التزام سے عوام کو سمجھنے میں کچھ دُشواریاں ہی پیش

آئیں، لیکن خدا کرے کہ ہمارا یہ خیال غلط ہو، فاضل مترجم یا اکابر علماء نے جو آراء ظاہر کی ہیں کہ یہ ترجمہ نئی نسل کے لوگوں کے لئے مؤثر اور مفید ہوگا، وہی آراء درست ہوں، اور اس سے واقعۃً نئی نسل کے نوجوانوں کو فائدہ پہنچے، آمین۔

کتاب کو انتہائی اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا ہے، ایک صفحے پر قرآنِ کریم کا متن ہے اور اس کے نیچے حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا ترجمہ اور رموزِ اوقاف کی تشریح، سامنے کے دوسرے صفحے پر ترجمہ ہے اور اس کے نیچے مختصر تشریحات جو زیادہ تر موضح القرآن یا تفسیرِ عثمانی سے مأخوذ ہیں، قرآنِ کریم کے متن میں ایک ساتھ لکھے جانے والے الگ الگ لفظوں کو علیحدہ رنگوں سے ممتاز کردیا گیا ہے، مثلاً "اَمَـانَـتَـهُ" میں "اَمَـانَتَ" سیاہ رنگ میں اور "هُ" سرخ رنگ میں ہے، تاکہ پتہ چل جائے کہ یہ دونوں الگ الگ لفظ ہیں، سورۃ کی ابتداء اور اہم کلمات کو سرخ رنگ میں لکھا گیا ہے، ترجمے میں بڑھائے ہوئے تشریحی الفاظ سرخ رنگ سے ممتاز کئے گئے ہیں، اور کوئی شک نہیں کہ طباعت کے اعلیٰ معیار کے لحاظ سے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے، ہماری دُعا ہے کہ فاضل مترجم نے جن بلند مقاصد کے تحت یہ محنتِ شاقہ برداشت کی ہے، ان میں انہیں کامیابی نصیب ہو اور یہ کتاب مسلمانوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہو، آمین۔ (محرم الحرام ۱۳۹۲ھ)

تعلیمی مقالات

شائع کردہ: حافظ نذیر احمد، معتمدِ عمومی، مجلسِ تعلیمات پاکستان، ۵۰ علامہ اقبال روڈ (شبلی کالج) لاہور نمبر ۵۔ چھوٹے سائز کے ۱۴۴ صفحات، کتابت عمدہ، طباعت اور کاغذ متوسط، قیمت درج نہیں۔

اس کتاب میں مسلمانوں کے تعلیمی مسائل سے متعلق متفرق مضامین جمع کئے گئے ہیں، ان مضامین میں مسلمانوں کی تعلیم کے ماضی، حال اور مستقبل پر مفید اور فکر

انگیز بحثیں کی گئی ہیں، تاریخی لحاظ سے شمشاد محمد لودھی صاحب کا مقالہ ''ریاضی میں مسلمانوں کی خدمات'' اور حافظ نذیر احمد صاحب کا مقالہ ''کیا درسِ نظامی محض ایک دینی نصاب ہے؟'' بڑا معلوم آفریں ہے۔ موجودہ نظامِ تعلیم پر تبصرے اور مستقبل کے لئے تجاویز کے نقطۂ نظر سے ڈاکٹر سیّد محمد خلیل واسطی کا مضمون ''ہماری زبان اور سائنسی تقاضے'' اور سیّد علی شبر کاظمی کا مضمون ''جدت اور تعلیم'' بطورِ خاص قابلِ مطالعہ ہیں، آخر میں مجلسِ تعلیمات پاکستان ۶ نے مغربی پاکستان کے تعلیمی نظام میں اصلاح کے لئے چند فوری تجاویز پیش کی ہیں، جو بہر لحاظ مفید اور قابلِ تائید ہیں۔

(جمادی الثانیہ ۱۳۸۹ھ)

تفسیرِ ابنِ کثیرؒ (عربی)

تالیف: امام ابوالفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ۔ ناشر: سہیل اکیڈمی، شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ پوری کتاب چار ضخیم جلدوں میں ہے، ہر جلد اوسطاً پونے چھ سو صفحات پر مشتمل ہے، امٹیشن آرٹ پیپر پر فوٹو آفسٹ کی دِل آویز کتابت و طباعت، پورے کپڑے اور چمڑے کے پشتے کی انتہائی خوبصورت جلد، قیمت مکمل سیٹ: ۳۰۰ روپے

تفسیر کی کتابوں میں تفسیرِ ابنِ کثیرؒ کو اللہ تعالیٰ نے جو مقبولیت عطا فرمائی ہے وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں جو طریقہ اختیار فرمایا ہے وہ ''تفسیر بالروایۃ'' کا طریقہ ہے، یعنی ہر آیت کے تحت وہ پہلے اس کی تفسیر کا خلاصہ بیان فرماتے ہیں، پھر اس کے مختلف کلمات یا جملوں کی تفسیر میں انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ وتابعینؒ کی جتنی روایات ملتی ہیں وہ ذکر فرماتے ہیں، لیکن ان سے پہلے کے مفسرین نے ان تفسیری روایات کو صرف جمع کرنے کا کام کیا ہے، ان کی چھان پھٹک نہیں کی۔ حافظ ابنِ کثیرؒ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مفسر ہونے کے ساتھ

ساتھ جلیل القدر محدث بھی ہیں، اور روایات پر جرح وتنقید کے فن سے بخوبی واقف ہیں، چنانچہ وہ عموماً کمزور روایتوں کے ساتھ ان کی عللِ اسناد پر بھی تنبیہ فرماتے ہوئے چلتے ہیں، مثلاً ج:۱ ص:۷۷ پر وہ ابنِ جریرؒ کی ایک روایت نقل کر کے فرماتے ہیں:

''یہ حدیث غریب ہے، اور اس کی سند صحیح نہیں، کیونکہ اس میں ایک راوی مبہم ہے۔''

ان کی تفسیر میں اس قسم کی تنبیہات بے شمار ہیں (خاص طور سے ملاحظہ ہو: ج:۳ ص:۱۷ تا ۲۱، ۲۴، ۸۹۔ ج:۴ ص:۵۰۸، ۵۲۰ وغیرہ)۔

''تفسیر بالروایۃ'' کی کتابیں اکثر و بیشتر اسرائیلیات سے بھری پڑی ہیں، لیکن ایسی روایات کے بارے میں حافظ ابنِ کثیرؒ کا موقف انتہائی محتاط، صاف ستھرا اور خالص قرآن وسنت پر مبنی ہے، انہوں نے خود کتاب کے شروع میں فرمادیا ہے کہ:-

> اسرائیلیات کی تین قسمیں ہیں، ایک وہ روایات جن کی صحت کا ہمیں علم ہے کیونکہ ہمارے سامنے بہت سے دلائل ان کی سچائی پر دلالت کرتے ہیں، یہ قسم تو صحیح ہے۔ دُوسری وہ روایات ہیں جن کا جھوٹا ہونا ہمیں معلوم ہے، کیونکہ دلائل انہیں جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ اور تیسری قسم وہ ہے جس کی تصدیق یا تکذیب کی ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہو، ایسی قسم پر نہ ہم ایمان رکھتے ہیں، نہ اس کی تکذیب کرتے ہیں، جیسا کہ پیچھے آچکا ہے، ایسی روایات کا بیان کرانا جائز تو ہے لیکن اس کی اکثریت ایسی ہے جس سے کوئی دینی فائدہ متعلق نہیں۔ (ص:۴ مقدمہ)

چنانچہ انہوں نے اوّل تو اپنی کتاب میں اسرائیلی روایات زیادہ نقل نہیں کیں، اور جہاں نقل کی ہیں وہاں اکثر و بیشتر بتادیا ہے کہ یہ اسرائیلی روایات ہیں، اور بعض مقامات پر ان کی سخت تردید بھی ہے، چنانچہ سورۂ صافات میں انہوں نے بعض آثار ایسے نقل کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق علیہ السلام تھے،

اور اس کے بعد لکھا ہے:-

> اللہ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن بظاہر یہ سارے اقوال کعب الاحبار سے ماخوذ ہیں، اس لئے کہ جب وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلام لائے تو حضرت عمرؓ کو اپنی پرانی کتابوں کی باتیں سنانے لگے، بعض اوقات حضرت عمرؓ ان کی باتیں سن لیتے تھے، اس سے اور لوگوں کو بھی گنجائش ملی، اور انہوں نے بھی ان کی روایات سن کر انہیں نقل کرنا شروع کردیا، ان روایات میں ہر طرح کی رطب و یابس باتیں جمع تھیں، اور اس اُمت کو ان باتوں میں سے ایک حرف کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ (ج:۴ ص:۱۷)

اس لحاظ سے تفسیرِ ابنِ کثیرؒ تمام کتبِ تفسیر میں ممتاز ترین اور مستند ترین تفسیر ہے، اور وہ بہت سی ان جھوٹی روایتوں سے پاک ہے جو دُوسری کتابوں میں راہ پاگئی ہیں۔

البتہ اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اس تفسیر میں درج ہر روایت دُرست ہے بلکہ بعض مقامات پر حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسی روایات لکھ گئے ہیں جنہیں ضعیف قرار دیا گیا ہے، اور بے خیالی میں ان کے ضعف پر تنبیہ نہیں فرمائی، مثلاً سورۂ توبہ کی آیت: "وَمِنْهُمْ مَّنْ عَاهَدَ اللهَ .... الخ" کی تفسیر کرتے ہوئے ج:۲ ص:۳۷۴ پر حضرت ثعلبہؓ کی جو روایت نقل کی ہے وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، مگر حافظ ابنِ کثیرؒ نے اس کے ضعف پر تنبیہ نہیں کی۔

بہرکیف! تفسیرِ ابنِ کثیرؒ علمِ تفسیر کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہے، اور اسی لئے اہلِ علم ہر دور میں اس پر اعتماد کرتے اور اس کی قدر کرتے رہے ہیں، اس کے بہت سے ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں، اب سہیل اکیڈمی لاہور نے مطبوعۂ مصر نسخہ کا فوٹو لے کر اسے اپنے مخصوص دِل آویز انداز میں شائع کیا ہے، کاغذ نہایت اعلیٰ، طباعت خوب روشن اور

جلد انتہائی معیاری ہے، اُمید ہے کہ اہلِ علم اس پیشکش کی کماحقہ قدر کریں گے۔

(ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ)

تفسیر اعجاز القرآن واسرار البیان

مؤلفہ: مولانا سعد حسن خاں یوسفی ٹونکی۔ ناشر: پاکیزہ دارالمصنفین ہیرآباد آزاد میدان جامع مسجد، حیدرآباد۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۳۲۸ صفحات، قیمت سفید کاغذ: ۵/۵۰، رَف: ۴/۵۰

قرآنِ کریم سراپا معجزہ ہے، اس کے معانی کے ساتھ ساتھ اس کے الفاظ اور اس کی عبارتیں بھی معجزانہ ہیں، قرآنِ کریم اپنے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے جو تعبیر اختیار فرماتا ہے اور جن الفاظ کا انتخاب کرتا ہے ان میں بڑے لطیف نکات پوشیدہ ہوتے ہیں، متقدمین کی متعدد تفاسیر میں ان اسرار و نکات کو بیان کرنے پر خاص توجہ دی گئی ہے، مثلاً قاضی ابوالسعودؒ کی تفسیر، امام رازیؒ کی تفسیرِ کبیر، زمخشری کی کشاف، ابوحیانؒ کی البحرالمحیط اور شاہ عبدالعزیزؒ کی فتح القدیر، وغیرہ میں اس پہلو پر خاصا زور دیا گیا ہے۔

لیکن زیرِ نظر کتاب خاص انہی اسرار و نکات کو بیان کرنے کے لئے لکھی گئی ہے، اس میں صرف اس پہلو کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ قرآنِ کریم نے اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے ان الفاظ کا انتخاب کیوں فرمایا، اس لحاظ سے یہ کتاب اُردو میں تو منفرد ہے ہی، عربی زبان میں بھی تبصرہ نگار کی نظر میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو اس موضوع کے لئے مختص ہو۔

پوری کتاب پڑھنے کا موقع نہیں مل سکا، لیکن جتنے حصے کا تبصرہ نگار مطالعہ کرسکا اس میں اسرار و نکات بعض جگہ بڑے لطیف اور دِل لگتے بھی ہیں اور بعض جگہ محلِ نظر بھی، لیکن بحیثیتِ مجموعی یہ ایک منفرد اور دِلچسپ کاوش ہے جس میں فاضل

مؤلف نے بڑی محنت اُٹھائی ہے۔ زیرِ نظر کتاب صرف پہلے پارے پر مشتمل ہے اور غالباً تصنیف کا مزید سلسلہ جاری ہے، اُمید ہے کہ اہلِ علم و نظر کے لئے یہ کتاب باعثِ دلچسپی ہوگی۔ کاش! کہ معیارِ کتابت و طباعت بھی معیاری ہوتا۔

(شوال المکرّم ۱۳۹۴ھ)

تفسیرِ ماجدی (جلد اوّل)

مؤلفہ: مولانا عبدالماجد دریابادی۔ شائع کردہ: صدقِ جدید بک ایجنسی کچہری روڈ، لکھنؤ۔ $\frac{۲۲\times۲۹}{۸}$ سائز کے ۶۹۰ صفحات، قیمت: ۱۸ روپے

یہ جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدظلہم العالی کی لکھی ہوئی معروف اُردو تفسیر کا دُوسرا ایڈیشن ہے، جو مولانا نے ترمیم و اضافہ کے ساتھ خود اپنے اہتمام سے شائع فرمایا ہے۔ اس جلد میں سورۂ فاتحہ سے سورۂ آلِ عمران کے ختم تک کی تفسیر مکمل ہوگئی ہے، مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، وہ چارسو پھیلی ہوئی گروہ بندیوں سے بالکل الگ رہ کر سالہا سال سے علم و ادب کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

قرآنِ کریم کی تفسیریں ہر زبان میں بے شمار لکھی گئی ہیں اور کسی کو بھی یہ دعویٰ نہ ہوا ہے، نہ ہوسکتا ہے کہ اس نے قرآنِ کریم کا حق ادا کردیا، البتہ ہر تفسیر اپنی بعض خصوصیات میں دُوسری تفاسیر سے ممتاز ہوتی ہے۔ مولانا مدظلہم کی زیرِ تبصرہ تفسیر میں چند خصوصیات ہمیں مطالعہ کے دوران خاص طور سے نظر آئیں:۔

اس تفسیر کی سب سے پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ یہ ایک ایسے صاحبِ علم وفکر بزرگ کی لکھی ہوئی ہے، جو اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں عرصۂ دراز تک فلسفے کے ''گماں آباد'' میں بسنے کے بعد قرآنِ کریم کی طرف آئے تھے، اس لئے وہ جدید ذہن کی دُکھتی ہوئی رگوں سے بخوبی واقف ہیں، اور جن مقامات پر تشکیک زدہ دماغ میں

طرح طرح کے اعتراضات کلبلایا کرتے ہیں، وہاں سے وہ اپنے قاری کو بڑی سلامتی کے ساتھ گزار کر لے گئے ہیں۔ اعتراضات کو دُور کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ پہلے اعتراض قائم کیا جائے، اس کے بعد اس کا جواب دیا جائے، اور دُوسرا طریقہ یہ ہے کہ بات اس طرح کہہ دی جائے کہ اعتراض ذہن میں پیدا ہی نہ ہو، مولانا نے بیشتر مقامات پر اس دُوسرے طریقے کو اختیار فرمایا ہے، مثلاً "خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ" کے ذیل میں مولانا تحریر فرماتے ہیں:-

> اللہ کی طرف سے مہر لگ جانے کا یہ فعل بندہ کے کفرِ اختیاری کے بعد ہوتا ہے نہ کہ اس کے قبل، بندہ کے کفرِ اختیاری کا نتیجہ ہوتا ہے نہ کہ اس کا مسبّب[1] .....الخ۔ (ص:۴۷)

تقریباً ایسی ہی ایک بات اس سے زیادہ واضح انداز میں "یُضِلُّ بِهٖ" کی تفسیر میں مولانا فرماتے ہیں:-

> یُضِلُّ بِهٖ کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ بندہ جب اپنی رائے اور ارادہ سے گمراہی اختیار کرنے لگتا ہے تو حق تعالیٰ اس کا بھی سامان بہم پہنچادیتا ہے، یہ نہیں کرتا کہ سامان تو اکٹھے ہوجائیں اور نتیجہ برآمد نہ ہونے دے۔ (ص:۵۸)

جنت میں جسمانی نعمتوں کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

> بعض روشن خیالوں کو پاکیزہ بیویوں کے نام سے خدا معلوم کیوں اتنی شرم آئی کہ انہوں نے اس معنی ہی سے انکار کردیا .....لیکن اگر جنت کا اقرار ہے تو پھر وہاں کی کسی لذت، کسی نعمت، کسی راحت سے انکار کے کوئی معنی نہ نقل کے لحاظ سے صحیح ہیں نہ عقل

---

(۱) اس لفظ کو مسبِّب (بکسر باء) پڑھ کر بات صحیح تو ہوجاتی ہے مگر یہاں کے لئے زیادہ واضح لفظ "سبب" تھا۔

کے اعتبار سے، جنت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ وہ مادّی اور رُوحانی
ہر قسم کی لذتوں، مسرتوں، راحتوں کا گھر ہوگا۔ (ص:۵۴)

قرآنِ کریم نے یہودیوں سے کہا تھا کہ اگر واقعۃً تم اس پر یقین رکھتے ہو کہ آخرت کی نعمتیں صرف تمہیں ہی ملیں گی تو موت کی تمنا کیوں نہیں کرتے؟ اس پر ایک مشہور اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مولانا نے بڑی ہی دِل نشین بات لکھی ہے:-

قدیم مفسرین نے یہاں یہ سوال اُٹھایا ہے کہ یہی مطالبہ یہود بھی تو اُلٹ کر مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر سکتے تھے ..... لیکن حقیقۃً یہ سوال سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا، کوئی مسلمان کب اپنی نجات کو محض مسلمان گھرانے میں پیدا ہو جانے سے یقینی سمجھتا ہے؟ ..... اسلام تو اس نسلی تقدیس اور اضطراری نجات کے عین مٹانے کے لئے ہے، مسلمان تو خود کہتا ہے کہ مجھے اپنا انجام نہیں معلوم، میں ایمان اور اطاعت کی راہ اپنی طرف سے اختیار کر کے آگے فضلِ خداوندی کا منتظر ہوں ...... الخ۔ (ص:۱۶۵)

اس تفسیر کی دُوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مولانا نے عصری علوم اور جدید تحقیقات کو قرآنِ کریم کا خادم بنا کر پیش کیا ہے، اور بہت سے تاریخی واقعات اور جغرافیائی حالات کی عمدہ تحقیق فرمائی ہے، مگر محض نعروں سے مرعوب ہو کر خواہ مخواہ قرآنِ کریم کی مسلّمہ تفاسیر سے انحراف نہیں کیا، چند باتیں جنہوں نے ہماری معلومات میں اضافہ کیا درج ذیل ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بارہ چشمے جاری ہوئے تھے، اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

بعض نادان مسیحیوں نے اس تعداد پر اعتراض کر دیا کہ یہ تو بائبل میں موجود نہیں، قرآنِ کریم نے کہاں سے گڑھ کر کہہ دیا؟

قدرت نے سوال کا جواب مسیحیوں کی زبان سے دِلوادیا، جارج
سیل ..... لکھتا ہے: ”چٹان میں اس وقت چوبیس سوارخ موجود
ہیں ... بارہ ایک طرف اور بارہ ان کے مقابل جانب۔“

(ص:۱۱۶)

قرآنِ کریم نے فرمایا ہے کہ یہودیوں پر مسکنت (افلاس) طاری کردی گئی
ہے، شبہ ہوتا ہے کہ آج کل یہودیوں کی مالداری تو مشہور ہے، مولانا فرماتے ہیں:-

دولت وثروت جتنی بھی ہے وہ قومِ یہود کے صرف اکابر ومشاہیر
تک محدود ہے، ورنہ عوامِ یہود کا شمار دُنیا کی مفلس ترین قوموں
میں ہے، یہ بیان خود محققینِ یہود کا ہے، جیوش انسائیکلوپیڈیا میں
ہے ..... یہود یورپ کے جس جس ملک میں آباد ہیں وہاں کی
آبادی میں انہیں مفلسوں کا تناسب بڑھا ہوا ہے۔ جلد:۱۰
ص:۱۵۱۔ (ص:۱۲۰)

”اِتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا“ کے تحت مولانا لکھتے ہیں:-

مسیحیوں کے ہاں ایک زبردست فرقہ اتخاذیوں (Adoptionists)
کا گزرا ہے .....آیت میں صاف اشارہ مسیحیت کی اس شاخ کی
جانب ہے۔ (ص:۲۰۴)

قرآنِ کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ
وہ مٹی کے پرندے بنا کر ان پر پھونک مارتے تھے تو ان میں جان پڑجاتی تھی، چونکہ
موجودہ بائبل میں یہ معجزہ مذکور نہیں ہے اس لئے بہت سے غیر مسلم اس پر اعتراض کیا
کرتے تھے، مولانا لکھتے ہیں:-

جو انجیل کلیسائے قبط (مصر) کی مستند الیہ ہے اس میں یہ صاف
مذکور ہے، جیسا کہ ڈاکٹر بج نے اپنی کتاب ”لیجنڈس آف اور

لیڈی میری'' کے مقدمہ ص:۲۹ میں نقل کیا ہے: ''وہ پرندوں کی شکل کے جانور بنادیتے تھے جو اُڑ سکتے تھے۔'' (ص:۵۸۳)

اس تفسیر کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بیشتر مقامات پر مولانا نے ترکیب وتشریح کے صاف اور سیدھے اقوال کو اختیار کیا ہے، اور اپنے مآخذ کی عربی عبارتوں کے اقتباسات بھی ساتھ ساتھ دے دیئے ہیں، اس سے اہلِ علم کو بڑی آسانی ہوگئی ہے، لیکن اگر یہ عبارتیں حاشیے پر دی جاتیں تو شاید اُردوخواں حضرات کے لئے زیادہ سہولت ہوتی۔

اور تفسیر کی چوتھی خصوصیت تو مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کے نام سے خودبخود ظاہر ہوجاتی ہے، اور وہ ہے زبان واسلوب کی حلاوت اور بے تکلفی۔ (۱)

اب ہم چند ان چیزوں کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے تفسیر کے مطالعہ کے دوران ہمارے دِل میں خلش پیدا کردی، سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ کئی مقامات پر کچھ ایسا اجمال پایا جاتا ہے جس سے بات پوری طرح واضح نہیں ہوتی، بلکہ اس سے غلط مطلب بھی نکل سکتا ہے، مثلاً صفحہ:۴۶ پر ہے:-

آسمان کوئی ٹھوس مادّی جسم رکھتا ہے یا محض خلا ومنتہائے نظر ہے، اس قسم کے مسائل کا تعلق تمام تر دُنیوی تجربی علوم سے ہے، قرآن کو تو آسمان کا صرف وہی وصف بیان کرنا تھا جو سلسلۂ عبدیت، بشری وخلافتِ الٰہی سے تعلق رکھتا تھا۔

---

(۱) افتتاحیہ میں صفحہ:۴ پر ہے: ''یا تو ..... اور یا اس نے دو مشہور ..... الخ۔'' ہم ''اور'' اور ''یا'' کو متضاد سمجھتے تھے، ''اور'' کا لفظ دو چیزوں کو جمع کرنے کے لئے ہے، جبکہ ''یا'' دو میں سے ایک بیان کرنے کے لئے، اس لئے دونوں لفظوں کو اس طرح جمع کرنا ہم دُرست نہیں سمجھتے تھے، مولانا کے کلام میں یہ اجتماع دیکھ کر حیرت ہوئی، اگر ہمارا یہ اعتراض ہماری کوتاہ فہمی پر مبنی ہو اور کوئی صاحب اس کی تحقیق سے ہمیں مطلع فرمادیں تو ہم ممنون ہوں گے۔

بلاشبہ ہیئت کے مسائل قرآنِ کریم کا موضوع نہیں لیکن جب خود قرآنِ کریم نے سات ''تہ بر تہ'' آسمانوں اور ان کے دروازوں کا صراحۃً ذکر فرمایا ہے تو اسے محض خلا ومنتہائے نظر سمجھنے کا احتمال باقی ہی کہاں رہا؟ رہ گئی موجودہ سائنس دانوں کی بات تو وہ زیادہ سے زیادہ ''عدمِ علم'' ہے، ''علمِ عدم'' تو نہیں۔ صفحہ: ۷۷ پر ہے:-

> یہ روایت کہ حضرت حوا کی پیدائش حضرت آدم کی پسلی سے ہوئی ہے، توریت کی ہے ..... بعض حدیثی روایتیں جو اس مضمون کی مروی ہوئی ہیں ان میں سے کوئی ایسی نہیں ہے جسے قطعی صحت کا درجہ حاصل ہو، اور قرآن مجید نے اس سلسلہ میں سورۃ النساء اور سورۃ الاعراف میں جو کچھ کہا ہے اس کی تعبیر اور طریقوں سے بھی ہوسکتی ہے۔

یہاں فاضل مصنف سے سخت تسامح ہوا ہے، یہ روایت صحیح بخاری و مسلم دونوں میں مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ (دیکھئے مشکوٰۃ ص: ۲۸۰)

اگر صحیح احادیث حجت ہیں تو ایسی صحیح اور قوی الاسناد حدیث کو کیسے رَدّ کیا جاسکتا ہے؟ قرآنِ کریم نے سورۂ نساء اور سورۂ اعراف میں جو کچھ فرمایا ہے اس کی اور تعبیریں ہو تو سکتی ہیں مگر ظاہر، متبادر اور مقبولِ عام تعبیر تو یہی ہے کہ حضرت حوّاؑ کو حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا کیا گیا تھا، ہم بالکل نہیں سمجھ سکے کہ مولانا نے اس روایت کی تردید کی کیا ضرورت محسوس فرمائی ہے؟

صفحہ: ۱۱۹ پر ہے:-

> یہ ہیں کون لوگ جن کے اُوپر ذلت اور تنگ حالی مسلط کردی گئی ہے؟ ضمیر کا مرجع ''الیہود'' ..... نہیں بلکہ بنی اسرائیل ہے، یعنی اس وعید کے مورِد فلاں فلاں عقیدے رکھنے والے فلاں مسلک کے ماننے والے نہیں بلکہ اسرائیل نامی ایک متعین قوم ونسل ہے۔

یہ بات بھی بہت ہی محلِ نظر ہے، قرآنِ کریم میں بلاشبہ لفظ تو ''بنی اسرائیل'' کا استعمال ہوا ہے، لیکن ان کی جتنی باتیں قرآنِ کریم نے ذکر فرمائی ہیں اور ان پر جتنے حکم لگائے ہیں، وہ اس حیثیت سے نہیں کہ وہ اسرائیل کے بیٹے ہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ ایک خاص مسلک کے ماننے والے ہیں، صرف قوم و نسل کی بنیاد پر کسی کو مغضوب اور معتوب قرار دینا اسلام کے مجموعی مزاج کے بھی بالکل خلاف ہے، قرآن نے ہمیشہ غضب و عتاب عقائد اور مسلک پر کیا ہے نہ کہ رنگ و نسل پر۔

صفحہ: ۳۵۱ پر ہے:-

تین ابتدائی اسلامی غزوات کے جغرافی محلِ وقوع کو دیکھ کر خود فیصلہ کرلو کہ لڑائی کی ابتداء کس نے کی؟.....الخ۔

اگرچہ صفحہ: ۳۵۷ پر مولانا کی ایک عبارت سے مستنبط ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اقدامی جہاد بھی جائز ہے، لیکن اس مقام پر مولانا کی عبارت کا اختصار پڑھنے والے کو یہی تأثر دے گا کہ ''لڑائی کی ابتداء کرنا شریعت میں دُرست نہیں'' اس مسئلے کی شرعی و عقلی حیثیت کو اس مقام پر واضح کردیا جاتا تو اچھا ہوتا۔

ایک بات جو پوری تفسیر میں شدت کے ساتھ کھٹکی، یہ ہے کہ مولانا نے تفسیر المنار کے اقتباسات بڑی کثرت کے ساتھ اپنی تفسیر میں درج کئے ہیں، اور اکثر مقامات پر تو اس پر سکوت ہی اختیار فرمایا ہے اور بعض جگہ ان کی تضعیف بھی کی ہے اور بعض جگہ ان کی تائید بھی، ہماری گزارش یہ ہے کہ تفسیر المنار کے مصنف ہوں یا مرتب، دونوں اپنی وسعتِ مطالعہ کے باوجود ذہنی طور پر مغربی افکار سے اتنے مرعوب اور جمہور سے اختلاف کرنے کے اتنے شوقین ہیں کہ ان کی تفسیر جگہ جگہ جمہور اُمت کے جادۂ اعتدال سے ہٹ گئی ہے، اور بعض مقامات پر تو یہ حضرات نہایت خطرناک اور بے سروپا باتیں بھی لکھ گئے ہیں، ایسی حالت میں ان کی تفسیر کسی طرح بھی اس لائق نہیں ہے کہ وہ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کا مأخذ بنے، مولانا کی حیثیت

اس وقت ایک مقتداء کی ہے، انہوں نے تو ''منار'' کے اقوال احتیاط کے ساتھ لئے ہوں گے، لیکن جو لوگ ''منار'' کو مولانا کا مآخذ سمجھ کر اس پر اعتماد کریں گے، کیا وہ کسی حد پر قائم رہ سکیں گے؟ مرورِ زمانہ کے ساتھ بات کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے، اس کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں مشہور معتزلی مفسر ابو مسلم اصفہانی کے اقوال بکثرت نقل فرمائے ہیں اور بیشتر مقامات پر ان کی سخت تردید بھی کی ہے، البتہ چند جگہوں پر انہوں نے یہ اقوال بغیر کسی تنقید کے بھی درج کر دیئے ہیں، آج لوگ ان کے اس طرزِ عمل کی بناء پر ڈنکے کی چوٹ یہ کہہ رہے ہیں کہ امام رازیؒ، ابو مسلم اصفہانی کے بڑے مداح تھے، یہاں تک کہ اب ابو مسلم اصفہانی کی تفاسیر کا مجموعہ مرتب کر کے شائع کیا جا رہا ہے اور تأثر یہ دیا جا رہا ہے کہ یہ امام رازیؒ کے پسندیدہ مفسر کی تفسیریں ہیں۔

لہٰذا ہماری طالب علمانہ رائے یہ ہے کہ مولانا مدظلہم کو اس قسم کی تفسیروں کے نقل کرنے سے ہی پرہیز کرنا چاہئے، چہ جائیکہ جن مقامات پر انہوں نے جمہور سے اختلاف کیا ہے وہاں ان کی توثیق و تائید بھی ہو، خاص طور سے صفحہ:۴۵۲ اور صفحہ:۴۸۸ پر ''موت'' کے جو معنی صرف ''المنار'' کے حوالہ سے بیان فرمائے گئے ہیں، نظرِ ثانی کے مستحق ہیں، لغت اور استعمال میں ایک لفظ کے کئی کئی حقیقی اور مجازی معنی ہو سکتے ہیں، مگر قرآنِ کریم میں متبادر اور حقیقی معنی سے عدول صرف اس وقت کیا جائے گا جب کوئی عقلی یا نقلی مجبوری ہو۔ علامہ بدرالدین زرکشیؒ وغیرہ نے تفسیر کے اس اُصول کو بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

بہرکیف! ان چند باتوں سے قطع نظر، تفسیرِ ماجدی ہمارا ایک قیمتی دینی و علمی سرمایہ ہے، اور خاص طور سے نو تعلیم یافتہ حضرات کے لئے اس کا مطالعہ انشاء اللہ بہت مفید ہوگا۔ کتابت و طباعت کے لحاظ سے بھی یہ ایڈیشن اچھا ہی ہے، اور پہلا ایڈیشن کتابت و طباعت کے اعلیٰ معیار کے باوجود جس بدذوقی سے چھپا تھا یہ ایڈیشن اپنی

ترتیب ونشست کے اعتبار سے اتنی ہی خوش ذوقی کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

(رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ)

تفسیر معالم التنزیل (عربی)

تالیف: امام محمد الحسین بن مسعود البغوی رحمہ اللہ۔ ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔ $\frac{18 \times 22}{8}$ سائز پر ۴ جلدیں، ہر جلد ۵۰۰ صفحات یا ان سے زائد پر مشتمل ہے، عربی کے دِل آویز ٹائپ کی عکسی طباعت، کاغذ عمدہ، ریگزین کی خوبصورت جلد، قیمت درج نہیں۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تفسیر جو "معالم التنزیل" یا "تفسیرِ بغوی" کے نام سے مشہور ہے، علمی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ امام بغویؒ پانچویں صدی ہجری کے اَوَاخر اور چھٹی صدی کے اَوَائل کے بزرگ ہیں، اور انہوں نے یہ تفسیر اس غرض سے لکھی ہے کہ قرآنِ کریم کی تفسیر میں روایت و درایت کو جمع کرتے ہوئے ایک ایسی اوسط ضخامت کی کتاب سامنے آئے جو نہ بہت مختصر ہو، نہ بہت طویل، تفسیر سے متعلق ضروری مواد آجائے اور ان کی تفسیر کو علماء و محققین کی نظر میں مندرجہ ذیل امتیازات حاصل ہوئے:-

۱:- یہ متوسط ضخامت کی تفسیر ہے جو قرآنِ کریم کی فہم میں بہت مدد دیتی ہے اور جس میں قرآنِ کریم کے مضامین تفسیری مباحث کی تفصیلات میں گم نہیں ہو پاتے۔

۲:- امام بغویؒ چونکہ ایک جلیل القدر محدث بھی ہیں، اس لئے اس کتاب میں عموماً مستند روایات لانے کا اہتمام موجود ہے، ضعیف اور منکر روایات اس تفسیر میں کم ہیں۔

۳:- وہ اسرائیلی روایات جن سے اکثر تفسیریں بھری ہوئی ہیں، اس کتاب میں زیادہ نہیں ہیں۔

۴:- امام بغویؒ نے زیادہ تر زور قرآنِ کریم کے مضامین کی تفہیم پر دیا ہے، اور نحوی اور کلامی مباحث کی تفصیلات سے گریز کیا ہے۔

اسی لئے علامہ ابنِ تیمیہؒ نے قرطبیؒ، زمخشری اور بغویؒ کی تفاسیر میں سے امام بغویؒ کی تفسیر کو باقی دونوں پر ترجیح دیتے ہوئے فرمایا: "فأسلمها من البدعة والأحاديث الضعيفة البغوى." (فتاویٰ ابنِ تیمیہؒ ج:۲ ص:۱۹۴) یعنی ان تینوں میں بدعتی نظریات اور ضعیف احادیث سے محفوظ ترین تفسیر امام بغویؒ کی ہے۔

معالم التنزیل متعدد بار مصر سے شائع ہو چکی ہے، لیکن آخر دور میں یہ خالد بن عبدالرحمٰن العک اور مروان سوار کی تحقیق و تعلیق اور مقدمے کے ساتھ شائع ہوئی، جو اس کتاب کا سب سے بہتر ایڈیشن ہے، اوّل تو اس میں پیراگرافوں اور فقروں کی تقسیم و ترقیم کا اہتمام کر کے اس سے استفادہ کو آسان بنا دیا گیا ہے، دُوسرے ان دونوں نے اپنے ذیلی حواشی میں امام بغویؒ کی بیان کردہ احادیث کی تخریج کا اہتمام کیا ہے، تیسرے بہت سی جگہوں پر مفید حواشی بھی لکھے ہیں، چوتھے کتاب کے شروع میں اُصولِ تفسیر اور امام بغویؒ کی سوانح پر مشتمل ایک اچھا مقدمہ بھی تحریر کیا ہے۔

لیکن یہ نسخہ پاکستان میں دستیاب نہیں تھا، ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ کے مالک مولانا محمد اسحاق صاحب نے جن کی شائع کی ہوئی مطبوعات کی تعداد ماشاء اللہ تیزی سے بڑھ رہی ہے، اس نسخے کا فوٹو لے کر شائع کیا ہے، طباعت کا معیار بہت اچھا ہے اور اُمید ہے کہ اہلِ علم اس گراں قدر علمی تحفے کی پوری قدردانی کریں گے۔

(جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ)

تفصیل آیات القرآن

فرانسیسی تالیف جول لابوم، عربی ترجمہ: فؤاد عبدالباقی۔ ناشر: سہیل اکیڈمی، اُردو بازار لاہور۔ بڑے سائز کے ۶۷۲ صفحات، طباعت اور کاغذ اعلیٰ، جلد نہایت

حسین، قیمت درج نہیں۔

یہ قرآنِ کریم کے مضامین کا ایک انڈیکس ہے، جو ایک فرانسیسی مستشرق چول لابوم نے ابتداءً فرنچ زبان میں ترتیب دیا تھا، اس میں قرآنِ کریم کے موضوعات کو پہلے اٹھارہ ابواب میں تقسیم کرکے ہر باب کے متعلقہ مضامین کے ساڑھے تین سو کے قریب ذیلی عنوانات قائم کئے ہیں، اصل مؤلف نے ہر عنوان کے تحت سورۃ اور آیت کے نمبر درج کئے تھے، بعد میں مصر کے معروف مصنف فؤاد عبدالباقی نے اس کتاب عربی ترجمہ کیا، اور آیت کے حوالوں کے ساتھ اصل آیت کا متن بھی درج کردیا ہے۔

ایک اور فرانسیسی مستشرق اِدْوار مونتیہ نے بھی قرآنِ کریم کے مضامین کی ایک فہرست تیار کی تھی، اس کتاب میں اُسے بھی قرآنی آیات میں منتقل کرکے "المستدرک" کے عنوان سے "تفصیل آیات القرآن الحکیم" کے ساتھ منسلک کردیا گیا ہے جس کی بناء پر یہ فہرست مزید جامع ہوگئی ہے۔

"محمد فؤاد عبدالباقی" نے قرآن و حدیث کے اِشاریے مرتبہ کرنے کی بڑی عظیم خدمت انجام دی ہے، ان کی کتاب "**المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الحكيم**" اس وقت قرآنِ کریم کا سب سے مفید لفظی اِشاریہ ہے، نیز "**مفتاح كنوز السنة**" کی ترتیب کا فخر بھی انہی کو حاصل ہے، اُن کی یہ کتاب "تفصیل آیات القرآن" اُن کی تیسری اہم خدمت ہے۔

سہیل اکیڈمی قابلِ مبارک باد ہے کہ اِس نے یہ کتاب اپنے معیارِ طباعت کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستان میں شائع کی ہے، اُمید ہے کہ اہلِ علم وفکر اس سے استفادہ کریں گے۔ (شوال المکرم ۱۴۱۳ھ)

تفسیر المعوّذتین

مصنف: حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ۔ شائع کردہ: مجلس معارف القرآن، دارالعلوم دیوبند۔ ضخامت: ۵۲ صفحات، عربی ٹائپ کی عمدہ طباعت، قیمت: ایک روپیہ

حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کی تصانیف میں ''اسرارِ قرآنی'' کے نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس میں موصوفؒ کے متعدد خطوط جمع کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک خط میں موصوفؒ نے ''استعاذہ'' اور ''معوّذتین'' سے متعلق بڑی عجیب وغریب بحث فرمائی ہے، زیرِ تبصرہ رسالہ اسی بحث کا عربی ترجمہ ہے جسے مجلس معارف القرآن دارالعلوم دیوبند نے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔

اس رسالہ میں حضرت نانوتویؒ نے معوّذتین کی تفسیر پر ایک نرالے رُخ سے بحث فرمائی ہے، اور اس میں بڑے نادر تفسیری نکات بیان فرمائے ہیں، تمام عربی داں حضرات کے لئے یہ رسالہ نہایت مفید، مؤثر اور فکر انگیز ہے۔

شروع میں حضرت مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مدظلہم مہتمم دارالعلوم دیوبند نے حضرت نانوتویؒ کے تعارف پر ایک دِلچسپ مضمون لکھا ہے، اس میں وہ تحریر فرماتے ہیں:-

> کسی عالم نے دارالعلوم دیوبند کے پہلے صُدر مدرّس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ سے پوچھا کہ آپ اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ ہم سبق بھی ہیں اور درس و تدریس میں ساتھ رہے ہیں، لیکن اس کے باوجود ہمیں آپ دونوں میں بڑا تفاوت محسوس ہوتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے پاس علوم و معارف کے یہ عجیب وغریب خزانے

کہاں سے آئے؟ اس پر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے جواب دیا کہ اللہ نے انہیں پختہ کار عقل اور حکمتِ بالغہ سے نوازا ہے، اس لئے آپ کے قلب پر ہمیشہ حکیمانہ مضامین وارد ہوتے ہیں، دُوسری وجہ یہ ہے کہ ان میں ادب اور تواضع کی صفات جبلّی طور پر موجود ہیں، اور یہ صفات انسان کے علم و عرفان میں بڑا اضافہ کرتی ہیں، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے عبادت اور نفس کشی میں ایسی کاوشیں کی ہیں کہ ان کا خاصہ ہی یہ ہے کہ وہ حقائق و معارف کے رُخ سے پردہ اُٹھادیتی ہیں۔

(ص:۱۳، ۱۴)

یہ واقعہ کتنا بصیرت افروز ہے...! آج کی دُنیا میں اوّل تو اس کا تصوّر کرنا ہی مشکل ہے کہ کسی عالم یا ماہرِفن کے سامنے اس کے کسی دوسرے ہم عصر کو اس پر فوقیت دی جائے، اور اسی سے اس کی وجہ بھی پوچھی جائے، پھر اگر یہ "گستاخی" کسی سے سرزد ہوجائے تو کیا وہ عالم اتنے کھلے دِل سے اس کی فوقیت و فضیلت کا اعتراف کرسکتا ہے؟ یہ ہے درحقیقت وہ "علم" جو انسان کو "وراثتِ انبیاء" کا مقام عطا کرتا ہے، سچ ہے کہ پھلوں سے لدی ہوئی شاخ ہمیشہ جھکتی ہے، علم کی خاصیت ہی یہ ہے کہ وہ انسان میں تواضع پیدا کرتا ہے، اور جہاں اپنے علم کا دعویٰ اور اپنی ہمہ دانی پر غرہ ہو، وہاں علم ہو ہی نہیں سکتا۔

(جمادی الثانیہ ۱۳۸۷ھ)

تقریرِ ترمذی (اُردو، کامل دو حصے)

افادات: حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ۔
حاشیہ: از مولانا مفتی عبدالقادر صاحب مدظلہم، شیخ الحدیث دارالعلوم کبیروالا۔ ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔

حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور مواعظ و ملفوظات الحمدللہ مسلسل شائع ہوتے رہے ہیں اور شاید حضرتؒ کے قلم سے نکلا ہوا کوئی رسالہ یا مقالہ ایسا نہ ہو جو کسی نہ کسی شکل میں شائع نہ ہوا ہو۔

البتہ حضرتؒ کے افادات میں سے درسِ ترمذی کی تقریر اس سے پہلے احقر کے علم کی حد تک شائع نہیں ہوئی، یہ تقریر جس کا نام خود حضرتؒ ہی نے "المسک الذکی" تجویز فرمایا تھا، مسوّدہ کی شکل میں دارالعلوم کراچی کے کتب خانہ کے اس حصے میں محفوظ تھی جو مجدد الملّت حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور مسوّدات وغیرہ کے لئے مختص ہے (اصل میں یہ تھانہ بھون کے کتب خانہ "مجلسِ خیر" کا حصہ ہے، جو اس کے متولّی حضرت مولانا شبیر علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم کراچی کے کتب خانہ میں منضم کر دیا تھا)، یہ مسوّدہ مدت سے تشنہ طباعت تھا۔

احقر کی درخواست پر محبِ محترم مولانا مفتی عبدالقادر صاحب مدظلہٗ نے طباعت کے لئے اس کی ترتیب وتہذیب کا کام اپنے ذمہ لیا اور ضروریات کے مواقع پر اس پر مختصر حواشی تحریر فرمائے، اب یہ کتاب "ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان" کے زیرِ اہتمام شائع ہو رہی ہے۔

حضرت حکیم الأمتؒ کی یہ تقریرِ ترمذی حضرتؒ کے ایک شاگرد نے قلم بند کی اور اس پر اپنی طرف سے بعض حواشی بھی تحریر کئے، جامع نے اس تقریر کو کہیں اُردو، کہیں عربی اور کہیں فارسی میں تحریر کیا ہے، اس لئے اصل مطبوع میں تینوں زبانیں موجود ہیں۔

اگرچہ جامع ترمذی کی بہت سی شروح اور تقاریر شائع ہو چکی ہیں اور یہ تقریر ان کے مقابلہ میں مختصر ہے، لیکن ہر بزرگ کا مذاق مختلف ہوتا ہے اور بعض اوقات کسی بزرگ کے ایک جملہ بلکہ ایک کلمہ سے پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھ جاتی ہیں، اور ایک جملہ اور

ایک فقرہ لمبے چوڑے مضامین پر بھاری ہو جاتا ہے، اس لئے اُمید ہے کہ علماء اور طلباء انشاء اللہ اس تقریر سے قدردانی کے ساتھ استفادہ کریں گے۔ احقر نے مولانا مفتی عبدالقادر صاحب کے لکھے ہوئے حواشی کو بھی جستہ جستہ دیکھا، ماشاء اللہ "قَلَّ وَدَلَّ" کی تصویر ہیں، مولانا نے اپنی کاوش سے اس تقریر سے استفادہ کو آسان بنادیا ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کوشش کو قارئین کے لئے نافع اور مقبول بنائے، وما توفیقی الا باللہ۔

(ذی القعدہ ۱۴۱۷ھ)

تلبیسِ ابلیس (اُردو)

مؤلفہ: علامہ ابنِ جوزیؒ۔ ترجمہ اُردو: مولانا ابومحمد عبدالحق اعظم گڑھی۔
ناشر: نور محمد کارخانۂ تجارتِ کتب، آرام باغ کراچی۔ $\frac{۲۰\times۲۶}{۸}$ سائز کے ۴۶۶ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ، کاغذ سفید، قیمت مجلد مع حسین گردپوش: ۱۶ روپے

جس وقت شیطان کو جنت سے نکل جانے کا حکم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک زندہ رکھنے کا وعدہ فرمالیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم کھا کر کہا تھا کہ میں بھی تیرے بندوں کی گھات میں رہوں گا اور چاروں طرف سے ان پر حملہ آور ہوکر انہیں راہِ راست سے بھٹکاؤں گا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ شیطان نے ہر دور میں انسان کو گمراہ کرنے کے لئے چاروں طرف سے اس پر حملے کئے ہیں، عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق، معاشرت، غرض زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو اس شیطان کی دست برد سے باہر ہو۔

علامہ ابن الجوزیؒ نے اس کتاب میں ان شیطانی تلبیسات کو جمع کرکے بتایا ہے کہ شیطان نے بہکانے کے کیا کیا طریقے اختیار کئے ہیں، انہوں نے سب سے پہلے عقائد کے معاملہ میں ابلیس کی تلبیست کو واضح کرتے ہوئے اُن باطل فرقوں کا ذکر فرمایا ہے جن کو شیطان نے راہِ مستقیم سے بھٹکادیا، اس طرح دُوسرا باب خوارج،

روافض، قدریہ (معتزلہ)، جہمیہ، جبریہ اور ان میں سے ہر ایک کی بارہ بارہ شاخوں کے تعارف پر مشتمل ہے، تیسرے باب میں تلبیس کی حقیقت اور اس کی مختلف نوعیتوں کو مثالوں اور عبرت آمیز واقعات سے واضح کیا گیا ہے، پانچواں باب دہریوں، فلاسفہ، آتش پرستوں، بت پرستوں، مزدکیوں، ملحدوں اور باطنیوں کے عقائد، ان کے خاص خاص نظریات، ان کو دھوکا لگنے کے اسباب اور ان کی تردید پر بڑی دِلچسپ، جامع اور بصیرت افروز بحثوں پر مشتمل ہے، اس کے بعد کے سات ابواب میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ علماء و خطباء، سربراہانِ ملک، عابدوں، زاہدوں، صوفیوں، عوام اور عورتوں کو شیطان کن ہتھکنڈوں سے بہکاتا ہے۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک منفرد تصنیف ہے جو تقابلِ ادیان، ملل و نحل اور وعظ و پند تینوں پر مشتمل ہے، اور اصلاحِ اعمال و اخلاق کے لئے بے حد مفید ہونے کے علاوہ دِلچسپ اتنی ہے کہ ہاتھ سے نہیں چھوٹتی، ترجمہ پُرانے انداز کا ہے مگر آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ (شوال المکرم ۱۳۹۲ھ)

تنبیہ الحائرین

مؤلفہ: حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: مکتبہ منہاج السنہ کپڑی تیلیاں، اندرون دہلی گیٹ، ملتان شہر۔ $\frac{23\times36}{16}$ سائز کے ۱۵۶ صفحات، کتابت وطباعت متوسط، قیمت: ۹ روپے

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ، علمائے اہلِ سنت میں تردید شیعہ کے لئے مشہور و معروف ہیں، اس موضوع پر انہوں نے گراں قدر کتابوں کا بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے، اور زیرِ تبصرہ کتاب انہی کتابوں میں سے ایک ہے۔ اس کتاب کا اصل موضوع تو یہ ثابت کرنا ہے کہ اصل مذہبِ شیعہ عقیدۂ تحریفِ قرآن پر مبنی ہے اور اس کے لئے انہوں نے مذہبِ شیعہ کی مستند کتابوں کے حوالے پیش کیے ہیں، لیکن

اس کتاب کا مفید ترین حصہ وہ باب ہے جس میں انہوں نے اہلِ سنت کی بعض ان روایات کی تحقیق و تنقیح فرمائی ہے جن کو بعض شیعہ مناظرین عقیدۂ تحریفِ قرآن کی بنیاد بناتے ہیں یا جن کے ذریعہ اہلِ سنت پر الزام عائد کرتے ہیں۔ بہرکیف! یہ رسالہ رَدِّ شیعیت اور حفاظتِ قرآن کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے بڑا مفید اور کارآمد ہے۔ (رجب المرجب ۱۳۹۷ھ)

توشۂ آخرت

مرتبہ: محمد عبدالحمید صدیقی ایڈووکیٹ۔ ملنے کا پتہ: ۱۵۰-او-۲/ پی ای سی ایچ ایس، خالد بن ولید روڈ کراچی نمبر ۲۹۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۸}$ سائز کے ۳۱۲ صفحات، کاغذ، کتابت وطباعت عمدہ، قیمت: ۱۰ روپے

اس کتاب میں فاضل مؤلف نے ننانوے عنوانات کے تحت قرآنِ کریم کی آیات کا انتخاب ترجمہ اور تشریح کے ساتھ جمع کیا ہے، اس حصہ میں ایسے ہی عنوانات لئے گئے ہیں جو دُنیوی زندگی کے مختلف شعبوں میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں اور عبادات کے علاوہ عقائد، اخلاق، معاشرت، معاشی زندگی، گھریلو زندگی اور اجتماعیت کے مختلف پہلوؤں کو شامل ہیں۔ آیات کا ترجمہ وتفسیر زیادہ تر تفسیرِ ماجدی اور حواشیٔ علامہ عثمانیؒ سے ماخوذ ہیں، ترتیب کا انداز دِلکش، عام فہم اور مؤثر ہے۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے گا، ضرورت ہے کہ ایسی کتابیں زیادہ سے زیادہ مسلمان گھرانوں میں پہنچائی جائیں۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ)

تہذیب الصلوٰۃ

مؤلفہ: جناب انشاء اللہ خان۔ ناشر: ادب اسلامی پبلی کیشنز، منصورہ، چنگی ملتان روڈ، لاہور۔ چھوٹے سائز کے ۸۸ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ، قیمت: تین روپے

نماز ایمان لانے کے بعد اسلام کا سب سے اہم رکن ہے، اور آج کل اس

فریضے کی ادائیگی میں بے حد کوتاہیاں اور غلطیاں ہو رہی ہیں، نماز کی اصل رُوح یعنی خشوع وخضوع کا تو کہنا ہی کیا ہے، نماز کی ظاہری صورت بھی عموماً سنت کے مطابق رکھنے کا اہتمام نہیں ہوتا، حالانکہ یہ کوئی مشکل نہیں صرف علم اور توجہ کی ضرورت ہے، ورنہ نماز اگر ٹھیک ٹھیک سنت کے مطابق ادا کی جائے تو نہ اس میں وقت زیادہ لگتا ہے اور نہ محنت، لیکن بے شمار غلطیاں وہ ہیں جن کا ارتکاب محض لاعلمی یا بے توجہی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

زیر نظر کتاب میں جناب انشاء اللہ خان صاحب نے اسی قسم کی غلطیوں کی نشاندہی کر کے نماز پڑھنے کا صحیح اور مسنون طریقہ بتایا ہے، انہوں نے نماز کے ہر ہر رکن کے آداب نہایت تفصیل کے ساتھ بڑے دلنشین اور آسان انداز میں بیان کئے ہیں، اور مروّجہ غلطیوں کی جگہ جگہ نشاندہی کر کے بتایا ہے کہ اس سے نماز کو کیا نقصان پہنچتا ہے؟

پوری کتاب کا تو عدیم الفرصتی کی بناء پر احقر مطالعہ نہیں کر سکا، لیکن بعض مستند اہلِ علم نے اس کو حرف بہ حرف پڑھ کر اس پر تقریظ تحریر فرمائی ہے، اور احقر نے جن مقامات کا مطالعہ کیا، مسائل فقہِ حنفی کے مطابق صحیح اور مستند پائے، خاص طور سے انداز بیان بڑا ہلکا، پھلکا اور ناصحانہ ہے، البتہ بعض جگہ ایسا اجمال بھی نظر آیا جس سے غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے۔ مثلاً صفحہ: ۵۰ پر سجدے کے مسائل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''اگر دونوں پاؤں فرش سے اُونچے ہو جائیں تو نماز ہی ٹوٹ جائے گی۔'' یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اگر سارے سجدے میں پاؤں کی ایک انگلی بھی فرش پر نہ ٹکی تب نماز فاسد ہوگی، اور ایسا کم ہی ہوتا ہے، ورنہ اگر سجدے کے بیچ میں کسی وقت پاؤں اُٹھ گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی، مگر کراہت ضرور ہے۔

بہرکیف! بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب قابلِ تحسین ہے اور دینی جذبے سے لکھی گئی ہے۔

(شعبان ۱۳۹۷ھ)

جائزۂ مدارسِ عربیہ

مرتبہ: حافظ نذر احمد صاحب۔ ناشر: مسلم اکادمی، محمد نگر، علامہ اقبال روڈ لاہور۔ سفید کاغذ کے ۳۰؟ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت مجلد مع گرد پوش: ۱۸ روپے

برصغیر کے دینی مدارس نے پچھلی دو صدیوں میں اسلامی علوم کی حفاظت اور تبلیغ و اشاعت کی جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں ان سے انکار کرنے والے یا معاند ہیں یا ناواقف، البتہ دُنیا کے دُوسرے اداروں کی طرح ان اداروں کی بہت سی باتیں بھی قابلِ اصلاح ہوگئی ہیں جن پر اجتماعی غور و فکر کی ضرورت ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ ان مدارس کے درمیان کوئی باقاعدہ رابطہ موجود نہیں، بلکہ بسا اوقات ایک دُوسرے کے حالات سے بھی پوری واقفیت نہیں، اصلاح کی کسی اجتماعی کوشش کی طرف پہلا قدم یہ ہے کہ وہ ایک دُوسرے سے اچھی طرح باخبر ہوں۔ اللہ تعالیٰ جناب حافظ نذر احمد صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس کتاب میں محنتِ شاقہ برداشت کر کے مغربی پاکستان کے تقریباً تمام دینی مدارس کا تعارف اور ان کے مختصر حالات جمع کر دیئے ہیں۔ انہوں نے ۸۹۳ دینی مدارس کا سروے کر کے جس عرق ریزی، جانفشانی، محبت اور سلامتِ فکر کے ساتھ یہ جائزہ مرتب کیا ہے اس پر وہ بلاشبہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ۸۹۳ مدارس کے حالات کے علاوہ انہوں نے درسِ نظامی کی تاریخ، ان مدارس کے مزاج و مذاق، طرزِ تعلیم، نصاب و نظام، نظم و نسق اور مالی ذرائع سے متعلق نہایت مفید معلومات جمع کی ہیں اور اس نظام کی اچھائیوں اور بُرائیوں دونوں پر مخلصانہ تبصرہ کیا ہے۔

دینی مدارس کی اصلاح کا نعرہ بار بار مختلف اطراف سے بلند ہوتا رہتا ہے، لیکن عموماً یہ نعرہ سنی سنائی باتوں اور نامکمل معلومات پر بلکہ بعض اوقات مدارسِ عربیہ

سے للّٰہی بیر پر مبنی ہوتا ہے، اس کے بجائے حافظ نذر احمد صاحب نے ان مدارس کا جائزہ پوری علمی متانت، معاملہ فہمی، ہمدردی اور بہی خواہی کے ساتھ لیا ہے، اس لئے ان کے مشورے اور تجاویز بڑی وزن دار ہیں، اور اس لائق ہیں کہ مدارس کے اربابِ بست وکشاد ان پر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں، مدارس کو موجودہ زمانے میں زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے سلسلے میں ہمارا جو نقطۂ نظر ہے وہ قدرے تفصیل چاہتا ہے، اور اس مختصر تبصرے میں اس کی طرف اشارہ بھی ممکن نہیں، لیکن اتنا ضروری ہے کہ مرتبِ جائزہ نے ص:۶۸۰ پر جو تجاویز پیش کی ہیں، اُن میں سے بیشتر سے ہمیں پورا پورا اتفاق ہے۔

بہرکیف! زیرِ تبصرہ کتاب مغربی پاکستان کے دینی مدارس سے متعلق ایک قیمتی موسوعہ (انسائیکلوپیڈیا) کی حیثیت رکھتی ہے، جس کا بغور مطالعہ تمام اہلِ مدارس کو تو لازماً کرنا ہی چاہئے، تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے دُوسرے حضرات بھی اس سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ (شوال المکرّم ۱۳۹۲ھ)

جادہ ومنزل

مصنفہ: سیّد قطب شہید۔ ترجمہ: خلیل حامدی۔ شائع کردہ: اسلام پبلی کیشنز لمیٹڈ، ۱۳-ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور، مغربی پاکستان۔ سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$، صفحات: ۴۳۶، قیمت اعلیٰ ایڈیشن: ۶ روپے، ستا ایڈیشن: ۴ روپے

یہ اخوان المسلمین کے مظلوم ومرحوم رہنما سیّد قطب شہید کی کتاب ''معالم فی الطریق'' کا اُردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے بڑے دِل نشین انداز میں اسلام کی دعوت پیش کی ہے اور یہ بات ذہن نشین کرانے کی کامیاب کوشش کی ہے کہ موجودہ دور کی بے چینیوں کا علاج اسلام کے سوا کسی نظامِ زندگی کے پاس نہیں ہے، کتاب کے چند عنوانات یہ ہیں:-

۱:-قرآن کی تیار کردہ لاثانی نسل۔ ۲:-قرآن کا طریقِ انقلاب۔ ۳:-اسلامی معاشرے کی خصوصیات اور اس کی تعمیر کا صحیح طریقہ۔ ۴:-جہاد فی سبیل اللہ۔ ۵:-اسلام کا نظامِ حیات۔ ۶:-اسلام ہی اصل تہذیب ہے۔ ۷:-اسلام اور ثقافت۔ ۸:-ایمان کی حکمرانی وغیرہ۔

کتاب کا ترجمہ نہایت دلکش، رواں اور شگفتہ ہے، اور اس میں فاضل مترجم نے اصل کتاب کی پوری تاثیر کو سمونے کی قابلِ تعریف کوشش کی ہے۔ شروع میں انہوں نے ایک مقدمہ بھی تحریر کیا ہے جس میں مصنف کے حالاتِ زندگی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، صفحہ:۱۳ پر مترجم نے روزنامہ المنار اُردن کے حوالہ سے لکھا ہے:-

> یہی کتاب سیّد قطب اور ان کے ساتھیوں کو تختۂ دار پر لے جانے کا موجب ہوئی۔

(ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ)

الجامعہ فلسطین نمبر

مدیر: ممتاز لیاقت۔ پتہ: جامعہ محمدی شریف، ضلع جھنگ۔ کاغذ، کتابت و طباعت متوسط، تقطیع $\frac{20 \times 26}{8}$، صفحات: ۲۴۸، قیمت: ۳ روپے

یہ ماہنامہ ''الجامعہ'' کا ایک خاص نمبر ہے جو اکتوبر ۱۹۶۷ء میں منظرِ عام پر آیا ہے، اس نمبر میں عرب اسرائیل جنگ کے مختلف گوشوں پر قابلِ قدر مضامین شامل ہیں۔ یہودیوں کی اصلیت، دُنیا کی یہودی آبادی، قضیۂ فلسطین (۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۷ء) وغیرہ بڑے معلومات آفریں مقالے ہیں، اس کے علاوہ اسرائیل کی حقیقت اور عربوں کی شکست کے اسباب وعلل پر مشاہیر اہلِ قلم کے مضامین اور جنگ کے حالات کی اخباری رپورٹیں بھی شامل ہیں۔

منظومات میں جناب احسان دانش کی نظم خاص طور سے بڑی اثر انگیز ہے۔
یہ نمبر اپنے موضوع پر ایک کامیاب پیشکش ہے جس کے لئے ''الجامعہ'' کا ادارہ مبارک باد کا مستحق ہے۔
(ذی القعدہ ۱۳۸۷ھ)

جدوجہدِ آزادی اور مولانا اشرف علی تھانویؒ

مؤلفہ: پروفیسر احمد سعید ایم اے۔ ناشر: خالد ندیم پبلی کیشنز، کشمیری بازار، راولپنڈی، اور انسائیکلوپیڈیا کارپوریشن پاکستان، ۸۶/۷ فرید چیمبرز، عبداللہ ہارون روڈ کراچی۔ چھوٹے سائز کے ۱۷۰ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، قیمت مجلد مع گردپوش: ساڑھے پانچ روپے

جناب احمد سعید صاحب عرصہ سے حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خلفاء کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر کام کر رہے ہیں، ان کے بعض مضامین ''البلاغ'' میں بھی شائع ہوتے رہے ہیں، خصوصاً حضرت تھانویؒ کے سیاسی افکار اور تعمیرِ پاکستان میں آپؒ کے اور آپؒ کے خلفاء کی خدمات احمد سعید صاحب کا خاص موضوع ہے، اور یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

بناءِ پاکستان کے بعد یہ پروپیگنڈا شدت کے ساتھ کیا گیا ہے کہ غیر منقسم ہندوستان کے تمام علماء تحریکِ پاکستان کے مخالف تھے، اس کتاب سے اس بے بنیاد پروپیگنڈے کی بھی قلعی کھل جاتی ہے اور یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ آزادیٔ ہند کے بارے میں حضرت تھانویؒ کا رویہ کیا تھا؟

تحریکِ خلافت وغیرہ میں چونکہ حضرت تھانویؒ شامل نہیں رہے، اس لئے آپ کے مخالفین نے آپ کے خلاف نہایت غلط پروپیگنڈا کیا، حالانکہ حضرتؒ کا وہ موقف انتہائی دیانت داری، خلوص اور شرعی دلائل پر مبنی تھا، اس کتاب سے حضرتؒ کا

وہ موقف بھی ضروری پسِ منظر اور دلائل کے ساتھ واضح ہوجاتا ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور جمعیۃ علمائے ہند کے دُوسرے علماء جو آزادی کی تحریک میں کانگریس کے ہم نوا رہے، اُن سے حضرت تھانویؒ کا اختلاف تھا، لیکن اس اختلاف کے باوجود باہمی احترام و محبت اور رعایتِ حدود کی جو مثالیں ان بزرگوں نے قائم فرمائی ہیں اس کتاب میں ان کا بھی مؤثر تذکرہ ہے۔

اس طرح یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک منفرد اور قیمتی کتاب ہے، جس کے بغیر تحریکِ آزادی کا مطالعہ نامکمل رہتا ہے۔ ہم اس کے مطالعہ کی اپنے قارئین سے پُرزور سفارش کریں گے۔ (ذی القعدہ ۱۳۹۲ھ)

جدیدیت

مؤلفہ: محمد حسن عسکری مرحوم۔ ناشر. عفت حسین، آبِ حیات، عصمت مینشن، میو روڈ راولپنڈی۔ $\frac{23 \times 18}{8}$ سائز کے ۱۳۶ صفحات، آفسٹ پیپر کی خوشنما کتابت وطباعت، قیمت: ۲۲ روپے

جناب محمد حسن عسکری صاحب مرحوم ادبی دُنیا میں تو معروف تھے ہی، قارئینِ ''البلاغ'' بھی ان سے اچھی طرح واقف ہوں گے، کیونکہ موصوف کے بہت سے مضامین ''البلاغ'' کی زینت بنتے رہے ہیں، اور ''معارف القرآن'' کے انگریزی ترجمے کے سلسلے میں مرحوم کی خدمات کا ذکر بھی ''البلاغ'' میں آتا رہا ہے۔

زیرِ نظر کتاب آج سے تقریباً گیارہ سال پہلے عسکری صاحب مرحوم نے احقر کی فرمائش پر مرتب کی تھی، مرحوم کا موضوع اگرچہ ادب وتنقید تھا، لیکن مغربی فلسفے پر بھی ان کی گہری نگاہ تھی، اور فرانس کے ایک مسلمان فلسفی ''رینے گینوں'' (جن کا اسلامی نام شیخ عبدالواحد یحییٰ تھا) نے مغربی فلسفے پر جو تنقیدیں کی ہیں، عسکری صاحب

مرحوم نے ان کا نہ صرف بہ نظرِ غائر مطالعہ کیا تھا، بلکہ وہ ان کے بے حد مداح بھی تھے، احقر کو فرانسیسی زبان سے ناواقفیت کے سبب رینے گینون کی کتب کے مطالعے کا تو موقع نہ مل سکا، لیکن عسکری صاحب مرحوم جب ان کی باتیں کبھی سناتے تو اُن سے بڑی سلیم، متصلّب اور بے آمیز دینی فکر جھلکتی نظر آتی تھی، اور یہ محسوس ہوتا تھا کہ انہوں نے مغربی فکر کی دُکھتی ہوئی رگوں پر ہاتھ رکھ دیا ہے۔

اس لئے احقر نے عسکری صاحب مرحوم سے فرمائش کی تھی کہ وہ جدید مغربی افکار اور مختلف فلسفوں کا خلاصہ عام فہم انداز میں مرتب فرما کر اپنے گینوں کے افکار کی روشنی میں ان کی بنیادی گمراہیوں کی نشاندہی فرمادیں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ یہ کتاب دینی مدارس کے اساتذہ وطلبہ کے لئے کارآمد ہوگی اور اس کی مدد سے وہ جدید مغربی افکار اور ان کی گمراہیوں کو بہتر طریقے پر سمجھ سکیں گے، زیرِ نظر کتاب اسی فرمائش کی تعمیل ہے۔

کتاب کے دو حصے ہیں، پہلے حصے میں فاضل مصنف نے یورپ کی فکری تاریخ اس جامعیت، اختصار اور انضباط کے ساتھ بیان فرمائی ہے کہ اسے ''دریا بکوزہ'' کہنا چاہئے، پہلے ابواب میں انہوں نے یونانی اور رُومی ادوار اور ازمنۂ وسطیٰ کے فکری رُجحانات کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، پھر ''نشاۃِ ثانیہ'' کے بعد سے یورپ میں جتنے فکری انقلابات آئے ہیں اور جتنے فلسفوں نے مقبولیت حاصل کی ہے، اُن کو انتہائی دِل نشین ترتیب سے بیان کیا ہے، اندازِ بیان ایسا ہے کہ مختصر الفاظ میں ان فلسفوں کی بنیادی خصوصیات بھی واضح ہوجاتی ہیں اور ساتھ ساتھ ان کی گمراہیوں کی طرف بھی اشارے ملتے ہیں۔

دُوسرے حصے میں اُن فکری گمراہیوں کی فہرست ہے جو ان مغربی افکار کے زیرِ اثر جدید تعلیم یافتہ طبقے میں عام ہوچکی ہیں، اور جن کی وجہ سے دین کی صحیح فہم سے روز افزوں بُعد ہوتا جارہا ہے۔

فاضل مؤلف نے اس مختصر کتاب کی ترتیب میں بڑی محنت اُٹھائی ہے اور یہ نہ جانے کتنی ضخیم اور مفصل کتابوں کے مطالعے کا نچوڑ ہے۔

یوں تو یہ کتاب ہر اس شخص کو پڑھنی چاہئے جس کے ذہن پر مغربی افکار اور فلسفوں کا رُعب مسلط ہو، لیکن خاص طور پر دینی مدارس کے علماء وطلباء کے لئے یہ کتاب نعمتِ غیر مترقبہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ وہ اس کے ذریعے جدید مغربی ذہن کا صحیح مطالعہ کر سکتے ہیں، اور جو فائدہ بہت سی کتابیں پڑھنے کے بعد بھی حاصل ہونا مشکل تھا، وہ اس چھوٹی سی کتاب کے مطالعے سے بآسانی حاصل ہوسکتا ہے، چنانچہ اس کتاب کی اشاعت سے قبل جب اس کا مسوّدہ ایک مدت تک احقر کے پاس رہا تو احقر نے دارالعلوم میں اس کے مضامین تقریروں کی شکل میں پڑھائے اور اس کا فائدہ محسوس کیا۔

ہم دینی مدارس کے اساتذہ وطلبہ سے اس کے مطالعے کی پُرزور سفارش کرتے ہیں! (محرم الحرام ۱۴۰۱ھ)

جامع الفصولین (عربی)

تالیف: علامہ بدرالدین ابنِ قاضی سماوہؒ (متوفی ۸۲۳ھ) ناشر: اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر۵۔ جلدِ اوّل $\frac{20 \times 30}{8}$ سائز کے ۳۵۵ صفحات، جلدِ دوم: ۳۵۸ صفحات، کاغذ سفید، مطبعۂ ازہریہ مصر ۱۳۰۰ھ کے نسخے سے لی ہوئی تصویر، طباعت گوارا، جلد عمدہ، قیمت مجلد کامل سیٹ: ۲۰۰ روپے

"جامع الفصولین" حنفی فقہ کی معروف ومشہور اور مستند کتاب ہے، جو عرصہ دراز سے اہلِ علم میں متداول ہے، اور خاص طور پر قضاء اور فتویٰ سے تعلق رکھنے والے علماء کے لئے بہترین مأخذ کی حیثیت رکھتی ہے، فتاویٰ عالمگیریہ اور شامی جیسی کتابوں میں جابجا اس کے حوالے ملتے ہیں، اور قضاء وافتاء سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص اس

سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

جس زمانے میں فقہ حنفی اسلامی ممالک میں بطورِ قانون نافذ تھا، اس وقت علماء نے ایسی بہت سی کتابیں تالیف فرمائیں جن میں فقہ کے صرف وہ احکام تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے تھے جن کی ضرورت قضاء میں پیش آسکتی ہے، انہی کتابوں میں سے دو کتابیں بہت مقبولِ عام ہوئیں، دونوں کا نام ''الفصول'' تھا، ان میں سے ایک علامہ محمد بن احمد الأسترو شنیؒ کی تالیف تھی جو ''فصول الأسترو شنی'' کے نام سے مشہور ہوئی، اور دُوسری علامہ عمادالدین کی لکھی ہوئی تھی جو ''فصول العمادی'' کہلاتی ہے، اُس دور کے قاضی اور مفتی حضرات ان دو کتابوں کو خاص طور پر اپنے فیصلوں اور فتاویٰ کا مأخذ قرار دیتے تھے، لیکن چونکہ دونوں کتابوں میں مسائل الگ الگ تھے، اس لئے کسی مسئلے میں ایک کتاب کارآمد ہوتی، اور کسی میں دُوسری۔

علامہ بدرالدین ابنِ قاضی سماوہؒ نویں صدی ہجری کے مشہور حنفی عالم تھے، اُن کے والد خلافتِ عثمانیہ کے ماتحت ترکی کے شہر سماوہ میں قاضی رہے تھے، اور یہ خود اپنے عہد کے ممتاز فقہاء میں شمار ہوتے تھے، انہوں نے ''فصول العمادی'' اور ''فصول الأسترو شنی'' دونوں کے مسائل کو ایک کتاب میں جمع کردیا، اسی جامع کتاب کا نام ''جامع الفصولین'' ہے۔

یہ کتاب مصر میں بار بار شائع ہوچکی ہے، لیکن برِصغیر میں اس کی دستیابی بہت مشکل ہوگئی تھی، اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کے منتظمین نے مصری نسخے کا فوٹو لے کر اسے پاکستان میں پہلی بار شائع کیا ہے، اور آج جبکہ ''قضاءِ شرعی'' کے قیام کی آوازیں پاکستان میں بھی اُٹھنے لگی ہیں، اس کتاب کی اشاعت بڑی بروقت معلوم ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائیں، آمین۔ اُمید ہے کہ اہلِ علم اس کی کماحقہ پذیرائی کریں گے۔

اگرچہ اس نادر علمی ذخیرے کے لئے ہر بڑی سے بڑی قیمت بھی کم ہے،

لیکن تجارتی نقطۂ نظر سے اس ضخامت اور اس معیار کی کتاب کی قیمت ''دو سو روپے'' زائد معلوم ہوتی ہے، اُمید ہے کہ ناشر صاحبان اس پر نظرِ ثانی فرمائیں گے۔

(جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ)

جمع الوسائل فی شرح الشمائل

تالیف: مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔ مصری ٹائپ کی تصویر، کاغذ اور طباعت متوسط، قیمت درج نہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الشمائل'' نبی کریم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک اور اوصاف و خصائل پر وہ اصیل کتاب ہے جو علمی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں، اور درسِ نظامی کے دورۂ حدیث کے درجہ میں داخلِ نصاب بھی ہے، اس کتاب کی یوں تو متعدّد شروح لکھی گئی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے جو قبولِ عام مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ''جمع الوسائل'' کو عطا فرمایا ہے، وہ کسی اور شرح کو حاصل نہیں۔ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں متنِ حدیث کی شرح و تفسیر، لغات کی تحقیق، روایات کی تطبیق اور احادیث سے مستنبط ہونے والے اَحکام کی تفصیل شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمائی ہے، جو شمائل کے طالبِ علم اور اُستاذ دونوں کے لئے نہایت مفید ہے، یہ کتاب عرصہ ہوا مصر میں چھپی تھی، پاکستان میں عرصہ سے نایاب تھی، ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان کو اللہ جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس نے اس کا فوٹو لے کر شائع کردیا ہے۔ کتاب کے حاشیہ پر شمائل کی ایک دُوسری شرح چڑھی ہوئی ہے جو مشہور محدث علامہ عبدالرؤف مناویؒ کی تصنیف ہے۔

تقریباً پانچ صد صفحات پر مشتمل اس ایک جلد میں دو اعلیٰ درجہ کی شروح موجود ہیں، اُمید ہے کہ انشاء اللہ اہلِ علم اس کتاب کی کماحقہ قدردانی کریں گے۔

(شوال المکرم ۱۴۰۹ھ)

جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء

مؤلفہ: جناب محمد ایوب قادری۔ ناشر: پاک اکیڈمی ۱/۱۴۱ وحید آباد کراچی۔ ۱۸ × ۲۲/۸ سائز کے ۶۲۴ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، کاغذ عمدہ سفید، قیمت مجلد: ۲۶ روپے

۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادیٔ ہند کو ایک صدی سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، اور اس موضوع پر متعدد کتابیں شائع ہوئی ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابھی یہ تذکرہ نامکمل ہی ہے، خاص طور سے مسلمانوں کے لئے یہ بات باعثِ شرم ہے کہ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کے سو سال پورے ہونے پر بھارت میں اس موضوع سے متعلق سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر کافی کام ہوا، چھ ضخیم کتابیں انگریزی زبان میں حکومت کی طرف سے تصنیف کرا کر شائع کی گئیں، اور پندرہ نئی کتابیں غیر سرکاری طور پر دوسرے لوگوں نے شائع کیں، اس کے برعکس پاکستان میں سرکاری سطح پر اس سلسلے میں کوئی قابلِ ذکر کام نہیں ہوا، البتہ بعض اہلِ قلم نے انفرادی طور پر کچھ کتابیں شائع کیں۔

جناب محمد ایوب قادری ہمارے ملک کے معروف اہلِ قلم ہیں، برِصغیر کی تاریخ اور شخصیات کے بارے میں اُن کی وسیع معلومات قابلِ رشک ہیں، اور اسی موضوع پر ان کی بہت سی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں، جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کی تاریخ لکھنا ان جیسی معلومات کے شخص کو زیب دیتا تھا، اور زیرِ نظر کتاب کے ذریعے انہوں نے اپنا یہ قرض بڑی حد تک چکا دیا ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے ہندوستان کے مختلف حصوں میں جہادِ آزادی کے حالات بیان کئے ہیں، اور ہر خطے کے سربرآوردہ مجاہدین کا تذکرہ فرمایا ہے، اور اس سلسلے میں مروجہ عام کتابوں کے علاوہ نادر و نایاب مآخذ سے بھی مدد لی ہے، اور آٹھویں باب میں چند ایسی نادر دستاویزات اور تحریریں جمع کر دی ہیں جو یا تو اب تک

شائع ہی نہیں ہوئیں، یا نایاب ہوچکی ہیں، ان دستاویزات سے جہاں بہت سے جاں نثار مجاہدین کے کارنامے واضح ہوتے ہیں، وہاں بعض افراد کی ملت فروشیاں بھی کھل کر سامنے آجاتی ہیں۔

بہرکیف! یہ کتاب اختصار کے باوجود اپنے موضوع پر ایک قیمتی کتاب ہے، جو اَز اوّل تا آخر تاریخی مواد اور معلومات سے پُر ہے، اس سے انشاء اللہ عام قارئین بھی فائدہ اُٹھائیں گے اور یہ جہادِ ۱۸۵۷ء کی مفصل تاریخ لکھنے والوں کے لئے بھی مددگار ثابت ہوگی۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ)

جواہراتِ یعقوبی

مرتبہ: جناب محمد اقبال قریشی ہارون آبادی۔ ناشر: مرکز تبلیغِ اسلام، مجلس صیانۃ المسلمین ہارون آباد، ضلع بہاولنگر۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کبار اولیاء اللہ اور علمائے دیوبند کے اُستاذُ الکل ہیں، حکیم الأمت حضرت تھانویؒ کے خاص اُستاذ ہیں، اور حضرتؒ نے اپنے مواعظ و ملفوظات میں جابجا اُن کے واقعات و ملفوظات بیان فرمائے ہیں۔ جناب محمد اقبال قریشی نے ان بکھرے ہوئے جواہر کو یکجا کر کے کتابی شکل دے دی ہے، یہ کتابچہ عام مسلمانوں اور اہلِ علم دونوں کے لئے مفید ہے، کتاب کا نام ''جواہرِ یعقوبیؒ'' ہونا چاہئے تھا، ''جواہرات'' کا لفظ ذوق کو گراں گزرتا ہے۔

(جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ)

جواہر الفقہ (جلدِ اوّل)

افادات: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم۔ ترتیب: مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی۔ ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴۔ $\frac{۲۳\times۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۵۲۰ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ، قیمت: ۲۵ روپے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم العالی نے مختلف اوقات میں خاص خاص فقہی مسائل پر بہت سے مستقل رسالے یا مقالات تالیف فرمائے ہیں۔ ان میں سے بعض مستقل کتابی شکل میں شائع ہوئے، بعض علمی رسالوں میں طبع ہوئے اور بعض ابھی تک غیر مطبوعہ تھے۔ یہ مقالے اپنے اپنے موضوعات پر بہترین علمی مواد پر مشتمل ہیں، لیکن ان کی علیحدہ علیحدہ حفاظت مشکل تھی، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائش کی تھی کہ ان تمام رسائل و مقالات کو ایک مجموعہ میں جمع کر دیا جائے، یہ کتاب انہی کی تجویز اور فرمائش کی تکمیل ہے، یہ مجموعہ دو جلدوں میں طبع ہوگا، زیرِ تعارف پہلی جلد ہے اور وہ مندرجہ ذیل رسائل پر مشتمل ہے:-

۱:- تکفیر کے اُصول یعنی رسالہ "وصول الافکار الیٰ اُصول الاکفار" جس میں قرآن و سنت کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ کسی شخص یا فرقے کو کن اُصولوں کے تحت کافر قرار دیا جاتا ہے؟ اور کن حدود کو عبور کرنے سے انسان کافر ہوجاتا ہے۔ اس سلسلہ میں چکڑالوی، مرزائی، آغا خانی اور شیعوں کی حیثیت بھی واضح کی گئی ہے۔ ۲:- قرآنِ کریم کا رسم الخط اور اس کے اَحکام۔ ۳:- قرآنِ کریم کا صرف ترجمہ شائع کیا جاسکتا ہے؟ ۴:- مسئلۂ تقلیدِ شخصی۔ ۵:- دُوسرے مذہب پر فتویٰ دینے کی حدود۔ ۶:- فتویٰ متعلقہ جماعتِ اسلامی۔ ۷:- پیر و مرید کا فقہی اختلاف۔ ۸:- دست بوسی اور قدم بوسی کی شرعی حیثیت۔ ۹:- مروّجہ سیرت کمیٹی اور اس کی شرعی حیثیت۔ ۱۰:- مروّجہ صلوٰۃ و سلام کی شرعی حیثیت۔ ۱۱:- مساجد کی نئی شکلیں اور ان کے مقاصد۔ ۱۲:- سمتِ قبلہ۔ ۱۳:- اِقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟ ۱۴:- حرفِ ضاد کا صحیح مخرج اور اس کے اَحکام۔ ۱۵:- خطبۂ جمعہ عربی زبان میں کیوں ہے؟ ۱۶:- قنوتِ نازلہ۔ ۱۷:- اَحکامِ رمضان المبارک و مسائلِ زکوٰۃ۔ ۱۸:- حیلۂ اسقاط کی شرعی حیثیت و مسائلِ فدیہ نماز، روزہ وغیرہ۔ ۱۹:- رُویتِ ہلال کے شرعی اَحکام۔ ۲۰:- اوزانِ شرعیہ۔ ۲۱:- اَحکام عیدالاضحیٰ و قربانی۔ ۲۲:- چرمِ قربانی کے اَحکام۔ ۲۳:- مواقیتِ

احرام اور اُن کے مسائل۔۲۴:- حج بدل اور اس کے اَحکام۔

پہلی جلد میں یہ چوبیس رسائل ہیں، زیرِ طبع دُوسری جلد مزید بیس رسائل پر مشتمل ہوگی، اُمید ہے کہ اس مجموعے کی اشاعت سے ان اہلِ علم کے لئے بڑی سہولت ہوجائے گی جو چھوٹے چھوٹے رسائل کو الگ الگ مہیا کرنے اور ان کو حفاظت سے رکھنے میں دُشواری محسوس کرتے تھے۔ (ذی القعدہ و ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ)

جواہرُ الفقہ (جلدِ دوم)

مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم۔ ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴۔ $\frac{۲۳\times۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۵۰۸ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت درج نہیں۔

اس کتاب کی پہلی جلد کا تعارف ''البلاغ'' میں آچکا ہے، اب یہ دُوسری جلد شائع ہوئی ہے، اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کے مندرجہ ذیل فقہی مقالات پر مشتمل ہے:-

۱:- عائلی قوانین پر مختصر تبصرہ۔ ۲:- نابالغہ کے نکاح میں سوءِ اختیار۔ ۳:- اسلام اور نسبی امتیازات۔ ۴:- مختلف مذاہب زوجین کے اَحکام۔ ۵:- علم نبوی کی تحقیق۔ ۶:- مرتد کی سزا اسلام میں۔ ۷:- شریعتِ اسلام میں غیرمسلموں کے ساتھ معاملات۔ ۸:- ملکی سیاست میں غیرمسلموں کے ساتھ اشتراکِ عمل کی حدودِ شرعیہ۔ ۹:- عشر و خراج کے اَحکام۔ ۱۰:- انتخابات میں ووٹ، ووٹر اور اُمیدوار کی شرعی حیثیت۔ ۱۱:- قانونِ اسلامی بابت پٹہ دوامی۔ ۱۲:- زمینداره بل۔ ۱۳:- حقِ تصنیف اور حقِ ایجاد کی شرعی حیثیت۔ ۱۴:- اَحکام القمار۔ ۱۵:- ناجائز معاملات میں ایک تصنیف کا خاکہ۔ ۱۶:- اسلامی ذبیحہ۔ ۱۷:- ڈاڑھی کے خضاب اور کترانے وغیرہ کے اَحکام۔ ۱۸:- تفصیل الکلام فی مسئلۃ الاعانۃ علی الحرام۔ ۱۹:- ناجائز کاموں میں تعاون کی شرعی حیثیت۔ ۲۰:- آدابِ الاخبار۔ ۲۱:- یتیم پوتے کی میراث۔

مندرجہ بالا عنوانات ہی سے کتاب کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، مختصر یہ کہ ''جواہر الفقہ'' عہدِ حاضر کے مخصوص اور مشکل فقہی مسائل میں حضرت مفتی صاحب مدظلہم کی محنت و عرق ریزی اور تحقیق و مطالعہ کا نچوڑ ہے، اُمید ہے کہ اہلِ علم اس سے ہمیشہ فائدہ اُٹھائیں گے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ)

جہانِ دانش

مؤلفہ: جناب احسان دانشؔ۔ ناشر: دانش آباد، انارکلی، لاہور۔ $\frac{۲۳\times۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۶۴۸ صفحات، کتابت و طباعت مناسب، قیمت: ۲۰ روپے

یہ کتاب اُردو زبان کے مشہور شاعر اور مصنف جناب احسان دانش کی خودنوشت سوانح ہے، جناب احسان دانش اُن نامور شعراء میں سے ہیں جو کسی وقتی حادثے یا کسی بڑے آدمی کی پشت پناہی سے نہیں اُبھرے بلکہ اُنہوں نے جہد و عمل کے خارزاروں میں اپنا راستہ خود بنایا ہے، اور زندگی کے بے رحم حوادث سے لڑلڑ کر اپنے موجودہ مقام تک پہنچے ہیں، عہدِ حاضر کے ادباء، شعراء اور مصنّفین میں ان کی شخصیت اس لحاظ سے بالکل منفرد ہے کہ اُنہوں نے اپنی زندگی کا آغاز مزدوری سے کیا ہے اور مٹی گارا ڈھونے سے لے کر چوکیداری تک ہر قسم کی مزدوری کا تجربہ کیا ہے، اور اسی فقر و فاقہ کے عالم میں محض ذاتی محنت اور مطالعہ کے ذریعہ شعر و ادب کے بڑے بڑے جغادریوں سے اپنا لوہا منوایا ہے، ان کی عظمت کے اندازہ کے لئے ایک ہی واقعہ کافی ہے جو انہی کے اپنے الفاظ میں لطف دے گا:۔

> بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ (پنجاب) یونیورسٹی میں سینٹ ہال کے دروازے پر سیمنٹ سے بنے ہوئے U. P کے حروف میں بھی میرا گرم خون شامل ہے، ایک زمانہ کے بعد جب میں ممتحن کی حیثیت سے اپنا چیک وصول کرنے یونیورسٹی آفس میں گیا تو

> مزنگ میں رہنے والے کئی لوگوں نے مجھے پہچان لیا اور شاہ صاحب نے تو بڑے تعجب سے پوچھا: اچھا جناب یہ احسان دانش آپ ہیں؟ میں نے عرض کی: جناب! آپ کی دُعا سے میں وہی اس پنجاب یونیورسٹی کا مزدور ہوں جسے آپ گارا ڈھوتے، رہٹ کھینچتے اور پھر معماری میں لکھائی چھلائی کرتے دیکھتے رہتے تھے۔ (ص:۲۵۳)

جب احسان دانش کی غیر معمولی زندگی بلاشبہ ایسی تھی تو اس کے واقعات خود انہی کے قلم سے منظرِ عام پر آنے چاہئے تھے، اَوّل تو یہ واقعات بذاتِ خود ایسے ہیں کہ اپنے دامن میں عبرتوں کی ایک کائنات رکھتے ہیں، پھر جناب احسان دانش نے انہیں خونِ دِل میں ڈبوکر اس طرح لکھا ہے کہ یہ کتاب بلاشبہ ان کا بہترین ادبی شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے، اس کو پڑھنے والا ان مصائب وآلام کی آنچ اپنے دِل میں محسوس کرتا ہے جن سے جناب احسان دانش ہنستے کھیلتے گزرے ہیں، عہدِ حاضر کے کئی ادباء اور شعراء نے اپنی سوانح خود لکھی ہے، لیکن گناہ ومعصیت اور عیش وعشرت کا زنگ کھایا ہوا قلم دِلوں میں چبھنے کی وہ صلاحیت کہاں سے لاسکتا ہے جو احسان دانش کے قلم نے جہد وعمل کی بھٹی میں تپ کر حاصل کی ہے، انہوں نے اپنی بشری کمزوریوں کو چھپانے کی کوشش نہیں کی، لیکن پھر بھی ان کا اسلوبِ بیان صبح کے اُجالے کی طرح پاکیزہ اور نیم واکلیوں کی طرح حیادار رہا ہے۔

مزدوروں کے ساتھ جن موجودہ ادباء کی ہمدردی زبانی جمع خرچ کی حد تک محدود ہے اور جنہوں نے مزدوروں کے ساتھ بیٹھ کر ان کے حالات معلوم کرنے کے بجائے آرام دہ صوفوں پر دراز ہوکر اشتراکی مصنّفین کی کتابیں پڑھی ہیں وہ کمیونزم اور سوشلزم کی حمایت میں اسلام اور اُصولِ اسلام کے خلاف یاوہ گوئی پر اُتر آتے ہیں، لیکن احسان دانش جنہوں نے بذاتِ خود بھوک کی آگ اور محنت کی تھکن کا تجربہ کیا

ہے، ان کے احساسات یہ ہیں:-

میری اس محنت کوشی اور مظلوم مخلوق کی ترجمانی کو کانگریسی خیال کے لوگ اپنے کام کی بات خیال کرتے تھے اور انقلاب پسند اپنی ترجمانی سمجھتے تھے، حالانکہ میں ان دونوں سے الگ تھلگ تھا میرے خیالات کا پینگوڑہ مجھے کہاں قدم اُٹھانے دیتا تھا، میں تو اسے انگھائے لوگوں کا مشغلہ خیال کرتا تھا جس کا سبب یہ تھا کہ ان پر سوشلزم کے سورج کی ٹیڑھی چھوٹ پڑ رہی تھی اور یہ لوگ ہوٹلوں اور شراب خانوں میں بیٹھ کر ان لوگوں کے مسائل پر گفتگو کرتے تھے جن سے ان کا دُور کا واسطہ بھی نہیں تھا، میں نے یہی بہتر سمجھا کہ اپنا کام جاری رہے، میں اپنے اس مشغلے کو اب تک عبادت خیال کرتا رہا ہوں وہ اس لئے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمایہ داروں اور غرباء و مساکین کے لئے جو کچھ شرائطِ حیات عائد کئے تھے وہی اسلام کہلائے، سرمایہ داروں کو قتل و غارت اور ڈاکہ زنی کے علاوہ دیگر تخریبی عناصر سے محفوظ کرنے کے لئے خیرات، زکوٰۃ وغیرہ کو ضروری قرار دیا، اور غریبوں کو افلاس میں چوری، قتل اور ڈاکا وغیرہ سے روکنے کو ان کی ضروریات کے لئے بیت المال کا قیام ضروری سمجھا اور دونوں طبقے مدت تک اپنے اپنے اُصولوں پر کاربند رہ کر امن و امان سے گزارتے رہے، لیکن آہستہ آہستہ سرمایہ دار طبقہ اسلامی اُصولوں سے ہٹ گیا جس سے غریبوں اور پسماندہ طبقے میں مشکلات پیدا ہوگئیں، لیکن یہ طبقہ اب اس قدر نیک دِل اور صداقت پسند ہوچکا تھا کہ سرمایہ داروں کی بے عدلی اور

> ناانصافی کے باوجود اپنے ایمان کی تابانی کو برقرار رکھنا چاہتا تھا، جب سرمایہ پرستوں نے ان پر رزق کے دروازے تنگ کردیئے اور ان کے بچوں پر تعلیم کے امکانات ختم کرکے راہ میں کانٹے دار تار لگادیئے تو یہ لوگ بھی رفتہ رفتہ اپنے اوچھے حربوں پر اُتر آئے۔
>
> میں اپنی شاعری میں ان دونوں طبقوں کی ترجمانی کو فرض خیال کرتا تھا تاکہ دونوں اپنا انجام سوچ کر راہِ راست پر آجائیں اور اس ترجمانی میں جہاں انسانیت اور اَحکامِ خداوندی کی پابندی کی طرف اشارے تھے وہیں خونیں انقلاب کی داغ بیل کی طرف بھی توجہ دلائی جاتی تھی۔ (ص:۵۸۶، ۵۸۷)

زبان و بیان پر تبصرہ ہمارا منصب نہیں، لیکن بحیثیتِ مجموعی ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ کتاب اُردو ادب میں بیش قیمت اضافہ ہے اور اپنے ذخیرۂ الفاظ، محاورات و اَمثال اور تشبیہات و اِستعارات کے لحاظ سے کسی وقت اُردو کی کلاسکس میں شمار ہوگی۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ)

چراغِ راہ سوشلزم نمبر

مرتبہ: جناب خورشید احمد صاحب۔ ملنے کا پتہ: یوسف منزل ہرمزجی روڈ کراچی۔ $\frac{20 \times 30}{8}$ سائز، کاغذ، کتابت و طباعت متوسط، ضخامت: ۵۲۶ صفحات، قیمت: ۶ روپے

ماہنامہ ''چراغِ راہ'' ادارۂ معارفِ اسلامی ناظم آباد کراچی کا ترجمان ہے، اور اس کا یہ خاص نمبر دسمبر ۱۹۶۷ء میں منظر عام پر آیا ہے، اس بات کی شدید ضرورت عرصے سے محسوس کی جارہی تھی کہ اشتراکیت کے موضوع پر اُردو میں ایسا جامع مواد آجائے جس سے اس جذباتی تحریک کے صحیح خدوخال لوگوں کے سامنے آسکیں،

''چراغِ راہ'' کے اس نمبر نے اس ضرورت کو بڑی خوبی کے ساتھ پورا کیا ہے، اس نمبر کے پہلے حصے میں خورشید احمد صاحب نے ''سوشلزم یا اسلام'' کے عنوان سے تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ایک مبسوط مقالہ لکھا ہے جسے اس نمبر کی جان کہنا چاہئے، اس مقالے میں پہلے خود اشتراکی مآخذ سے اشتراکیت اور مارکسیّت کا پورا تعارف کرایا گیا ہے، اس کے بعد اس کی مابعد الطبیعیات، سیاسی اور معاشری فکر پر فاضلانہ تنقید کی گئی ہے، اشتراکی ممالک کے نظریہ اور عمل میں جو تضاد پایا جاتا ہے، اس کو محققانہ انداز میں واضح کیا گیا ہے، اور آخر میں اشتراکیت اور اسلام کا مختصر موازنہ کیا گیا ہے، البتہ صفحہ:۱۴۸ پر ایک جملہ ترمیم کا متقاضی ہے:-

اسلام زندگی کے مادّہ پرستانہ تصور کی بغاوت پر مبنی ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے، اور جب سے انسانیت وجود میں آئی ہے اُس وقت سے موجود ہے، اس لئے اُس کو کسی سابقہ تصوّر کی ''بغاوت پر مبنی'' کہنا دُرست نہیں، یوں کہنا چاہئے کہ اسلام زندگی کے مادّہ پرستانہ تصوّر کا مخالف ہے، اس معمولی فروگزاشت سے قطع نظر، مجموعی اعتبار سے پورا مقالہ قابلِ تحسین و مبارک باد ہے اور نہایت عرق ریزی سے لکھا گیا ہے۔

نمبر کے دُوسرے حصے میں عبدالحمید صدیقی صاحب کا مقالہ ''اشتراکیت کی فکری بنیادیں'' اور حسین خاں صاحب کا مقالہ ''اشتراکیت اور معاشی ترقی'' خاص طور سے قابلِ مطالعہ ہیں، مؤخر الذکر مقالے میں اس نعرے کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے کہ ''اشتراکیت معاشی ترقی کی ضامن ہے'' مقالہ نگار نے جائزے کی ترتیب میں بڑی محنت کے ساتھ قابلِ قدر مواد جمع کیا ہے جس سے اشتراکیت کا اطلاقی پہلو واضح ہوکر سامنے آجاتا ہے۔

تیسرے حصے میں صفحہ:۲۸۷ پر ایک عنوان ہے ''محمد، قرآن اور اسلام!'' یہ غیر مسلم مصنفین کا اُسلوب ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صرف ''محمد''

کا لفظ استعمال کرتے ہیں، ہماری رائے میں مسلمان اہلِ قلم کو اس اُسلوب سے مکمل پرہیز کرنا چاہئے۔ چوتھا باب اس پہلو سے بحث کرتا ہے کہ اشتراکیت عالمِ اسلام میں کس پیمانے پر اور کن راستوں سے اپنا اثر ونفوذ پھیلا رہی ہے۔ یہ پورا باب مسلمانوں کے لئے دعوتِ فکر وعمل ہے۔ پانچویں باب میں ''اسلامی سوشلزم'' کی مہمل اصطلاح کا جائزہ لیا گیا ہے، چھٹا باب ''عالمِ اسلام اور اشتراکیت کا چیلنج'' کے عنوان سے ایک مذاکرہ پر مشتمل ہے، جس میں ٹائن بی، روزنتھال، موٹگمری واٹ، سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، چودھری محمد علی اور جسٹس عبدالحمید صاحبان کے مضامین ہیں، آخر میں ''اسلام کا میزانی نظریۂ معیشت'' کے عنوان سے نعیم صدیقی صاحب کا ایک مضمون ہے، بلاشبہ یہ نمبر اپنے موضوع پر ایک کامیاب اور اُونچے درجے کی پیشکش ہے، جس کے لئے ''چراغِ راہ'' کا ادارہ مبارک باد کا مستحق ہے، اس کے ساتھ ہی اس بات کی ضرورت ابھی باقی ہے کہ مارکس کے فلسفۂ جدلیت، نظریۂ قدرِ زائد، مسئلۂ ملکیت اور کائنات کے بارے میں اس کے مابعد الطبیعی نقطۂ نظر پر خالص علمی انداز میں مبسوط گفتگو کی جائے، یہ موضوعات اگرچہ اس نمبر کے مختلف مقالوں کے ضمن میں آگئے ہیں، لیکن ان پر مستقل مقالوں کی ضرورت ہے، اگر اس کمی کو اس نمبر کے دُوسرے حصے میں پورا کردیا جائے تو بڑا اچھا ہو۔ (ذی القعدہ ۱۳۸۷ھ)

حج، عمرہ وزیارت

مرتبہ: الحاج نصرت علی صاحب صدیقی۔ ناشر: کتب خانہ امدادیہ، جامع مسجد فیڈرل (کیپٹل) ایریا کراچی نمبر۱۹۔ چھوٹا سائز ۲۰۸ صفحات، آفسٹ کی کتابت و طباعت، قیمت: دو روپے ساٹھ پیسے

یہ کتابچہ حجاج کی رہنمائی کے لئے لکھا گیا ہے، اور اس میں اَفعالِ حج کی ترکیب، دُعائیں اور نعتیں وغیرہ جمع کردی گئی ہیں، تبصرہ نگار پوری کتاب کا مطالعہ نہیں کرسکا، لیکن جتنے مسائل نظر سے گزرے، مستند تھے، بہتر ہو کہ فاضل مؤلف اس کتاب

پر کسی مستند عالم سے نظرِ ثانی کرا کے ان کی تصویب کے ساتھ اس کو شائع کریں، تاکہ عوام کے لئے زیادہ قابلِ اعتماد ہو سکے۔ (صفر المظفر ۱۳۹۰ھ)

حجۃ الاسلام

مصنفہ: شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ مع تشریح و تسہیل: از جناب مولانا اشتیاق احمد صاحب اُستاذ دارالعلوم (دیوبند)۔ شائع کردہ: مجلس معارف القرآن (اکیڈمی قرآنِ عظیم) دارالعلوم دیوبند، ضلع سہارنپور۔ ضخامت: ۱۷۶ صفحات۔ تقطیع: $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$، کتابت و طباعت نہایت دِلکش، عکسی، قیمت: تین روپے پچاس پیسے

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی علمی حلقوں میں تعارف کا محتاج نہیں ہے، یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ آج برِصغیر پاک و ہند میں جہاں جہاں علمِ دین کی کوئی کرن نظر آتی ہے، وہ زیادہ تر اسی آفتابِ علم کا پرتو ہے، بحرِ حکمت کے اس شناور کو اللہ نے جو علوم و معارف عطا فرمائے تھے ان کی نظیر اس آخری دور میں خال خال ہی ہے، اس مردِ باخدا نے اس زمانے میں ہندوستان کے اندر حق کا آوازہ بلند کیا تھا جب وہاں حق کے پرستاروں کے لئے دار کے تختے لٹکے ہوئے تھے۔

انہوں نے اپنی زندگی میں تلوار کا جہاد بھی کیا، قلم کا بھی، اور زبان کا بھی اور آخر میں دیوبند کے اندر ''دارالعلوم'' کے نام سے ایک ایسا چشمۂ فیض جاری کر دیا جس نے ایک عالم کو سیراب کیا، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

''حجۃ الاسلام'' حضرت نانوتویؒ کی وہ تصنیف ہے جسے آپ نے چوبیس گھنٹے کی ایک فرصت میں قلم برداشتہ تحریر فرمایا تھا، اصل میں یہ ایک تقریر تھی جو آپ نے چاندا پور کے میلۂ خداشناسی کے لئے لکھی تھی، یہ میلہ مئی ۱۸۷۶ء کو انگریزوں نے

عیسائیت کی ترویج کے لئے ضلع شاہجہاں پور کے ایک رئیس منشی پیارے لال کبیر منتھی کو آلۂ کار بنا کر منعقد کیا تھا، اور اس میں ہر مذہب والے کو اپنے مذہب کی تشریح کی دعوت دی گئی تھی، انگلستان کا ایک شعلہ بیان مقرر پادری نولیس اس میلے کا کمانداراعلیٰ تھا۔

اس میلے کی دلچسپ روداد ''میلۂ خداشناسی'' کے نام سے الگ چھپ چکی ہے، مختصر یہ کہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دلائل کے زور، ایمان کی قوت اور اندازِ بیان کی سحرانگیزی سے اس پورے میلے پر اس طرح چھاگئے تھے کہ غیرمسلموں نے بھی آپ کو اس میلہ کا فاتح قرار دیا۔

حضرت نانوتویؒ کو اس مجلس میں شرکت کا دعوت نامہ عین وقت پر پہنچا تھا، اور آپ نے ایک دن ایک رات میں بیٹھ کر یہ تقریر لکھی تھی! ''میلۂ خداشناسی'' میں تو آپ نے تمام تقریر زبانی ہی فرمائی، لیکن یہ تقریر بعد میں دارالعلوم دیوبند سے ''حجۃ الاسلام'' کے نام سے شائع ہوئی۔

اس تقریر کو بلاشبہ ''دریا بکوزہ'' کہا جا سکتا ہے، اس میں حضرت نانوتویؒ نے تقریباً تمام اسلامی عقائد کو مختصر مگر دِل نشین اور مستحکم دلائل کے ساتھ اس خوبصورتی سے بیان فرمایا ہے کہ اس کا ایک ایک صفحہ عقل اور دِل کو بیک وقت اپیل کرتا ہے، خدا کے وجود، توحید، اولاد سے بے نیازی، اِبطالِ تثلیث، مسئلۂ تقدیر، جبر و قدر، عباداتِ بدنی و مالی کے فلسفے، اِثباتِ رسالت و عصمتِ انبیاء، شفاعت، اِبطالِ کفارہ، مدارِ نبوت، معجزات، اعجازِ قرآن، تحقیقِ نسخ، معجزۂ شق قمر، حلتِ گوشت، حرمتِ مردار، طریقۂ ذبح اسلامی، ان میں سے ہر ایک مسئلے پر اس تقریر میں مدلل کلام موجود ہے، دلائل اتنے واضح کہ عقل مطمئن ہوتی چلی جائے، اور اندازِ بیان اتنا دِل نشین کہ براہِ راست دِل پر اثرانداز ہو، ایک ایک سطر سے مصنف کا یہ یقین اور اعتماد ٹپکتا ہے کہ اسلام ہی دینِ حق ہے۔ مصنف رحمہ اللہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دقیق فلسفیانہ باتوں کو گرد و پیش کی خارجی مثالوں سے اس طرح واضح فرماتے ہیں کہ وہ دِل میں اُترتی چلی جاتی ہیں،

''خدا کا کوئی بیٹا نہیں ہوسکتا'' اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

اپنے گھر اگر بندر یا سور کی شکل کا لڑکا پیدا ہوجائے تو کس قدر رنجیدہ ہوں کہ الٰہی پناہ! حالانکہ بندر اور سور اور آدمی، اور بھی کچھ نہیں تو مخلوق ہونے اور کھانے پینے اور بول و براز میں تو شریک ہیں، اور خدا کے لئے ایسی اولاد تجویز کریں جس کو کچھ مناسبت ہی نہ ہو۔ تم ہی فرماؤ کہ جو شخص کھانے پینے کا محتاج ہو، بول و براز سے مجبور ہو، اس میں اور خدا میں کون سی بات کا اشتراک ہے جو خدا کا بیٹا یا خدا کہتے ہو؟ (ص:٦٢)

انبیاء کی ضرورت اور ان کے معصوم ہونے کو کس لطیف پیرائے میں بیان فرماتے ہیں:-

بادشاہانِ دُنیا اس تھوڑی سی نخوت پر اپنے ہی بنی نوع سے نہیں کہتے، دُکان دُکان اور مکان مکان پر کہتے نہیں پھرتے، مقربانِ بارگاہ ہی سے کہہ دیتے ہیں، وہ اوروں کو سنا دیتے ہیں، اور بذریعۂ اشتہارات و منادی اعلان کرادیتے ہیں، خداوندِ عالم کو ایسا کیا کم سمجھ لیا ہے کہ وہ ہر کسی سے کہتا پھرے، وہاں بھی یہی ہوگا کہ اپنے مقربوں سے اور خواصوں سے فرمائے اور وہ اوروں کو پہنچائیں، ایسے لوگوں کو اہلِ اسلامؐ انبیاء اور پیغمبر اور رسول کہتے ہیں۔

لیکن دُنیا کے تقرب اور خواصی کے لئے سراپا اطاعت ہونا ضرور ہے، اپنے مخالفوں کو اپنی بارگاہ میں کون گھسنے دیتا ہے؟ اور مسندِ قرب پر کون قدم رکھنے دیتا ہے؟ اس لئے یہ ضرور ہے کہ وہ مقرب جن پر اسرار و مافی الضمیر آشکار کے جائیں یعنی اُصول

> اَحکام سے اطلاع دی جائے، ظاہر و باطن میں مطیع ہوں، مگر جس کو خداوندِ علیم وخبیر باعتبارِ ظاہر و باطن مطیع و فرمانبردار سمجھے گا۔ اس میں غلطی ممکن نہیں، البتہ بادشاہانِ دُنیا موافق ومخالف ومطیع و عاصی ومخلص و مکار کے سمجھنے میں بسااوقات غلطی کھا جاتے ہیں ...... مگر خدا تعالیٰ کی درگاہ کے مقرب بوجہ عدمِ امکانِ غلط فہمی ہمیشہ مطیع ومقرب ہی رہیں گے، نظر بریں یہ لازم ہے کہ انبیاء معصوم بھی ہوں۔ (ص:۹۳،۹۴)

اعجازِ قرآنِ کریم پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

> علاوہ بریں عبارتِ قرآنی ہر کس و ناکس رندبازاری کے نزدیک بھی اسی طرح اور عبارتوں سے ممتاز ہوتی ہے جیسے کسی خوش نویس کا خط بدنویس کے خط سے، پھر جیسے تناسبِ خد و خال معشوقان اور تناسبِ حروف خطِ خوش نویسان معلوم ہوجاتا ہے، اور پھر کوئی اس کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں بتاسکتا کہ دیکھ لو یہ موجود ہے، ایسے ہی تناسبِ عبارتِ قرآنی ..... ہر کسی کو معلوم ہوجاتا ہے، پر اس کی ''حقیقت'' اس سے زیادہ کوئی نہیں بتلاسکتا کہ دیکھ لو یہ موجود ہے۔ (ص:۱۰۵)

معجزۂ ''شقِ قمر'' پر بطلیموسی یا جدید فیثاغوری فلکیات کی رو سے جو اعتراضات ہوسکتے تھے اس پر مفصل اور فاضلانہ گفتگو کے بعد اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ:۔

> کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر انشقاقِ قمر ہوا ہوتا تو سارے جہان میں شور پڑ جاتا، تاریخوں میں لکھا جاتا۔

تحریر فرماتے ہیں:۔

علاوہ بریں طلوعِ قمر کے تھوڑی دیر کے بعد یہ قصہ واقع ہوا، اس لئے کہ جبلِ حرا کے دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں حائل ہوجانے کا مذکور ہے، اس صورت میں ممالکِ مغرب میں تو اس وقت تک عجب نہیں طلوع بھی نہ ہوا ہو، اور بعض مواقع میں عجب نہیں کہ ایک ٹکڑا دُوسرے ٹکڑے کی آڑ میں آگیا ہو اور اس لئے انشقاقِ قمر اس جا پر محسوس نہ ہوا ہو، ہاں! ہندوستان میں اس وقت ارتفاعِ قمر البتہ زیادہ ہوگا اور اس لئے وہاں اور جگہ کی نسبت اس کی اطلاع کا زیادہ احتمال ہے، مگر جیسے اس وقت ہندوستان میں ارتفاعِ قمر زیادہ ہوگا ویسا ہی اس وقت رات بھی آدھی ہوگی اور ظاہر ہے اس وقت کون جاگتا ہوتا ہے۔

سوا اس کے ہندوستانیوں کو قدیم سے اس طرح توجہ ہی نہیں تھی کہ تاریخ لکھا کریں، باایں ہمہ تاریخوں میں وارِد ہے کہ یہاں کے ایک راجہ نے ایک رات یہ واقعہ بچشمِ خود دیکھا تھا۔

(ص:۱۴۱، ۱۴۲)

یہ "مشتے نمونے از خروارے" ہے، پوری کتاب کا حال یہی ہے کہ اسے پڑھ کر دِل کو اطمینان کی دولت میسر آتی ہے، اور قلب و دماغ کے دریچے کھلتے ہیں، کتاب مجموعی طور پر عام فہم ہے، لیکن بعض جگہ دقیق مباحث بھی آگئے ہیں، اور کسی جگہ اجمال کی وجہ سے عام ذہن ان باتوں کی طرف منتقل نہیں ہوتا، جن کی طرف حضرت مصنف رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے، اس لئے ضرورت تھی کہ ایسے مواقع کی تشریح کی جاتی، چنانچہ حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب اُستاذ دارالعلوم دیوبند نے ایسے مقامات کی فاضلانہ تشریحات متن کے ساتھ ہی تحریر فرمادی ہیں، جن کی وجہ سے کتاب کا فائدہ بڑھ گیا ہے۔

البتہ کتاب کے شروع میں بعض تشریحات غیر ضروری محسوس ہوتی ہیں، مثلاً صفحہ: ۳۸ پر مصنف نے تحریر فرمایا ہے کہ: ''ہم پردۂ عدم میں مستور تھے'' فاضل شارح نے اس استعارے کی بھی تشریح کر دی ہے، ہماری ناقص رائے میں اس کی ضرورت نہ تھی، بلکہ اس کی تشریح کی وجہ سے مصنف کے کلام کے تسلسل میں خلل واقع ہوگیا ہے، اور قاری اس تشریح کی وجہ سے اُلجھ جاتا ہے۔ تاہم اکثر مواقع پر تشریحات بہت جاندار ہیں اور ان کی وجہ سے بہت سی مجمل باتیں واضح ہوگئی ہیں۔

کتاب کے شروع میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ کا ایک مختصر مقدمہ ہے جس میں کتاب کی تصنیف کا واقعہ مذکور ہے، اور اس کے بعد ''تبصرہ'' کے عنوان سے مولانا اشتیاق احمد صاحب مدظلہم نے ''میلۂ خداشناسی'' کے منظر و پسِ منظر پر روشنی ڈالی ہے۔

بلاشبہ ''حجۃ الاسلام'' ایسی کتاب ہے کہ اسے گھر گھر پھیلنا چاہئے، مسلمانوں اور غیر مسلم دونوں طبقوں میں اس کی خوب نشر و اشاعت ہونی چاہئے، نیز ضرورت ہے کہ اس کتاب کے دُوسری زبانوں بالخصوص عربی اور انگریزی میں ترجمے کئے جائیں۔

''مجلس معارف القرآن'' دارالعلوم دیوبند کا اشاعتی ادارہ ہے، اور اس نے اس کتاب کو بڑے سلیقے اور اہتمام سے شائع کیا ہے جس کے لئے وہ مبارک باد کا مستحق ہے، ادارہ کے پروگرام میں ایسی کتابوں کے عربی اور انگریزی ترجمے کرنا بھی شامل ہے، دُعا ہے کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو، آمین۔ ہم اپنے قارئین سے اس کتاب کے مطالعے کی پُرزور سفارش کرتے ہیں۔ (جمادی الثانیہ ۱۳۸۷ھ)

حجۃ الاسلام

مؤلفہ: حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ مقدمہ و عنوانات: شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ۔ ناشر: دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ کراچی۔ ۱۸×۲۳ سائز کے ۸۰ صفحات، کتابت و طباعت گوارا، قیمت: تین روپے ساٹھ پیسے

''حجۃ الاسلام'' حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ معرکۃ الآراء تحریر ہے جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے غیر مسلم پیشواؤں کے ایک مشترک مجمع میں اسلامی عقائد کی تشریح وتوضیح اور ان کے اثبات کے لئے لکھی تھی، بعد میں حضرتؒ کا بیان تو زبانی ہوا، اور اس تحریر کے سنانے کی نوبت نہ آئی، لیکن افادۂ عام کے لئے اس کو شائع کر دیا گیا۔

یہ کتاب اسلامی عقائد کے بڑے دِل نشین اور عام فہم دلائل پر مشتمل ہے، اور اس پر مفصل تبصرہ ''البلاغ'' میں پہلے بھی آچکا ہے، پاکستان میں یہ کتاب نایاب تھی، اسے پہلی بار دارالاشاعت نے شائع کر کے اہلِ ذوق کے لئے سامانِ تسکین فراہم کر دیا۔ ضرورت اس کی ہے کہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ پھیلے اور مسلمان اُسے حرزِ جان بنائیں۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۷ھ)

حجۃ اللہ البالغہ (عربی)

مؤلفہ: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ۔ ناشر: المکتبۃ السّلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ سائز کے ۲۱۶ صفحات، مصری ٹائپ کی فلم لے کر آفسٹ پر عمدہ طباعت، دونوں حصے ایک ہی جلد میں مجلد ہیں اور جلد نہایت خوشنما ہے، قیمت درج نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، حضرت شاہ صاحبؒ ان غیر معمولی شخصیتوں میں سے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ مروّج علوم کے علاوہ کچھ خصوصی معارف و حِکَم کا القاء فرماتا ہے، اور ان کی کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' انہی معارف و حِکَم کا عکسِ جمیل ہے۔ ان کی اس کتاب کا موضوع ''اسرارِ شریعت'' ہے، یعنی اسلام کے عقائد و

اَحکام کے پیچھے کیا کیا حکمتیں اور اسرار و مصالح کارفرما ہیں؟ اس موضوع پر ان سے پہلے امام غزالیؒ، علامہ خطابیؒ، شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ، علامہ شاطبیؒ اور دوسرے متعدّد اہلِ علم خامہ فرسائی کر چکے ہیں، لیکن حضرت شاہ ولی اللہؒ کی یہ کتاب اس لئے بہت زیادہ مقبول ہوئی کہ اس میں متقدمین کے علوم کا خلاصہ بھی ہے اور خود حضرت شاہ صاحبؒ کے علوم کا اضافہ بھی، اور اس کے ساتھ تدوین و ترتیب میں بھی ان کا مجلّی ذہن کارفرما ہے۔

کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں وہ قواعدِ کلیہ بیان کئے گئے ہیں جن کی روشنی میں شرعی اَحکام کی مصلحتیں مستنبط ہوتی ہیں، یہ حصہ حکمتِ دین کے بنیادی فلسفے کی تشریح ہے، اور سات ابواب پر منقسم ہے۔ دُوسرے حصے میں طہارت و نماز اور جملہ عبادات سے لے کر تمام معاملات تک شریعت کے بنیادی اَحکام اور ان کے اسرار و حِکَم بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعے سے اسلامی شریعت کا مزاج و مذاق بڑی حد تک واضح ہوجاتا ہے، البتہ اس کے مطالعے کے دوران چند باتیں ذہن میں رہنی ضروری ہیں۔

۱:- پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کتاب میں اَحکامِ شریعت کی جو مصلحتیں بیان کی گئی ہیں، ان کے بارے میں نہ حضرت شاہ صاحبؒ کا یہ دعویٰ ہے، اور نہ یہ سمجھنا دُرست ہے کہ اس میں شریعت کی تمام مصلحتیں آگئی ہیں، بیشتر اَحکام کی مصلحتیں قرآن وسنت میں صراحۃً بیان نہیں ہوئیں، بلکہ اسرارِ شریعت کے موضوع پر لکھنے والوں نے اپنی دینی بصیرت کے مطابق یہ مصلحتیں مستنبط کی ہیں، ورنہ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اَحکام کے پیچھے سینکڑوں مصلحتیں ہوسکتی ہیں جن کا پوری طرح سمجھ میں آنا بھی ضروری نہیں۔

۲:- ''اسرارِ شریعت'' کے علم سے یہ فائدہ تو بلاشبہ حاصل ہوتا ہے کہ اَحکامِ شریعت کے فوائد معلوم ہوکر ایمان میں تازگی اور پختگی پیدا ہوتی ہے، لیکن اَحکام اور

قوانین کا دار و مدار ان مصلحتوں پر نہیں ہوتا، لہٰذا صرف ان مصالح کو مدِنظر رکھ کر اَحکام وقوانین کا استنباط دُرست نہیں، اس کے لئے قرآن و سنت، اِجماعِ اُمت اور قیاس کے انہی اُصولوں کا استعمال ضروری ہے جو علمِ اُصولِ فقہ میں مدوّن ہیں، چنانچہ خود حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی اسی کتاب کے مختلف مواقع پر اس بات کی تصریح فرمائی ہے (مثلاً ملاحظہ ہو ج:۱ ص:۶ اور ۱۳۰)۔

۳:- یہ کتاب علمِ فقہ کی کتاب نہیں ہے، بلکہ اس میں بحیثیتِ مجموعی دینی اَحکام کی مصالح بیان کی گئی ہیں، لہٰذا فقہی مسائل معلوم کرنے کے لئے اس کی طرف رُجوع کرنے کے بجائے علمِ فقہ کی باقاعدہ کتابوں کی طرف رُجوع کرنا چاہئے۔

۴:- حضرت شاہ صاحبؒ تصوّف میں بھی مقامِ بلند کے حامل ہیں، لہٰذا ان کی اس کتاب میں بعض باتیں ایسی بھی آگئی ہیں جنہیں خاطرخواہ طور پر سمجھنے کے لئے تصوّف کے نہ صرف نظری علم بلکہ عملی تجربے کی ضرورت ہے، چنانچہ جو حضرات اس کوچے سے ناآشنا ہیں ان کو ایسی عبارتوں میں اُلجھن پیش آسکتی ہے، ایسے مواقع پر انہیں اہلِ تصوّف ہی کے حوالے کرنا چاہئے، ان کی بناء پر نہ عقائد و اَحکام کی کوئی عمارت اُٹھانا دُرست ہے، اور نہ مصنفؒ سے بدگمان ہونا صحیح ہے۔

مندرجہ بالا اُمور کو ذہن نشین کرنے کے بعد اس کتاب کا مطالعہ اہلِ علم کے لئے بے حد مفید ہے۔

یہ کتاب ہندوستان اور مصر میں بار بار چھپ چکی ہے اور اب مکتبہ سلفیہ لاہور نے اسے پہلی بار پاکستان میں مصری نسخے کا فوٹو لے کر چھاپا ہے، طباعت کا معیار بہت خوش آیند ہے، اور جلد بندی بطورِ خاص قابلِ تعریف ہے، اس پیشکش پر مکتبہ سلفیہ مبارک باد کا مستحق ہے، اُمید ہے کہ اہلِ علم اس کی خوب پذیرائی کریں گے۔

(محرم الحرام ۱۳۹۶ھ)

حدائق الحنفیہ

مؤلفہ: مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ۔ مرتبہ مع حواشی و تکملہ:
خورشید احمد خان صاحب ایم اے۔ ناشر: مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ، اُردو بازار لاہور۔
۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۵۳۶ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ، جلد نفیس، قیمت: ۵۰ روپے

علماء کے تذکرے مختلف زمانوں میں مختلف حیثیتوں سے لکھے جاتے رہے ہیں، بعض حضرات نے ہر علم وفن کے مشاہیر کے حالات پر ضخیم کتابیں لکھی ہیں، بعض نے کسی خاص صدی کے مشاہیر کا تذکرہ لکھا ہے، بعض نے کسی خاص علم وفن کے ماہرین کے سوانح جمع کئے ہیں، اور بعض نے کسی خاص فقہی مسلک سے تعلق رکھنے والے علماء کے حالات مدوّن فرمائے ہیں، چنانچہ علامہ تاج الدین سبکیؒ کی طبقات الشافعیہ، حافظ ابنِ رجبؒ اور علامہ ابویعلیٰؒ کی طبقات الحنابلہ، ابنِ فرحونؒ کی الدیباج المذہب، اسی نوع کی معروف کتابیں ہیں۔

خاص طور پر فقہاءِ حنفیہ کے تذکرے پر بھی عربی زبان میں متعدّد کتابیں معروف ہیں جن میں علامہ عبدالقادر قرشیؒ کی "الجواھر المضیئہ" اور حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی "الفوائد البھیّہ" معروف ومتداول ہیں۔

برِصغیر میں اگرچہ تقریباً ننانوے فی صد اکثریت حنفی علماء کی رہی ہے، لیکن اُردو زبان میں علمائے حنفیہ کا کوئی جامع تذکرہ موجود نہیں تھا، آج سے تقریباً سو سال پہلے حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمیؒ (متوفی ۱۳۳۴ھ) پنجاب کے اکابر علماء میں سے تھے، آپ حضرت مولانا مفتی صدرالدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بلاواسطہ اور حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کے ایک واسطے سے شاگرد ہیں، انہوں نے اس کتاب میں پہلی صدی ہجری سے لے کر تیرھویں صدی تک کے مشہور حنفی علماء کا جامع تذکرہ تحریر فرمایا ہے۔ شروع میں علمِ فقہ کے تعارف پر مفید مقدمہ

ہے، پھر ہر صدی کے علماء کا تذکرہ کرنے کے لئے "حدیقہ" کا عنوان تجویز کر کے اس کے تحت اس صدی کے علمائے حنفیہ کا تذکرہ کیا ہے، حدیقہ اُولیٰ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مشتمل ہے، اور اس میں حضرت امام صاحبؒ پر کئے جانے والے اعتراضات کا بھی مفصل جواب دیا گیا ہے، یہ پوری بحث بڑی کارآمد، مفید اور بصیرت افروز ہے، البتہ اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ جس انداز سے کیا گیا ہے، اور خاص طور پر ان کے تراجم پر جو تبصرہ کیا گیا ہے، وہ ان کے مقامِ بلند کے لحاظ سے محلِ نظر ہے۔

بہرکیف! تیرھویں صدی تک کے مشہور حنفی علماء کے تذکرے پر یہ نہایت مفید اور جامع کتاب ہے، اور پچھلی صدی کے سوانح نگار بطورِ مأخذ اس سے استفادہ کرتے رہے ہیں، نولکشور کے مطبع سے یہ بار بار چھپی ہے، لیکن پاکستان میں اس کی اشاعت پہلی بار ہو رہی ہے، اس اشاعت میں جناب خورشید احمد خان ایم اے نے اس پر بعض مفید حواشی کا بھی اضافہ کیا ہے، اور آخر میں ایک تکملہ بھی لکھا ہے جس میں ان حضرات کے تذکرہ کا اضافہ فرمایا ہے جن کا ذکر اصل کتاب میں چھوٹ گیا تھا، جناب خورشید احمد خان صاحب کی یہ محنت نہایت قابلِ ستائش ہے، اور وہ اس پر خراجِ تحسین کے مستحق ہیں، انہوں نے چودھویں صدی کے حنفی فقہاء کا تذکرہ بطورِ تکملہ لکھنے کا بھی ارادہ ظاہر کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اس مقصد میں کامیابی عطا فرمائیں، آمین۔

اس پوری کتاب میں اہلِ علم کے لئے ایک کمی یہ ہے کہ حوالوں کا تقریباً فقدان ہے، اگرچہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے شروع میں اپنے مآخذ کا اجمالاً ذکر فرما دیا ہے، لیکن ہر ترجمے کا انفرادی مأخذ نہیں بتایا، فاضل مرتب نے اس کمی کو اصل کتاب میں کسی درجے میں پورا کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن اوّل تو یہ کوشش بھی ناتمام ہے، دُوسرے خود تکملے میں بھی انہوں نے کوئی حوالہ تراجم کے ساتھ نہیں دیا، اگر آئندہ ایڈیشنوں میں اس کمی کی تلافی ہوجائے تو کتاب کی افادیت انشاء اللہ

بہت بڑھ جائے گی۔

بہرکیف! یہ کتاب علماء اور طلباء کے لئے گراں قدر تحفہ ہے جس کی خوب پذیرائی اور قدردانی ہونی چاہیے۔ (صفر المظفر ۱۴۰۲ھ)

حصولِ پاکستان

مؤلفہ: پروفیسر احمد سعید ملنے کا پتہ: الاشرف مطبوعات، ۲۹-عالمگیر روڈ، اسلام پورہ لاہور۔ متوسط (۱۸×۲۳) سائز کے ۳۲۶ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت: ۹ روپے

یہ کتاب آزادئ ہند اور قیامِ پاکستان کی تاریخ پر مشتمل ہے، اب تک اس موضوع پر متعدد کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں، لیکن ان میں سے جو کتابیں مستند ہیں وہ اتنی مفصل اور طویل ہیں کہ مختصر مدت میں اُن سے فائدہ اُٹھانا ممکن نہیں، دُوسرے اکثر کتابوں میں گروہی تعصبات کی چھاپ نے بہت سے حقائق کو مسخ کردیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب اس لحاظ سے بہت مفید ہے کہ فاضل مؤلف نے اسے بہت زیادہ پھیلانے کے بجائے اہم واقعات کو اختصار کے ساتھ سمیٹنے کی کوشش کی ہے، اور جو لوگ مختصر وقت میں تحریکِ پاکستان سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہوں ان کے لئے صاف ستھرا مواد بڑے سلیقے سے یکجا کردیا گیا ہے، دُوسرے فاضل مؤلف نے ایک دیانت دار مؤرخ کی طرح واقعات کو ٹھیک ٹھیک بیان کردیا ہے اور کسی گروہ یا طبقے کے ساتھ ناانصافی نہیں کی ہے۔ انہوں نے ۱۸۵۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک اہم سیاسی واقعات کو اس ترتیب کے ساتھ بیان کردیا ہے کہ کتاب کے مطالعے کے بعد اس ایک صدی کی سیاسی تصویر ذہن نشین ہوجاتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب ہر پڑھے لکھے شخص بالخصوص طلباء کے لئے نہایت مفید اور معلومات آفریں ہے۔

عام طور سے یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ علماء نے قیامِ پاکستان کی مخالفت کی

تھی، فاضل مؤلف نے اس پروپیگنڈے کے بالکل برعکس تفصیل کے ساتھ واضح کیا ہے کہ علماء اور خاص طور سے علمائے دیوبند کا ایک جلیل القدر طبقہ کس سرگرمی کے ساتھ تحریکِ پاکستان میں شامل رہا ہے، چنانچہ انہوں نے حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہما میں سے ہر ایک کے لئے ایک مستقل عنوان قائم کر کے یہ بتایا ہے کہ انہوں نے قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں کیا خدمات انجام دی ہیں۔

کتاب کے آغاز میں فاضل مؤلف نے سرسیّد احمد خاں صاحب کے خیالات پر ایک مستقل باب قائم کر کے مسلمانوں کے لئے ان کی خدمات کا مفصل تذکرہ کیا ہے، اس میں شک نہیں کہ موصوف کی بہت سی خدمات قابلِ قدر ہیں جن کا تذکرہ اس کتاب میں ضروری تھا، لیکن فاضل مؤلف نے ان کی ''علمی و دینی خدمات'' پر جو حصہ لکھا ہے وہ اس کتاب کے موضوع کے لحاظ سے غیر ضروری تھا، اور جب یہ ذکر چھیڑا گیا تھا تو اس بات کی وضاحت بھی ضروری تھی کہ سرسیّد احمد خاں صاحب کے بہت سے دینی نظریات جمہور اُمت کے بالکل خلاف تھے، جنہیں کبھی مسلمانوں میں قبولیت حاصل نہیں ہوسکی، لیکن فاضل مؤلف نے اس شعبے میں بھی سرسیّد صاحب کی ''خدمات'' پر صرف تحسین وتعریف ہی کے پہلو پر زور دیا ہے، مثلاً لکھا ہے:۔

> خطباتِ احمدیہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر ایک مستند کتاب ہے..... تمام نقاد اس بات پر متفق ہیں کہ یہ بے بہا تصنیف سرسیّد کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ (ص:۱۸)

حالانکہ ''خطباتِ احمدیہ'' جمہور اُمت کے نقطۂ نظر سے انتہائی غیر مستند کتاب ہے، جس میں اہلِ مغرب کے اعتراضات سے خواہ مخواہ مرعوب ہوکر قرآن وسنت کی نصوص میں ایسی رکیک تأویلات سے کام لیا گیا ہے جو تحریف کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔

اسی طرح ''تہذیب الاخلاق'' پر فاضل مؤلف نے جو تبصرہ کیا ہے وہ بہت تشنہ اور ناتمام ہے، فاضل مؤلف لکھتے ہیں:-

> یورپی مصنّفین نے اسلام کے بارے میں مسلمانوں کے دِلوں میں جو شکوک وشبہات پیدا کردیئے تھے ..... ''تہذیب الاخلاق'' نے ان کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے۔ (ص:۲۱)

لیکن یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ شکوک وشبہات رفع کرنے کی اس کوشش میں ''تہذیب الاخلاق'' کے بیشتر مضامین نے اسلام کا حلیہ اس طرح بگاڑ دیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کے بجائے ایک ایسا ڈھیلا ڈھالا جامہ بن گیا جو دُنیا کے ہر باطل سے باطل خیال پر فٹ ہوسکتا ہو۔

بہرکیف! اس جزوی خامی سے قطعِ نظر، کتاب بحیثیتِ مجموعی اپنے موضوع پر ایک قابلِ قدر کوشش ہے، جس کی کماحقہ پذیرائی ہونی چاہئے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ)

حضراتُ القدس

تالیف: شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: محکمۂ اوقاف حکومتِ پنجاب، حضوری باغ (بادشاہی مسجد) لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ سائز کے ۴۱۴ صفحات، سفید دبیز کاغذ پر ٹائپ کی خوش نما طباعت، قیمت: ۱۵ روپے

یہ حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مستند سوانح ہے، جو اُن کے خلیفۂ خاص حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے۔ حضرت مجدد صاحبؒ کی سوانح پر متعدّد کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن دو کتابیں ان سب کے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں، ایک حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کی ''زبدۃ المقامات'' اور دُوسری حضرت شیخ بدرالدین سرہندیؒ کی ''حضراتُ القدس''۔ اوّل الذکر تو عرصہ ہوا شائع ہوچکی ہے، لیکن ''حضراتُ القدس'' ابھی تک مخطوطہ کی شکل میں تھی اور اس کی

طباعت کی نوبت نہیں آئی تھی، پنجاب کے محکمۂ اوقاف نے اُسے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کر کے علم و دین کی ایک گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔

شیخ بدرالدین سرہندیؒ نے پہلے ''سیرِ احمدی'' کے نام سے حضرت مجدد صاحبؒ کی سوانح لکھی تھی جو حضرت موصوفؒ کی پہلی سوانح عمری تھی، اور ''زبدۃ المقامات'' سے بھی پہلے لکھی گئی تھی، لیکن اس کا مسوّدہ چوری ہوگیا، اس کے کافی عرصے کے بعد جبکہ شیخ محمد ہاشم کشمی کی ''زبدۃ المقامات'' منظرِ عام پر آچکی تھی، انہوں نے ''حضرات القدس'' تحریر فرمائی، اس کے بارہ ابواب کو انہوں نے ''حضرات'' کے نام سے معنون کیا ہے، ''حضرتِ اُولیٰ'' میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفاء کے مختصر حالات تحریر فرمائے ہیں، اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ تک تمام اکابر نقشبندیہ اور ان کے خلفاء کا تذکرہ ہے۔ پھر ''حضرتِ ثانیہ'' سے حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اَحوال و مقامات کا بیان شروع فرما کر مختلف عنوانات کے تحت ''حضرتِ عاشرہ'' میں تواریخِ وصال پر ختم کیا ہے، اور آخری دو ابواب میں آپ کے صاحبزادوں، صاحبزادیوں اور خلفاء کے حالات بیان فرمائے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''حضرتِ ثانیہ'' سے شروع ہوتی ہے، اس لئے یہ صرف حضرت مجدد صاحبؒ کے تذکرے ہی پر مشتمل ہے، کتاب سلیس فارسی زبان میں ہے، اور مولانا محبوب الٰہی صاحب نے اس پر اُردو میں ایک مقدمہ بھی لکھا ہے اور کتاب کی تصحیح و تحقیق اور بعض مقامات پر تشریح کے لئے کچھ ذیلی حواشی کا اضافہ بھی کیا ہے۔

کتاب پر پیشِ لفظ جناب رشید احمد جالندھری صاحب نے لکھا ہے، اس میں وہ مولانا غلام علی آزاد کی ''سبحۃ المرجان'' سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

> ایک دفعہ شاہجہاں نے آپ دو آدمیوں افضل خاں اور خواجہ عبدالرحمٰن المفتی کو شیخ کے پاس بھجوایا جنہوں نے شیخ سے کہا کہ

بادشاہوں کے لئے سجدۂ تعظیم جائز ہے اور شیخ سے اِلتجا کی کہ وہ
بھی بادشاہ سے ملتے وقت اس "بدعت" کو قبول کریں، لیکن شیخ
نے کہا کہ ہر چند یہ رَوا ہے، لیکن مقامِ عظیمت (صحیح: عزیمت)
کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہ کیا جائے۔

حضرت مجدد صاحبؒ کی طرف اس واقعے کی نسبت دُرست معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ سجدۂ تعظیم باتفاق حرام ہے۔ حضرت مجدد صاحبؒ سے بعید ہے کہ انہوں نے اسے "رَوا" قرار دیا ہو۔

بہرکیف! کوئی شک نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات، مقامات اور ملفوظات سے استفادہ کے لئے یہ کتاب ایک متند مأخذ کی حیثیت رکھتی ہے، اور اس کی اشاعت سے علم و ادب کی ثروت میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہوا ہے۔ پنجاب کا محکمۂ اوقاف اس کی پیشکش پر قابلِ مبارک باد ہے اور اُمید ہے کہ تمام علمی و دینی حلقے اس خدمت کی پذیرائی کریں گے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ)

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ

تالیف: مولانا سیّد زوّار حسین شاہ صاحب۔ متوسط (۱۸×۲۲) سائز کے ۸۱۶ صفحات، کتابت اور طباعت معیاری، قیمت مجلد مع گرد پوش: ۲۵ روپے۔ ملنے کا پتہ: تبلیغی کتب خانہ، جامع مسجد بابُ الاسلام آرام باغ کراچی نمبر ا

امامِ ربانی حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ والا صفات ان مقدس اور نورانی ہستیوں میں سے ہے جن کے احسانات سے یہ سرزمین تاقیامت سبکدوش نہیں ہوسکے گی، اللہ تعالیٰ نے اس علاقے میں ان سے اپنے دین کی تجدید کا جو انقلابی کام لیا وہ تاریخ میں خال خال ہی کسی کو میسر آتا ہے، فارسی زبان میں حضرت مجدد صاحبؒ کی متعدّد سوانح حیات موجود ہیں، لیکن اُردو زبان میں اس موضوع

پر کوئی اتنی جامع اور مفصل کتاب نہیں تھی، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا سیّد زوّار حسین شاہ صاحب مدظلہم کو جنہوں نے بڑی محنت، کاوش اور عرق ریزی سے اس خلاء کو پُر کیا ہے۔

یہ کتاب چودہ بڑے عنوانات پر (جنہیں دراصل ابواب کہنا چاہئے) مشتمل ہے، پہلا عنوان ہے ''حضرت مجددؒ کا سلسلۂ نسب'' اور اس میں حضرت مجدد صاحبؒ کا صرف نسب نامہ ہی بیان نہیں کیا گیا، بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک تمام آباء و اجداد کے مختصر حالات بھی درج کر دیئے گئے ہیں، اسی طرح دُوسرے باب میں حضرتِ موصوفؒ کا سلسلۂ طریقت بیان کیا گیا ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ تک اس سلسلے کے تمام مشائخ کے حالات فرداً فرداً بیان کئے گئے ہیں، تیسرا باب حضرت مجدد صاحبؒ کے ذاتی سوانح و حالات پر مشتمل ہے اور تقریباً سو صفحات پر پھیلا ہوا ہے، چوتھے باب میں آپؒ کے روزمرہ کے معمولات کا بیان ہے، پانچواں باب آپؒ کے کشف و کرامات سے متعلق ہے، چھٹے باب میں آپؒ کے خاص خاص ملفوظات بیان کئے گئے ہیں، ساتواں، آٹھواں، نواں اور دسواں باب اس کتاب کی خاص چیز ہے اور اس میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کون سے کارنامے انجام دیئے جن کی بناء پر آپ کو ''مجددِ الفِ ثانیؒ'' کا مقبولِ عام لقب دیا گیا ہے، چنانچہ اسی سلسلہ میں پہلے اکبر کے ''دینِ الٰہی'' کی تفصیلات بیان کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اس دور میں کس طرح سرکاری ڈنڈے کے زور سے دینِ اسلام کو مسخ کیا جا رہا تھا؟ کیسے کیسے فاسد اعتقادات اور کتنی خطرناک رُسوم کو رِواج دیا جا رہا تھا؟ پھر تفصیل کے ساتھ اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ حضرت مجدد صاحبؒ نے کس محنت اور حکمت کے ساتھ اس طاغوتی فتنے کا مقابلہ فرمایا، یہ پوری تاریخ انتہائی سبق آموز، ولولہ انگیز اور انتہائی دِلچسپ ہے اور خاص طور سے علمِ دین کے ہر طالبِ علم کو اس کا بنظرِ غائر مطالعہ

کرنا چاہئے۔

گیارھواں باب حضرت مجددؒ کی خاص خاص تعلیمات پر مشتمل ہے، بارہویں باب میں آپؒ کی تصانیف کا تذکرہ ہے، تیرہویں باب میں آپؒ کی اولادِ امجاد کے حالات بیان کئے گئے ہیں، اور آخری باب میں آپ کے خلفاء اور مکتوب الیہم کی نہ صرف فہرست بلکہ ان کی مختصر سوانح بھی بیان کی گئی ہے۔

سوانح میں کوئی واقعہ بلاحوالہ بیان نہیں کیا گیا، اور مأخذ زیادہ تر مستند کتابیں ہیں، اس طرح یہ کتاب اپنے موضوع پر اُردو میں جامع ترین کتاب ہے، اور اس نے اُردو کے اسلامی ادب میں ایک بیش بہا اضافہ کیا ہے۔ ہماری رائے میں یہ کتاب ہر لائبریری، ہر دینی مدرسے اور ہر علمی ذوق رکھنے والے مسلمان تک پہنچنی چاہئے۔

(ذی القعدہ ۱۳۹۳ھ)

حقائق السنن (جلدِ اوّل)

تقریر: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم العالی، مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک۔ تعاون و نگرانی: جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ماہنامہ ''الحق''۔ ترتیب و مراجعت: مولانا عبدالقیوم حقانی۔ ناشر: مؤتمر المصنفین، دارالعلوم اکوڑہ خٹک، ضلع پشاور۔ $\frac{۲۲ \times ۲۹}{۸}$ سائز کے ۵۳۶ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، جلد نہایت دِلکش، قیمت: ۱۲۵ روپے

یہ اُستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم کی تقریر ترمذی ہے جو پہلی بار شائع ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موصوف کو علم و فضل، ورع و تقویٰ، تواضع و سادگی اور اِخلاص وللّٰہیت کا پیکر بنایا ہے، آپ عرصۂ دراز سے دارالعلوم حقانیہ کے ذریعے تشنگانِ علم کو سیراب فرمارہے ہیں، شدید ضرورت تھی کہ آپ کے افاداتِ درس شائع ہوکر مفیدِ خاص و عام ہوں، الحمدللہ کہ یہ کتاب اس ضرورت کی

تکمیل کی پہلی قسط ہے جس میں کتاب الطہارۃ مکمل ہوگئی ہے۔

حضرت موصوف کی تقریر ان کے بہت سے شاگردوں نے ضبط کی ہوگی، لیکن زیرِ نظر کتاب میں حضرت موصوف کے دو فاضل صاحبزادوں، برادرِ مکرم مولانا سمیع الحق اور مولانا انوار الحق صاحب کی ضبط کی ہوئی تقریروں کو بنیاد بنایا گیا ہے، اور اس کی ترتیب و تزیین میں مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے برادرِ محترم مولانا سمیع الحق صاحب کی نگرانی میں خاصی محنت اور خوش مذاقی سے کام لیا ہے۔

حضرت موصوف مدظلہم کی تقریر کے بارے میں ہم طالب علموں کا کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مرادف ہے، تاہم تعارف کے طور پر اتنا عرض ہے کہ دورۂ حدیث کے اساتذہ وطلبہ کے لئے یہ کتاب نہایت مفید اور گراں قدر افادات پر مشتمل ہے، اور دورۂ حدیث کے ہر اُستاذ اور طالبِ علم کو اس سے استفادے کو غنیمتِ کبریٰ سمجھنا چاہئے، کیونکہ یہ حضرتِ موصوف کے سالہا سال کے تدریسی تجربے اور مطالعے کا نچوڑ ہے۔

مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب قابلِ مبارک باد ہیں کہ ان کے ذریعے یہ تقریر منظرِ عام پر آئی، انہوں نے جابجا اس تقریر پر مفید حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں جن میں تقریر میں بیان شدہ احادیث کی تخریج کا اہتمام کیا ہے، اور بعض مقامات پر اپنی طرف سے فوائد کا بھی اضافہ فرمایا ہے، ان حواشی سے تقریر کا فائدہ تام ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اس مبارک کام پر جزائے خیر عطا فرمائیں اور باقی ماندہ تقریر کی تکمیل کی توفیق بخشیں، آمین۔

بعض مقامات پر سرسری نظر میں ترتیب وتعلیق میں کچھ تسامحات بھی نظر سے گزرے، مثلاً صفحہ:۲۹۴ کے حاشیہ پر ''رحمۃ الامۃ'' کو علامہ خطابیؒ کی طرف منسوب فرمایا ہے، حالانکہ یہ کتاب علامہ خطابیؒ کی تالیف نہیں، بلکہ اس کے مؤلف علامہ محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی شافعیؒ ہیں، بعض جگہ کتابت کی بھی غلطیاں رہ گئی ہیں، مثلاً صفحہ:۲۹۳

پر بار بار "فلال حجر" کا لفظ کتابت ہو گیا ہے۔

بہر کیف! لا تعدم الحسناء ذاما کے مصداق، یہ نہایت معمولی فروگزاشتیں ہیں جو کتاب کے محاسن کے مقابلے میں قابلِ ذکر بھی نہیں، اور انشاء اللہ معمولی توجہ سے آئندہ ایڈیشنوں میں رفع ہو سکتی ہیں، لیکن بحیثیتِ مجموعی اس کتاب کو منظرِ عام پر لاکر برادرِ مکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب نے ہم طالب علموں پر احسان کیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مزید احسانات کی زیادہ سے زیادہ توفیق مرحمت فرمائے، آمین ثم آمین۔ (ربیع الاول ۱۴۰۵ھ)

حقوق الوالدین

مؤلف: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم۔ مرتبہ: جناب عثمان شبنم۔ ناشر: دیانی برادرس، مقابل سندھ مدرسہ کراچی۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۳۲ صفحات، کتابت و طباعت گوارا، مفت تقسیم کے لئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم العالی کی تفسیر "معارف القرآن" کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی مقبولیت عطا فرمائی ہے، جناب عثمان شبنم نے اسی تفسیر سے حقوق الوالدین سے متعلق آیات کی تشریح یکجا جمع کر کے یہ رسالہ مرتب فرمایا ہے، چنانچہ اس رسالہ میں سورۂ نساء، سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ لقمان کی متعلقہ آیات کی تفسیر اور ان سے مستنبط ہونے والے معارف و مسائل جمع ہیں۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے حقوق الوالدین کی اہمیت کا احساس فروغ پاتا ہے، اور متعلقہ قرآنی آیات سے متعلق بہترین حقائق و معارف سامنے آتے ہیں۔ جناب عثمان شبنم نے یہ رسالہ مرتب کر کے بڑی خدمت انجام دی ہے، ضرورت ہے کہ نئی نسل کو زیادہ سے زیادہ اس کے مطالعہ پر آمادہ کیا جائے۔ تفسیر "معارف القرآن" میں اس طرح اور بھی بہت سے موضوعات پر نہایت مفید اور مفصل مضامین موجود ہیں، اگر کوئی صاحب اسی طرح ان

کو بھی چھوٹے چھوٹے رسائل کی شکل میں شائع کریں تو بڑی خدمت ہو۔

(ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ)

حقیقتِ تصوّف وتقویٰ

مواعظ: حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔
مرتبہ: منشی عبدالرحمٰن خاں صاحب۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، ۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۶۹۶ صفحات، کتابت و طباعت عکسی، معیاری جلد خوشنما،
قیمت: تیرہ روپے پچاس پیسے

حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس آخری دور میں اصلاحِ خلق کے لئے موفق فرمادیا تھا، آپؒ کے مواعظ و ملفوظات کی یہ خاص تاثیر ہے کہ ان کا باقاعدہ مطالعہ زندگیوں میں خوشگوار دینی انقلاب برپا کردیتا ہے۔ آپؒ کے مواعظ و ملفوظات میں تفسیر و حدیث سے لے کر عقائد و اخلاق تک دینی علوم کے ہر گوشے پر ایسے ایسے گراں قدر نکات ملتے ہیں جو ضخیم کتابیں چھان کر بھی حاصل ہونے مشکل ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے مطالعے سے دِلوں میں وہ گداز پیدا ہوتا ہے جو دین کی صحیح فہم پیدا کرتا ہے، اور جس کے ذریعہ دین پر عمل کا راستہ آسان نظر آنے لگتا ہے۔

حضرتؒ کے مواعظ مختلف اداروں نے بار بار چھاپے ہیں، لیکن کچھ عرصہ قبل جناب منشی عبدالرحمٰن خاں صاحب نے انہیں جس حسنِ ترتیب کے ساتھ طباعت و کتابت کے حسین لباس میں پیش کیا تھا اُس سے بڑا فائدہ پہنچا، اور اس کی وجہ سے ان مواعظ سے استفادہ کرنا آسان ہوگیا، لیکن افسوس ہے کہ یہ سلسلہ دس جلدوں سے آگے نہ بڑھ سکا، اور یہ دس جلدیں بھی رفتہ رفتہ کمیاب ہوگئیں۔

اب اس کام کا بیڑا مکتبہ رشیدیہ لاہور نے اُٹھایا ہے، اور زیرِ تبصرہ کتاب اس

سلسلہ کی پہلی کڑی ہے، یہ منشی عبدالرحمٰن صاحب کی ترتیب کے مطابق مواعظِ اشرفیہ کی گیارہویں جلد ہے، اور مندرجہ ذیل دس وعظوں پر مشتمل ہے:-

۱:-التقویٰ، ۲:-المرابطۃ، ۳:-المجاہدہ، ۴:-التحصیل والتسہیل، ۵:-طریقِ قلند، ۶:-اوجِ قنوج، ۷:-دستورِ سہارنپور، ۸:-ترک مالا یعنی، ۹:-رفع الموانع اور ۱۰:-سیرتِ صوفی۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ میں چونکہ اصل مقصد دین کے صحیح مزاج و مذاق کی تبلیغ ہوتا ہے اس لئے وہ کسی ایک موضوع پر منحصر نہیں ہوتے، بلکہ ہر وعظ میں دین کے مختلف گوشے اس طرح واضح ہوتے جاتے ہیں کہ وعظ کے خاتمہ پر انسان اپنا دامن وسیع معلومات اور جذبۂ عمل سے بھر کر اُٹھتا ہے، یہی رنگ اس جلد میں بھی نمایاں ہیں۔ جہاں تک کتابت و طباعت کا تعلق ہے، مکتبہ رشیدیہ نے حسنِ اہتمام اور سلامتِ ذوق کی مثال قائم کردی ہے، ہم دُعا گو ہیں کہ اس سلسلے کی باقی جلدیں بھی اسی اہتمام کے ساتھ جلد منظرِ عام پر آجائیں۔ اُمید ہے کہ تمام دینی حلقے اس سلسلے کی پوری پوری قدر کریں گے۔ (ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ)

حکیم الأمتؒ اکابر و معاصرین کی نظر میں

مؤلفہ: مولانا سیّد محمود حسن صاحب مدظلہم خلیفۂ مجاز حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: کتب خانہ مظہری ۴-جی ۱/۱۲، ناظم آباد کراچی نمبر ۱۸۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۲۸۰ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ، قیمت: ۱۰ روپے

حکیم الأمت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے خدمتِ دین کی جو توفیقِ خاص مرحمت فرمائی تھی، وہ کم از کم اس صدی میں تو بے نظیر ہے، زیرِ نظر کتاب آپ کے بارے میں آپ کے اکابر اور معاصرین کی آراء پر مشتمل ہے، جسے فاضلِ مؤلف نے نہایت عرق ریزی سے مرتب کیا ہے۔ کہنے کو یہ

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) تھے، ان حضرات کی بعض عبارتوں کو توڑ مروڑ کر انہیں من مانے معنی پہنائے گئے اور ان پر توہینِ انبیاء و اولیاء کے بے بنیاد الزامات لگا کر یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ (معاذ اللہ) انہوں نے سرکارِ دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دُوسرے انبیاء کی شان میں گستاخی کی ہے۔ جناب مولانا سرفراز خاں صاحب نے اس کتاب میں ایسی تمام عبارتوں پر اہلِ بریلی کے اعتراضات یکجا کر کے ان کا مفصل و مدلل اور کافی وشافی جواب دیا ہے۔

''اہلِ دیوبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہیں'' .....''انہوں نے (معاذ اللہ) انبیاء و اولیاء کو چوہڑے اور چمار سے زیادہ ذلیل لکھا ہے'' .....''یہ لوگ ختمِ نبوت کے منکر ہیں'' .....''وہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو جھوٹا سمجھتے ہیں'' .....''وہ (معاذ اللہ) ابلیس یا چوپایوں کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مانتے ہیں۔''

اس قسم کے تمام بے بنیاد الزامات کی فاضل مصنف نے اچھی طرح قلعی کھول کر رکھ دی ہے، انہوں نے اس سلسلے میں پہلے علمائے بریلی (خصوصاً مولانا احمد رضاخاں صاحب) کے جملہ اعتراضات کو انہی کے الفاظ میں تفصیل سے نقل کیا ہے، اس کے بعد ان حضراتِ اکابرؒ کی اصل عبارتیں پیش کر کے بتایا ہے کہ علمائے بریلی نے ان سے جو وحشت ناک نقشہ کھینچا ہے یہ عبارتیں اس سے کس قدر بَری ہیں اور پھر خود ان حضراتِ اکابرؒ کی عبارتوں کی روشنی میں ان کی صحیح مراد واضح کر کے اس پر قرآن و سنت اور بزرگانِ سلف کے اقوال سے ناقابلِ انکار دلائل قائم کیے ہیں۔

حضرت شاہ شہیدؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت تھانویؒ پر عائد کیے ہوئے اعتراضات کے لئے انہوں نے الگ الگ باب قائم کر کے ہر باب کے شروع میں ان کے مختصر سوانح بھی درج کیے ہیں اور کتاب

کے شروع میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کی وہ تحریریں بھی پیش کی ہیں جن میں تکفیر و تفسیق کی گرم بازاری، سب وشتم کی حد تک پہنچ گئی ہے، فاضل مصنف نے حوالوں کے ساتھ بتایا ہے کہ منصف مزاج علمائے بریلی بھی خاں صاحب موصوف کی اس تکفیر کی مہم سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور اس معاملہ میں ان کے غلو سے بیزار ہیں۔

بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب نہایت مفید اور معلومات آفریں ہے اور اس کی وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔ (صفر المظفر ۱۳۹۴ھ)

عدالتِ حضراتِ صحابہ کرامؓ

تالیف: مولانا مہر محمد میانوالوی۔ ناشر: مکتبہ عثمانیہ کراچی نمبر ۱۶۔ $\frac{18 \times 22}{8}$ سائز کے ۳۶۰ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، قیمت غیر مجلد: ۵۰/۷

یہ کتاب حضراتِ صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب، ان کی عدالت اور دین میں ان کے مقام کی تشریح و توضیح کے لئے لکھی گئی ہے اور اس ضمن میں صحابہؓ پر وارد کئے جانے والے مطاعن کا بھی جواب دیا گیا ہے۔

کسی علمی کتاب میں تین باتیں بطورِ خاص دیکھنے کی ہوتی ہیں، ایک اس کا مواد اور مآخذ، دُوسرے اس مواد سے نتائج کا استخراج اور موضوع کا تحلیل و تجزیہ، اور تیسرے ترتیب اور اسلوبِ بیان، جہاں تک مواد اور مآخذ کا تعلق ہے فاضل مؤلف کی یہ کاوش اس حیثیت سے قابلِ تعریف و تحسین ہے، انہوں نے کافی محنت کے ساتھ موضوع کا اس کے مستند مآخذ میں مطالعہ کیا ہے اور اس کتاب میں کارآمد مواد جمع کردیا ہے، رہا اس مواد سے نتائج کا استخراج، موضوع کا تحلیل و تجزیہ اور ترتیب و اسلوب بیان، سو اس میں کسی قدر ناپختگی اور نومشقی جھلکتی ہے، تاہم فاضل مؤلف کی پہلی کاوش ہونے کے لحاظ سے یہ ایک قابلِ تعریف کتاب ہے اور اس کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ اگر انہوں نے مشقِ تحریر جاری رکھی تو وہ انشاء اللہ ایک کامیاب

سلسلے میں سند و حجت کا مقام رکھتے تھے، وہ اس کتاب کے بہت قدردان تھے، اور اسے اَحکامِ حج کے موضوع پر بے نظیر قرار دیتے تھے۔ یہ کتاب عرصۂ دراز سے بالکل نایاب تھی، البتہ اس کا ایک قلمی نسخہ حضرت مولانا شیر محمد صاحبؒ کے پاس محفوظ تھا، انہوں نے یہ نسخہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کو دے دیا تھا اور فرمائش کی تھی کہ اسے طبع کرادیا جائے، اب حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے اپنی نگرانی میں اسے طبع کرادیا ہے، افسوس ہے کہ حضرت مولانا شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت دُنیا میں موجود نہیں ہیں، لیکن بحمداللہ ان کی یہ دیرینہ خواہش پوری ہوچکی ہے۔

اَحکامِ حج پر چھوٹی بڑی کتابیں ہر زبان میں موجود ہیں، لیکن اہلِ علم کی نظر میں جو مقام ''حیاتُ القلوب'' کو حاصل ہے وہ بہت کم کتابوں کو حاصل ہوسکا ہے، اس کی ترتیب عمدہ، اندازِ بیان واضح اور مسائل کا انتخاب جامع ہے، اور طویل اور گنجلک مباحث کے بجائے چھنی چھنائی محقق باتیں جمع کردی گئی ہیں۔ اُمید ہے کہ علمی حلقے اس کتاب کی خاطر خواہ پذیرائی کریں گے۔ کتاب فارسی زبان میں ہے، اور کاش کہ کوئی صاحب اس کا اُردو میں ترجمہ کرکے اسے شائع کردیں تو اُردو داں طبقہ بھی اس سے فائدہ اُٹھاسکے۔

(ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ)

خاتم النبیینؐ

مؤلفہ: جناب مصباح الدین صاحب۔ ای بلاک نمبر ۱۰۴ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ ۱۸×۲۳ سائز کے ۳۶۴ صفحات، کتابت وطباعت روشن، کاغذ سفید، قیمت درج نہیں۔

قادیانیت کی تردید میں بفضلہٖ تعالیٰ اُردو زبان میں بڑا وسیع اور قابلِ قدر ذخیرۂ کتب آچکا ہے، یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس کتاب کا موضوع خود مصنف کے بقول یہ ہے کہ یہ بات ثابت کردی جائے کہ ''اسلام اور قادیانیت میں

اتنا ہی بُعد ہے جتنا دِن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں'' چنانچہ مصنف نے پہلے عقیدۂ ختمِ نبوّت کی وضاحت کی ہے، اس کے بعد قادیانی تحریک کی سیاسی بنیادوں کو اُجاگر کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ جھوٹی نبوّت کا یہ پودا درحقیقت انگریز نے اپنے سیاسی مقاصد کی تحصیل کے لئے بویا تھا، اس کے بعد مرزا قادیانی کے بے سروپا دعووں کو ان کی کتابوں سے نقل کر کے واضح کیا ہے کہ ایسے لغو عقائد، خیالات اور دعووں کو اسلام سے کیا نسبت ہوسکتی ہے؟ فاضل مؤلف نے اس کتاب کی تالیف میں بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے، اور مرزا جی کی کتابوں کو کھنگال کر اُن سے وہ عبارتیں سامنے لے آئے ہیں جن سے تحریکِ قادیانیت کی حقیقت واضح ہوتی ہے، اُمید ہے کہ انشاء اللہ اس کتاب سے طالبانِ حق کو فائدہ پہنچے گا۔ (رجب المرجب ۱۳۹۶ھ)

خدائی وعدہ

تصنیف: ڈاکٹر طٰہٰ حسین۔ اُردو ترجمہ: معراج محمد بارق۔ ناشر: نور محمد کارخانۂ تجارتِ کتب آرام باغ کراچی۔ چھوٹے سائز کے ۳۶۰ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت مجلد مع خوبصورت گرد پوش: ساڑھے چار روپے

یہ مصر کے معروف تجدّد پسند اہلِ قلم ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی عربی تصنیف ''الوعد الحق'' کا اُردو ترجمہ ہے، جس میں انہوں نے دورِ جاہلیت اور ابتدائے اسلام کے ماحول کو افسانوی انداز میں پیش کیا ہے، مسلمانوں نے اسلام کی خاطر کیسی مشکلات برداشت کیں؟ اور بالآخر کامیابیوں نے کس طرح ان کے قدم چومے؟ یہ ہے اس کتاب کا موضوع، اس سلسلے میں واقعات کو دلچسپ اور مؤثر انداز میں قلم بند کیا گیا ہے، اور ہماری معلومات کی حد تک افسانویت کو تاریخ پر غالب نہیں کیا گیا، ترجمہ مجموعی حیثیت سے سلیس، رواں اور دلچسپ ہے۔ (ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ)

خزینۂ رحمت

مولانا الحاج خلیل الرحمٰن صاحب نعمانی مظاہری۔ ناشر: اقبال بک ہاؤس، ٹرام جنکشن، صدر کراچی نمبر ۳۔ چھوٹے سائز کے ۶۴ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت: ۱/۲۵

دُرود شریف اور فضائل و مسائل پر بہت سی کتابیں اور رسائل لکھے گئے ہیں، یہ رسالہ بھی اسی موضوع پر ہے، اور اس میں دُرود شریف کے فضائل، برکات، فوائد، ثمرات اور اس کے آداب و احکام بتائے گئے ہیں۔ دُرود شریف کے بعض خاص صیغے بھی اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں جو مستند احادیث یا بزرگانِ دین کے عمل سے ثابت ہیں، ذکر و شغل کا ذوق رکھنے والے حضرات کے لئے یہ رسالہ بڑے کام کا ہے۔

(ذی القعدہ ۱۳۹۲ھ)

خزینۂ نعت

از بشیر زوّاری۔ ملنے کا پتہ: حاجی محمد بشیر اللہ، ۳/۲ اے ایریا لیاقت آباد کراچی۔ چھوٹے سائز کے ۱۴۴ صفحات، کاغذ اور کتابت و طباعت عمدہ، قیمت: ۳ روپے

یہ بشیر زوّاری صاحب کی نعتوں کا ایک مجموعہ ہے، عشق و محبت کے جن جذبات کے ساتھ یہ نعتیں کہی گئی ہیں وہ بے حد قابلِ قدر ہیں، شعری نقطۂ نظر سے بھی نعتیں گوارا ہیں۔

(شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ)

خطباتِ عثمانی

مؤلفہ: پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی صاحب۔ ناشر: نذر سنز نمبر ۲۲۱ سرکلر روڈ لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ سائز کے ۴۱۶ صفحات، کتابت و طباعت متوسط معیار کی، کاغذ سفید، قیمت: ۲۵ روپے

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے ان مخلص معماروں میں سے تھے جنہیں بانیانِ ملک میں صفِ اوّل کا مقام حاصل رہا لیکن قوم نے انہیں بہت جلد بھلا دیا، اُنہوں نے اُمت پر عظیم احسانات کئے، وہ جتنے ناقابلِ فراموش تھے، افسوس ہے کہ آج وہ اتنے ہی پردۂ خفا میں چلے گئے ہیں، لیکن اللہ جزائے خیر دے جناب پروفیسر انوار الحسن صاحب شیرکوٹی کو جو انتہائی نامساعد اور حوصلہ شکن حالات میں بڑی استقامت کے ساتھ حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو اُجاگر کرنے میں مصروف ہیں، اس سلسلے میں ان کی دو مفصل کتابیں ''تجلیاتِ عثمانی'' اور ''انوارِ عثمانی'' پہلے منظرِ عام پر آچکی ہیں، ایک بڑی قابلِ قدر کتاب ''حیاتِ عثمانی'' مکمل ہوچکی ہے، لیکن اس کا مسوّدہ تشنۂ طباعت ہونے کی وجہ سے ہماری قوم کی بے حسی پر نوحہ کناں ہے، اسی سلسلے کی ایک کڑی زیرِ نظر کتاب ہے جو ''خطباتِ عثمانی'' کے نام سے منظرِ عام پر آئی ہے۔

اس کتاب کا اصل مقصد تو شیخ الاسلام علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے اُن خطبات کی ترتیب و تدوین ہے جو کسی طرح محفوظ رہ سکے ہیں، لیکن ہر خطبے سے پہلے فاضل مؤلف نے اس کا تاریخی اور سیاسی پسِ منظر نہایت تفصیل کے ساتھ واضح کیا ہے، اور اس طرح یہ کتاب برِصغیر میں مسلمانوں کی جدوجہدِ آزادی اور اقامتِ اسلام کی تحریکوں کا بھی بڑا قابلِ قدر تذکرہ ہے، فاضل مؤلف نے جس خوبی کے ساتھ ان واقعات کو بیان کیا ہے وہ ان کی وسعتِ معلومات اور محنت وعرق ریزی کا واضح ثبوت ہے، اور اس کے مطالعے سے متعلقہ مواد کا مختصر خاکہ قاری کے ذہن نشین ہوجاتا ہے۔

کتاب زیادہ تر ان خطبات اور مکاتیب پر مشتمل ہے جو تحریکِ پاکستان سے متعلق ہیں، اس لئے اس میں اُن کوششوں کا مفصل تذکرہ آگیا ہے جو علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے قیامِ پاکستان کے لئے انجام دی تھیں۔ سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد سے لوگ یہ پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں کہ اس حادثے سے نظریۂ پاکستان غلط

ثابت ہوگیا ہے، بعض حضرات نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ علامہ عثمانیؒ نے قیامِ پاکستان کے لئے جو جدوجہد کی تھی اےـ۱۹ء کے بعد اس کا تذکرہ قابلِ تعریف انداز میں نہیں کرنا چاہیے، اور اس جدوجہد سے شیخ الاسلامؒ کی کوئی منقبت ثابت نہیں ہوتی، لیکن یہ بات اس منفعلی ذہنیت کی پیداوار ہے جو یہ سمجھتی ہے کہ باطل کے ہاتھ میں تلوار آجائے تو وہ حق بن جاتا ہے، اس کتاب میں علامہ عثمانیؒ کا موقف کافی وضاحت اور صراحت کے ساتھ بیان ہوگیا ہے اور اس کو انصاف کی نظر سے دیکھنے کے بعد یہ واضح ہوجاتا ہے کہ سقوطِ مشرقی پاکستان کا اصل سبب نظریۂ پاکستان نہیں بلکہ اس نظریہ کے حاملین کی بدعملی تھی، اگر کسی سچے نظریہ کے علمبردار اپنی کامیابی کے بعد بدعملی میں مبتلا ہوکر کہیں شکست کھاجائیں تو اس سے اس نظریے کو غلط ٹھہرانا ایسا ہی ہے جیسے مسلمانوں کے موجودہ زوال سے متأثر ہوکر (معاذ اللہ) اسلام ہی سے بددِل ہوجانا۔

بہرکیف! یہ کتاب اس لائق ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو اور نئی نسل پورے غور کے ساتھ اس کا مطالعہ کرے، کتاب کی قیمت البتہ ہماری رائے میں زیادہ ہے۔

(شوال المکرم ۱۳۹۳ھ)

خطباتِ مدراس

از: حضرت مولانا سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: اظہار سنز، ۱۹-اُردو بازار لاہور۔ $\frac{۲۳\times۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۱۹۴ صفحات، سفید کاغذ پر عمدہ کتابت اور آفسٹ کی طباعت، قیمت مجلد مع گردپوش: ۱۵ روپے

مدراس میں مسلمانوں کی ایک انجمن ''مسلم ایجوکیشن ایسوی ایشن آف سدرن انڈیا'' نے تقسیمِ ہند سے پہلے نامور علماء اور مفکرین سے اسلامی موضوعات پر خطبوں کا اہتمام کیا تھا، مختلف اہلِ علم وفکر کے یہ خطبات بڑے مقبول اور معروف ہوئے، حضرت مولانا سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات ''خطباتِ مدراس''

کے نام سے بار بار چھپ کر مقبولِ عام ہو چکے ہیں۔

ان آٹھ خطبات میں سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے تو یہ ثابت کیا ہے کہ انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں سے ہوسکتی ہے، اور دُوسرے خطبے میں ناقابلِ انکار دلائل کی بنیاد پر یہ بتادیا ہے کہ عالمگیر اور دائمی نمونۂ عمل صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے، کیونکہ تمام دُوسرے انبیاء علیہم السلام کے مقابلے میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سیرتِ طیبہ ایسے قابلِ اعتماد ترین تاریخی ذرائع سے ہم تک پہنچی ہے جو دُنیا کی کسی دُوسری شخصیت کو میسر نہیں، اس دعوے کی تصدیق میں سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عالمانہ اور مؤرِخانہ بحث کی ہے۔

اس کے بعد فاضل مؤلفؒ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ سب سے زیادہ مکمل اور سب سے زیادہ جامع سیرت ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو صرف نظریات نہیں دیئے بلکہ ان اعلیٰ ترین دینی اور اخلاقی اُصولوں پر بذاتِ خود اس طرح عمل کرکے دکھلایا کہ دُنیا کے کسی مصلح کی عملی زندگی میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ اس ضمن میں فاضل مؤلف نے سیرتِ طیبہ کے چیدہ چیدہ واقعات بڑے دِلکش اور مؤثر پیرائے میں بیان فرمائے ہیں جن سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت دِل میں پیدا ہوتی ہے۔

پھر آخری دو خطبوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی جامعیت اور کاملیت پر سیر حاصل بحث کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ اس پیغام پر عمل کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کیا رہنمائی کرتی ہے؟ اور اس سے انسان اور انسانیت کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

کہنے کو یہ آٹھ متفرق خطبات ہیں، لیکن درحقیقت یہ ایک مربوط تصنیف ہے، اور اس کے مطالعے سے معلومات اور جذبۂ عمل دونوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ عرصہ سے

یہ کتاب پاکستان میں نایاب تھی، اظہار سنز نے اُسے سلیقے کے ساتھ شائع کر کے بڑی خدمت انجام دی ہے۔ (جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ)

خلافت وملوکیت، تاریخی وشرعی حیثیت

مؤلفہ: مولانا صلاح الدین یوسف۔ ملنے کا پتہ: جامع مسجد اہلِ حدیث، مصطفیٰ آباد (دھرم پورہ) لاہور۔ $\frac{18 \times 22}{8}$ سائز کے ۵۸۴ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، مجلد گرد پوش، قیمت سفید کاغذ: ۱۲/۷۵، رَف کاغذ: ۱۰/۵۰

مولانا مودودی صاحب کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' کی تردید میں اب تک بہت کچھ لکھا جاچکا ہے، یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، لیکن یہ ان پیش روتحریروں سے مندرجہ ذیل اُمور میں خاص امتیاز رکھتی ہے:-

۱:- اس کتاب میں ''خلافت وملوکیت'' پر ہر پہلو سے تنقید کی گئی ہے، یہ پوری کتاب پر تنقید ہے، اس کے کسی ایک جزء پر نہیں۔

۲:- اس میں صرف مولانا مودودی صاحب کے بیان کردہ واقعات ہی پر تبصرہ نہیں کیا گیا، بلکہ ان کے نظریۂ خلافت وملوکیت سے بھی اختلاف کیا گیا ہے، اور اس سلسلے میں اُن سوالات کا بھی جواب دیا گیا ہے جو مولانا مودودی صاحب نے اپنے ناقدین سے کئے ہیں، اور اس طرح قرونِ اُولیٰ کے تغیرِ حالات کی ایک متبادل تشریح بھی پیش کی گئی ہے۔

۳:- ''خلافت وملوکیت'' کے دُوسرے عام ناقدین کے برخلاف اس کا اندازِ بیان بحیثیتِ مجموعی سنجیدہ، باوقار اور عالمانہ ہے۔

ہم اس کتاب کے بیشتر حصوں کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ اس پر مکمل اور سیر حاصل تبصرے کے لئے طویل فرصت اور مفصل مضمون کی ضرورت ہے جس کے یہ صفحات متحمل نہیں ہوسکتے، تاہم یہاں اپنے تأثرات اختصار کے ساتھ

عرض کرتے ہیں۔

جہاں تک اُن اعتراضات کے جواب کا تعلق ہے جو مولانا مودودی صاحب نے حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ وغیرہ پر کئے ہیں، اس کے لحاظ سے یہ کتاب بحیثیتِ مجموعی نہایت قابلِ قدر اور اطمینان بخش ہے، فاضل مؤلف نے جن مستحکم دلائل، ناقابلِ تردید شواہد، دِل نشین طرزِ استدلال اور شگفتہ اندازِ بیان کے ساتھ ان حضراتِ صحابہؓ کا دفاع کیا ہے، اس پر وہ قابلِ مبارک باد ہیں، خاص طور سے حضرت عثمانؓ پر عائد کئے ہوئے اعتراضات کو فاضل مؤلف نے جس خوبی ساتھ دُور کیا ہے، اس کے بعد کسی انصاف پسند انسان کو اس معاملے میں کوئی شبہ نہیں رہنا چاہئے۔ اسی طرح جنگِ جمل اور جنگِ صفّین کے واقعات کی جو مدلل تشریح و توضیح اس کتاب میں کی گئی ہے اُس سے حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کا موقف پوری قوتِ استدلال کے ساتھ اُبھر کر سامنے آجاتا ہے، اور اس پروپیگنڈے کی قلعی اچھی طرح کھل جاتی ہے کہ ان حضرات کا موقف بے بنیاد (معاذ اللہ) یا ذاتی اغراض پر مبنی تھا۔

مولانا مودودی صاحب نے اپنے ناقدین کا جواب دیتے ہوئے "خلافت و ملوکیت" کے ضمیمے میں جو اُصولی بحثیں اُٹھائی ہیں، اُن پر بھی فاضل مؤلف کا تبصرہ عموماً سیر حاصل اور تسلی بخش ہے، خاص طور پر تاریخی کتابوں کی علمی قدر و قیمت پر جو بحث انہوں نے کی ہے وہ بڑی جاندار، بصیرت افروز اور سلامتِ فکر کی حامل ہے، اور تاریخِ اسلام کے طلباء کے لئے بہترین مشعلِ راہ۔ مذکورہ بالا مباحث پر گفتگو کرنے کے لئے مولانا صلاح الدین یوسف صاحب نے تحقیق و تفتیش کا حق ادا کیا ہے، اور محنت و عرق ریزی کے بعد ان موضوعات پر قیمتی مواد جمع کر دیا ہے۔

البتہ کتاب میں تین باتیں ہمیں خاص طور پر کھٹکتی ہیں:۔

ا:۔ حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کا دفاع کرتے ہوئے کئی جگہ مؤلف نے اس بات کا اظہار تو کیا ہے کہ وہ جمہور اہلِ سنت کے مسلک کے

مطابق حضرت علیؓ کو مخلص اور مجتہد سمجھتے ہیں، نیز علمائے اہلِ سنت کے وہ ارشادات بھی بلا تنقید نقل فرمائے ہیں جن میں حضرت علیؓ کو مجتہدِ مُصیب قرار دیا گیا ہے، اس سے صاف واضح ہے کہ مصنف کا عقیدہ اس معاملے میں جمہور اہلِ سنت ہی کے مطابق ہے، لیکن واقعات کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے اور مولانا مودودی کے مختلف اعتراضات کا متعدّد مقامات پر جس انداز میں الزامی جواب دیا گیا ہے، اُس کو پڑھنے کے بعد حضرت علیؓ کے موقف کے بارے میں کوئی اچھا تأثر قائم نہیں ہوتا، بلکہ قاری کا ذہن یہ سمجھنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ اہلِ سنت نے حضرت علیؓ کے موقف کو برحق قرار دینے میں حقیقت پسندی سے زیادہ جذباتی عقیدت سے کام لیا ہے، ہمارے نزدیک یہ ایک غلط تأثر ہے، اگرچہ مصنف کی طرف سے یہ تأویل کی جاسکتی ہے کہ کتاب کا اصل موضوع چونکہ حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کے موقف کو واضح کرنا ہے، اس لئے اس میں حضرت علیؓ کے دلائل سامنے نہیں آسکے، لیکن موضوع کی نزاکت کا تقاضا یہ ہے کہ جب اس پر کوئی مفصل گفتگو ہو تو قارئین کو ہر ممکن غلط فہمی سے بچایا جائے، اس لئے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ فاضل مصنف آئندہ ایڈیشن میں کتاب کے ان حصوں پر نظرِ ثانی کرکے ان میں حضرت علیؓ کا موقف بھی واضح فرمائیں، اس کے بعد یہ کتاب اہلِ سنت کے مسلک کی بہترین نمائندہ دستاویز ہوگی۔

۲:- معاہدۂ تحکیم کے سلسلے میں مصنفؒ نے واقدی کی اس مشہور روایت پر تبصرہ کیا ہے جس میں (معاذ اللہ) حضرت عمرو بن عاصؓ کی ''صریح دھاندلی'' کا ذکر ہے، اس روایت پر ان کا تبصرہ روایت و درایت ہر اعتبار سے جامع اور مدلل ہے، اور اس روایت کو رَدّ کرنے کی جو وجوہ پیش کی گئی ہیں وہ بلاشبہ ناقابلِ انکار ہیں، لیکن پھر تحکیم کے وقت واقعۃً کیا ہوا تھا؟ اور اگر اس معاملے کو اکابر صحابہؓ کے سپرد کردیا گیا تھا تو پھر ان اکابر صحابہؓ کا اجماع کیوں نہیں ہوا؟ ہوا تو اس کے نتائج کیا نکلے؟ ان سوالات کا کوئی اطمینان بخش جواب کتاب میں نہیں ہے، اس پہلو پر بھی مزید تحقیق

کی ضرورت ہے۔

۳:- مولانا صلاح الدین یوسف نے کتاب کے ابتدائی ابواب میں اسلام کے نظامِ حکومت کے بعض پہلوؤں پر بھی بحث کی ہے، ہمیں ان کے اس نقطۂ نظر سے اتفاق ہے کہ اسلام نے نظامِ حکومت کو گھڑ مڑھ کر رائج الوقت جمہوریت کے مطابق بنانے کی کوشش کرنا غلط بھی ہے اور بہت سے فتنوں کا سرچشمہ بھی، انہوں نے ''مسائل کی اہمیت'' کے عنوان سے یہ بات بھی بڑے کانٹے کی کہی ہے کہ اسلامی مسائل کی تحقیق کے لئے اہمیت کا معیار عصری رُجحان کے بجائے خود قرآن و حدیث اور تعاملِ اُمت ہونا چاہئے، لیکن اس کے بعد فاضل مؤلف کی بحث ہماری ناقص رائے میں بڑی حد تک تشنہ اور مجمل ہے، وہ بگاڑ کا اصل سبب اُس اخلاقی تغیر کو قرار دیتے ہیں جو معاشرے میں تدریجی طور پر نفوذ کر جاتا ہے، ان کے نزدیک ملوکیت میں بذاتہٖ کوئی خرابی نہیں، خرابی بادشاہوں کے ناجائز طرزِ عمل سے پیدا ہوتی ہے، جس کا سبب اخلاقی زوال ہے، یہاں آکر یہ واضح نہیں ہو پاتا کہ موصوف کے نزدیک خلافت اور ملوکیت میں واضح فرق کیا ہے؟ اگر یہ دونوں طریقے حقیقت اور رُوح کے اعتبار سے ایک ہی ہیں تو پھر ان کے لئے الگ الگ دو نام کیوں وضع کئے گئے؟ اور اگر دونوں طریقوں میں کوئی فرق ہے تو وہ کیا ہے؟ اور دونوں طریقے اسلام میں یکساں طور پر جائز ہیں یا ان میں سے کوئی راجح یا مرجوح بھی ہے؟ نیز جب یہ بحث مصنف نے چھیڑی تھی تو یہ بھی واضح کرنا ضروری تھا کہ اسلامی نظامِ حکومت کو عصرِ حاضر میں عملاً کیونکر نافذ کیا جا سکے گا؟

ان مباحث کو پڑھنے کے بعد مصنف کا موقف کم از کم تبصرہ نگار پر واضح نہیں ہوسکا، اس لئے اس کی تائید یا تردید اس کے لئے ممکن نہیں، ہماری رائے میں کتاب کا یہ حصہ نظرِ ثانی اور تشریح و تفصیل کا محتاج ہے، اور اس میں زیادہ اعتدالِ فکر کی ضرورت ہے۔

اگر فاضل مؤلف ان باتوں پر نظرِ ثانی فرمالیں تو کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب موضوع کی دُوسری تمام کتابوں سے زیادہ جامع، مفصل اور تسلی بخش ہے، ہم اس پیشکش پر انہیں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں، اُمید ہے کہ دُوسرے علمی حلقوں میں بھی اسے سراہا جائے گا۔ کتاب کے شروع میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب مدظلہم العالی کا ایک مقالہ "عدالتِ صحابہؓ" کے موضوع پر بطورِ مقدمہ شامل ہے، یہ مقالہ دراصل "بینات" کا ایک اداریہ ہے اور اپنے موضوع پر نہایت بصیرت افروز، عالمانہ اور اُصولی مباحث پر مشتمل ہے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۱ھ)

خلائی تسخیر اور قرآنِ کریم

مؤلفہ: جناب ابومسعود نقشبندی۔ شائع کردہ: ادارۂ فروغِ اسلام، شجاع آباد پاکستان۔ کتابت و طباعت متوسط، $\frac{20 \times 30}{8}$ سائز کے ۴۲۸ صفحات، قیمت اعلیٰ ایڈیشن: ۴ روپے، سستا ایڈیشن: ۳ روپے

مذہب اور سائنس میں حقیقۃً کوئی ٹکراؤ نہیں، اتفاق سے سائنس کی نشأۃِ ثانیہ کے وقت سائنس کو جس مذہب سے سابقہ پڑا وہ عیسائیت تھا، جس نے صدیوں سے علم وعقل کے دروازے اپنے اُوپر بند کئے ہوئے تھے، چنانچہ سائنس دانوں کو عیسائی مذہب کے خلاف جو جنگ لڑنی پڑی اس نے اُنہیں مطلق مذہب ہی سے بیزار کردیا، اور خواہ مخواہ سائنس کو مذہب کا مدِمقابل سمجھ لیا گیا، اس کتاب میں اسی حقیقت کو مدلل طور سے واضح کیا گیا ہے کہ سائنس کو اگر اس کے صحیح مقام پر رکھا جائے تو نہ صرف یہ کہ اسلام اس کی کوئی مخالفت نہیں کرتا بلکہ اس راہ کی کوششوں کو مستحسن سمجھتا ہے۔ فاضل مصنف نے اس موضوع پر قرآنِ کریم کی آیات اور مفسرین کے اقوال سے استدلال کرکے ثابت کیا ہے کہ سائنس کے نت نئے انکشافات کس طرح اسلامی تعلیمات کی خوبیوں کو مزید واضح کر رہے ہیں، مصنف کی فکر نہایت

معتدل اور متوازن ہے اور انہوں نے ہر شے کو اس کے صحیح مقام پر رکھا ہے، انہوں نے بالکل صحیح کہا ہے کہ:-

> سائنس کا کوئی بھی تحقیق شدہ مسئلہ اسلام کی مقدس تعلیم کے خلاف نہیں، اسی طرح مجھے اس حقیقت کو بیان کرنے میں کوئی تأمل نہیں کہ سائنس کے ہر مفروضہ کو من وعن قبول کرنا ذہنِ انسانی پر مبالغہ کی حد تک مسلط کردینے کے مترادف ہے ..... خدا کے فضل وکرم سے ہم کبھی شکست خوردگی کا شکار نہیں ہوئے، اس لئے ہم صرف متزلزل مفروضات کی بناء پر اہلِ نیچر کی طرح مذہب کے کسی بھی اُصول کی من مانی تاویل کرنے کے قائل نہیں۔ (ص:۶۵)

مصنف نے ثابت کیا ہے کہ سائنس کے تمام مبنی بر تحقیق انکشافات مندرجہ ذیل قرآن پیش گوئی کے تحت آتے ہیں کہ:-

> سَنُرِيهِمْ ءَايَـٰتِنَا فِى ٱلْـَٔافَاقِ وَفِىٓ أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ (حٰمٓ السجدہ)
>
> ترجمہ:- ہم ان کو اپنے نشانات آفاق میں بھی اور ان کے نفوس میں بھی ضرور دکھاتے رہیں گے، حتیٰ کہ ان پر ظاہر ہوجائے کہ وہ حق ہے۔

یہ کتاب مجموعی طور پر دلچسپ اور مفید ہے، اور اس نے ایک ایسے موضوع پر اعتدال کی راہ پیش کی ہے جس میں عام طور سے لوگ افراط وتفریط کا شکار رہتے ہیں۔

(محرم الحرام ۱۳۸۸ھ)

خواتین کا حج وعمرہ

مؤلفہ: مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی مظاہری۔ ملنے کا پتہ: نعمانی منزل، بادشاہ روڈ کراچی نمبر۳۔ ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ۲۰۸ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ آفسٹ کی، قیمت: ۴ روپے

اس کتاب میں فاضل مؤلف نے وہ تمام اَحکام ومسائل جمع کرنے کی قابلِ قدر کوشش کی ہے جو خواتین کو سفرِ حج یا سفرِ عمرہ میں پیش آسکتے ہیں، مردوں کے لئے تو اَحکامِ حج پر بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں، مگر خاص طور سے خواتین کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ ہمارے علم میں پہلی کتاب ہے، اندازِ بیان عام فہم، سادہ اور خواتین کے مزاج کے مطابق ہے۔ پوری کتاب کے مطالعہ کا تو موقع نہیں مل سکا، لیکن فاضل مؤلف اَحکامِ حج پر اور بھی متعدّد کام کرچکے ہیں، اور اُمید ہے کہ مسائل صرف مستند کتابوں ہی سے لئے ہوں گے، اگرچہ اس کتاب کی براہِ راست مخاطب عورتیں ہیں، لیکن چونکہ حج کے اکثر اَحکام عورتوں مردوں میں مشترک ہیں اس لئے یہ مردوں کے لئے بھی مفید ہے۔ (رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ)

درسِ بخاری (جلدِ اوّل)

افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ضبط و ترتیب: مولانا نورالبشر صاحب و مولانا حسان محمود صاحب۔ ناشر: عارفی پبلشرز، بالمقابل جنوبی گیٹ، دارالعلوم کراچی۔

میرے اُستاذِ محترم حضرت مولانا سحبان محمود صاحب قدس سرہٗ میرے ان محسن اساتذہ میں سے ہیں جن سے میں نے میزان اور نحومیر سے لے کر دورۂ حدیث

تک بہت سی کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا قدس سرہٗ کو مستحکم علم کے ساتھ تدریس کا وہ سلیقہ عطا فرمایا تھا جو بہت کم لوگوں کے حصے میں آتا ہے۔ درسِ نظامی کے تمام مراحل کی کتابیں پڑھانے کے بعد حضرت قدس سرہٗ نے دارالعلوم کراچی میں صحیح بخاری کی تدریس شروع فرمائی اور تقریباً ۳۵ سال تک مسلسل صحیح بخاری کی خدمت انجام دیتے رہے، اور یہ سلسلہ ۱۴۱۹ھ کے آخری دن تک جاری رہا، جس میں آپ کی وفات ہوئی، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

حضرت قدس سرہٗ کا درسِ بخاری اپنے ضبط و ترتیب اور وسعتِ معلومات کے لحاظ سے طلباء میں مشہور و معروف تھا، جس میں شرکت کے لئے لوگ دُور دراز سے سفر کر کے آتے تھے، عرصے سے خواہش تھی کہ حضرت مولاناؒ کی تقریرِ بخاری مرتب ہوکر شائع ہو۔ چنانچہ حضرتؒ کی زندگی ہی میں حضرتؒ کے شاگرد مولانا نورالبشر صاحب اور حضرتؒ کے صاحبزادے مولانا حسان محمود صاحب نے اس کی ترتیب کا کام شروع کر دیا تھا، مگر افسوس ہے کہ اس کا کوئی حصہ حضرتؒ کی حیات میں شائع نہ ہوسکا، اور اس کی پہلی جلد بھی حضرتؒ کی وفات کے بعد منظرِ عام پر آئی۔ احقر نے حضرتؒ کی اس تقریرِ بخاری سے بڑا استفادہ کیا، دونوں فاضل مرتبین نے بڑی محنت سے اسے ترتیب دیا ہے، اور حاشیے پر حوالوں کی تخریج کا اہتمام کیا ہے، اُمید ہے کہ انشاء اللہ یہ تقریر نہ صرف طلبہ بلکہ صحیح بخاری کے اساتذہ کے لئے بھی ایک بہترین رہنما ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کی بقیہ جلدوں کی بھی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور یہ علمی سرمایہ جلد از جلد بحسن وخوبی منظرِ عام پر آئے۔ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو حضرتؒ کی بلندیٔ درجات کا ذریعہ اور مرتبین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین۔ (محرم الحرام ۱۴۲۱ھ)

درسِ حدیث

شائع کردہ: ادارۂ اصلاح وتبلیغ۔ ملنے کا پتہ: مسلم اکادمی ۱۸/۲۹ محمد نگر،

لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ سائز کے ۵۰۰ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت اور جلد عمدہ، قیمت درج نہیں۔

یہ پانچ سو احادیث اور ان کی تشریحات کا ایک مجموعہ ہے، جسے چار حضرات نے مشترکہ طور پر ترتیب دیا ہے، مولانا خواجہ عبدالحی فاروقی صاحب مرحوم، صدر شعبۂ اسلامیات، اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور، مولانا حافظ مرغوب احمد صاحب توفیق، صدر شعبۂ اسلامیات و عربی ڈھاکہ یونیورسٹی، حاجی عبدالواحد صاحب ایم اے اور حافظ نذر احمد صاحب سابق لیکچرار علومِ اسلامی، اسلامیہ کالج، پرنسپل اشبلی کالج لاہور۔

احادیث کو مندرجہ ذیل بڑے عنوانات کے تحت ترتیب دیا گیا ہے:-

رضائے الٰہی اور محبتِ الٰہی، حضرتِ رسالت مآبؐ، کتاب اللہ اور سنتِ نبوی، ایمان اور مؤمن، نفاق اور شرک، عقیدۂ آخرت اور قیامت، جنت اور دوزخ، عقیدۂ تقدیر، عبادات و ارکانِ اسلام، قتال و جہاد، تبلیغ، علم اور علماء، سیادت و قیادت، اسلامی معاشرہ، دوستی اور رفاقت، حقوقِ ہمسایہ، صلۂ رحمی، والدین اولاد، یتامیٰ، خاوند بیوی، بھلا کون بُرا کون؟ اخلاقِ حسنہ، تقویٰ، امانت و دیانت، حیاء، تحمل و بردباری، نرم روی، عہد و پیمان، رازداری، خوش کلامی اور خوش اخلاقی، چند اخلاقی خوبیاں، نیک اعمال، بُرے اخلاق، حسد، تکبر، غیبت، چغل خوری، غصہ، ظلم بدگوئی اور بددُعا، عصبیت، مدح و تعریف، چند برائیاں، گناہ کے کام، شیطان، دُنیا اور اسبابِ دُنیا، مال و دولت، مختلف ادوار، فتنہ و فساد، متفرقات، چند دُعائیں۔

یہ احادیث چند ایک کے سوا باقی تمام مشکوٰۃ شریف سے منتخب کی گئی ہیں، ہر صفحے پر ایک حدیث، اس کا ترجمہ اور ضروری تشریح لکھ دی گئی ہے، پوری کتاب کے مطالعہ کا موقع تو نہیں مل سکا لیکن جستہ جستہ مقامات سے دیکھا، تشریح کا انداز دِل نشین ہے اور اس سے اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

یہ کتاب ہر مسلمان گھرانے کے لئے مفید ہے اور اگر ہر خاندان والے

روزانہ اس کا کچھ حصہ اجتماعی طور پر پڑھنے کا معمول بنالیں تو انشاء اللہ بڑے فائدے کی توقع ہے، اس کے علاوہ کم پڑھے ہوئے ائمہ مساجد بھی اس کے ذریعہ درسِ حدیث کا سلسلہ شروع کر سکتے ہیں۔ (ذی القعدہ ۱۳۹۲ھ)

دُروس التاریخ الاسلامی

مؤلفہ: شیخ محی الدین خیاط۔ ناشر: نور محمد کارخانۂ تجارتِ کتب آرام باغ کراچی۔ ۱۸×۳۲ سائز کے ۷۶ صفحات، عربی ٹائپ کی طباعت، قیمت: ۴ روپے

یہ کتاب عرب قبل از اسلام اور عہدِ رسالتؐ کی تاریخ پر مشتمل ہے، جو درسی مقاصد کے تحت بارہ اسباق کی شکل میں لکھی گئی ہے، ہر سبق کے آخر میں مشق کے لئے سوالات بھی درج ہیں، ان بارہ اسباق میں سیرتِ طیبہ کے اہم واقعات آگئے ہیں، اس کتاب کو مدارسِ عربیہ کے نصاب میں داخل کیا جاسکتا ہے۔

(رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ)

دعوتِ اسلام

مصنف: پروفیسر ٹی. ڈبلیو. آرنلڈ۔ مترجم: ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ صاحب۔ ناشر: محکمۂ اوقات، حکومتِ پنجاب، حضور باغ، بادشاہی مسجد لاہور۔ $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز کے ۴۳۲ صفحات، آفسٹ پیپر پر ٹائپ کی بہترین طباعت، قیمت: ۱۵ روپے

یہ کتاب پروفیسر ٹی. ڈبلیو. آرنلڈ کی مشہور تصنیف "پریچنگ آف اسلام" کا اُردو ترجمہ ہے، اس کتاب میں پروفیسر موصوف نے اُن کوششوں کی تاریخ مرتب کی ہے جو مسلمانوں نے مختلف زمانوں اور مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے انجام دیں۔ اس کے مندرجہ ذیل عنواناتِ ابواب سے کتاب کے موضوع اور اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:-

رسولِ کریم بحیثیت مبلغِ اسلام، مغربی ایشیا کی عیسائی قوموں میں اسلام کی

اشاعت، افریقہ کی عیسائی اقوام میں اسلام کی اشاعت، اندلس کے عیسائیوں میں اسلام کی اشاعت، یورپ کی عیسائی قوموں میں ترکوں کے ذریعہ اشاعتِ اسلام، ایران اور وسطی ایشیا میں اسلام کی اشاعت، مغلوں اور تاتاریوں میں اسلام کی اشاعت، ہندوستان میں اسلام کی اشاعت، چین میں اسلام کی اشاعت، افریقہ میں اسلام کی اشاعت، ملائشیا اور انڈونیشیا میں اسلام کی اشاعت۔

مصنف نے ان ابواب میں مسلمانوں کی تبلیغی کوششوں کو بڑی محنت اور عرق ریزی سے مرتب کیا ہے، اور جہاں تک ہم دیکھ سکے ہیں مصنف نے ایک حقیقی مؤرّخ کی حیثیت کو برقرار رکھا ہے، اور واقعات کے بیان میں تعصب کو راہ نہیں دی، مثلاً پہلے باب میں ''دعوتِ اسلام'' کے حقیقی مزاج پر گفتگو کرتے ہوئے مصنف نے بڑے معقول اور مدلل انداز میں ثابت کیا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو چھوڑ کر اسلام کی تبلیغ ہمیشہ ایک فکری دعوت کے طور پر کی گئی، اور کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا، چنانچہ جو لوگ مسلمان ہوئے وہ اپنے ذہن اور قلب کی رضامندی سے مسلمان ہوئے، انہیں بہ نوکِ شمشیر مسلمان نہیں بنایا گیا۔

اس ضمن میں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر اسلام کی تاریخ میں کچھ مثالیں جبر و تشدّد کی ملتی ہوں تو ہمیں یہ فراموش نہ کرنا چاہئے کہ مبلغینِ اسلام کا عمومی رویہ پُرامن رہا ہے، لیکن اس حصے میں ایک بات قابلِ اعتراض ہے اور وہ یہ کہ اس بارے میں مصنف نے اسلام اور عیسائیت دونوں کو بالکل ایک سطح پر رکھا ہے، وہ لکھتے ہیں:-

> مسیحیت اور اسلام دونوں مذہبوں میں پُرامن تبلیغ کی تاریخ کا مطالعہ جبر و اکراہ کے واقعات سے الگ کیا جا سکتا ہے، اگرچہ ان دونوں مذہبوں میں تبلیغ کے پُرامن اور جبری طریقے بعض اوقات آپس میں خلط ملط ہوتے رہے ہیں۔ (ص:۱۳)

حالانکہ انصاف کی بات یہ ہے کہ عیسائی تبلیغ کی تاریخ میں جبر و تشدّد کا حصہ

مسلمانوں کی تاریخ سے بدرجہا زیادہ ہے، اور اس معاملہ میں دونوں کو ایک سطح پر رکھنا کسی طرح قرینِ انصاف نہیں ہے۔ خود مصنف نے اسی باب میں عیسائی جبر و تشدّد کی بہت سی مثالیں دی ہیں، لیکن اسلام کی تاریخ سے اس طرح کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکے کہ لوگوں کو تلوار کے ذریعہ مسلمان بنایا گیا ہو، عیسائی جبر و تشدّد کی مثالیں دینے کے بعد وہ صرف اتنا لکھ سکے ہیں کہ:-

اسی طرح خلیفہ المتوکل (خلیفۂ مصر) اور ٹیپو سلطان کو اسلام کا معیاری اور مثالی مبلغ تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔ (ص:۱۴)

لیکن کیا خلیفہ متوکل اور ٹیپو سلطان کی زندگی میں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ انہوں نے کسی شخص کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا ہو؟ اگر نہیں تو انصاف سے سوچنا چاہئے کہ انہیں شہنشاہ شارلین، اخوان المسیحین اور شاہ اولاف وغیرہ کے زمرہ میں شامل کر لینا کتنا بڑا ظلم ہے جنہوں نے خود مصنف کے اعتراف کے مطابق لوگوں کو بہ نوکِ شمشیر عیسائی بنایا۔ جہاں تک ٹیپو سلطان کا تعلق ہے اُس کا ''جرم'' یہ ضرور ہے کہ اس نے اپنی زندگی کے آخری سانس تک انگریز حملہ آوروں کا مقابلہ کیا، اور اپنی زندگی میں غلامی کی شکل نہیں دیکھی، لیکن اگر یہ کوئی ''جرم'' ہے اور اس کی وجہ سے انسان کا شمار دُنیا کے ظالم اور سفاک انسانوں کی صف میں ہو سکتا ہے تو پھر جنگل کا یہ قانون تسلیم کر لینا چاہئے کہ بھیڑیوں کی موجودگی میں کسی دُوسرے کو جینے کا حق نہیں ہے۔

مصنف نے ''مروان بن الحکم'' کا یہ مقولہ بھی مسلمانوں کے استثنائی جبر و تشدّد کی مثال میں نقل کیا ہے کہ ''اہلِ مصر میں سے جو شخص میرے دین میں داخل نہیں ہوتا اور میری طرح عبادت نہیں کرتا اور میرے عقائد کی پیروی نہیں کرتا، میں اسے قتل کر کے سولی پر چڑھا دوں گا۔'' (ص:۱۳) لیکن یہ فقرہ ہمیں کسی عربی تاریخ میں نہیں مل سکا!

بہرکیف! مجموعی حیثیت سے کتاب بڑی دِلچسپ، معلومات آفریں اور قیمتی

مواد پر مشتمل ہے، اور مجموعی طور سے مصنف نے اپنی غیر جانبداری کی حفاظت کی ہے۔ ترجمہ اتنا شگفتہ، سلیس اور رواں ہے کہ ترجمہ معلوم نہیں ہوتا، ہماری رائے میں یہ کتاب تمام مبلغین اور علماء کے مطالعہ میں آنی چاہئے۔ (جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ)

دعواتِ حق

از افادات: شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم اکوڑہ خٹک۔ مرتبہ: مولانا سمیع الحق صاحب مدیر "الحق"۔ شائع کردہ: مکتبہ حکمتِ اسلامیہ نوشہرہ صدر، ضلع پشاور۔ صفحات: ۱۷۶، آفسٹ کی دِل آویز کتابت و طباعت، قیمت: ۳ روپے

یہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بانی و مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کے مختلف خطبات کا مجموعہ ہے، جسے ان کے فاضل فرزند جناب مولانا سمیع الحق صاحب نے مرتب کیا ہے، یہ پندرہ خطبات کا مجموعہ ہے جن کے عنوانات درج ذیل ہیں:-

۱:- اسرار و معارفِ تعوذ و درسِ قرآنِ حکیم، ۲:- سورۂ بقرہ کی اختتامی تقریر، ۳:- قوموں کی تباہی کا سبب، ۴:- مسلمانوں میں جہاد اور شہادت کا مقام، ۵:- گناہ اور معصیت کے بُرے اثرات، ۶:- مجاہدین کے لئے دینی تعلیم کی اہمیت۔ ۷:- جزا و سزا اور محاسبۂ اعمال کا دِن، ۸:- عبدیت و اطاعتِ خداوندی کا عملی مظاہرہ، ۹:- امانتِ خداوندی، ۱۰:- علم کی نعمت اور اس کے تقاضے، ۱۱:- قربانی اور معاشی اُمور، ۱۲:- حقیقتِ ہجرت، ۱۳:- حقیقتِ شہادت، ۱۴:- تجارت کی اہمیت اور اس کے اُصول، ۱۵:- رُوحانی اور جسمانی مضرتوں کا شرعی علاج۔

ان میں سے ہر خطبہ ایمان میں پختگی، دِل میں اطمینان کا نور اور دین پر عمل کا جذبہ پیدا کرتا ہے، یہ کتاب ہر مسلمان گھرانے کے لئے مفید ہی مفید ہے، اور اس لائق ہے کہ گھر والوں کو بار بار سنائی جائے۔ مکتبہ حکمتِ اسلامیہ نے اسے بڑے دِلکش

انداز میں شائع کیا ہے۔ (ربیع الاول ۱۳۸۹ھ)

دعواتِ حق

افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم، مہتمم دارالعلوم حقانیہ۔ مرتب: مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ماہنامہ "الحق"۔ ناشر: مؤتمر المصنفین، دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، ضلع پشاور۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۶۷۲ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، خوبصورت اور پائیدار جلد، قیمت: ۳۰ روپے

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم ملک کی ان گنی چنی شخصیتوں میں سے ہیں جن سے اس دور میں علمِ دین کا بھرم قائم ہے، زیرِ نظر کتاب انہی کے خطباتِ جمعہ کا مجموعہ ہے جسے ان کے لائق و فاضل صاحبزادے مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ماہنامہ "الحق" نے بڑے سلیقے سے مرتب کیا ہے۔

حضرت مولانا موصوف کے خطباتِ جمعہ ماہنامہ "الحق" میں شائع ہوتے رہتے ہیں، اور اس سے قبل دو مختصر مجموعے بھی شائع ہوچکے ہیں، جن کا ذکرِ خیر "البلاغ" میں پہلے بھی آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرتِ موصوف کو دِلوں پر اثرانداز ہونے کی خاص توفیق عطا فرمائی ہے، چنانچہ اُن کے مواعظ و خطبات سے قلب میں سوز و گداز، ایمان میں پختگی، خدا کا خوف اور فکرِ آخرت پیدا ہوتا ہے، اس کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے سے متعلق دین کی تعلیمات و ہدایات اور ان کے اسرار و حِکَم ان خطبات میں ملتے ہیں، زیرِ نظر مجموعہ مولانا مدظلہم کے خطبات کا جامع ترین مجموعہ ہے، اور اس کی جامعیت کا اندازہ مندرجہ ذیل عنوانات سے لگایا جاسکتا ہے:۔

پہلے باب کا عنوان ہے: آدابِ عبدیت، حقیقتِ ایمان و عبادات۔ اس باب میں مندرجہ ذیل خطبات ہیں: طاعاتِ خداوندی کا سرچشمہ: محبت، اللہ اور رسول کی محبت، اللہ تعالیٰ کی محبوبیت و مالکیت اور عبادات کا باہمی ربط، حقیقتِ ایمان و

عبادات، اسلام اور ہجرت کی حقیقت، زکوٰۃ اور عشر کا فلسفہ، حدود و مقادیرِ زکوٰۃ، رمضان المبارک کی برکات اور حکمتیں، عیدالفطر: انابت الی اللہ کا دن، حج کی اہمیت اور فضیلت، قربانی: سنتِ ابراہیمی، قربانی کی اہمیت اور ازالۂ شبہات، احساسِ گناہ کا فقدان، خاصیتِ اعمال۔

دُوسرے باب کا عنوان ''قرآنِ حکیم'' ہے، اور اس میں دو مبسوط خطبات ہیں: کائنات و آیات میں شانِ رُبوبیت، قرآنِ حکیم: ایک لافانی کتاب۔ تیسرا باب تذکارِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور اس میں مندرجہ ذیل مواعظ ہیں: حضورِ اقدسؐ کائنات میں خدا کی سب سے بڑی نعمت۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت و صداقت، خاتم النبیینؐ اور آپؐ کی اُمت، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت، فریضۂ نبوّت، علوم نبوّت، ختم نبوّت، حیاتِ طیبہ اور دُشمنانِ اسلام کی شرمناک جسارت۔

چوتھے باب میں درسِ بخاری کی تین افتتاحی اور اختتامی تقریریں شامل ہیں جو اہلِ علم اور عوام دونوں کے لئے بغایت مفید ہیں۔

پانچواں باب ''محاسن و حقانیت و صداقتِ اسلام'' کے زیرِ عنوان ہے جس میں تجدید و حفاظتِ دین، انسانیت کے لئے عزت و سرخروئی کا پیغام، اسلام اور اجتماعیت، اتحاد اور اُخوتِ اسلامی کے موضوعات پر مفصل خطبات شامل ہیں۔ چھٹے باب میں آدابِ جہاں بانی کے زیرِ عنوان مسلمانوں کے حکمرانوں کے فرائض اور حکمرانی کے آداب وغیرہ کے موضوعات پر چار خطبے ہیں۔ ساتواں باب ''حقوق العباد'' ہے، جس میں اَکلِ حرام کا وَبال، معاشی کامیابی کا راز، حقوق العباد کی اہمیت، اسلام میں عورتوں کے حقوق اور خدمتِ خلق کے موضوع پر گفتگو کی گئی ہے۔ آٹھویں باب میں ''فلسفۂ عروج و زوال'' سے متعلق چھ خطبے ہیں جن میں سقوطِ بیت المقدس اور سقوطِ ڈھاکہ کے المیوں پر بھی بحث ہے۔ نواں باب ''فریضۂ دعوت و تبلیغ'' پر ہے جو چار

خطبوں پر مشتمل ہے۔ دسویں باب کا عنوان ''آدابِ علم وعمل'' ہے، اور اس میں علماء و طلباء سے دردمندانہ خطاب ہے۔ گیارھویں باب میں دینی مدارس کے لئے اصلاحی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

بارھواں باب ''حوادث و نوازل'' کے عنوان سے متفرق واقعات پر تبصرے ہیں جن میں تسخیرِ قمر اور دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لینے کے مسائل پر گفتگو کی گئی ہے۔

ان خطبات میں اسلام کی تعلیمات و ہدایات کو دل نشین انداز میں پیش کرنے کے علاوہ تاریخِ اسلام کے چیدہ واقعات، لطائف وظرائف اور زمانۂ حاضر کے بہت سے مسائل پر بڑے بصیرت افروز اور جاندار تبصرے بھی موجود ہیں، ہماری رائے میں یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہے، اور ائمہ وخطباء کے لئے بھی بہترین رہنما کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ (رجب المرجب ۱۳۹۶ھ)

دعوت القرآن

مؤلفہ: ڈاکٹر فضل الدین اجمیری۔ ناشر: قصرِ فاطمہ ۲۶-ایف/۲ پی ای سی ایچ سوسائٹی کراچی نمبر ۲۹۔ ۱۸×۲۳ سائز کے ۲۵۸ صفحات، کتابت وطباعت اور کاغذ معیاری، قیمت مع پلاسٹک کور: ۱۸ روپے

یہ ایک تبلیغی کتاب ہے جس کو مصنف نے منتخب آیاتِ قرآنی کی بنیاد پر مرتب کیا ہے، زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق آیاتِ قرآنی کو جمع کرکے سادگی کے ساتھ ان کا مطلب سمجھایا گیا ہے، اور موجودہ زمانے میں مسلمانوں کے حالات کا اس سے موازنہ کرکے دعوتِ عمل دی گئی ہے، اندازِ تحریر میں درد وسوز ٹپکتا ہے، سرسری نظر میں کوئی قابلِ اعتراض بات بھی نظر سے نہیں گزری، البتہ کتاب کے مآخذ میں کئی قابلِ اعتراض نام موجود ہیں، جن میں سے محمد علی لاہوری بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں، قرآن و

حدیث کا معاملہ انتہائی نازک ہے، ان کی تفسیر و تشریح میں ہر کس و ناکس کی کتابوں سے استفادہ ٹھیک نہیں۔ (رجب المرجب ۱۳۹۶ھ)

دلیل المشرکین

تالیف عربی: مولانا احمدالدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ اُردو: مولانا عبدالحمید سواتی۔ ناشر: ادارۂ نشر و اشاعت، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔ ۲۶×۳۰ سائز کے ۲۶۰ صفحات، کتابت و طباعت گوارا، قیمت غیر مجلد: ۷ روپے

یہ کتاب اصل میں حضرت مولانا احمدالدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۱۷ھ-۱۲۸۶ھ) کی تصنیف کا ترجمہ ہے، فاضل مصنفؒ پنجاب کے ایک صاحبِ فضل و کمال عالم تھے اور ان کا تذکرہ ''حدائق الحنفیہ'' میں موجود ہے۔ موصوفؒ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے اور انہوں نے اس کتاب میں شرک کی حقیقت اور اُس کے انواع و اقسام بیان کر کے کتاب و سنت سے ان کی تردید کی ہے، یہ کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی تھی، مولانا عبدالحمید سواتی صاحب کے پاس اس کا ایک قلمی نسخہ تھا، موصوف نے اسی سے نقل کر کے زیرِ نظر کتاب شائع فرمائی ہے، ایک کالم عربی متن ہے اور دُوسرے کالم میں اس کا اُردو ترجمہ۔

اپنے موضوع اور مباحث کے لحاظ سے یہ ایک قابلِ قدر رسالہ ہے، مگر اس میں بعض خامیاں بھی پائی جاتی ہیں، جن کی طرف فاضل مترجم نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:-

> اس کی عربی زبان بعض بعض مقامات پر بہت کمزور ہے ..... بعض مسائل بھی مرجوحہ ذکر کیے گئے ہیں ..... بعض روایات بھی حد درجہ کی ضعیف آگئی ہیں جن کے ضعف کی طرف ترجمہ میں کہیں

کہیں اشارہ کر دیا گیا ہے۔

بہر حال ان خامیوں کے باوجود کتاب اہلِ علم کے لئے مفید اور لائقِ استفادہ ہے۔ (ذی القعدہ ۱۳۹۳ھ)

دُنیا کے بہترین تریسٹھ سال

مرتبہ: جناب محمد نجم احسن صاحب نگرامی، بی اے، ایل ایل بی۔ ناشر: محمد کلیم صاحب ایم اے، فردوگاہِ رضواں ۳/۵ ایف II ناظم آباد کراچی۔ کتابت متوسط، طباعت اور کاغذ معیاری عکسی، ضخامت: ۵۶ صفحات، سرِورق نہایت خوشنما، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

یہ کتاب حضرت حکیم الأمت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے ایک مجازِ صحبت جناب محمد نجم احسن صاحب نگرامی کی لکھی ہوئی ہے، اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کو مختصر مگر دِل نشین انداز میں سنہ وار پیش کیا گیا ہے۔ سیرت کے موضوع پر اب تک بے شمار چھوٹی بڑی کتابیں لکھی جا چکی ہیں، اس رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اختصار کے ساتھ سیرت کے تمام اہم واقعات کو جمع کر دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ یہ رسالہ ان لوگوں کے لئے بے حد مفید ہو گیا ہے جو مختصر وقت میں سیرتِ طیبہ کا ایک اجمالی نقشہ ذہن میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں، بلکہ یہ ان لوگوں کے لئے بھی ایک مفید یادداشت کا کام دے سکتا ہے جو سیرت کی مفصل کتابیں پڑھ چکے ہیں، تمام واقعات مستند اور قابلِ اعتماد ہیں، آخر میں تعدّدِ اَزواج کے موضوع پر بھی مختصر مگر مؤثر کلام کیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ گیارہ ازواجِ مطہراتؓ کے اسماءِ گرامی، سنۂ نکاح، عمر بوقتِ نکاح، سنۂ وفات، عمر بوقتِ وفات، مدفن، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے کی کل مدّت اور نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ مبارک پر مشتمل ایک مفید نقشہ دیا گیا ہے، مؤلف اور ناشر

دونوں اس پیشکش پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ (ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ)

دین و شریعت

مؤلفہ: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، غلہ منڈی ساہیوال۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۲۸۸ صفحات، کتابت و طباعت نہایت دِلکش و نظر افروز، کاغذ عمدہ، قیمت مجلد ڈائی دار: ۷ روپے

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اسلامی تعلیمات کو نئے زمانے کے ذہن کے مطابق پیش کرنے کا خاص سلیقہ مرحمت فرمایا ہے، ان کے قلم سے متعدّد کتابیں ایسی نکلی ہیں جنہوں نے غیر مسلموں اور ناواقف مسلمانوں تک اسلام کی معلومات پہنچانے میں مؤثر کردار ادا کیا ہے، ان کی ایک کتاب ''اسلام کیا ہے؟'' پر ''البلاغ'' میں پہلے تبصرہ آچکا ہے، وہ کتاب اسلام کے عقائد و اعمال کے سادہ تعارف پر مشتمل تھی، اور اس میں شکوک و شبہات سے تعرض نہیں کیا گیا تھا، اس کے برخلاف یہ کتاب ان متوسط درجے کے پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ہے جن کا ذہن شکوک و شبہات میں اُلجھا رہتا ہے، چنانچہ اس میں اسلامی تعلیمات کو صرف بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ان کے فکری دلائل اور عقلی حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں اور ان کے بارے میں جو شبہات و سوالات عموماً پیدا ہوتے ہیں ان کا جواب دینے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔

اس کے باوجود کتاب کا اندازِ بیان دقیق علمی نہیں ہے، بلکہ بڑی حد تک سادہ اور عام فہم ہے، دلائل میں بھی فلسفیانہ تعبیرات اور منطقی موشگافیوں کے بجائے زیادہ تر اُن مشاہدات و تجربات اور سامنے کے حقائق پر زور دیا ہے جو دِل کو اپیل کرتے ہیں۔

یہ کتاب ہندوستان میں چھپی تھی اور پاکستان میں اس کا حصول مشکل تھا،

اب مکتبہ رشیدیہ نے اسے شائع کر کے بڑی خدمت انجام دی ہے، گیٹ اَپ اتنا دِل آویز ہے کہ خود بخود نگاہیں اس کی طرف متوجہ ہوتی ہیں، جو حضرات اسلام کی بنیادی تعلیمات کو قدرے مدلل انداز سے سمجھنا چاہتے ہیں ہم ان سے اس کتاب کے مطالعے کی پُر زور سفارش کرتے ہیں۔ (محرم الحرام ۱۳۹۴ھ)

دینی دعوت کے قرآنی اُصول

مصنفہ حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہم مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ شائع کردہ: مجلس معارف القرآن (اکیڈمی قرآنِ عظیم) دارالعلوم دیوبند۔ ضخامت: ۱۳۲ صفحات، متوسط سائز، کتابت و طباعت عمدہ، مجلد مع رنگین گردپوش، قیمت: دو روپے پچاس پیسے۔ پاکستان میں ارسالِ زر کا پتہ: حاجی شوکت علی صاحب، سخاوت میڈیکل اسٹور، نابھ روڈ لاہور۔

اس کتاب میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم نے قرآنِ کریم کی آیت "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ ....." کو بنیاد قرار دیتے ہوئے تبلیغِ دین کے ان اُصولوں کی وضاحت فرمائی ہے جو قرآن و سنت سے معلوم ہوتے ہیں، اور اپنے مخصوص حکیمانہ انداز میں پیغمبرانہ اُصولِ دعوت کی دِل نشین تشریح کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک داعیٔ اسلام کے لئے یہ کتاب ایک ایسا ضابطۂ کار تجویز کرتی ہے جو اس کے لئے سدا کامیابیوں کا ضامن ہوسکتا ہے، تبلیغ و دعوت کے جتنے بنیادی اُصول قرآن وسنت سے ثابت ہوتے ہیں، تقریباً سبھی اس مختصر کتاب میں جمع کردیئے گئے ہیں، فاضل مصنف نے پیشِ لفظ میں اس بات کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ وہ ان اُصولوں کے مطابق ایک تبلیغی جماعت تیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، خدا کرے کہ وہ اپنے اس عزم میں کامیاب ہوں، آمین۔

ہماری رائے میں حضرت قاری صاحب مدظلہم العالی کی یہ تصنیف اُن تمام

حضرات کو ضرور پڑھنی چاہیئے جو کسی نہ کسی نوع سے تبلیغی کام میں مصروف ہیں، نیز ضرورت ہے کہ تمام تبلیغی جماعتیں اس کتاب کو دستور العمل کے طور پر اپنے لٹریچر میں شامل کریں، اور اپنے ہر مبلغ کو اس کا مطالعہ کرائیں۔ (شوال المکرم ۱۳۸۷ھ)

ذکرِ مجذوبؒ

مؤلفہ: پروفیسر احمد سعید تھانوی۔ ناشر: مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ، ۲۹- علامہ اقبال روڈ لاہور۔ ۳۶×۲۳ سائز کے ۱۸۴ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت: ۱۲ روپے

یہ حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے خلیفۂ خاص حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ کا سوانحی تذکرہ ہے۔ جناب پروفیسر احمد سعید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت تھانویؒ اور ان کے متوسلین کی تذکرہ نگاری کی خدمت کے لئے چن لیا ہے، انہوں نے اس سلسلہ میں دسیوں مضامین اور کتابیں تصنیف کر کے ایک بہت بڑے خلاء کو پُر کیا ہے اور ایسی دِل آویز شخصیتوں کے نقوشِ حیات منظرِ عام پر لائے ہیں جن کی زندگی میں علم و عمل اور عشق و محبت کے بہت سے پیغام ہیں، زیرِ نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور اس میں فاضل مؤلف نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے حضرت خواجہ صاحبؒ کی زندگی شیخ سے ان کے خصوصی تعلق، ان کے تقویٰ اور طہارت اور ان کی شاعری کے بارے میں مفید معلومات یکجا کی ہیں، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مفید اور مقبول بنائے، اُمید ہے کہ علمی و دینی حلقے اس کتاب کی قدر کریں گے۔ (ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ)

رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ (حصہ اوّل)

مؤلفہ: حضرت مولانا محمد نافع صاحب۔ ناشر: دارالتصنیف جامعہ محمدی شریف، ضلع جھنگ۔ $\frac{۱۸ \times ۲۲}{۸}$ سائز کے ۴۶۴ صفحات، عمدہ آفسٹ پیپر پر نفیس کتابت

وطباعت، جلد گوارا، قیمت درج نہیں۔

قرآنِ کریم نے صحابہ کرامؓ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے انہیں "رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ" قرار دیا ہے، یعنی وہ آپس میں ایک دُوسرے کے ساتھ محبت و رحمت کا برتاؤ رکھتے ہیں، لیکن صحابہؓ کے مخالفین نے ان میں سے بعض حضرات کے درمیان ناخوشگوار تعلقات کی اس انداز سے تشہیر کی ہے کہ الامان! خاص طور سے خلفائے ثلاثہؓ اور حضراتِ اہلِ بیتؓ کے تعلقات کو اس پروپیگنڈے کا ہدف بنایا گیا ہے اور یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ (معاذ اللہ) یہ دو مخالف کیمپ تھے جن میں ہمیشہ نزاع و جدال کا بازار گرم رہا ہے۔ حضرت مولانا محمد نافع صاحب نے یہ کتاب اسی پروپیگنڈے کے جواب میں تحریر فرمائی ہے، یہ کتاب کی پہلی جلد ہے جس میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور حضراتِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے باہمی تعلقات واضح کیے گئے ہیں۔

فاضل مصنف نے پہلے مثبت طور پر وہ روایات بڑی محنت سے یکجا کی ہیں جن سے حضرت صدیقِ اکبرؓ اور حضراتِ اہلِ بیتؓ کے خوشگوار تعلقات پر روشنی پڑتی ہے، یہ روایات صرف اہلِ سنت ہی کی کتابوں سے نہیں لی گئیں بلکہ شیعہ حضرات کی مستند ترین کتابوں سے بھی ان کی بے شمار تائیدات جمع کی گئی ہیں، اس کے بعد فاضل مؤلف نے ناخوشگوار تعلقات کے اُن قصوں کی حقیقت واضح فرمائی ہے جنہیں رائی کا پہاڑ بنا کر مشہور کر دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے مستند کتبِ احادیث و کتبِ تاریخ سے ثابت کیا ہے کہ باغِ فدک کے مسئلہ میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت صدیقِ اکبرؓ کے درمیان کوئی تکدّر باقی نہیں رہا تھا، حضرت فاطمہؓ کی نمازِ جنازہ پر خود حضرت علیؓ نے باصرار صدیقِ اکبرؓ کو امام بنایا تھا، نیز حضرت علیؓ نے صدیقِ اکبرؓ کے ہاتھ پر چھ ماہ بعد نہیں بلکہ ابتداء ہی میں بیعت فرمالی تھی، ان تینوں باتوں کے برخلاف جو روایات کتبِ حدیث و کتبِ تاریخ میں پائی جاتی ہیں، فاضل مصنف نے ان کی تحقیق کا حق ادا کیا ہے اور غلط فہمی کے اصل منشاء کی ایسی نشاندہی کی ہے جس پر عقل اور دِل

دونوں مطمئن ہو جاتے ہیں۔

تیسرا باب ''حضرت علی مرتضیٰؓ کا اُمورِ مملکت میں صدیقِ اکبرؓ سے مکمل تعاون'' ہے، اور چوتھا باب ''فضائلِ حضرت صدیقِ اکبر و عمرؓ، حضرت علیؓ کی زبانی'' اور ان دونوں ابواب میں بھی فاضل مصنف نے بڑی تحقیق و جستجو سے موضوع کے متعلق واضح و روشن روایات جمع فرمائی ہیں جن سے صحابہ کرامؓ کی زندگی کا حقیقی رُخ سامنے آتا ہے اور دِل میں ایمان و یقین کا نور پیدا ہوتا ہے۔

بلاشبہ ''رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ'' علم و تحقیق کے اعتبار سے انوکھی اور نہایت بلند پایہ کتاب ہے، جس نے اس موضوع پر ہمارے علمی و تحقیقی سرمایہ میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ فاضل مؤلف کی نظر صرف سنی مآخذ ہی پر نہیں، شیعہ مآخذ پر بھی نہایت وسیع و عمیق ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اندازِ بیان مناظرانہ نہیں دُوستانہ اور مشفقانہ ہے۔ کاش! کہ شیعہ حضرات اس کتاب کو ٹھنڈے دِل کے ساتھ مطالعہ فرمائیں تو نہ جانے شکوک و شبہات کے کتنے کانٹے ان کے دِل سے نکل جائیں، ہم عام مسلمانوں سے بھی اس کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ)

رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (حصہ دوم، سوم)

مؤلف: حضرت مولانا محمد نافع صاحب۔ ناشر: دارالتصنیف، جامعہ محمدی شریف، ضلع جھنگ، پاکستان۔ جلد دوم $\frac{18 \times 22}{8}$ سائز کے ۳۶۰ صفحات، قیمت: ۲۰ روپے۔ جلد سوم ۲۱۶ صفحات، قیمت: ۳۵ روپے۔ کتابت و طباعت نہایت عمدہ اور معیاری اور جلد خوبصورت اور مضبوط ہے۔

اس کتاب کی پہلی جلد پر تبصرہ ''البلاغ'' میں شائع ہو چکا ہے، یہ دُوسرا اور تیسرا حصہ ہے، کتاب کا موضوع یہ ہے کہ حضراتِ خلفائے راشدینؓ کے درمیان محبت و مودّت اور اخلاص و اُخوّت کا جو رشتہ تھا اس کو واضح کرنے والے واقعات جمع

کئے جائیں اور خاص طور پر حضرت علیؓ اور خلفائے ثلاثہ کے باہمی تعلقات کو طرح طرح کی داستانوں کے ذریعے مکدّر ثابت کرنے کی جو کوششیں کی گئی ہیں ان کا جواب دیا جائے۔ چنانچہ پہلی جلد میں حضرت صدیقِ اکبرؓ اور حضراتِ اہلِ بیتؓ کے باہمی تعلقات و روابط کو واضح فرمایا گیا ہے، دُوسری جلد میں حضرت عمرؓ اور اہلِ بیتؓ کے اور تیسری جلد میں حضرت عثمانؓ اور اہلِ بیتؓ کے تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور اس سلسلے میں جتنے شکوک وشبہات پیدا کئے گئے ہیں، ان کا مدلّل اور محققانہ جواب دیا گیا ہے۔

افسوس ہے کہ آج اس مسئلے میں شدید افراط وتفریط کا دور دورہ ہے، شیعیت اور ناصبیت کی کشمکش نے معتدل حقائق پر کذب وافتراء اور اشتعال کی غلیظ تہیں چڑھا دی ہیں، لیکن فاضل مؤلف نے محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہر موقع پر اعتدال اور علمی وقار کو پوری طرح برقرار رکھا ہے۔

یہ کتاب صرف اُردو ہی میں منفرد نہیں بلکہ عربی لٹریچر میں بھی اس قسم کی کوئی مفصل کتاب احقر کے علم میں نہیں ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ فاضل مؤلف نے اس اچھوتے مگر ضروری موضوع پر تحقیق کا پورا حق ادا کیا ہے اور یہ کتاب لکھ کر تاریخ و مناظرے کے لٹریچر میں انتہائی گراں قدر اضافہ فرمایا ہے، ہماری رائے میں کوئی بھی علم دوست آدمی اس کے مطالعے سے محروم نہ رہنا چاہئے۔

یہ بات اُردو زبان اور اُردو خواں حضرات کے لئے مایۂ افتخار ہے کہ ایسی کتاب پہلی بار منظرِ عام پر آئی ہے۔

(محرم الحرام ۱۴۰۱ھ)

رُباعیاتِ قدسی

مرتبہ: سیّد افتخار حسین ناطق، ایم اے، ایل ایل بی۔ ناشر: مکتبہ قدسی اے ۔ ایم نمبر ۵ فریئر روڈ کراچی نمبر ۱۔ کتابت و طباعت نہایت عمدہ عکسی۔ سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$، صفحات: ۸۰، قیمت: دو روپے پچاس پیسے

بیسویں صدی کی بالکل ابتداء میں سیّد اسدالرحمٰن صاحب قدسی کے نام سے کوئی صوفی بزرگ گزرے ہیں جو شاعر بھی تھے، اس مجموعے میں ان کی رُباعیات کا انتخاب جمع کیا گیا ہے۔رُباعیات زیادہ تر تعلق مع اللہ اور ذکر وفکرِ آخرت کے مضامین پر مشتمل ہیں، اور بعض رُباعیوں کو پڑھ کر شعری ذوق بھی لطف محسوس کرتا ہے، چند رُباعیات ملاحظہ ہوں:-

صد رونقِ بزمِ شادمانی تو ہے
تسنیم کی کیف زار دانی تو ہے
ہر برگِ گل تر ہے تجھی سے رنگیں
ہاں گلشنِ قدرت کی جوانی تو ہے
(ص:۱۶)

اس کعبہ کا سنسان ہی رہنا اچھا
آباد یہ ہوجائے تو بت خانہ بنے
(ص:۲۱)

تسکینِ دلِ حزیں عطا کر مجھ کو
تصویر کوئی حسیں عطا کر مجھ کو
ویران پڑی ہوئی ہے جاں کی بستی
خالی ہے مکاں، مکیں عطا کر مجھ کو
(ص:۴۶)

ہر لفظ میں نغماتِ جوانی، توبہ!
پھر اس پہ محبت کی کہانی، توبہ!

ہر شعر پہ دِل مست ہوئے جاتے ہیں
توبہ مری رنگین بیانی، توبہ!
(ص:٦٦)

اوریست بہ مرگ آر میدان اولیٰ
از وادیٔ پُر فضا و میدان اولیٰ
در دیدۂ ظاہری چہ آید قدسیؔ
از دیدنِ یک و مے نہ دیدن اولیٰ

بہت سی رُباعیات شعری نقطۂ نظر سے خام اور بے کیف بھی اس مجموعے میں جمع کردی گئی ہیں، اگر جناب قدسی کے پورے کلام میں سے کوئی صاحبِ ذوق صرف معیاری حصہ منتخب کر کے شائع کردیں تو ادبِ اُردو میں ایک اچھا اضافہ ہوگا۔

(صفر المظفر ۱۳۸۸ھ)

رَدِّ بہتانِ قادیانی

مصنفہ: پادری عبدالحق صاحب، سابق پروفیسر نارتھ انڈیا تھیالوجیکل کالج، بنگلہ نمبر ۸۶ سیکٹر نمبر ۱۹، اے چنڈی گڑھ انڈیا۔ اور ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ پوسٹ بکس نمبر ۱۳۴، لکھنؤ، یوپی انڈیا۔ ضخامت: ۶۴ صفحات، سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت: ۷۵ پیسے

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب انجامِ آتھم میں بائبل پر یہ اعتراض کیا تھا کہ اس کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار ٹھہرتی ہیں، پادری عبدالحق صاحب نے (جو برِصغیر کے مشہور عیسائی پادری ہیں) یہ رسالہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس اعتراض کے جواب میں لکھا ہے، ہمارے پاس یہ رسالہ بعض عیسائی حضرات نے غالبًا اس لئے بغرضِ تبصرہ بھیجا ہے کہ ہماری حیثیت مذکورہ بالا

فریقین کے درمیان یقینی طور سے غیر جانبدار کی ہے، چنانچہ اپنی اسی حیثیت میں اہم اس رسالہ کے بارے میں چند معروضات ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

پادری عبدالحق صاحب نے سب سے پہلے تو یہ لکھا ہے کہ:۔

کلامِ مقدس کی رُو سے تو خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے ساتھ جسمانی نسب ناموں کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ (ص:۱۸)

یہ بات تو اپنی جگہ دُرست ہے کہ آباء و اجداد کے گناہوں کا عذاب ان کی اولاد کو نہیں دیا جاسکتا،[1] لیکن اس کے باوجود ''پاکیزگیٔ نسب'' ایک قابلِ تعریف صفت ہے، اور چونکہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام چنے ہوئے اور مثالی انسان ہوتے ہیں اس لئے عادۃ اللہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ پاکیزہ ترین نسب کے خاندانوں میں مبعوث ہوئے ہیں، چنانچہ بائبل میں بھی اس کی تصریح ہے کہ:۔

کوئی حرام زادہ خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو، دسویں پشت تک اس کی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت میں نہ آنے پائے۔ (استثنا ۲:۲۳)

بلکہ انجیل متّی سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے زمانے کے یہودیوں کو ان کے آباء و اجداد کے گناہوں کی بناء پر موردِ الزام بھی ٹھہرایا، حالانکہ وہ ان گناہوں سے اپنی براءت کا اظہار کر چکے تھے، چنانچہ فرمایا کہ:۔

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس کہ نبیوں کی قبریں بناتے اور راست بازوں کے مقبرے آراستہ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ دادا کے زمانے میں ہوتے تو نبیوں کے خون میں ان کے شریک نہ ہوتے اس طرح تم اپنی نسبت گواہی دیتے ہو کہ تم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو، غرض اپنے باپ دادا کا

---

(۱) اگرچہ عیسائی حضرات کا عقیدۂ کفارہ اس کے بھی خلاف ہے۔۱۲

پیمانہ بھر دو، اے سانپو! اے افعی کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے؟ (متی ۲۳: ۲۹ تا ۳۲)

پھر آگے پادری صاحب لکھتے ہیں:-

لیکن اگر مرزائی صاحبان نسب نامہ کے متعلق اعتراض کرنا چاہیں تو ہم ان سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ پہلے ان کے کسی مسلمہ نبی کا صحیح اور کامل نسب نامہ پیش کر کے اس کے آباء و اجداد کی عصمت ثابت کر دکھاؤ، تب آں خداوند کے نسب نامہ پر حرف گیری کی جرأت کرو۔ (ص:۱۹)

ہماری رائے میں یہ اعتراض بھی بڑے مغالطے پر مبنی ہے، اس لئے کہ "بے گناہی" ایک منفی (Negative) چیز ہے، اور نفی پر دلیل طلب کرنا کسی بھی اُصولِ استدلال کے موافق نہیں ہے، دُنیا کا ہر شخص اپنی بے گناہی اس طرح ثابت کر سکتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی جرم ثابت نہیں ہوا! لہٰذا جب ہم یہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے نسب کو ہر غل وغش سے پاک ہونا چاہئے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس پر کسی اعتراض کی کوئی معقول وجہ نہیں ہونی چاہئے، اسلام میں انبیاء علیہم السلام یا کسی بھی شخص کے نسب کی پاکیزگی ثابت کرنے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اس کے خلاف کوئی وجہِ اعتراض موجود نہیں۔ ہاں! اگر کسی کے نسب میں کوئی وجہِ اعتراض موجود ہو تو اس کا جواب دینا اس شخص کے ذمے ہے جو ایک طرف نسب کی پاکیزگی کا مدعی ہو اور دُوسری طرف اس وجہِ اعتراض کو بھی حق تسلیم کرتا ہو۔

آگے پادری صاحب نے دو صفحوں میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے بت پرست ہونے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان مجروح نہیں ہوتی، اسی طرح اگر حضرت مسیح علیہ السلام کے نسب میں کوئی شخص (معاذ اللہ) بدکار ہو تو اس سے حضرت مسیحؑ کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا۔

لیکن ہمارے نزدیک یہ قیاس بھی دُرست نہیں، اس لئے کہ بت پرستی آزر کا ذاتی فعل تھا جس کا کوئی اثر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت یا ان کے نسب پر نہیں پڑسکتا، اس کے برعکس زنا ایک ایسا فعل ہے جو صرف جرم کے فریقین ہی کو مجروح نہیں کرتا، بلکہ اس کا لازمی اثر ان کی اولاد کی شرافتِ نسب پر پڑتا ہے، کسی بت پرست کا بیٹا اگر سچا عیسائی ہو تو آپ اسے ہرگز مطعون نہیں کرتے، لیکن اگر کوئی شخص ولد الزنا ہو تو اس کے بارے میں آپ کی بائبل کا فتویٰ یہ ہے کہ:-

> کوئی حرام زادہ خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو، دسویں پشت تک اس کی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت میں نہ آنے پائے۔ (استثنا ۲:۲۳)

اس ابتدائی بحث کے بعد صفحہ:۵۵ سے پادری صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ان تین نانیوں کا ذکر کیا ہے جن پر مرزا غلام احمد قادیانی نے فاحشہ ہونے کا الزام لگایا ہے، ان میں سے پہلی نانی تمؔر ہیں۔

قصہ دراصل یہ ہے کہ یہوداہ بنی اسرائیل کے جدِامجد اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے سب سے بڑے صاحبزادے کا نام ہے، اور ان پر موجودہ بائبل میں یہ تہمت لگائی گئی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کی بیوی کو طوائف سمجھ کر اس کے ساتھ (معاذ اللہ) زنا کیا (پیدائش ۳۸: ۱۴ تا ۱۸)، اور اسی زنا کے حمل سے فارضؔ نامی ایک لڑکا پیدا ہوا (پیدائش ۳۸:۲۹) اسی فارضؔ کی نسل سے حضرت مسیح علیہ السلام کا پیدا ہونا انجیلِ متی میں بہ تصریح بیان کیا گیا ہے (متی ۱:۴)۔

اس اعتراض کا جواب پادری صاحب نے پہلے تو یہ دیا ہے کہ:-

> یہوداؔہ کو ہمبستری کے وقت یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اس کی اپنی بہو ہے، سوائے ایک دفعہ کے پھر کبھی یہوداؔہ اس سے ہمبستر نہ ہوا۔ (ص:۵۵)

آپ خود غور فرمالیجئے کہ یہ جواب کتنا معقول ہے؟ سوال یہ ہے کہ اگر بہو کے سوا کسی اور عورت سے زنا کیا جائے اور صرف ایک مرتبہ کیا جائے تو کیا اس سے پیدا ہونے والی اولاد غیر ثابت النسب نہیں ہوگی؟

پھر پادری صاحب دُوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ:-

اس وقت تک شریعتِ موسوی نازل نہ ہوئی تھی، اور لامحالہ جہاں شریعت نہیں وہاں گناہ محسوب نہیں ہوتا (رومی ۵:۱۳)۔

(ص:۵۵)

غالباً پادری صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس وقت زنا حرام نہیں تھا، لیکن ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بائبل میں جہاں یہوداہ کے بارے میں یہ من گھڑت قصہ لکھا ہوا ہے وہیں اس کی بھی تصریح ہے کہ شریعتِ موسوی کی طرح اس زمانے میں بھی اگر کوئی کاہن کی بیٹی زنا کرتی تو اس کی سزا اُسے نذرِ آتش کر کے دی جاتی تھی، اس لئے کہ بائبل میں یہوداہ کا مذکورہ قصہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

تین مہینے کے بعد یہوداہ کو یہ خبر ملی کہ تیری بہو تمر نے زنا کیا اور اسے چھنالے کا حمل بھی ہے، یہوداہ نے کہا کہ اُسے باہر نکال لاؤ کہ وہ جلائی جائے۔ (پیدائش ۳۸:۲۴)

اس سے معلوم ہوا کہ زنا سے متعلق یہوداہ کے زمانے میں بھی احبار (۲۱:۹) کا قانون نافذ تھا۔

دُوسری نانی جن کی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کے مبینہ نسب نامے پر اعتراض کیا گیا ہے، راحب ہیں جن کے ''کسبی'' ہونے کی تصریح کتاب یشوع (۲:۱) میں موجود ہے، اس کا جواب دیتے ہوئے پادری صاحب صفحہ:۵۶ پر لکھتے ہیں:-

راحاب نے اپنی گزشتہ حالت کو بالکل ترک کر کے اپنے گھرانے سمیت خدا کے برگزیدہ قوم بنی اسرائیل کے درمیان بود و باش

اختیار کی۔ (یشوع ۶:۲۵)

لیکن اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ راحب نے توبہ کرلی تھی (جس کی کوئی تصریح بائبل کے عہد نامۂ قدیم میں موجود نہیں ہے) تب بھی اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ اس سے جو اولاد فاحشہ ہونے کی حالت میں پیدا ہوئی وہ ثابت النسب بن گئی؟

البتہ تیسری نانی یعنی بت سبع کی بنیاد پر اگر کسی نے کوئی اعتراض کیا ہے تو وہ دُرست نہیں، اور اس کے جواب میں پادری عبدالحق صاحب کا یہ کہنا صحیح ہے کہ بائبل کی رُو سے:-

جس وقت سلیمان پیدا ہوا (سموئیل ۱۲:۱۴) اس وقت وہ داؤد کی جائز بیوی تھی۔ (ص:۵۸)

آخر میں یہ وضاحت کردیں کہ ہمارے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت مریمؑ کا نسب بالکل پاک صاف اور بے داغ ہے، اور بائبل کے جن مذکورہ بیانات سے اس کے خلاف کوئی بات ثابت ہوتی ہے تو ان سے حضرت مسیح علیہ السلام کے نسب کے بجائے خود بائبل مجروح ہوتی ہے، اس لئے کہ بائبل کی کتابیں بے شمار غلطیوں اور اختلافات سے بھری ہوئی ہیں، اور تاریخی لحاظ سے نہ ان کی کوئی متصل سند ہے، نہ ان کا قابلِ اعتماد ہونا کسی قابلِ لحاظ علمی دلیل سے ثابت ہوسکا ہے، اس کے برعکس ان میں حذف و اضافہ اور ترمیم و تحریف کے ناقابلِ انکار شواہد موجود ہیں، جو اَب علمی دُنیا میں ڈھکے چھپے نہیں رہے لہٰذا بائبل پر اس قسم کے اعتراض کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ یہ اعتراضات اس انداز میں بیان نہ کریں کہ ان سے واقعۂ حضرت مسیح علیہ السلام کے نسب یا اخلاق پر معاذ اللہ کسی طعن کا وہم پیدا ہوتا ہو۔

(رجب المرجب ۱۳۸۸ھ)

الرسالة المستطرفة (عربی)

مصنفہ: علامہ محمد بن جعفر کتانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۵ھ)۔ ناشر: نور محمد

اصح المطابع، کارخانۂ تجارتِ کتب آرام باغ، فریئر روڈ کراچی۔ $\frac{۱۸ \times ۲۲}{۸}$ سائز کے ۲۱۲ صفحات، کاغذ دبیز، ٹائپ کی خوشنما طباعت، قیمت مجلد: ۸ روپے

علمِ حدیث ایک وسیع اور مخدوم علم ہے، اور مسلمان اہلِ علم نے ہر ہر زاویے سے اس کی ایسی ایسی خدمتیں کی ہیں کہ شاید کسی اور علم کی اتنی خدمت نہیں کی گئی، زیرِ تبصرہ کتاب انہی خدمتوں کا ایک جامع تذکرہ ہے۔

علمِ حدیث میں جتنی کتابیں جس جس پہلو سے لکھی گئی ہیں، اس کتاب میں اُن کا اور ان کے مصنفین کا تعارف کرایا گیا ہے، حدیث کی بعض کتابیں تو آج کل بھی مروّج اور معروف ہیں، لیکن بہت سی کتابیں ایسی ہیں جو آج نایاب ہوچکی ہیں، اور قدیم کتابوں میں ان کے بکثرت حوالے ملتے ہیں، ایسی کتابوں کا موضوع، طرزِ تصنیف، مصنف کے ضروری حالات اور ان کا علمی مقام معلوم کرنا عموماً مشکل ہوتا ہے، اس کتاب میں ایسی تمام کتب کا ضروری تعارف موجود ہے، اس کے علاوہ بعض کتابیں روزمرہ اہلِ علم کے استعمال میں رہتی ہیں، لیکن ان کے بارے میں بعض بنیادی باتوں سے ناواقفیت رہتی ہے، اس کتاب کے مطالعہ سے یہ ناواقفیت دُور ہوجاتی ہے۔

مختصر یہ کہ یہ کتاب کتبِ حدیث کی ایک مفید ڈائرکٹری کی حیثیت رکھتی ہے، اور علمِ حدیث کے طلباء، مدرّسین اور مصنفین سب کے لئے نہ صرف کام کی ہے بلکہ کتبِ حدیث میں بصیرت پیدا کرنے کے لئے اس کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

(محرم الحرام ۱۳۹۳ھ)

رسولِ عربیؐ اور عصرِ جدید

مؤلفہ: جناب سیّد محمد اسماعیل صاحب۔ ناشر: مکتبہ طلوعِ سحر ۳/۵۵ کمرشل ایریا ڈرگ کالونی نمبر ۳ کراچی۔ متوسط سائز کے ۶۳۸ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ،

قیمت اعلیٰ ایڈیشن: ۱۳ روپے ۵۰ پیسے، ستا ایڈیشن: ۹ روپے

عصرِ حاضر میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہمارے لئے کیا رہنمائی مہیا کرتی ہیں؟ یہ ہے اس ضخیم کتاب کا موضوع۔ پہلے حصے میں فاضل مؤلف نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ بڑے دِلکش انداز میں بیان کی ہے، اس کے بعد دُوسرے حصے میں ''عصرِ جدید'' کے عنوان سے مغرب کی بنیادی گمراہیوں کی نشاندہی فرمائی ہے، مغرب کے افکار و نظریات پر انقلابی اثرات تین فلسفیوں نے مرتب کئے ہیں: ڈارون، فرائڈ اور مارکس۔ فاضل مؤلف نے ان تینوں کے بنیادی نظریات کی تشریح کر کے ان پر فاضلانہ تنقید کی ہے، اس انداز سے مغرب کے اصل فکری سرچشموں کی یکجا وضاحت اور اس پر تبصرہ کسی اور کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گزرا، جو لوگ اس موضوع پر اختصار اور انضباط کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے یہ کتاب بہترین مددگار ثابت ہوسکتی ہے، اندازِ بیان عام فہم، شگفتہ اور دِل نشین ہے۔ جدید فلسفہ کی تشریح و توضیح میں جو کتابیں اُردو میں ملتی ہیں ان میں عموماً ضرورت سے زیادہ پھیلاؤ اور طول بیانی ہوتی ہے، لیکن اس کتاب میں یہ عیب نہیں ہے، ہم خاص طور سے عربی مدارس کے طلباء اور اساتذہ سے اس حصے کے مطالعے کی سفارش کرتے ہیں، کیونکہ اس کا اندازِ بیان انہیں اپنے مزاج کے مطابق ملے گا۔

پوری کتاب کے مطالعے کا ہمیں موقع نہیں مل سکا، لیکن جستہ جستہ مقامات سے دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب مفید ہی مفید ہے۔ البتہ ایک گزارش فاضل مؤلف سے کرنی ہے، انہوں نے بعض جگہ علمائے دین پر سخت تنقیدیں کی ہیں، ہم بھی علماء کو غلطیوں سے پاک تصور نہیں کرتے، غلطیاں ان سے بھی ہوئی ہیں اور ان میں سے بعض سنگین نوعیت کی بھی ہوسکتی ہیں، لیکن یہ طرزِ فکر سراسر ناانصافی پر مبنی ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ زوال کا سارا الزام اُن پر ڈال دیا جائے، جدید تعلیم یافتہ طبقے کی طرف سے اُن پر بہت سے اعتراضات، اُن کا موقف صحیح طریقے سے

سمجھے بغیر کئے جا رہے ہیں، مثلاً فاضل مؤلف کا یہ ارشاد:-

علماء نے مزید غور و فکر پر بدعت و گمراہی کی مہر لگائی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف دُنیوی علوم کا سرچشمہ خشک ہو کر رہ گیا.....الخ۔

(ص:۳۱۹)

ہم نہیں سمجھتے کہ کون سے عالم نے "مزید غور و فکر" پر بدعت و گمراہی کی مہر لگائی تھی؟ اور اس سے کون سے دُنیوی علوم کا سرچشمہ خشک ہو گیا؟ دُنیوی علوم سے غالباً فاضل مؤلف کی مراد سائنس اور تکنیکی علوم ہیں، کیا وہ کسی ایک عالم کا نام بتا سکتے ہیں جس نے ان علوم میں مزید "غور و فکر" کو بدعت اور گمراہی قرار دیا ہو؟

واقعہ یہ ہے کہ علماء پر "غور و فکر" کے دروازے بند کرنے اور دُنیوی علوم پر قدغن لگانے کا الزام صرف اس جھوٹے پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے جو اہلِ مغرب نے علماء کے خلاف شروع کیا تھا، اہلِ مغرب اپنی مرضی کا جو غلط نظریہ، جو نظامِ تعلیم اور جو نظامِ فکر مسلمانوں میں رائج کرنا چاہتے تھے، ہمیشہ علماء اُن کے آڑے آتے تھے، اس لئے انہوں نے عوام پر سے علماء کا اثر و رُسوخ کم کرنے کے لئے اس قسم کے جملے چلتے کئے تھے کہ "یہ لوگ ترقی کے دُشمن ہیں"، "انہیں غور و فکر سے بیر ہے"، "یہ اپنی قوم کو زوال کی طرف لے جا رہے ہیں" یہ صرف سیاسی نعرے تھے جن میں کوئی علمی اور واقعاتی وزن نہیں تھا، لیکن حیرت ہے کہ ہمارے بعض سنجیدہ مسلمان بھی مغرب کی چالبازیوں کا تجربہ کرنے کے باوجود، اس دھوکے میں مبتلا ہو گئے، اور انہوں نے بھی حقیقتِ حال کی تحقیق کے بغیر اسی قسم کے جملے دُہرانے شروع کر دیئے، اگر وہ علماء کے موقف کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کی کوشش کرتے تو یہ بات واضح ہو جانے میں دیر نہ لگتی کہ علمائے اسلام کا کردار، عیسائیت کے کیتھولک پادریوں سے کہیں زیادہ مختلف رہا ہے۔

عام مسلمانوں کو علماء سے بدظن کرنے کی مہم مغرب نے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے شروع کی ہے، ہم حقیقت پسندی اور ہمدردی کے ساتھ علماء پر تنقید کا حق تسلیم

کرتے ہیں، لیکن تحقیق کے بغیر مغرب کے چھوڑے ہوئے نعروں کو دُہرانے کا نتیجہ اسلام دُشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ (جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ)

"الرشید" دارالعلوم دیوبند نمبر

مرتبہ: جناب عبدالرشید ارشدؔ۔ مولانا فاضل حبیب اللہ صاحب۔ مقامِ اشاعت: ۳۲-۱ے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ سائز کے ۷۹۰ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت قسمِ اعلیٰ: ۴۵ روپے، قسمِ ادنیٰ: ۲۰ روپے

دارالعلوم دیوبند نے گزشتہ صدی میں جو مجددانہ کارنامے انجام دیئے ہیں ان کے تعارف اور تذکرے کے لئے درحقیقت ایک پوری اکیڈمی چاہئے، لیکن علمائے دیوبند کی دُوسری خصوصیات کے ساتھ ایک خصوصیت یہ بھی رہی ہے کہ انہوں نے نام و نمود اور پبلسٹی کے ذرائع اختیار کرنے کی نہ صرف خواہش نہیں کی، بلکہ اس سے اعراض کیا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ علم وعمل کے بہت سے آفتاب و ماہتاب وہ ہیں جو گوشۂ گمنامی کی نذر ہوگئے، البتہ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ انہوں نے جو بے مثال کارنامے انجام دیئے ہیں انہیں منظرِ عام پر لائیں تاکہ نئی نسلیں ان سے مستفید ہوسکیں۔

جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ترجمان ماہنامہ "الرشید" نے اسی مقصد کے لئے یہ ضخیم نمبر نکالا ہے، اور بلاشبہ صحافت کے میدان میں ایک بہت بڑے خلا کو پُر کرنے کی قابلِ صد مبارک باد کوشش کی ہے۔

اس نمبر میں دارالعلوم دیوبند، اس کے اکابر وفضلاء اور ان کے کارناموں پر بڑے معلومات افزا اور مفید و کارآمد مضامین موجود ہیں جن میں اس تاریخ ساز ادارے کے حسن و جمال کی ایک جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ لکھنے والوں میں برِصغیر کے چوٹی کے علماء اور اہلِ قلم شامل ہیں، اس نمبر کا آغاز دارالعلوم دیوبند کی عمارتوں کی تمیں تصاویر سے ہوا ہے، اور اب تک دُنیا کے جن مشاہیر نے دارالعلوم کا معائنہ کیا ہے،

ان کی آراء بھی ساتھ موجود ہیں۔ اس کے بعد برِصغیر کے اہلِ علم وقلم نے مختلف گوشوں سے دارالعلوم دیوبند اور اس کی خدمات کا جائزہ لیا ہے۔ پورا نمبر اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد اسے چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔ مضامین کا آغاز اس نمبر کے مرتب جناب عبدالرشید ارشدؔ کے افتتاحیے ''فتح باب'' سے ہوا ہے جس میں انہوں نے اس پروپیگنڈے کا بڑی علمی متانت اور خوش اسلوبی کے ساتھ جائزہ لیا ہے جو دارالعلوم دیوبند کے مخالفین اس کے اکابر کے خلاف کرتے رہے ہیں، اس کے بعد علامہ خالد محمود صاحب (مقیم حال برمنگھم) کا بہترین ''پیشِ لفظ'' ہے جو ۳۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، اور جس میں انہوں نے نہایت شگفتہ انداز میں دارالعلوم دیوبند کے مقصدِ قیام اور اس کے پسِ منظر اور اس کے علمی اور سیاسی کارناموں کا ایسا تعارف کرایا ہے جس سے ایک نظر میں اس کی خدمات کے متنوع اُفق سامنے آجاتے ہیں۔ پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہم کا ایک مکتوب ہے جس میں دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مقالات کی ابتداء حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم کے مضمون ''الہامی مدرسہ'' سے ہوئی ہے، اس کے بعد ''دارالعلوم دیوبند کا مزاج و مذاق'' کے زیرِ عنوان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کا مضمون ہے جس میں دارالعلوم دیوبند کے مسلک ومشرب اور مزاج و مذاق کی بنیادی خصوصیات بڑے دِلکش اور منضبط انداز میں بیان کی گئی ہیں، پھر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری صاحب مدظلہم کا مقالہ ''دارالعلوم دیوبند - ایک جائزہ'' ہے، جس میں دارالعلوم دیوبند کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم کی جامع اور فاضلانہ تالیف ''دارالعلوم دیوبند کا مسلکِ اعتدال'' کی تلخیص صوفی محمد اقبال قریشی صاحب نے کی ہے اور اس کی تشریح میں مولانا محمد اشرف صاحب صدر شعبۂ عربی اسلامیہ کالج پشاور نے ''دیوبندی مدرسۂ فکر'' کے زیرِ عنوان عالمانہ مضمون

تحریر فرمایا ہے۔

بعد کے مضامین میں سیّد محبوب رضوی صاحب (دارالعلوم دیوبند کی تعلیمی خصوصیات)، مولانا عبداللہ سلیم (دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)، مولانا سمیع الحق صاحب مدیر ''الحق'' (مولانا قاری محمد طیب صاحب سے ایک انٹرویو)، حضرت مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر (بانیٔ دارالعلوم دیوبند)، مولانا سیّد انظر شاہ کشمیری (دارالعلوم میں درسِ حدیث)، قاری فیوض الرحمٰن صاحب ایم اے (علمائے دیوبند سرحد کی تصنیفی خدمات)، علامہ خالد محمود صاحب (مسئلۂ تکفیر اور اکابر دارالعلوم)، اختر راہی صاحب ایم اے (مسیحی مشنریوں کی سرگرمیاں اور علمائے دیوبند)، مولانا مشرف علی تھانوی (مولانا نانوتویؒ بحیثیتِ مناظرِ اسلام)، مولانا محمد اجمل صاحب خطیب (عشقِ رسالت مآبؐ اور اکابرِ دیوبند)، مولانا انیس احمد صدیقی (دارالعلوم کی تفسیری خدمات)، حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی (مسئلۂ تکفیر اور اکابرِ دیوبند)، مولانا سعیدالرحمٰن علوی (دارالعلوم دیوبند کا پہلا طالبِ علم)، مولانا محمد یوسف لدھیانوی (دارالعلوم اور تحفظِ ختم نبوّت)، مولانا سیّد حامد میاں صاحب (اَرضِ دیوبند) اور مولانا سیّد نفیس الحسینی (حکایتِ مہر و وفا) کے مضامین بطورِ خاص نہایت مفید اور معلومات آفریں ہیں اور محنت سے لکھے گئے ہیں۔

مختصر یہ کہ ''الرشید'' کا یہ خاص نمبر دارالعلوم دیوبند، اس کے اکابر، اس کے مزاج و مذاق اور اس کے کارناموں پر بیش قیمت مضامین کا ایک رنگا رنگ گلدستہ ہے جس کی ترتیب و تزیین میں فاضل مدیروں نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے کام لے کر اُسے اپنی علمی اور ادبی خوش ذوقی کا پیکرِ جمیل بنا دیا ہے۔ (جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ)

رُوحِ رمضان

مؤلفہ: پروفیسر محمد انوارالحسن شیرکوٹی، اسلامیہ کالج لائل پور۔ ناشر: نذر سنز

نمبر۲۲۱ سرکلر روڈ لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ سائز کے ۳۸۴ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت درج نہیں۔

رمضان کا مہینہ اللہ کے بندوں کا سالانہ جشنِ عبادت ہے، اور ضروری ہے کہ ہر مسلمان اس مہینے کی تمام خصوصیات، اَحکام، فضائل اور فوائد سے باخبر ہو۔ اللہ تعالیٰ پروفیسر انوارالحسن صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے رمضان المبارک سے متعلق تمام ضروری معلومات پوری تحقیق اور عرق ریزی سے اس کتاب میں جمع فرمادی ہیں، اس میں ماہِ رمضان کے فضائل بھی ہیں، روزے کا فلسفہ، اس کے اَحکام وفوائد، اس کی تاریخ، شبِ قدر کی تحقیق، رُویتِ ہلال کے اَحکام اور اس سلسلے میں نئے ذہنوں کے اندر اُٹھنے والے شبہات کا دِل نشین حل اور غلط فہمیوں کا ازالہ، روزے کی اقسام اور ہر ایک کے جدا اَحکام، تراویح کی تاریخ، فضیلت اور اس کی تعدادِ رکعات کی بحث، حفظِ قرآن کے لئے ہدایت نامہ اور ان کی کوتاہیوں کی نشاندہی، سحر و افطار کے مسنون طریقے، اِعتکاف، اس کی قسمیں اور اَحکام و فوائد، عیدالفطر وصدقۃ الفطر کے مسائل، غرض وہ سب کچھ ہے جس کی ماہِ رمضان کے سلسلے میں ضرورت پڑتی ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ ان تمام مباحث میں اندازِ بیان ایسا عام فہم اور دِل نشین ہے کہ پڑھنے والا دِلچسپی محسوس کرتا ہے، پوری کتاب کا مطالعہ تو تبصرہ نگار نہیں کرسکا، لیکن جس حد تک دیکھا مسائل مستند نظر آئے اور باقی کے بارے میں بھی یہی اُمید ہے۔ البتہ فاضل مؤلف "وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ" کی مشہور اور مقبول تفسیر بیان کرنے کے بعد آخر میں اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> وہ مریض اور مسافر جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں لیکن بہرحال سفر کی حالت اور بیماری کے باعث ان کا روزہ رکھنا دِقت سے خالی نہیں، ایسے مسافر اور بیمار کے لئے جو روزہ رکھنے

کی طاقت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے فدیہ مقرر کردیا
تا کہ طاقت رکھنے کے باوجود روزہ نہ رکھنے کا کفارہ بن جائے۔

(ص:۶۲)

ہماری معلومات کی حد تک یہ کسی فقیہ یا مفسر کا مسلک نہیں ہے، اور بلاوجہ تفسیرِ معروف سے عدول کی کوئی وجہ نہیں، اس لئے آئندہ ایڈیشن میں یہ حصہ نکال دینا چاہئے کیونکہ یہ غلط فہمیوں کا سبب ہوگا۔

بحیثیتِ مجموعی کتاب مفید ہی نہیں، بہت مفید ہے، ہر مسلمان گھرانے میں پہنچنی چاہئے اور رمضان کے مہینے میں ہر خاندان کو اس کے اجتماعی مطالعہ کا معمول بنانا چاہئے۔ (رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ)

رُودادِ برِصغیر

مؤلفہ: جناب شمس القمر قاسمی۔ ناشر: عزیز پبلی کیشنز ۵۶-میکلوڈ روڈ لاہور۔
۲۳×۳۶/۱۶ سائز کے ۱۲۸ صفحات، آفسٹ کی خوشنما طباعت، قیمت: ۳/۷۵

برِصغیر میں انگریز کے دو سو سالہ عہدِ اقتدار میں اہلِ ہند پر کیا کیا مظالم ڈھائے گئے؟ ہندوستان پر انگریز کی غلامی سے سماجی، معاشی، سیاسی، تجارتی اور تعلیمی لحاظ سے کیا اثرات مرتب ہوئے؟ اور برِصغیر کے مسلمانوں، خصوصاً علماء نے انگریز کی غلامی سے اس سرزمین کو آزاد کرنے کے لئے کیا جدوجہد کی؟ یہ اس کتابچے کا موضوع ہے اور اس میں قابلِ تعریف بات یہ ہے کہ فاضل مؤلف نے اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے خود انگریز مصنّفین کی کتابوں اور اس زمانے کے اخبارات کے اقتباسات جمع کردیئے ہیں، اس طرح یہ کتابچہ صرف معلوماتی ہی نہیں بلکہ برِصغیر کی تاریخ پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے بھی مددگار ثابت ہوگا۔ (ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ)

رُوسی ترکستان میں سوشلزم

مؤلفہ: عبدالکریم عابد۔ ناشر: مولانا نور احمد صاحب، ناظم دعوت الحق پاکستان۔ پرنس اسٹریٹ مسجدِ طیبہ کراچی نمبرا

آج کل سوشلزم کے ساتھ ''اسلامی'' کا لفظ لگا کر یہ تأثر دیا جا رہا ہے کہ سوشلزم اسلام کے ساتھ چل سکتا ہے، لیکن جناب عبدالکریم عابد نے اس مقالے میں تاریخی شواہد سے اس کی تردید کی ہے۔ رُوسی ترکستان قدیم زمانے سے مسلمانوں کا وطن اور علمِ دین کا مرکز تھا، یہاں بھی سوشلسٹوں نے شروع میں ''اسلامی سوشلزم'' کا نعرہ لگایا تھا، لیکن سوشلزم نے یہاں اسلام اور مسلمانوں کا کیا حشر بنایا؟ یہ مقالہ اسی المیہ کی حسرت ناک داستان ہے، جس کے آئینے میں عالمِ اسلام کے تمام وہ افراد اپنی صورت بھی دیکھ سکتے ہیں جو ''اسلامی سوشلزم'' کے دام ہم رنگِ زمین کا شکار ہو رہے ہیں، یہ کتابچہ اس لائق ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ دعوت الحق پاکستان نے اسے تبلیغی مقاصد کے لئے شائع کیا ہے اور مذکورہ بالا پتہ سے مفت طلب کیا جاسکتا ہے۔ (ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ)

روضۃ الادب

مؤلفہ: مولانا مشتاق احمد چرتھاوَلی۔ ناشر: دارالاشاعت، مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی نمبرا۔ متوسط سائز کے ۱۲۸ صفحات، کاغذ، کتابت اور طباعت معیاری، قیمت گلیز: ۲/۲۵، رَف: ۱/۵۰

یہ عربی زبان کی ابتدائی تعلیم کے لئے ایک مفید رسالہ ہے جو بہت سے دینی مدارس میں داخلِ نصاب ہے، اس رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نحو وصرف کے اجراء کے ساتھ تمرینات کثرت سے دی گئی ہیں، اور مکالمات، خطوط کے نمونے، امثال وحِکَم کے دلچسپ مضامین اس ترتیب کے ساتھ لائے گئے ہیں کہ ان سے رفتہ

رفتہ عربی عبارتوں کو صحیح پڑھنے، سمجھنے اور ترجمتین و انشاء کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، اس سے قبل اس کتاب کا جو نسخہ مروّج تھا، اس کی کتابت و طباعت بہت خراب تھی اور وہ اغلاط سے پُر تھا، یہ جدید ایڈیشن نہایت نظرافروز ہے اور اس نے پہلے نسخے کی پوری تلافی کردی ہے۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ)

رہنمائے حجاج

مؤلفہ: مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی۔ ناشر: اقبال بک ہاؤس، صدر کراچی نمبر ۳۔
$\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ سائز کے ۳۳۶ صفحات، کاغذ اور کتابت و طباعت عمدہ عکسی، قیمت: ۶/۷۵

یہ کتاب بھی حج کے مسائل پر مشتمل ہے، پوری کتاب کے مطالعہ کا موقع تو تبصرہ نگار کو نہیں مل سکا، لیکن جستہ جستہ مقامات سے دیکھنے پر ترتیب و اندازِ بیان قابلِ تعریف نظر آیا، مسائل کے مأخذ کا حوالہ بھی ہر مسئلہ کے ساتھ ہوتا تو اچھا تھا، مسائل و اَحکام کے علاوہ اس رسالے میں عازمینِ حج کے لئے دُوسری مفید معلومات بھی موجود ہیں۔ (شوال المکرم ۱۳۹۲ھ)

زاد الطالبین

مؤلفہ: مولانا محمد عاشق الٰہی برنی۔ ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ سائز کے ۲۷ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت آفسٹ، قیمت: ۲/۵۰

یہ کتاب فاضل مؤلف نے عربی سیکھنے والے مبتدی طلباء کے لئے تحریر فرمائی ہے، یہ منتخب احادیثِ نبویؐ کا مجموعہ ہے۔ پہلے باب میں قولی احادیث ہیں اور ان کو فاضل مؤلف نے قواعدِ نحویہ کے مطابق اس طرح ترتیب دیا ہے کہ مسائلِ نحو کا اجراء بھی ساتھ ساتھ ہو جائے، اور دُوسرے باب میں فعلی احادیث اور واقعات و قصص جمع کئے گئے ہیں۔

بحیثیتِ مجموعی یہ ایک بہترین کتاب ہے جو طلباء کو بیک وقت عربی زبان،

نحو، صرف وادب بھی سکھاتی ہے، احادیث سے مناسبت بھی پیدا کرتی ہے، اور اصلاحِ اعمال واخلاق میں بھی مدد دیتی ہے۔ ان خصوصیات کی بناء پر اس کتاب کو دارالعلوم میں داخلِ درس بھی کرلیا گیا ہے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے اس پر تقریظات تحریر فرمائی ہیں اور موٴخر الذکر نے تجویز فرمایا ہے کہ یہ کتاب تمام مدارسِ دینیہ میں مفید الطالبین اور نفحۃ العرب کے درمیان داخلِ نصاب کی جائے۔

فاضل موٴلف نے کتاب کی تالیف کے ساتھ اس پر مفید حواشی بھی تحریر فرمادیئے ہیں، جن میں الفاظ کی تحقیق، اور مطالبِ حدیث کی مختصر مگر جامع تشریحات موجود ہیں، اس طرح یہ کتاب دینی مدارس کے طلباء واساتذہ کے لئے نہایت قابلِ قدر اور مستحقِ پذیرائی ہے۔ (محرم الحرام ۱۳۹۱ھ)

زبدۃ الأُصول

تالیف: مولانا حمید اللہ خاں صاحب۔ ناشر: شعبۂ تصنیف دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت، ضلع بنوں، مغربی پاکستان۔ کتابت و طباعت معمولی، سائز: $\frac{۲۶ \times ۲۰}{۱۶}$، صفحات: ۴۸، قیمت درج نہیں۔

یہ اُصولِ فقہ پر ایک مختصر رسالہ ہے جس میں اس علم کی اصطلاحات اور اس کے بنیادی مسائل اختصار مگر جامعیت کے ساتھ بیان کردیئے گئے ہیں، اس بات کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جارہی ہے کہ دینی مدارس میں اُصول الشاشی سے پہلے اُصولِ فقہ کا کوئی آسان رسالہ پڑھایا جائے، غالبًا یہ رسالہ اسی جذبہ کے تحت لکھا گیا ہے۔ فاضل موٴلف نے اس میں مسائل تو اختصار کے ساتھ جمع کردیئے ہیں، لیکن ہماری رائے میں جن طلباء کو یہ پڑھایا جائے گا، ان کی ذہنی سطح کو اس میں پیشِ نظر نہیں رکھا گیا، ضرورت اس بات کی تھی کہ اس میں تعریفات آسان اور مثالیں زیادہ سے

زیادہ ہوں، لیکن اس رسالہ میں اختصار کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ نہیں دی گئی، اگر فاضل مؤلف اس رسالے پر اس حیثیت سے نظرِ ثانی فرما کر اسے دوبارہ مرتب فرمادیں تو یہ بڑا کام ہوگا۔ (ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ)

سائنس دانوں کو دعوتِ حق

مرتبہ: اسداللہ خاں بی ایس سی علیگ۔ ناشر: بارگاہِ ادب، اکبر روڈ کراچی نمبرا۔ صفحات: ۴۷، کاغذ رَف، کتابت وطباعت متوسط، قیمت درج نہیں۔

اس چھوٹے سے رسالے میں قرآنِ کریم کی ان آیات کا ترجمہ جمع کیا گیا ہے جن کا تعلق کسی نہ کسی درجے میں سائنس سے نکل سکتا ہے، قرآنِ کریم اگرچہ سائنس کی کتاب نہیں، نہ اس کی تعلیم اس کا مقصدِ نزول ہے، مگر اس فن کی رہنمائی کے لئے بھی اس کی بہت سی آیات سے روشنی ملتی ہے، ایسی ہی آیات اس میں جمع کی گئی ہیں۔ ترجمہ مولانا فتح محمد صاحبؒ سے لیا ہے۔ (شوال المکرّم ۱۳۸۷ھ)

السعایة (عربی)

تالیف: حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: سہیل اکیڈمی، محمد علی امین مارکیٹ، چوک اُردو بازار لاہور۔ نفیس اور دبیز کاغذ پر فوٹو آفسٹ کی دِلکش طباعت، بڑا سائز ($\frac{۱۸ \times ۲۲}{۴}$)، ضخامت جلدِ اوّل: ۵۷۸، صفحات جلد دوم: ۳۱۶، کل ۸۹۲ صفحات، قیمت کامل مجلد: ۱۲۵ روپے

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے آخری دور میں علمِ حدیث اور علمِ فقہ کی جوگراں قدر خدمات انجام دی ہیں، انہوں نے متقدمین کی یاد تازہ کردی ہے، زیرِ نظر کتاب ان کی مایۂ ناز تصنیف "السعایة" ہے جو شرحِ وقایہ کی مبسوط اور مفصل شرح ہے، اس کی جامعیت کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ بڑی تقطیع کے تقریباً نوسو صفحات میں کتاب الصلوٰۃ بھی مکمل نہیں ہوئی، بلکہ صرف "فصل فی القراءۃ"

تک کی شرح لکھی گئی ہے۔

کہنے کو یہ ایک فقہ کی کتاب یعنی ''شرح وقایہ'' کی شرح ہے، لیکن اپنے مباحث کے لحاظ سے یہ درحقیقت علمِ حدیث کی محققانہ کتاب ہے، شافعی مسلک میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''المجموع فی شرح المهذب'' اور حنبلی مسلک میں علامہ ابنِ قدامہؒ کی ''المغنی'' اس اعتبار سے شہرۂ آفاق ہیں کہ ان کا اصل موضوع فقہ ہے اور ان میں فقہی جزئیات تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ان میں فقہاء کے مذاہب، ہر فریق کے مفصل دلائل، متعلقہ احادیث کی تحقیق وتشریح اور ان پر محدثانہ مباحث بھی موجود ہیں، حنفی مسلک میں اگر کوئی کتاب مذکورہ کتب کی ہم سری کرسکتی ہے تو وہ علامہ ابن الہمامؒ کی ''فتح القدیر'' ہے، لیکن اس کا طرز قدرے مختلف ہے۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تالیف میں تقریباً وہی طرز اختیار فرمایا ہے جو شرح المہذب اور المغنی لابنِ قدامہ کا طریقہ ہے، بلکہ یہ کتاب اپنے متنوع مضامین اور مباحث کی وسعت کے لحاظ سے ان سے بھی زیادہ مبسوط اور جامع ہے، چنانچہ وہ سب سے پہلے متن کی لغات کی تشریح اور نحوی مباحث پوری تفصیل سے بیان فرماتے ہیں، پھر متن کا مسئلہ جن آیاتِ قرآنی یا احادیث سے مستنبط ہوتا ہے ان کی تشریح کرتے ہیں، اسی ذیل میں فقہائے اُمت کے مذاہب اور ان کے دلائل بیان کرتے ہوئے احادیث کی اسنادی تحقیق، متعارض روایات میں تطبیق وترجیح اور متعلقہ اُصولی مباحث کی تفصیل درج کی گئی ہے، اور اس کے بعد متن کے مسئلے سے متعلق فقہی جزئیات بیان کی گئی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ پوری کتاب میں تفسیر، حدیث، فقہ، اُصولِ فقہ وحدیث اور علومِ عربیت کے دریا موجزن نظر آتے ہیں، اور مباحث کے استقصاء کے لحاظ سے شاید ہی کوئی دُوسری کتاب اس کی ہم سری کرسکے، یہ اور بات ہے کہ غیرجانبداری کے جوش میں انہوں نے بہت سی

باتیں کمزور بھی کہہ دی ہیں۔

اگر حضرت مولانا لکھنوی رحمہ اللہ اس کتاب کی تالیف مکمل فرما لیتے تو بلاشبہ یہ ایک منفرد کتاب ہوتی، لیکن افسوس ہے کہ وہ کتاب الصلوٰۃ بھی مکمل نہیں فرما سکے، اور غالباً اسی خیال کے پیشِ نظر کہ اس کتاب کی تکمیل میں بہت وقت لگ جائے گا، انہوں نے شرحِ وقایہ کا ایک نسبۃً مختصر حاشیہ "عمدۃ الرعایۃ" کے نام سے لکھ دیا جو شائع ہو چکا ہے، لیکن بعد میں "سعایہ" کی تکمیل وہ نہ فرما سکے، تاہم جتنے مباحث اس میں آ گئے ہیں وہ بڑی حد تک دوسری کتابوں سے مستغنی کر دیتے ہیں۔ اس لئے اس کتاب کو اہلِ علم نے ہمیشہ بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے، البتہ مولانا لکھنویؒ کی بہت سی تحقیقات عام علمائے حنفیہ کے خلاف ہیں اور اس کتاب میں ایسی تحقیقات کی تعداد شاید ان کی تمام دوسری کتابوں سے زیادہ ہے۔

عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی، سہیل اکیڈمی کو اللہ تعالیٰ نے نایاب کتابوں کی اشاعت کی خاص توفیق اور سلیقہ عطا فرمایا ہے، چنانچہ اس نے اس کتاب کا فوٹو لے کر اُسے ایسے خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ کی رُوح خوش ہوگئی ہوگی۔ کاغذ، طباعت، جلد بندی ہر چیز کتاب کے شایانِ شان ہے، اُمید ہے کہ علمی حلقے اس نادر علمی تحفے کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ)

سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ

مؤلفہ: حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہم۔ ناشر: مکتبہ حکمتِ اسلامیہ، نوشہرہ صدر، ضلع پشاور۔ چھوٹے سائز پر ۲۸۰ صفحات، کاغذ رَف، کتابت و طباعت معیاری، قیمت: دو روپے پچاس پیسے، محصولِ ڈاک ایک روپیہ

اس کتاب میں حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی دامت برکاتہم نے اپنے مخصوص معلومات آفریں انداز میں سرمایہ داری اور اشتراکیت پر مفصل تبصرہ کر کے

دونوں نظاموں کے مقابلے میں اسلامی نظامِ معیشت کی برتری کو واضح فرمایا ہے، پہلے حصے میں سرمایہ دارانہ نظام سے بحث کرتے ہوئے اس کی دینی، اخلاقی، سماجی اور معاشی تباہ کاریوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور دُوسرے حصے میں اشتراکیت پر تبصرہ کرتے ہوئے اس کے خلافِ فطرت، ناقابلِ عمل اور غریب عوام کے حق میں مہلک ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔ دونوں حصے معلومات افزا اور فکر انگیز ہیں۔ تیسرے حصے میں اسلامی نظام کی بنیادی خصوصیات اور ان کے عوامی فوائد سے بحث کی گئی ہے، اور چوتھے حصے میں دونوں نظاموں سے متعلق بعض اُصولی اور بنیادی باتیں ذکر کرنے کے ساتھ عالمِ اسلام کے بعض سیاسی اور اجتماعی مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔

بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب بہت دِلچسپ، مفید اور زیادہ سے زیادہ عوام کے مطالعے میں آنے کے لائق ہے۔ البتہ صفحہ:۱۷ پر ابنِ حزمؒ کے جو اَفکار نقل کئے گئے ہیں، ان کے بارے میں ہمیں ایک گزارش کرنی ہے، ابنِ حزمؒ نے غریبوں کے درمیان دولت تقسیم کرنے کے سلسلے میں جو باتیں بعض مقامات پر لکھ دی ہیں، وہ نہایت مہمل، متضاد اور غیر واضح ہیں، اسی اجمال اور تضاد سے فائدہ اُٹھاکر بعض تجدّد پسند اشتراکیت کے ساتھ اسلام کا جوڑ لگانے کے درپے ہیں، اور ان مجمل عبارتوں کو پیش کرکر کے ''اسلامی سوشلزم'' کا معجونِ مرکب تیار کر رہے ہیں، حالانکہ درحقیقت علامہ ابنِ حزمؒ کی ان عبارتوں کا اشتراکیت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے، ملک کے باشندوں کو روٹی کپڑا فراہم کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے، اور علامہ ابنِ حزمؒ نے اپنے نقطۂ نظر سے اسی ذمہ داری کو بیان کرنا چاہا ہے۔ رہ گیا اشتراکیت کا نظریۂ قومی ملکیت، اور انفرادی ملکیت سے انکار، سو علامہ ابنِ حزمؒ کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ کسی زمانے میں ان کی عبارتوں سے اس قسم کا مطلب نکالا جائے گا، لہٰذا ہماری طالب علمانہ گزارش یہ ہے کہ ابنِ حزمؒ کی ایسی عبارتوں کو نقل کرنے کے ساتھ ان کی مفصل تشریح اور ان سے جو غلط استدلال کیا جارہا ہے، اس کی تردید بھی ضروری تھی،

اور یہ کام حضرت مولانا افغانی صاحب مدظلہم العالی جیسے جلیل القدر عالمِ دین سے زیادہ بہتر طریقے سے اور کون کرسکتا ہے؟ اُمید ہے کہ حضرت مولانا آئندہ ایڈیشن میں یہ کمی ضرور پوری فرمائیں گے۔ (ذی القعدہ ۱۳۸۹ھ)

سکرات سے قبر تک

مؤلفہ: جناب غلام محمد صاحب۔ شائع کردہ: کریم کمرشل کمپنی لمیٹڈ، ۱۸/۱۷ نیومیمن مسجد، نیونہام روڈ کراچی نمبر۲۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۳۲ صفحات، عمدہ کتابت و طباعت۔

اس مختصر رسالہ میں تجہیز و تکفین اور تدفین کے شرعی اَحکام بڑے دِلکش انداز میں جمع کردیئے گئے ہیں، جن کے پڑھنے سے نہ صرف شرعی مسائل سے واقفیت ہوتی ہے، بلکہ فکرِ آخرت میں اضافہ ہوتا ہے، مسائل سب مستند کتابوں سے لئے گئے ہیں۔

(ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ)

سفرنامہ شیخ الہندؒ

مؤلفہ: حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: مکتبہ محمودیہ، جامعہ مدنیہ، کریم پارک لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۲۱۶ صفحات، کاغذ اعلیٰ سفید، کتابت و طباعت معیاری و دیدہ زیب، خوشنما جلد، قیمت: ۱۲ روپے

یہ کتاب پہلے ''اَسیرِ مالٹا'' کے نام سے چھپ چکی ہے، لیکن عرصۂ دراز سے بالکل نایاب تھی، اب مکتبہ محمودیہ نے اسے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے، یہ دراصل شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ کے اس سفرِ حج کا تذکرہ ہے جس میں انگریزوں نے آپ کو گرفتار کرکے مالٹا کے جزیرے میں محبوس کردیا تھا۔ حضرت شیخ الہندؒ کی یہ اسارت دراصل اس جدوجہد کی پاداش تھی جو حضرتؒ ہندوستان کی آزادی اور اس میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کے لئے فرما رہے تھے۔ حضرت

مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس پورے واقعے کے نہ صرف عینی شاہد ہیں بلکہ حضرت شیخ الہندؒ کی مہمات میں ان کے جاں نثار رفیق تھے، لہٰذا ان کے قلم سے اس سفر کی مفصل روداد جتنی مستند ہوسکتی ہے وہ کسی اور کے قلم سے نہیں ہوسکتی۔

البتہ یہ کتاب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس زمانے میں تحریر فرمائی تھی جب ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی، اس لئے وہ اس کتاب میں حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک کو واضح طریقے سے بیان نہیں فرماسکے، چنانچہ اس کتاب سے تحریک کے خدوخال بالکل واضح نہیں ہوتے، اس لئے جدید اشاعت میں اس بات کی ضرورت تھی کہ اس کتاب پر ایک مفصل مقدمہ لکھا جاتا، جس میں تحریک کا مکمل تعارف درج ہوتا، نیز جگہ جگہ توضیحی حواشی کا اضافہ کیا جائے، اگر کوئی مستقل مقدمہ لکھنا مشکل تھا تو خود حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خودنوشت سوانح ''نقشِ حیات'' میں اس تحریک کے بارے میں جو معلومات درج ہیں کم از کم وہ بطورِ مقدمہ لانی ضروری تھیں، اُمید ہے کہ محترم ناشر آئندہ اشاعت میں اس کمی کو پورا کردیں گے۔

تاہم موجودہ صورت میں بھی یہ کتاب ایک تاریخی سرمایہ ہے، اس سے نہ صرف حضرت شیخ الہندؒ کی زندگی کے بہت سے پہلو سامنے آتے ہیں، بلکہ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے راہِ حق میں کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کیں اور انگریز کی حکومت میں سیاسی قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا تھا؟

افسوس ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک پر ابھی کسی محقق سیرت نگار نے قلم نہیں اُٹھایا، جو اس کی تمام اسکیم، طریقِ کار اور مفصل واقعات کو واضح کرسکے، اب اس تحریک کے بارے میں علم رکھنے والے افراد بھی رُخصت ہورہے ہیں، خدا کرے کہ کوئی دردمند اہلِ قلم جلد ہی اس خطرناک خلاء کو پُر کرنے کے لئے آگے بڑھے اور علم و بصیرت، جہد و عمل اور جہاد و اخلاص کی اس نرالی داستان کو دُنیا کے سامنے لاسکے۔

(ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ)

سوشلزم اور افسر شاہی

مؤلفہ: عبدالکریم عابد۔ ناشر: مولانا نور احمد صاحب، ناظمِ دعوت الحق پاکستان، پرنس اسٹریٹ مسجدِ طیبہ کراچی نمبر ا۔ پاکٹ سائز کے ۴۸ صفحات، سفید کاغذ پر آفسٹ کی عمدہ کتابت و طباعت، مفت تقسیم کے لئے۔

اس کتابچے میں عبدالکریم عابد صاحب نے سوشلزم کے مسئلے پر ایک انتہائی اہم رُخ سے گفتگو کی ہے، ذرائع پیداوار کو قومی ملکیت میں لینے کا صاف صاف نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام قومی دولت سرمایہ داروں کے ہاتھ سے نکل کر چند گنے چنے سرکاری افسروں کے ہاتھ میں پہنچ جاتی ہے، اور یہ سرکاری افسر ملک کے تمام عوام پر حکومت کر کے دولت کے اس تالاب کو من مانے طریقے سے استعمال کرتے ہیں، اور عوام افسر شاہی کی بدترین لعنت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ عابد صاحب نے اس حقیقت کو رُوس اور چین کے تجربات کی روشنی میں مدلل کیا ہے، اور لینن اور ماؤزے تنگ کے وہ اقتباسات پیش کئے ہیں جن میں انہوں نے سوشلزم کی اس عملی ناکامی کا واضح اعتراف کیا ہے۔ موجودہ حالات میں یہ کتابچہ زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچنا چاہئے تاکہ عوام اس فریب سے آگاہ ہو سکیں جو مساوات کے نام پر انہیں دیا جا رہا ہے۔

(شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ)

سوشلزم یا اسلام

از جناب خورشید احمد صاحب۔ ناشر: مکتبہ چراغِ راہ کراچی۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۳۳۲ صفحات، کتابت، طباعت، کاغذ نظر افروز اور پاکیزہ، قیمت: ساڑھے پانچ روپے

یہ مقالہ دراصل ماہنامہ "چراغِ راہ" سوشلزم نمبر کا مقالۂ افتتاحیہ ہے، جو مذکورہ نمبر میں شائع ہونے اور خراجِ تحسین حاصل کرنے کے بعد کتابی شکل میں لایا گیا ہے۔

پچھلے دنوں ملک میں سوشلزم کی تردید میں بے شمار کتابیں اور پمفلٹ شائع ہوئے ہیں، لیکن ان میں سے بیشتر صحافیانہ انداز کے تھے، یہ مقالہ خالص علمی اور تحقیقی ہے، اور اس لحاظ سے موضوع کے تمام دُوسرے مقالوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ فاضل مؤلف نے اس مقالہ میں سوشلزم کے ہر پہلو پر کافی و شافی بحث کی ہے، بیشتر حوالہ جات خود سوشلسٹ مصنّفین کے ہیں، اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ اندازِ تحریر مناظرانہ نہیں، علمی و تحقیقی ہے، اس کتاب کو لکھ کر فاضل مؤلف نے ایک بڑی خدمت انجام دی ہے، جس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حقیقت پسندی اور تلاشِ حق کے جذبے کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو سوشلزم کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو سکتی ہے۔ (ربیع الاول ۱۳۹۱ھ)

سلوکِ سلیمانی

مؤلفہ: حضرت مولانا محمد اشرف خاں صاحب، صدر شعبۂ عربی، اسلامیہ کالج پشاور۔ ناشر: مکتبہ سرمدی ۱۶۷ اسلامیہ پارک اسکیم پنچھ روڈ لاہور۔ متوسط سائز کے ۱۸۴ صفحات، کتابت و طباعت معیاری عکسی، قیمت: ساڑھے چار روپے

حضرت علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ ماضیٔ قریب کی ان عظیم شخصیتوں میں سے ہیں جن کی نظیریں ہر دور میں گنی چنی ہوا کرتی ہیں، ان کی شخصیت بڑی دِلکش اور پہلودار تھی، ان کے قلم نے علم و ادب کی ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں، اور تحقیق و نظر کے نئے نئے دروازے بھی کھولے، پھر خانقاہِ تھانہ بھون نے اُن کے علمی، ادبی اور تحقیقی مزاج میں تصوّف کا سوز و گداز شامل کر کے اسے کندن بنا دیا، اس لحاظ سے ان کی زندگی کا وہ دور جس کی ابتداء تھانہ بھون کی حاضری سے ہوئی، علم و عمل کا وہ حسین سنگم تھا جس نے ان کے دینی ذوق کو نکھار کر کہیں سے کہیں پہنچا دیا، اور ان کی ذات میں ندوہ اور دیوبند دونوں کی خوبیاں جمع ہو گئیں۔

حضرت علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ تصوف سے واقفیت بہت کم ہے؛
ہمارے محترم بزرگ حضرت مولانا محمد اشرف خاں صاحب نے اپنی اس کتاب میں اسی پہلو کو اُجاگر کیا ہے، علامہ ندویؒ کے مکاتیب اور ملفوظات سے اُن چیزوں کو جمع فرمایا ہے جن سے ان کے نظریۂ سلوک وتصوف پر روشنی پڑتی ہے۔

تصوف کے بارے میں علامہ ندوی کا نقطۂ نظر اپنے مرشد حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ہی کا نقطۂ نظر ہے، جس میں شریعت اور طریقت جڑواں بہنوں کی طرح چلتی ہیں، اور جس کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے، بیرونی خلل اندازیوں سے وہ کوئی الگ دین نہیں بنا، اس تصوف میں اصل قدر و قیمت، کشف و الہام اور کیفیات واَحوال کے بجائے تقویٰ اور اِنابت کو ہے:-

> تقویٰ کا خیال، حلال وحرام کی فکر، جائز و ناجائز کی تمیز، ہر کام میں ضروری ہے، تمام گناہوں سے بچنے کا اہتمام کیجئے، اگر غلطی سے کبھی ہوجائے تو یاد آنے پر فوراً استغفار کیجئے، یہ بھی ذہن میں رہے کہ کشف و الہام وغیرہ محض محمود ہیں، مقصود نہیں ..... قربِ الٰہی صرف ایمان وعملِ صالح کا نتیجہ ہے ..... کیفیات واَحوال کی طرف توجہ نہ دیجئے ..... معمولات کی پابندی استقامت کی دلیل ہے۔ (ص:۵۱)

یہ وہ رُوحِ تصوف ہے جسے احادیث میں ''احسان'' کہا گیا ہے:-

> لفظِ تصوف کا احسان کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے جیسے حکمت کے ساتھ لفظِ فلسفہ بول دیا جائے، یا آج کل سائنس یا فلاسفی کہہ دیا جائے ..... اب تو مجھے اس کے لئے تقویٰ اور اتقا کی اصطلاح اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اس کا وُرود قرآن پاک میں ہے۔
> (ص:۵۳)

وحدت الوجود کے نازک مسئلہ کو اپنے مرشد تھانویؒ کی تعبیر کی روشنی میں کیسے صاف انداز میں حل فرماتے ہیں:-

اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ غلبۂ حال میں سالک کی نگاہوں سے غیر اللہ بالکل اوجھل ہوجاتا ہے، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ غیر معدوم ہوجاتا ہے۔ (ص:۱۱۹)

حضرت مولانا محمد اشرف خاں صاحب، علامہ ندویؒ کے مسترشد اور ان کے تربیت یافتہ ہیں، اور علامہ موصوفؒ کی قوتِ افادہ کی زندہ دلیل، انہوں نے علامہؒ کے مکاتیب و ملفوظات کو اس سلیقہ کے ساتھ جمع فرمایا ہے کہ اس سے تصوّف کی بیشتر بنیادی تعلیمات مختصر مگر دِل نشین انداز میں سامنے آتی چلی جاتی ہیں، بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب ہر طبقے کے مسلمانوں کے لئے مفید ہی مفید ہے، کتابت و طباعت بھی نہایت نکھری اور دیدہ زیب ہے۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ)

سلوکِ سلیمانی

مرتبہ: حضرت مولانا پروفیسر محمد اشرف خان صاحب سلیمانی مدظلہم، صدر شعبۂ عربی پشاور یونیورسٹی۔ ناشر: سلیمان اکادمی، اشرف منزل، نزد اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی۔ عمدہ آفسٹ پیپر پر نفیس کتابت و طباعت، سائز $\frac{۳۶ \times ۲۳}{۱۶}$، جلد اوّل کے صفحات: ۵۴۴، قیمت: ۵۰ روپے۔ جلد دوم کے صفحات: ۲۷۶، قیمت: ۳۷ روپے

حضرت مولانا محمد اشرف خان صاحب (دامت برکاتھم العالیہ و کثر اللہ تعالٰی امثالھم) قحط الرجال کے اس دور میں اُن گنی چنی ہستیوں میں سے ہیں جن کا تصوّر کر کے اپنے عہد کے افلاس کا احساس کم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اُن کو علم و فضل کے مقامِ بلند کے ساتھ ساتھ قلب کا سوز و گداز اور دین کا جذبۂ بے تاب بھی عطا فرمایا ہے، اسی سوز و گداز اور جذبۂ بے تاب نے ان سے جسمانی معذوری کے باوجود دعوت و ارشاد

کا جو کام لے لیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی توفیقِ خاص ہی سے کسی کو نصیب ہوسکتا ہے۔

حضرت مولانا محمد اشرف خان صاحب مدظلہم طریقت و سلوک میں حضرت مولانا سیّد سلیمان ندوی صاحب قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز ہیں، اور اس کتاب میں انہوں نے حضرت سیّد صاحبؒ کے مذاقِ سلوک و احسان ہی کو بڑے شرح و بسط اور تحقیق و عرق ریزی کے ساتھ انتہائی دِل نشین انداز میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی علمی تحقیقات اور محققانہ تصانیف میں اللہ تعالیٰ نے جو مقام بخشا ہے وہ تو ہر پڑھے لکھے شخص کو معلوم ہے، اور ان کی زندگی کے اس پہلو پر بہت سے لوگوں نے خامہ فرسائی بھی کی ہے، لیکن ان کی حیاتِ طیبہ کو جو رُخ حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ سے تعلق و ارادت کے بعد سامنے آیا، اور جس نے ان کے فیضِ علم کو عقل سے گزر کر لوگوں کے دِلوں تک پہنچادیا اور جس کی بدولت حضرت مولانا محمد اشرف خاں صاحب جیسی شخصیتیں وجود میں آئیں، اس رُخ پر اب تک بہت کم لکھا گیا ہے۔

''سلوکِ سلیمانی'' میں حضرت مولانا محمد اشرف خان صاحب مدظلہم نے حضرت سیّد صاحبؒ کی زندگی اور ان کے افادات کے اسی رُخ پر قلم اُٹھایا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ اس موضوع پر قلم اُٹھانا انہی کا حق بھی تھا۔

یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے، اور اس میں حضرت سیّد صاحبؒ کی تصانیف، مضامین، مجالس اور مکاتیب کے حوالوں سے سلوک و طریقت کے بارے میں ان کے گراں قدر افادات کو نہایت مرتب اور مربوط پیرائے میں بیان کیا گیا ہے، اور اس طرح یہ کتاب تصوّف و سلوک کے موضوع پر ایک ایسی مربوط تصنیف ہے جس میں فنِ تصوّف کے تمام اہم خدوخال سمٹ آئے ہیں، اور جس میں قدم قدم پر حضرت سیّد صاحبؒ کی زبانی حکمت و معرفت کے وہ جواہر پارے ملتے ہیں جو اس عالم و عارف کے عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ ہیں، اور جن سے ایمان کو تقویت، عقل و بصیرت

کو جلا، رُوح کو بالیدگی اور علم کو معرفت کا نور نصیب ہوتا ہے۔ کتاب دلچسپ اس قدر ہے کہ ایک مرتبہ شروع کرنے کے بعد کسی صاحبِ ذوق کے لئے اسے چھوڑنا مشکل ہے، ہم تمام مسلمانوں سے عموماً اور علماء سے خصوصاً اس کتاب کے بنظرِ غائر مطالعے کی سفارش کرتے ہیں، حضراتِ علماء سے خاص طور پر اس لئے کہ دین کا یہ اہم ترین شعبہ مدت سے اہلِ علم میں بھی متروک ہوتا جارہا ہے اور اس کی وجہ سے اصلاحِ احوال کی کوششیں بھی بے ثمر ہوتی چلی جارہی ہیں۔ انشاء اللہ یہ کتاب دین کے بارے میں فہم سلیم اور فکرِ مستقیم کی آبیاری کرے گی۔ (جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ)

سلوکِ محمدی

تالیف: میاں محمد ظہور الدین مرحوم، پرنسپل بہاء الدین کالج جوناگڑھ۔ ناشر: ایم ضیاء الدین احمد، ۴۳ زینت مینشن وُڈ اسٹریٹ کراچی۔ $\frac{23 \times 36}{16}$ سائز کے ۵۹۲ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ، قیمت درج نہیں۔

اس کتاب کا موضوع تصوّف اور فلسفۂ تصوف ہے، مؤلف نے اس میں تصوّف وسلوک کے مسائل اور اصطلاحات کو آسان انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے، تبصرہ نگار پوری کتاب نہیں پڑھ سکا، البتہ شروع میں مؤلف نے اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ اصلی تصوّف وہی ہے جو قرآن وسنت سے ماخوذ ہو۔ فلسفۂ تصوّف سے دِلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے یہ کتاب کارآمد معلوم ہوتی ہے، اندازِ بیان نہایت سلجھا ہوا ہے، تاہم فقہ وعقائد سے متعلق معاملات میں اس پر اعتماد کے بجائے اہلِ علم سے پوچھ کر عمل کرنا چاہئے۔ (رجب المرجب ۱۳۹۴ھ)

السّنن الکبریٰ للنّسائیؒ

تالیف: امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ تحقیق: دکتور عبدالغفور سلیمان البنداری وسیّد کسروی حسن۔ ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ

گیٹ، ملتان۔ چھ خوبصورت جلدوں میں مکمل۔ بیروت کی طبع شدہ کتاب سے مصوّر نسخہ، کاغذ اور طباعت عمدہ۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰۳ھ) ائمہ حدیث میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، وہ حدیث کے اُن چھ ائمہ میں سے ہیں جن کی کتابوں کو پوری اُمت نے ''صحاحِ ستہ'' کا لقب دے کر انہیں حدیث کا مستند ترین ذخیرہ قرار دیا ہے۔ اُن کی جو کتاب صحاحِ ستہ میں شامل ہے، اُس کا نام ''المجتبیٰ'' ہے، جو صدیوں سے حدیث کے مستند مأخذ کے طور پر پڑھی اور پڑھائی جارہی ہے۔ لیکن اہلِ علم جانتے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس کتاب سے پہلے ایک اور کتاب ''السنن الکبریٰ'' کے نام سے لکھی تھی جو ''المجتبیٰ'' سے زیادہ جامع اور مفصل تھی، بلکہ ''المجتبیٰ'' درحقیقت ''السنن الکبریٰ'' کے انتخاب و اختصار کے طور پر لکھی گئی تھی، بعد میں اس میں کچھ ایسی احادیث بھی آگئیں جو ''السنن الکبریٰ'' میں موجود نہیں ہیں، تاہم بحیثیتِ مجموعی ''السنن الکبریٰ'' زیادہ ضخیم، مفصل اور جامع کتاب تھی۔

حدیث کی قدیم کتابوں میں ''السنن الکبریٰ'' کے حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں، لیکن یہ کتاب شروع ہی سے کمیاب تھی، اور طباعت کا زمانہ آتے آتے اس کے صرف چند نسخے دُنیا کے مختلف کتب خانوں میں باقی رہ گئے، اور کسی نے اسے مکمل چھاپنے کی ہمت نہ کی، اور اس کا شمار حدیث کی ان نادر و نایاب کتب میں ہوتا رہا جن کا ذکر اہلِ علم حسرت ہی کے ساتھ کرتے تھے۔

بمبئی کے ایک ادارے نے کچھ عرصہ قبل ''السنن الکبریٰ'' کے کچھ اجزاء شائع کئے، لیکن اس کی تکمیل نہ ہوسکی، بالآخر یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر عبدالغفار سلیمان البنداری اور سیّد کسروی حسن کے مقدر میں لکھی تھی، انہوں نے دُنیا کے مختلف کتب خانوں سے اس کتاب کے قلمی نسخے جمع کرکے انہیں ایک مسلسل کتاب کی صورت میں ترتیب دیا، اور اپنی تحقیق سے اس کو دارالکتب العلمیہ بیروت سے شائع کیا، اب ادارۂ

تالیفاتِ اشرفیہ کے باہمت ناظم مولانا محمد اسحاق صاحب نے بیروت کے اس نسخے کا فوٹو لے کر اُسے پاکستان میں شائع کیا ہے۔

اس نسخے کے ذریعے راقم الحروف کو پہلی بار اس گراں قدر کتاب کی زیارت اور اس سے استفادہ کا شرف حاصل ہوا، اور معلوم ہوا کہ "السنن الکبریٰ" مندرجہ ذیل حیثیتوں سے "المجتبیٰ" سے ممتاز ہے:-

۱:- حدیث کے تقریباً بائیس ابواب ایسے ہیں جو "المجتبیٰ" میں سرے سے موجود نہیں ہیں، یہ بائیس ابواب "السنن الکبریٰ" میں موجود ہیں، ان میں کتاب الاعتکاف، کتاب العتق والمدبر والمکاتب وام الولد، کتاب المواعظ، کتاب الحدود، کتاب احیاء الموات، کتاب العاریۃ والودیعۃ، کتاب الشروط، کتاب الضوال، کتاب اللقطہ، کتاب الرکاز، کتاب الرقاق، کتاب العلم، کتاب الفرائض، کتاب الولیمہ، کتاب الوفاۃ، کتاب الرجم، کتاب الطب، کتاب التعبیر، کتاب النعوت، کتاب فضائل القرآن، کتاب المناقب، کتاب الخصائص، کتاب السِّیَر، کتاب عمل الیوم واللیلۃ اور کتاب التفسیر شامل ہیں، صرف اسی ایک خصوصیت کی بناء پر "السنن الکبریٰ" کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۲:- بہت سی حدیثیں جو "المجتبیٰ" میں موجود ہیں، اُن کے مختلف طرق اور متابعات "السنن الکبریٰ" میں ذکر کیے گئے ہیں۔

۳:- جو اَبواب "المجتبیٰ" میں موجود ہیں، اُن کے تحت بہت سی احادیث "السنن الکبریٰ" میں پائی جاتی ہیں، جو "المجتبیٰ" میں موجود نہیں ہیں۔

۴:- "السنن الکبریٰ" میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی اُصول اور احادیث کے علل بیان کرنے کا "المجتبیٰ" کے مقابلے میں زیادہ اہتمام فرمایا ہے۔

- امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نقدِ حدیث کے معاملے میں بڑے محتاط بزرگ ہیں، اور علمِ اِسناد میں ان کی غیر معمولی مہارت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ

حافظ شمس الدین ذہبیؒ جیسے مردم شناس اور نقاد بزرگ نے حفظِ حدیث میں ان کا مرتبہ امام مسلمؒ سے بھی بلندتر بتایا ہے، اور کہا ہے کہ: وہ امام بخاریؒ اور امام ابوزرعہ کے ہم پلہ ہیں (یہ اور بات ہے کہ صحیح مسلم کا درجہ سننِ نسائی سے اس لئے بلند ہے کہ امام مسلمؒ نے اس کی احادیث میں جن کڑی شرائط کا اہتمام کیا ہے، وہ امام نسائیؒ اپنی سنن میں نہیں کر سکے، نیز انہوں نے احادیث کی ترتیب اور ان کے مختلف طرق کے بیان میں غیر معمولی احتیاط سے کام لیا)۔

لیکن امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مقامِ بلند اور ان کی کتاب ''السنن الکبریٰ'' کی مذکورہ بالا خصوصیات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حدیث کے کسی بھی علمی اور تحقیقی کام کے لئے یہ کتاب کتنی اہمیت کی حامل ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے محدثین نے اس کتاب کو ''المجتبیٰ'' پر فوقیت دی ہے، اور بعض نے یہاں تک کہا ہے کہ دراصل یہ کتاب صحاحِ ستہ میں شامل ہونے کے لائق تھی۔

اگرچہ پچھلے سال یہ کتاب بیروت سے مکمل شائع ہوچکی تھی، لیکن برِصغیر کے اہلِ علم کے لئے اس سے استفادہ نہایت دُشوار تھا، ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ نے اس کتاب کو پاکستان میں شائع کرکے ملک کے علمی حلقوں پر بڑا احسان کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائیں، آمین۔

لیکن اس کتاب سے استفادے کے وقت علمِ حدیث کے اُصول کے مطابق ایک اہم نکتہ ضرور ذہن نشین رہنا چاہئے، اور وہ یہ کہ حدیث کی کوئی کتاب جس میں مصنف نے اپنی سند سے احادیث روایت کی ہوں، مصنف کی طرف اس کی نسبت کے مستند ہونے کے لئے اَوّلاً تو یہ ضروری ہے کہ اُس مصنف سے وہ کتاب اس کے شاگردوں نے براہِ راست سن کر، پڑھ کر یا اجازت لے کر حاصل کی ہو، اور ہمارے زمانے تک اس کے روایت کرنے والوں کی سند متصل محفوظ ہو، یا پھر مصنف تک اس کتاب کی نسبت یا کم از کم شہرت و استفاضہ کی حد تک پہنچ گئی ہو، اس کے بغیر مصنف

کی طرف کتاب کی نسبت محدثانہ اُصول کے مطابق مستند اور قابلِ اعتماد نہیں ہوتی۔

ہمارے زمانے میں حدیث اور سیرت و تاریخ کی بہت سی ایسی کتابیں منظرِ عام پر آئی ہیں جو تحدیث و اجازت کے روایتی طریقے سے ہم تک نہیں پہنچیں، بلکہ ان کے قلمی نسخے قدیم کتب خانوں میں دستیاب ہوئے، اور ان کی بنیاد پر وہ کتابیں شائع ہوئیں۔ ہمارے دور میں طبقاتِ ابنِ سعد، صحیح ابنِ خزیمہ، معجمِ طبرانی، مسندِ ابویعلیٰ، تاریخِ طبری وغیرہ اسی طرح شائع ہوئی ہیں۔ اگرچہ محققین نے ان کتابوں کے مختلف نسخوں کا مقابلہ کرکے اطمینان کرلیا ہے کہ یہ وہی کتابیں ہیں، لیکن محدثین کرامؒ نے حدیث کی کتابوں کے استناد کے لئے جس احتیاط سے کام لیا ہے، یہ کتابیں احتیاط کے اس اعلیٰ معیار پر پوری نہیں اُترتیں، اور ان سے استدلال و استنباط کرتے وقت یہ پہلو نظر سے اوجھل نہ رہنا چاہئے۔

زیرِ نظر کتاب بھی صدیوں نایاب رہی، اور فاضل محقق نے چار قلمی نسخوں کی بنیاد پر اسے مرتب کرکے شائع کیا ہے، ان کی محنت، عرق ریزی اور حزم و احتیاط قابلِ صد تبریک و تحسین ہے، اور یقیناً اس کے ذریعے انہوں نے پوری اُمت پر احسان کیا ہے، لیکن اس بات سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا کہ یہ کتاب روایت و اجازت کے محدثانہ طریقے پر ہم تک نہیں پہنچی، لہٰذا اس کا درجۂ استناد اُن کتابوں کے مقابلے میں بہت کم ہے جو سندِ متصل کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں اور جنہیں صدیوں سے پڑھا اور پڑھایا جارہا ہے۔

یہ ایک فنی نکتہ ہے جس کا بیان کرنا ضروری تھا، لیکن یقیناً اس کے باوجود کتاب کی قدر و قیمت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، اس نکتے کے باوجود یہ ایک بیش بہا نعمت ہے اور دینی مدارس کے علماء و طلبہ، مصنفین اور محققین کے لئے ایک نادر تحفہ ہے، اور کوئی علمی کتب خانہ اس سے محروم نہ رہنا چاہئے۔ (محرم الحرام ۱۴۱۳ھ)

سنت کا تشریعی مقام

مؤلفہ: مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی، اُستاذ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نمبر ۵۔ ناشر: مکتبہ اسلامیہ، مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ کراچی نمبر ۱۔ کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، سائز $\frac{20\times26}{8}$، صفحات: ۲۴۰، قیمت: چار روپے پچاس پیسے

جو لوگ اسلام کو مغربی تہذیب یا کسی اور چلے ہوئے نظامِ حیات کے مطابق ثابت کرنے اور اس کے نتیجے میں شعوری یا غیر شعوری طور پر اس کو غیروں کا حاشیہ بردار قرار دینے میں مصروف ہیں، ان کی راہ میں سب سے بڑی رُکاوٹ ''سنت'' ہے، اللہ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے صرف کتاب ہی نہیں اُتاری بلکہ اس کی تشریح و تعبیر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مبعوث فرمایا، اور آپ نے تشریحِ کتاب کے اس فریضے کو انجام دے کر اپنی ''سنت'' کا ایسا عظیم الشان ذخیرہ ہمارے لئے چھوڑ دیا ہے کہ اس کی روشنی میں ہم کتاب اللہ کے معانی ٹھیک ٹھیک سمجھ سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمارے دور کے تجدّد پسند حضرات جب کبھی اپنے کسی نظریے کو قرآنِ کریم سے ثابت کرنا چاہتے ہیں، ہمیشہ ''سنت'' ان کے آڑے آتی ہے، اور وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو پاتے۔

اہلِ تجدّد کی طرف سے اس اُلجھن سے نکلنے کی اب تک کئی کوششیں کی جاچکی ہیں، شروع میں سنت کو حجت ماننے ہی سے انکار کیا گیا، پھر یہ کہا گیا کہ ''سنت'' ہم تک قابلِ اعتماد ذرائع سے نہیں پہنچی، لیکن یہ تمام نعرے ایک مختصر عرصے تک شور مچا کر دلائل کے مقابلے میں خود بخود خاموش ہوگئے۔ اس کے بعد ایک نئی چال یہ چلی گئی کہ سنت کو حجت تو تسلیم کرلیا گیا، لیکن اس کے معنی ایسے بیان کئے گئے کہ حدیث اس میں داخل نہ ہونے پائے، اور ہر زمانے کے مسلمانوں کا ''طرزِ عمل''، ''آزادرائے''، ''شخصی اجتہاد''، مختصر یہ کہ پورا لبرل طرزِ فکر ''سنت'' قرار پاجائے۔

ان حالات میں اس بات کی ضرورت تھی کہ قرآنِ کریم سے سنت کا جو تشریعی مقام سمجھ میں آتا ہے اس کی پوری وضاحت کی جائے۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی مدظلہم نے زیرِ تبصرہ کتاب میں اسی ضرورت کو فاضلانہ انداز میں پورا کیا ہے، اس کتاب میں پہلے لفظِ ''سنت'' کے لغوی و اصطلاحی معنی اور قرآنِ کریم میں اس کے استعمال پر محققانہ بحث کی گئی ہے، پھر قرآنِ کریم کی دس آیتوں سے ''سنت'' کی حجیت ثابت کی گئی ہے۔ فاضل مصنف نے ہر آیت کے ذیل میں بے شمار متعلقہ مسائل پر روشنی ڈالی ہے، اور اُس ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی، فعلی اور اجتہادی عصمت پر مفصل کلام کرتے ہوئے سنت کی تشریعی اور تشریحی دونوں حیثیتوں کو خوب واضح کیا ہے، اس معاملے میں مستشرقین یا مستغربین کی طرف سے جو اعتراضات وشبہات پیش کئے جاتے ہیں، ان کا اطمینان بخش حل بھی اس کتاب میں موجود ہے، اور اس طرح یہ کتاب ہر اس شخص کے لئے نہایت مفید ہوگئی ہے جو ''سنت'' کی حجیت کے بارے میں کسی قسم کے تردّد کا شکار ہو۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ اس کتاب کے ذریعے بہت سے دِلوں سے شکوک و اوہام کے کانٹے نکلیں گے اور یہ بہت سی غلط فہمیوں کو دُور کرنے کا باعث بنیں گی۔ (صفر المظفر ۱۳۸۸ھ)

سوانح حیات وکرامات حضرت حاجی بہادر کوہاٹیؒ

مرتبہ: سیّد لعل شاہ ابن الابن حضرت موصوف۔ ناشر: یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار پشاور۔ $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز کے ۳۲۸ صفحات، کتابت وطباعت متوسط درجے کی، قیمت مجلد: ۶ روپے

اس کتاب کی روایت کے مطابق حضرت حاجی بہادر کوہاٹیؒ صوبہ سرحد کے جلیل القدر مشائخ میں سے ہیں، اور حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، یہ کتاب ان کی سوانح حیات ہے۔

ہم نے کسی مستند کتاب میں حضرت حاجی بہادر کوہاٹی کا تذکرہ نہیں پڑھا، اس لئے جہاں تک سوانح اور موصوف کی شخصیت کا تعلق ہے، اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ البتہ زیرِ نظر کتاب کو متفرق مقامات سے پڑھ کر یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں مؤرِخانہ احتیاط کے بجائے جذباتی جوشِ عقیدت کارفرما ہے، صاحبِ سوانح کے بارے میں مؤلف نے جو روایت کہیں سے سن لی ہے اُسے اس کتاب میں بغیر کسی سند و حوالہ کے درج کر دیا ہے، اور اس طرح بعض ایسے واقعات بھی کتاب کا جزء بن گئے ہیں جن پر یقین کرنے کے لئے تواتر درکار ہے، اور یہاں کسی خبرِ واحد کا حوالہ بھی نہیں ہے، مثلاً صفحہ:۲۲ پر لکھا ہے کہ حضرت حاجی بہادرؒ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کر کے اپنے مرشد کے بیٹے کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا، صفحہ:۱۵ پر لکھا ہے کہ روضۂ اقدس پر ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مکالمہ ہوا، صفحہ:۱۲ پر لکھا ہے کہ انہوں نے ایک بحری جہاز کو اپنے سر پر اُٹھا کر پانی کی سطح سے تقریباً بیس گز اُوپر اُچھال دیا، جس سے وہ دس میل آگے جا کر گرا، صفحہ:۲۰۸ پر لکھا ہے کہ انہوں نے گھاس کو سونا بنا دیا۔

ہم کراماتِ اولیاء کے معاذ اللہ منکر نہیں ہیں، لیکن اوّل تو اولیاء اللہ محض کرامتیں دکھانے کے لئے پیدا نہیں ہوتے، اس لئے ان کے تذکروں کو صرف کشف و کرامات سے بھر دینا ان کی غلط نمائندگی ہے، دُوسرے اس نوع کی کرامتوں کا ثبوت جب تک متواتر روایات سے نہ ہو جائے، محض سنی سنائی باتوں پر بھروسا کر کے انہیں کتاب میں لکھ دینا کسی طرح دُرست نہیں۔

مؤلف کی بے احتیاطی کا عالم یہ ہے کہ بہت سے عربی جملوں کو بغیر کسی سند وحوالہ کے "حدیث" کہہ کر نقل کر دیا ہے، مثلاً صفحہ:۱۷۶ پر "من لسان العارف وکن من اللہ" ایک مہمل سا جملہ درج ہے، اور اسے حدیث قرار دیا گیا ہے، صفحہ:۲۲۸ پر ایک طویل جملہ کو حدیثِ قدسی کہہ کر درج کر دیا گیا ہے۔

اس قسم کی غیر محتاط تالیفات ہی نے صوفیائے کرام اور ان کی اصل تعلیمات کو نقصان پہنچایا ہے اور بیسویں صدی کے لوگوں کو اصل دین ہی سے منحرف کر ڈالا ہے۔

(ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ)

سوانح حضرت مولانا محمد رسول خاں صاحب ہزارویؒ

مؤلفہ: مولانا قاری فیوض الرحمٰن، اے ایم او ایل۔ ناشر: پاکستان بک سنٹر اُردو بازار لاہور۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۱۷۶ صفحات، سفید کاغذ پر آفسٹ کی عمدہ کتابت وطباعت، جلد خوبصورت، قیمت: ۵ روپے

حضرت مولانا محمد رسول خاں صاحب ہزارویؒ علمائے برِصغیر کے اُستاذ الکل تھے، برِصغیر میں اس وقت جتنے مشاہیر علماء موجود ہیں تقریباً وہ سب موصوف کے بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد ہیں۔ خاص طور سے عقلی علوم کے امام ہونے کے علاوہ آپ حکیم الأمت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجازینِ بیعت میں سے تھے اور آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بڑی مخلوق کو فائدہ پہنچایا۔ موصوف کی سوانح کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت تھی، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے قاری فیوض الرحمٰن صاحب کو کہ انہوں نے یہ کتاب مرتب فرما کر اس ضرورت کو پورا فرمادیا۔ یہ کتاب موصوف کے مشہور تلامذہ کے مضامین کا مجموعہ ہے جس میں صاحبِ سوانح کے حالات اور ان کی صحبتوں کے تأثرات بیان کئے گئے ہیں۔ جن مشاہیر کے مضامین اس کتاب میں شامل ہیں ان میں حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا عبدالحق صاحب (اکوڑہ خٹک) اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہم کے اسماءِ گرامی بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں، آخر میں فاضل مرتب نے خود اپنے قلم سے موصوف کے سوانح حیات ذکر فرمائے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس سے عوام وخواص کو فائدہ پہنچائے، آمین۔

(جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ)

سیرتِ بایزیدؒ

مؤلفہ: جناب فضل احمد عارفؔ۔ ناشر: سنگ میل پبلی کیشنز، چوک اُردو بازار لاہور نمبر۲۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۱۷۶ صفحات، کتابت و طباعت معیاری، قیمت قسم معمولی دو روپے پچاس پیسے، اعلیٰ ایڈیشن مجلد مع گرد پوش۔

یہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت دِلکش سوانح حیات ہے، جو فاضل مؤلف نے بڑی محنت سے مرتب فرمائی ہے، اس سے صرف ایک معروف دینی شخصیت کے حالاتِ زندگی ہی سامنے نہیں آتے بلکہ ہر انسان کو اپنی زندگی کے لئے نہایت قیمتی سبق ملتے ہیں، اصلاحِ نفس اور تزکیۂ اخلاق کے لئے مستند اولیاء اللہ کی صحبت اور ان کے حالات و ملفوظات کے مطالعے سے زیادہ مفید کوئی چیز نہیں، عام طور سے اولیاء اللہ کی سوانح حیات اس طرز پر مرتب کی جاتی ہیں کہ پوری کتاب اُن کے کشف و کرامات میں بھر جاتی ہے اور قاری پر یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی زندگی کی اصل چیز ان کے کشف و کرامات ہیں، اور یہ حضرات گویا اسی لئے دُنیا میں تشریف لائے تھے، نتیجہ یہ ہے کہ ان حضرات کی اصل تعلیمات مغلوب ہو جاتی ہیں اور ان کی زندگی کے قابلِ تقلید پہلو نمایاں نہیں ہو پاتے۔

جناب پروفیسر فضل احمد صاحب عارفؔ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس سوانح میں حضرت بایزید بسطامیؒ کی تعلیمات و ہدایات اور ان کے قابلِ تقلید حالات پر زیادہ زور دیا ہے، یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر مسلمان گھرانے میں پہنچے اور مرد و عورت، بچے سب اس سے مستفید ہوں۔ (شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ)

سیرتِ پاک

مرتبہ: بشیر محمد شارقؔ دہلوی۔ ناشر: نور محمد کارخانۂ تجارتِ کتب، آرام باغ

کراچی۔ عمدہ کاغذ پر آفسٹ کی طباعت، $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۳۰۸ صفحات، قیمت: تین روپے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر کتنا اور کس کس پہلو سے لکھا گیا ہے، مگر کون کہہ سکتا ہے کہ انسانیت کے اس محسنِ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کا کوئی ایک گوشہ بھی مکمل طور سے ضبطِ تحریر میں آگیا ہے، زیرِ تبصرہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس کی خصوصیت یہ ہے کہ فاضل مرتب نے اسے نہایت آسان اور سلیس زبان میں لکھا ہے اور طویل علمی بحثوں سے ہٹ کر اس میں سیرتِ طیبہ کے واقعات اختصار اور جامعیت کے ساتھ جمع کر دیئے ہیں، یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر مسلمان گھرانے میں پہنچے اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ مصروف مرد بھی اس کا بار بار مطالعہ کریں۔ (ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ)

سیرتِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

مؤلف: مولانا محمد نافع صاحب۔ ضخامت: جلدِ اوّل ۶۵۸ صفحات، جلدِ دوم ۴۰۰ صفحات، اوسط درجے کے کاغذ پر کمپیوٹر کی کمپوزنگ اور مناسب طباعت، جلد مضبوط اور دیدہ زیب۔ قیمت: جلدِ اوّل ۲۰۰ روپے، جلدِ دوم: ۲۰۰ روپے۔ ناشر: تخلیقات، اکرم آرکیڈ- ۲۹ ٹمپل روڈ (صفاں والا چوک) لاہور۔

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہم (جامعہ محمدی شریف، ضلع جھنگ) کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خصوصی توفیق عطا فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنی متعدّد تالیفات کے ذریعہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقیقی سیرت و کردار کو مستحکم علمی اور تاریخی دلائل کے ساتھ واضح فرمایا ہے، جن انصاف ناآشنا حلقوں نے ان حضراتؓ پر طرح طرح کے اعتراضات و مطاعن کی بھرمار کی ہے، ان کے اعتراضات کا شافی اور اطمینان بخش جواب دیا ہے، اور حضراتِ صحابہ کرامؓ کے درمیان جو علمی اور سیاسی اختلافات پیش آئے، ان کے حقیقی اسباب کی دل نشین وضاحت فرمائی ہے۔

مولانا محمد نافع صاحب کی کتاب "رُحَمَآءُ بَيْنَهُم" جو تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اپنے موضوع پر ایسی نادر کتاب ہے کہ اس کی نظیر عربی زبان میں بھی موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ "مسئلۂ اقرباء نوازی"، "بناتِ اربعہ" اور "حدیثِ ثقلین" پر ان کی کتابیں انتہائی مفید اور قابلِ قدر ہیں۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے ان کی کتاب "سیرتِ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ" منظرِ عام پر آچکی ہے، جس میں انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت بڑے دِل آویز انداز میں تحریر فرمائی ہے۔ اب ان کی تازہ کتاب "سیرتِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ" اسی مبارک سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جن کے خلاف اعتراضات و مطاعن کے ترکش سے کوئی تیر بچا کر نہیں رکھا گیا۔ موجودہ کتاب میں حضرت مولانا محمد نافع صاحب نے ان کی سیرت کے حقیقی روشن پہلوؤں کو مضبوط دلائل کے ساتھ اُجاگر فرمایا ہے، پہلی جلد کے پہلے حصے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سوانح، عہدِ رسالتؐ میں ان کے منصب و مقام اور کارنامے اور ان کے مناقب کی احادیث کو پوری تحقیق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی جلد کے دُوسرے حصے میں حضراتِ خلفائے ثلاثہؓ کے عہدِ مبارک میں حضرت معاویہؓ کی خدمات، ان کی جنگی مہمات اور دیگر کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو تقریباً پچاس صفحات پر مشتمل ہیں۔ تیسرے حصے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادتؓ کے بعد کے واقعات زیرِ بحث لائے گئے ہیں، اور اسی ضمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے اختلافات، جنگِ صفّین اور تحکیم کے واقعات بیان کئے گئے ہیں، اور فاضل مؤلف نے ان واقعات کو بیان کرتے ہوئے اپنے آپ کو ان غیر مستند روایات سے نہ صرف پاک رکھا ہے، بلکہ ان کی مدلل تردید کی ہے، جو اِن صحابہ کرامؓ کے بارے میں قرآن و سنت اور مستند روایات کے بیان کردہ اوصاف سے کسی طرح میل نہیں کھاتیں۔

چوتھے حصے میں فاضل مؤلف نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے کارناموں، ان کی فتوحات، ان کے قائم کیے ہوئے انتظامی ڈھانچے، ان کی رفاہی اور ترقیاتی خدمات، ان کی علمی کاوشوں، ان کے مکارمِ اخلاق، ان کے فقہی اِجتہادات، اہلِ بیت کے ساتھ ان کے خوشگوار تعلقات اور ان کے اعزاز و اکرام کے واقعات کا انتہائی مبسوط جائزہ لیا ہے، جو اس کتاب کی جان ہے۔ آخر میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے عشق و محبت کے مظاہر اور ان کے بارے میں اکابرِ اُمت کی آراء نہایت تفصیل اور استقصاء کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

کتاب کی دُوسری جلد خاص طور پر ان مطاعن کے جواب کے لئے مخصوص ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر مختلف حلقوں کی طرف سے وارِد کیے گئے ہیں، فاضل مؤلف نے ان مطاعن میں سے ایک ایک کو موضوعِ بحث بنا کر بڑی جانفشانی کے ساتھ حقائق کی تحقیق کی ہے، اور مستحکم دلائل سے اپنے موقف کو ثابت کیا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ کسی صاحبِ علم محقق کو مؤلف کے اخذ کردہ نتائج سے کسی مقام پر جزوی اختلاف ہو، لیکن یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ موصوف نے اِفراط و تفریط سے الگ رہ کر اہلِ سنت کے صحیح موقف کی ترجمانی کی ہے، اور اس موضوع پر تحقیق کا حق ادا کردیا ہے۔ ان کی ہر بات تاریخی حوالوں سے مزین ہے، بلکہ انہوں نے صرف اہلِ سنت ہی کے نہیں، اہلِ تشیع کے مآخذ سے بھی اپنے موقف کو ثابت کیا ہے جن پر ان کی بڑی وسیع اور گہری نظر ہے۔

پھر قابلِ تعریف بات یہ ہے کہ فاضل مؤلف کا اندازِ بیان مناظرانہ اور جارحانہ نہیں، بلکہ باوقار اور متین ہے، اور سنجیدہ علمی تحقیق کے معیار پر پورا اُترتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت پر جو کتابیں اب تک میری نظر سے گزری ہیں، یہ کتاب ان سب میں بہتر ہے، اور انشاء اللہ طالبانِ علم و تحقیق کی عرصے تک رہنمائی کرے گی۔

(جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ)

سیرتِ خاتم الانبیاءؐ

مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم۔ ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ کراچی۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۱۶۰ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، قیمت: ۲/۶۲

یہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کی وہ مقبولِ عام تالیف ہے جو پاک و ہند کے بیشتر دینی مدارس میں داخلِ نصاب بھی ہے اور ہر طبقے سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ یہ اس کتاب کا چوّن ؤاں ایڈیشن ہے جس میں کچھ ترمیم و اصلاح کی گئی ہے، اس کتاب پر ہم خود کوئی تبصرہ کرنے کے بجائے حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے ان تأثرات کو نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو حضرتؒ نے ایک مکتوب میں کتاب کے مطالعے کے بعد تحریر فرمائے، لکھا ہے کہ:-

> مضامین پڑھنے کے وقت بے تکلف ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ہر واقعہ میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور واقعات کا معائنہ کر رہا ہوں، اس کا سبب بیان کی بلاغت ہے، جب رسالہ ختم کر چکا ہوں واقعہ کا مرتب نقشہ ایسا مجتمع ہوتا تھا کہ میں خود اس کی کوشش کرتا تو اس درجہ کامیاب نہ ہوسکتا تھا، اختصار کے ساتھ جامع اس قدر کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی ضروری واقعہ نظر سے اوجھل نہیں ہوا۔ ہر واقعہ میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان نظروں میں پھر جاتی ہے کہ پہلے سے بہت زیادہ حضورؐ کی محبت وعظمت قلب بڑھ گئی، زادھا اللہ تعالیٰ زیادات لا متناھی وھٰذا کلہ ببرکۃ ھٰذا التالیف (اللہ تعالیٰ آپؐ کی محبت میں غیر متناہی زیادتی فرمائے، اور یہ

سب کچھ اس تالیف کی برکت سے ہوا)، جو واقعات اسباباً یا آثاراً محلِ توجیہ سمجھے جاتے ہیں وہ نہایت صفائی سے، محقق اور نہایت قریب اور واجب الوقوع نظر آنے لگے ..... عبارت کا انداز ..... نہ ایسا پُرانا کہ جس کو اس وقت چھوڑنے کی رائے دی جاتی ہے اور نہ ایسا نیا جو حقیقت کو ملتبس کر دیتا ہے۔ (ص:۹)

اس پر ہم کسی اضافے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ (رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ)

سیرۃ الصدیقؓ

مؤلفہ: مولانا مفتی محمد صابر صاحب مدظلہم۔ ناشر: مولوی محمد شاکر، سعود آباد کالونی، ایس-ٹو، نمبر ۲۲۷ کراچی۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ سائز کے ۳۴۴ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، کاغذ سفید، قیمت غیر مجلد: ۶ روپے، مجلد: ۷ روپے

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی کو اخلاقِ نبویؐ کا ایک عکسِ جمیل کہنا چاہئے، آپ کی حیاتِ طیبہ اس لائق ہے کہ ہر پہلو سے اس کا تفصیلی مطالعہ کر کے اسے حرزِ جان بنایا جائے۔

حضرت مولانا مفتی محمد صابر صاحب مدظلہم نے جو حضرت تھانویؒ کے خلیفۂ مجاز ہیں، اس کتاب میں حضرت صدیقِ اکبرؓ کے سوانح حیات، فضائل و مناقب اور اخلاق و عادات کو بڑی محنت کے ساتھ جمع کیا ہے، اس مفصل کتاب کے مطالعے سے سیرتِ صدیقی کا ایک حسین خاکہ نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے، واقعات حدیث اور تاریخ و سیرت کی مستند کتابوں سے لئے گئے ہیں، بیچ بیچ میں بعض علمی مباحث مثلاً اثباتِ خلافتِ صدیقی، نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ سامنے آگئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضامین کے لحاظ سے جامع ہے، اندازِ بیان بھی عام فہم اور سیدھا سادا ہے، البتہ جہاں روایات کا ترجمہ کیا گیا ہے وہاں عبارتوں میں گنجلک پیدا ہوگئی ہے، اور بعض مقامات پر

کتابت کی غلطیوں نے اس گنجلک میں اضافہ کر دیا ہے، بحیثیتِ مجموعی عام مسلمانوں کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہے۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ)

سیرتِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مؤلف: حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہم العالی، جامعہ محمدی جھنگ۔

سائز: ۲۳×۳۶/۱۶، کاغذ و طباعت عمدہ۔

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہم العالی ہمارے زمانے کے ان علماء اور محققین میں سے ہیں جن کے تصور سے قحط الرجال کے ہولناک تأثر میں کمی آتی ہے، شیعیت ان کا خاص موضوع ہے، لیکن شیعیت کی تردید میں انہوں نے مناظرانہ انداز اختیار کرنے کے بجائے مفاہمانہ روش اختیار کی ہے، اور اپنے مخالفین کے لئے کبھی کوئی ثقیل لفظ استعمال نہیں کیا اور اس کے باوجود خالص علمی اور تحقیقی بنیادوں پر بلا مبالغہ شیعہ مفروضات کے پرخچے اُڑا دیئے۔ یوں تو مولانا کی ہر تالیف قابل ستائش ہے، لیکن خاص طور سے ان کی کتاب "رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" اپنے موضوع پر ایسی لاجواب کتاب ہے کہ اُردو اور فارسی تو کجا، عربی میں بھی اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

زیرِ نظر کتاب بھی ان کی تحقیق و نظر کا شاہکار ہے، اس کا مرکزی موضوع حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات ہے، لیکن اس کے ضمن میں بہت سے عقائد اور تاریخی نظریات کے مسائل تحقیقی انداز میں زیرِ بحث لائے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کتاب ہر مسلمان کے گھر میں پہنچنی چاہئے۔ احقر نے فاضل مؤلف کی خدمت میں بعض طالب علمانہ مشورے بھی پیش کئے ہیں، جو انہوں نے فراخ دِلی سے قبول فرمائے ہیں، بہرصورت! یہ کتاب اپنے موضوع پر بلند پایہ کتاب ہے۔

(شوال المکرم ۱۴۱۳ھ)

سیرتِ یعقوب و مملوک

مؤلف: پروفیسر انوارالحسن شیرکوٹی۔ ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴۔ ۲۰×۲۶ سائز کے ۲۴۰ صفحات، کتابت وطباعت متوسط، کاغذ عمدہ، قیمت: پندرہ روپے پچھتّر پیسے

یہ دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر المدرّسین حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات ہے، اور اس کے ساتھ آپ کے والدِ ماجد حضرت مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بھی کتاب میں شامل ہے جو علمائے دیوبند میں اُستاذ الکل کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ دارالعلوم دیوبند کے ان علماء میں سے ہیں جنہوں نے نہایت خاموشی کے ساتھ دین کی خدمات انجام دیں، وہ نہ مصنف کی حیثیت سے مشہور ہوئے اور نہ خطیب کی حیثیت سے، لیکن انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں رہ کر اُن مایۂ ناز شخصیتوں کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا جو شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ، حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور امام العصر حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے نام سے معروف ہیں۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ ان تمام جلیل القدر ہستیوں کے اُستاذ یا اُستاذ الأُستاذ ہیں، جن کا نام علمائے دیوبند کی علامت سمجھا جاتا ہے، ہر علم وفن میں کمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں تقویٰ و طہارت کے مقامِ بلند پر فائز کیا تھا، اور اُنہوں نے علومِ اسلامی کی تدریس کے علاوہ تزکیۂ باطن کے ذریعہ ایسی شخصیتیں تیار کیں جن کے احسان سے اسلامیانِ برصغیر کی گردنیں ہمیشہ جھکی رہیں گی۔

پروفیسر انوارالحسن صاحب شیرکوٹی نے موصوفؒ کی یہ سوانح لکھ کر ایک بہت بڑے خلا کو پُر کیا ہے اور اُن کی سیرت وسوانح سے متعلق بکھری ہوئی معلومات کو بڑی عرق ریزی کے ساتھ یکجا کردیا ہے، اُنہوں نے ذاتی حالات کے علاوہ حضرتؒ کی علمی

تحقیقات و افادات، ملفوظات اور شاعری کو بھی مرتب کر کے پیش کیا ہے، اس طرح یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع ترین کتاب ہے، جو دلچسپ بھی ہے اور مفید بھی۔

(ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ)

شرح اربعین نوویؒ

تالیف: شیخ الاسلام علامہ محی الدین نوویؒ۔ شرح اُردو: مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری۔ ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ کراچی۔

۲۳×۳۶/۸ سائز کے ۲۴۰ صفحات، سفید کاغذ پر روشن کتابت وطباعت، قیمت مجلد: بارہ روپے پچھتر پیسے

"اربعین" یعنی چہل حدیث کتبِ سنت کی مشہور صنف ہے، بہت سے علماء اور محدثین نے اپنے اپنے طریقے پر "چہل حدیث" کے نام سے چالیس احادیث کے مجموعے مرتب فرمائے ہیں، ان علماء میں صحیح مسلم کے شارح علامہ نوویؒ کی "اربعین" یعنی چہل حدیث بہت مقبول اور معروف ہوئی، چنانچہ عربی زبان میں اس کی تقریباً اٹھارہ شرحیں لکھی گئی ہیں۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں علامہ نوویؒ نے کسی ایک موضوع پر چالیس حدیثیں جمع کرنے کے بجائے ایسی چالیس احادیث کا انتخاب کیا ہے جس میں دین کے اُصول و فروع سے متعلق جامع قواعد بیان فرمائے گئے ہیں، لہٰذا اس کے مطالعے سے دین کے بیشتر گوشوں پر تعلیماتِ نبویؐ کا خلاصہ سامنے آجاتا ہے۔ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری صاحب مدظلہم کو اللہ تعالیٰ نے مفید عام تصانیف کی خاص توفیق مرحمت فرمائی ہے، چنانچہ انہوں نے امام نوویؒ کی اس چہل حدیث کا اُردو ترجمہ اور دِل نشین شرح فرمائی ہے جس سے دینی معلومات میں گراں قدر اضافہ بھی ہوتا ہے، اور جذبۂ عمل بھی پیدا ہوتا ہے۔ شروع میں ہندوستان کے مشہور محدث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی نے فاضلانہ دیباچہ تحریر فرمایا ہے

جس میں علمِ حدیث کے نقطۂ نظر سے چہل حدیث کی حیثیت اور اربعین نوویؒ کی خصوصیات ذکر فرمائی ہیں۔

ہماری رائے میں کوئی مسلمان گھرانہ ایسی کتابوں سے خالی نہ ہونا چاہئے۔

(جمادی الاولی ۱۳۹۶ھ)

شرح الأشباہ والنظائر (کامل ۲ جلد)

تالیف: علامہ زین الدین بن نجیم مصریؒ۔ شرح: علامہ احمد بن محمد الحمویؒ۔

ناشر: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۴۳۷-ڈی، گارڈن ایسٹ، لسبیلہ چوک کراچی ۵۔ عمدہ آفسٹ پیپر پر مصور طباعت۔

"الأشباہ والنظائر" دراصل ہر علم کی اُس شاخ کا نام ہے جس میں اُس علم کے ملتے جلتے مسائل ذکر کر کے ان کا باہمی فرق واضح کیا جاتا ہے، خاص طور سے علمِ نحو، علمِ لغت اور علمِ فقہ میں اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، مثلاً امام کرابلیسیؒ کی "کتاب الفروق"، علامہ سیوطیؒ کی "الأشباہ والنظائر"، محبوبیؒ کی "الفروق" وغیرہ۔

آخر دور میں اس موضوع پر مقبول ترین کتاب علامہ زین الدین بن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کی "الأشباہ والنظائر" ہے، جس میں علامہ موصوفؒ نے "الأشباہ والنظائر" کے علاوہ فقہ کے بہت سے فنون جمع فرمادیئے ہیں۔ علامہ ابنِ نجیم رحمۃ اللہ علیہ دسویں صدی ہجری میں فقہ حنفی کے مستند ترین عالم مانے گئے ہیں، اور بقول حضرت انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ وہ "فقیہ النفس" کے مقام پر فائز تھے۔ فقہ اور اُصولِ فقہ پر ان کی ہر کتاب بعد کے لوگوں کے لئے بہترین مشعلِ راہ ثابت ہوئی ہے۔ "کنز الدقائق" پر ان کی شرح "البحر الرائق" واقعۃً علم وفقہ کا دریائے ناپیدا کنار ہے، اور فقہ حنفی کے مستند ترین مآخذ میں شمار ہوتی ہے، علم وفضل کے ساتھ اللہ

تعالیٰ نے انہیں ورع و تقویٰ کے بھی مقامِ بلند پر فائز فرمایا تھا۔ یہ حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ کے ہم عصر ہیں، اوران کا ارشاد ہے کہ میں دس سال علامہ ابنِ نجیمؒ کے ساتھ رہا ہوں، اور سفرِ حج میں بھی ہم ایک دُوسرے کے رفیق رہے ہیں، لیکن میں نے ان میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو دینی اعتبار سے قابلِ اعتراض ہو۔

علامہ ابنِ نجیمؒ کی "الأشباہ والنظائر" اپنے موضوع پر مقبول ترین کتاب ہے، اس کتاب کو انہوں نے سات حصوں پر منقسم کیا ہے، پہلا حصہ فقہ کے قواعدِ کلیہ پر مشتمل ہے، یہ وہ قواعد ہیں جنہیں آج کل قانونی اصطلاح میں "قانونی ضرب الأمثال" (Maxims) کہا جاتا ہے، علامہ ابنِ نجیمؒ نے ان میں سے ہر قاعدے کے ساتھ وہ فقہی جزئیات بھی ذکر فرمائے ہیں جن پر وہ قاعدہ منطبق ہوتا ہے۔

دُوسرا حصہ "فوائد" کا ہے، جس میں انہوں نے فقہ کے تمام ابواب سے متعلق خاص خاص ضوابط اور نادر مسائل جمع فرمائے ہیں، تیسرا حصہ "معرفۃ الجمع والفرق" کا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ ملتے جلتے مسائل کہاں متحد اور کہاں مختلف ہوتے ہیں؟ چوتھا حصہ "الغاز" (یعنی فقہی معموں) پر مشتمل ہے، جو فقہ کے طلباء کے لئے نہایت دِلچسپ بھی ہے اور مفید بھی، پانچواں حصہ "حیل" پر اور چھٹا حصہ "الأشباہ والنظائر" پر مشتمل ہے، اور ساتویں حصے میں امامِ اعظمؒ اور دُوسرے حنفی فقہاء کے خاص خاص واقعات، مکالمات اور مکاتیب جمع کئے گئے ہیں۔

علامہ ابنِ نجیمؒ کی "الأشباہ والنظائر" کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں، لیکن جو شرح سب سے زیادہ معروف اور متداول ہوئی، وہ علامہ حمویؒ کی "غمز عیون البصائر" ہے، اصل کتاب میں بہت سے مقامات پر جو اغلاق ہوتا ہے، علامہ حمویؒ اس کو نہ صرف اچھی طرح کھول دیتے ہیں، بلکہ بہت سے فوائد کا اپنی طرف سے اضافہ فرماتے ہیں۔

علامہ حمویؒ کی اس شرح کو اہلِ علم نے مستند سمجھا ہے، اور فقہ وفتویٰ میں اس

سے بکثرت استفادہ فرمایا ہے، چنانچہ ''اشباہ'' اس شرح کے ساتھ متعدد بار طبع ہوچکی ہے، ہندوستان میں یہ کتاب لیتھو پر چھپی رہی، اور استنبول سے ٹائپ پر شائع ہوئی، لیکن عرصۂ دراز سے یہ تمام نسخے قطعی نایاب تھے، حضرت مولانا نور احمد صاحب مدظلہم نے ''ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ'' کے ذریعے نایاب دینی کتب کی اشاعت کا بڑا مبارک سلسلہ شروع فرمایا ہے، اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر انہوں نے یہ کتاب شائع کرکے اُمت پر بڑا احسان فرمایا ہے۔ یہ استنبول کے نسخے کا عکس ہے، اور اس کو منصۂ طباعت پر لانے میں فاضل ناشر نے بڑی محنت سے کام لیا ہے، کاغذ عمدہ اور طباعت واضح ہے۔ علم و فقہ سے دِلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے یہ گراں قدر تحفہ ہر لحاظ سے سرگرم پذیرائی کا مستحق ہے۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء وفقہاء اس کتاب پر تحقیق و تعلیق کا کام کریں، اور اسے اس طرح مرتب کریں کہ اس سے استفادہ مزید سہل ہوجائے، دیکھئے! یہ سعادت کس کے مقدر میں آتی ہے؟ (رجب المرجب ۱۴۰۵ھ)

شرح الأشباہ والنظائر مع شرح حموی

مؤلف: علامہ ابنِ نجیم رحمۃ اللہ علیہ۔ سائز: $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$، تین جلدوں میں، ضخامت: ۱۴۲۱ صفحات پر کمپیوٹر کی خوبصورت کتابت وطباعت، کاغذ متوسط، جلد نہایت دِلکش، مضبوط اور معیاری۔ ناشر: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۴۳۷-ڈی گارڈن ایسٹ کراچی ۵

علامہ ابنِ نجیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الأشباہ والنظائر'' اور اس پر علامہ حموی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح اہلِ علم کے لئے کسی تعارف کی محتاج نہیں، اپنی متنوع افادیت کی وجہ سے یہ کتاب اہلِ علم بالخصوص اہلِ فتویٰ حضرات کی خصوصی توجہ کا مرکز رہی ہے، اور بعض جگہ تخصص فی الافتاء کے نصاب میں بھی داخل ہے، اور واقعہ یہ ہے

کہ اس کتاب کا بنظرِ غائر مطالعہ انسان میں تفقہ کا ملکہ پیدا کرنے میں بہت معاون ہوتا ہے۔

یہ کتاب بہت عرصے سے نایاب چلی آئی تھی، میری فرمائش پر ہی حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم دارالعلوم کراچی نے اپنے ادارے ''ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ'' سے پاکستان میں پہلی بار اسے شائع کیا، یہ نسخہ استنبول کے چھپے ہوئے نسخے کی تصویر تھا، جس میں اغلاط کافی تھیں، اب ادارۃ القرآن میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے فاضل صاحبزادے مولانا نعیم اشرف صاحب نے اس کتاب کو نئی ترتیب اور تہذیب کے ساتھ شائع کیا ہے، اس نسخہ کی خصوصیات درج ذیل ہیں:-

۱:- متعدد نسخوں کا مقابلہ کرکے تصحیح کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے، البتہ نولکشور کے نسخے کو بنیادی طور پر اصل قرار دیا گیا ہے، کیونکہ تصحیح کے لحاظ سے وہ سب سے بہتر نسخہ تھا۔

۲:- تمام فقرات پر نمبر لگا کر حوالہ دینا بڑا آسان کردیا گیا ہے۔

۳:- متن اور شرح کو واضح طور پر ممتاز کرکے دونوں میں پیراگراف مقرر کئے گئے ہیں، جس سے نسخے کی گنجلک ختم ہوگئی ہے۔

۴:- اہم فقرات پر عنوان بھی لگادیا گیا ہے تاکہ موضوعاتِ مباحث کا اندازہ ہوتا رہے۔

۵:- کتاب کے شروع میں مولانا نعیم اشرف صاحب کے قلم سے ایک مفصل مقدمہ ہے جس میں قواعدِ فقہیہ کی مفصل حقیقت اور ان کے مراجع ومصادر بیان کئے گئے ہیں، اور اس موضوع پر لکھی ہوئی دوسری کتابوں کا تعارف بھی کرایا ہے، نیز مصنف اور شارح دونوں کے حالاتِ زندگی بھی تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

احقر نے اب تک ''الأشباہ والنظائر'' کے جتنے نسخے دیکھے ہیں، یہ نسخہ ان

سب سے ممتاز اور ان سب سے فائق ہے، اس خدمت پر "ادارۃ القرآن والعلوم" تمام اہلِ علم کی طرف سے مبارک باد کا مستحق ہے، اللہ تعالیٰ فاضل مرتب کو اس کی بہترین جزا دُنیا و آخرت میں عطا فرمائے، آمین۔ (ذی القعدہ ۱۴۱۸ھ)

شرح صحیح مسلم (اُردو)

مؤلف: علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔
ضخامت: تقریباً آٹھ ہزار صفحات (سات جلدوں میں)۔ قیمت: مکمل سیٹ ۱۷۲۵ روپے۔ سائز: $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$، کتابت و طباعت متوسط، جلد مع سنہری طباعت، عمدہ۔ ناشر: فرید بک اسٹال، ۳۸- اُردو بازار، لاہور نمبر۲

برِصغیر ہند و پاک کے علماء کو اللہ تعالیٰ نے اس آخری دور میں کتبِ احادیث، بالخصوص صحاحِ ستہ کی خدمت کی خاص توفیق عطا فرمائی۔ انہوں نے متداول کتبِ حدیث کی بہت سی شروح عربی زبان میں لکھی ہیں جو عرب دُنیا میں بھی مقبول ہیں، اور بہت سی شروح اُردو میں بھی لکھی گئی ہیں۔ یہ شروح زیادہ تر علمائے دیوبند یا علمائے اہلِ حدیث کی طرف سے لکھی گئی ہیں، بریلوی مکتبِ فکر کے علماء کی طرف سے اب تک حدیث کی کوئی مبسوط شرح میری نظر سے نہیں گزری تھی، اب اس زیرِ تبصرہ کتاب نے اس خلاء کو پُر کیا ہے۔ اس کتاب کے مؤلف بریلوی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں، اور انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے صحیح مسلم جیسی عظیم الشان کتاب کی مفصل شرح دِل نشین انداز میں تحریر فرمائی ہے۔

فاضل مؤلف کا اُسلوب یہ ہے کہ وہ پہلے ایک باب کی بیشتر احادیث ایک ساتھ ذکر کرکے ان کا اُردو ترجمہ تحریر فرماتے ہیں، پھر ان احادیث سے تعلق رکھنے والے مباحث پورے شرح و بسط کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں فاضل مؤلف نے صرف روایتی مباحث پر زور دینے کے بجائے ان مسائل پر زیادہ تفصیل

کے ساتھ بحث کی ہے جو ہمارے عصرِ حاضر سے متعلق ہیں، چنانچہ اس کتاب میں انہوں نے فوٹوگراف، ریڈیو، ٹی وی، وڈیو، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلو پیتھک ادویہ، انتقالِ خون، اعضاء کی پیوند کاری، ضبطِ تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رُؤیتِ ہلال، سود اور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز روزے کے اَحکام اور اس جیسے بہت سے عصری مسائل پر عالمانہ بحثیں کی ہیں، اس قسم کے مباحث میں ان کے اخذ کردہ بعض نتائج سے علمی اختلاف کیا جاسکتا ہے، لیکن یہ بات واضح اور قابلِ تعریف ہے کہ ان کا اندازِ استدلال اور اُسلوبِ بیان معروضی تحقیق کے شایانِ شان ہے، انہوں نے اسلامی علوم پر تمام متداول کتابوں سے کسی مذہبی تعصب کے بغیر استفادہ کیا ہے، اور جہاں کہیں کسی دُوسرے مصنف پر تنقید کی ہے، وہاں بھی اپنے قلم کو جارحیت کے داغ سے محفوظ رکھتے ہوئے محض علمی تنقید کا راستہ اپنایا ہے۔ مسائل کی تحقیق میں بھی انہوں نے وہی راہ اختیار کی ہے جو ان کو اپنے قلب وضمیر کے مطابق دلائل سے زیادہ قریب نظر آئی، چنانچہ انہوں نے بعض فقہی مسائل میں مولانا احمد رضا خان صاحب سے بھی دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، فاضل مؤلف بریلوی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں، لہٰذا طبعی طور پر انہوں نے مولود و قیام، عرس، تیجہ، گیارہویں اور چہلم جیسے مسائل کی تائید کی ہے، لیکن اوّل تو انہوں نے مخالفین کے لئے کوئی ثقیل زبان استعمال نہیں کی، اور نہ تکفیر کو اپنا شعار بنایا ہے، دُوسرے عقیدے کے بعض اہم مسائل میں انہوں نے اعتدال کی راہ اپنائی ہے، اور غلو اور انتہاپسندی سے نہ صرف یہ کہ خود بچے ہیں، بلکہ دُوسروں کو بھی بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس سلسلے کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

"علمِ غیب" کے مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے فاضل مؤلف فرماتے ہیں:-

> علامہ نووی، علامہ کرمانی، علامہ عسقلانی، علامہ عینی اور دیگر علماء نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

بہ تقاضائے بشریت غیب کا علم نہیں تھا۔ اس مسئلے میں علمائے اہلِ سنت کا یہ موقف کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے زیادہ غیب کا علم عطا فرمایا ہے، لیکن مطلقاً یہ کہنا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے" دو وجہ سے دُرست نہیں ہے۔ اوّل اس لئے کہ یہ قول ظاہر قرآن کے خلاف ہے، کیونکہ قرآن مجید نے اللہ کے غیر سے مطلقاً علم غیب کی نفی کی ہے، اور دُوسرے اس وجہ سے کہ جب مطلقاً علم کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد علم بالذات ہوتا ہے، اس لئے یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے، یا یوں کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض علومِ غیبیہ عطا کئے گئے اور کسی مخلوق کی طرف مطلقاً علمِ غیب کی نسبت کرنا دُرست نہیں ہے۔ اسی طرح کسی کو عالم الغیب کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔ (ج:۵ ص:۱۰۸)

اسی موضوع پر مفصل بحث کے بعد آخر میں فاضل مصنف لکھتے ہیں:-

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غیبِ مطلق کے ساتھ منفرد ہے، جو جمیع معلومات کے ساتھ متعلق ہے، اور اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اپنے رسولوں کو ان بعض علومِ غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے جو رسالت کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں۔ (ج:۵ ص:۱۱۱)

ان عبارتوں کے خاص طور پر خط کشیدہ جملے بالخصوص آخری فقرہ ایسا ہے کہ اگر فاضل مؤلف کے تمام اہلِ مسلک اس پر متفق ہوجائیں اور اس سے آگے تجاوز نہ کریں تو اس سنگین مسئلے میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔

''نذر لغیر اللہ'' کے مسئلے پر بحث کرتے ہوئے فاضل مؤلف لکھتے ہیں:-

جو لوگ اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنے کے بجائے اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اولیاء اللہ سے حاجت روائی کی درخواست کرتے ہیں، انہیں ان آیات پر غور کرنا چاہیئے، ''هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰی إِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ وَجَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ ......'' ان آیات سے معلوم ہوا کہ کٹر سے کٹر مشرک اور پکا بت پرست بھی سخت مصیبت میں اللہ کو پکارتا تھا، اللہ سے دُعا کرتا تھا، اور اس کی نذر مانتا تھا، اگر ہم مسلمان کہلا کر اپنی حاجات میں اللہ کو چھوڑ کر اولیاء اللہ کی نذر مانیں تو کس قدر افسوسناک اور لائقِ مذمت ہے...... اس لئے یہ چاہیئے کہ اولیاء اللہ اور دیگر محبوبانِ خدا کا صرف وسیلہ پیش کیا جائے اور دُعا ہر حال میں اللہ سے مانگی جائے۔ (جامع ترمذی ص:۲۶۱) اور اپنی حاجات اور مصیبتوں میں غیر اللہ کی نذر ماننا بہرحال ناجائز ہے، البتہ عبادات کے ایصالِ ثواب کو نذر کرنا ایک الگ چیز ہے۔

اَن پڑھ لوگوں کو اولیاء اللہ کی نذریں مانتا دیکھ کر، ان کے مزاراتِ مقدسہ کا طواف اور سجدے کرتے دیکھ کر اور مزارات کی تعظیم میں رُکوع کی حد تک اَن پڑھ لوگوں کو جھکتے ہوئے دیکھ کر مجھے ایک بڑے عرصے سے رنج اور قلق رہتا ہے، ہر چند کہ ان میں سے کوئی چیز کفر اور شرک نہیں ہے، لیکن ان کے حرام ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔ (ج:۴ ص:۵۴۳،۵۴۴)

غیر اللہ سے دُعائیں مانگنے یا نذر لغیر اللہ کے بارے میں فاضل مؤلف کے

یہ ارشادات کتنے ایمان افروز ہیں، ''نذر لغیر اللہ'' کی تردید کرتے ہوئے فاضل مؤلف مزید لکھتے ہیں:-

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی حاجت کے وقت اولیاء اللہ کی نذر اس طرح مانے: ''اے داتا! اگر تو نے میری یہ حاجت پوری کردی تو میں تیرے لئے ایک بکرا پیش کروں گا'' تو یہ نذر جائز ہے، کیونکہ یہ نذرِ لغوی ہے، اور جو نذر غیراللہ کی حرام ہے وہ نذرِ فقہی یا نذرِ شرعی ہے۔ اور نذرِ لغوی اور نذرِ شرعی میں ان لوگوں کے نزدیک صرف یہ فرق ہے کہ نذرِ شرعی میں اللہ کی نذر مانی جاتی ہے، اور نذرِ لغوی میں اولیاء اللہ کی نذر مانی جاتی ہے۔ لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس طرح غیراللہ کے لئے سجدہ، طواف، روزہ اور دیگر عبادات بھی جائز ہوجائیں گی، مثلاً کوئی شخص کسی ولی کو سجدہ کرے گا اور کہے گا کہ یہ لغوی سجدہ ہے، کوئی شخص کسی ولی کی قبر کا طواف کرے گا اور کہے گا کہ یہ لغوی طواف ہے..... اور اس طرح لغت کے سہارے غیراللہ کے لئے تمام عبادات کا دروازہ کھل جائے گا۔ (ص:۵۴۱،۵۴۲)

''نور و بشر'' کے مسئلے پر بحث کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:-

ہر چند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان اور بشر ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسی نورانیت بھی عطا فرمائی ہے، جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے: امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں .... ''جب آپؐ گفتگو فرماتے تو آپؐ کے سامنے کے دانتوں سے نور کی طرح نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔

اس طرح کی متعدّد احادیث، جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی

حلیہ مبارک کا بیان ہے، ذکر کرنے کے بعد فاضل مؤلف لکھتے ہیں:۔

> ہر چند کہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسی نورانیت کی تصریح ہے، اور یہ آپؐ کی خصوصیت ہے، لیکن اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ نورانیت افضل ہے اور بشریت مفضول ہے، اور نہ یہ سمجھنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں کی طرح بشر ہیں، عام انسانوں کی طرح جو بشری کثافتیں اور مادّی غلاظتیں ہوتی ہیں، انبیاء علیہم السلام ان تمام سے منزہ ہوتے ہیں، خصوصاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کائنات میں سب سے اعلیٰ اور افضل بشریت ہے۔
>
> (ج:۵ ص:۹۶ تا ۹۹)

ان تمام اقتباسات سے یہ بات واضح ہے کہ فاضل مؤلف نے اپنے مسلک کے معروف متنازعہ عقائد میں بھی غلو کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے ان کی ایسی تشریح کی ہے جو جمہور علمائے اہلِ سنت (بشمول حضراتِ علمائے دیوبند) کے موقف سے بہت قریب ہے، بلکہ بعض جگہ کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ ان عقائد کی یہ تشریح یقیناً ان مسائل میں علمائے دیوبند اور علمائے بریلی کے درمیان مفاہمت کی بہترین بنیاد بن سکتی ہے، اور اس طرح ان عقائد کی بنیاد پر نزاع و جدال، مناظروں، بلکہ کافرگری تک کی جو گرم بازاری رہی ہے، اور جس نے اتحادِ اُمت کو پارہ پارہ کیا ہے، اس کا مؤثر سدِّ باب ہوسکتا ہے۔ فاضل مؤلف کی طرف سے یہ پیش قدمی یقیناً قابلِ مبارک باد ہے۔

کتاب کی اصل خصوصیت وہ مفصل فقہی مباحث ہیں جو فاضل مؤلف نے متعلقہ احادیث کے تحت بیان فرمائے ہیں، بلکہ بعض مرتبہ بہت معمولی مناسبت سے انہوں نے وہ مسائل چھیڑے ہیں جن کی طرف اس حدیث کی شرح میں عموماً ذہن نہیں جاتا، البتہ ان مباحث میں جو احادیث یا روایات ذیلی طور پر ذکر کی گئی ہیں، ان

کی اسنادی تحقیق کی کمی جابجا محسوس ہوتی ہے، نیز بعض طویل مباحث دُوسری کتابوں سے لئے گئے ہیں، اور حوالہ یا تو دیا نہیں گیا، یا اتنا ناکافی دیا گیا ہے کہ پڑھنے والا یہ تأثر نہیں لے سکتا کہ یہ طویل بحث کہاں سے مأخوذ ہے؟

متعدد فقہی اور مسلکی مسائل میں جو موقف فاضل مؤلف نے اختیار ہے، اس سے ہمیں اتفاق نہیں، لیکن بحیثیتِ مجموعی یہ ایک قابلِ تعریف علمی کاوِش ہے جو اہلِ علم کے لئے بہت کارآمد ہے۔ (جمادی الاخریٰ ۱۴۱۶ھ)

شاہ جیؒ کی ایک تقریر

یہ مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر ہے جو انہوں نے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں کی تھی اور اُسے مولانا شیرعلی شاہ صاحب مدرّس مدرسۂ مذکور نے قلم بند فرمایا، تقریر کا موضوع ختمِ نبوّت ہے، اور اس میں شاہ صاحبؒ کے اندازِ خطابت کی ہلکی سی جھلک دیکھی جاسکتی ہے، رسالہ ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ قیمت: ۲۵ پیسے ہے۔

(ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ)

شرعی پردہ

مؤلفہ: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم، مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

ناشر: ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰- انارکلی لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۱۲۸ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت: سوا چار روپے

بے پردگی کی مصیبت ہمارے زمانے میں جس بُری طرح عام ہوچکی ہے وہ کسی پر مخفی نہیں، اور سنگین بات یہ ہے کہ معاملہ صرف بے عملی کی حد تک محدود نہیں، بلکہ اب کھلم کھلا بے پردگی کو برحق اور پردے کو (معاذ اللہ) ظلم کہا جانے لگا ہے، ان حالات میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم نے یہ کتاب پردے کی

حقیقت پر لکھی ہے، جس میں عقلی اور نقلی ہر پہلو سے پردے کی ضرورت و اہمیت بیان کی گئی ہے، قرآن وسنت سے پردے کے ثبوت کے علاوہ عقل اور تجربے کی روشنی میں اس حکمِ الٰہی کی حکمتیں بڑے دِل نشین انداز میں بیان کی گئی ہیں، اور اعتراضات و شبہات کا اطمینان بخش جواب دیا گیا ہے، ہماری رائے میں یہ کتابچہ ہر مسلمان گھرانے میں پہنچنا چاہئے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ گھر کی خواتین کو جمع کر کے انہیں اس کا تھوڑا تھوڑا حصہ روزانہ سنایا جائے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۵ھ)

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور ان کے خلفاء

مؤلف: مولانا قاری فیوض الرحمٰن ایم.اے۔ ناشر: پاکستان بک سینٹر، ۴۰-اُردو بازار، لاہور۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۳۲۰ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت: بارہ روپے، اعلیٰ جلد: اٹھارہ روپے

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ماضی قریب کے ان باخدا علماء میں سے تھے جنہوں نے سارے ملک میں عموماً اور پنجاب میں بالخصوص دین کی دعوت وتبلیغ اور نشر و اشاعت کی ناقابلِ فراموش خدمات انجام دی ہیں، اور جن کی ساری زندگی اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں صرف ہوئی۔ ہمارے محترم دوست مولانا قاری فیوض الرحمٰن صاحب نے اس کتاب میں آپؒ کی سوانح مرتب فرمائی ہے۔

کتاب کے پہلے حصے میں حضرت مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے سبق آموز حالاتِ زندگی، آپؒ کی دینی اور سیاسی خدمات اور آپؒ کے افادات کو نہایت سلیقے سے مرتب انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اور دُوسرے حصے میں آپؒ کے ممتاز خلفاء کا مختصر مگر جامع تذکرہ لکھا ہے، جن میں حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی، حضرت مولانا عبیداللہ انور اور حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہم، حضرت مولانا عرض محمد صاحب کوئٹویؒ، حضرت مولانا حافظ حبیب اللہؒ اور دُوسرے سولہ حضرات کا تذکرہ شامل ہے۔

اس کتاب کو پڑھ کر نہ صرف برِصغیر کی ایک عظیم باخدا شخصیت کے بارے میں اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں، بلکہ ان حضرات کے تذکروں سے دِل میں دین اور اہلِ دین کی عظمت، دین کا جذبہ اور جدوجہد کی اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔ فاضل مؤلف نے یہ کتاب لکھ کر علم ودین کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔

مطالعہ کے دوران ایک جگہ کھٹک بھی پیدا ہوئی، فاضل مؤلف لکھتے ہیں:۔

> خاکسار تحریک کے عروج کے زمانے میں بزمانۂ جنگ ۱۹۳۹ء جب حکومتِ وقت نے بعض مصالح کی بناء پر بعض علماء سے بانئ تحریک خاکسار جماعت کے خلاف تکفیر کا فتویٰ حاصل کرلیا.... الخ۔ (ص:۴۶)

اس عبارت سے یہ تأثر پیدا ہوتا ہے کہ عنایت اللہ مشرقی صاحب کے عقائد فی نفسہٖ تو موجبِ کفر نہ تھے، لیکن بعض علماء نے انگریزوں کی شہ پر ان کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا، یہ تأثر انتہائی غلط اور خطرناک ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مشرقی صاحب کے عقائد دائرۂ اسلام سے خارج تھے، علماء نے ان کے خلاف فتویٰ انتہائی احتیاط کے ساتھ مرتب کیا تھا، اور حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی نگرانی میں ان کے عقائد کی تحقیق کراکر ان کے خلاف فتویٰ مرتب کروایا تھا۔ تقسیمِ ہند سے پہلے علماء کے درمیان سیاسی طرزِ فکر کا دیانت دارانہ اختلاف رہا ہے، لیکن اب اس روش کو فوراً ختم ہونا چاہئے کہ علماء پر ان کے دیانت دارانہ نظریات کی بناء پر انگریز پرستی یا ہندو پرستی کے الزامات عائد کئے جائیں، اس سے حقائق بھی مسخ ہوتے ہیں اور فضا بھی مکدر ہوتی ہے۔ مذکورہ واقعے کے سلسلے میں فاضل مؤلف نے آگے جو بات لکھی ہے وہ بالکل کافی تھی یعنی:۔

> آپ (حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ) اگرچہ بانئ تحریک کے تحریر کردہ عقائد کے بارے میں جملہ علمائے اسلام سے متفق

تھے، مگر عام خاکساروں کی تکفیر کے لئے تیار نہ تھے۔

بہرکیف! اس جزوی فروگزاشت سے قطع نظر یہ کتاب اُردو زبان کے دینی لٹریچر میں عمدہ اضافہ ہے، اور اُمید ہے کہ علم دوست حضرات اس کی پذیرائی کریں گے۔

(شعبان ۱۳۹۷ھ)

شیخ مجیب کا چھ نکاتی پروگرام

مؤلفہ: ڈاکٹر انور اقبال قریشی۔ ناشر: ہانیہ پبلشنگ ہاؤس، ''الہانیہ'' ۲۹۵/۳ سرور روڈ لاہور چھاؤنی۔ چھوٹے کتابی سائز کے ۱۶۲ صفحات، کاغذ، کتابت اور طباعت گوارا، قیمت: ۴ روپے

عوامی لیگ کے سربراہ شیخ مجیب الرحمٰن صاحب نے پاکستان کو آزاد ریاستوں کا ایک وفاق بنانے کے لئے جو چھ نکاتی پروگرام پیش کیا ہے، وہ عرصے سے ہمارے ملک میں زیرِ بحث ہے، ہماری نظر میں اصلاً یہ ایک سیاسی نعرہ ہے جسے عوام کی نگاہ میں مقبول بنانے کے لئے معاشی رنگ دیا جارہا ہے، چنانچہ اب تک اس کی تردید بھی سیاسی حلقوں ہی کی طرف سے ہوئی ہے۔

تاہم اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ ان چھ نکات کا خالص علمی انداز میں جائزہ لیا جائے تاکہ لوگ پروپیگنڈے کی فضا سے ہٹ کر حقائق کو علمی سنجیدگی کے ساتھ سمجھ سکیں۔ جناب ڈاکٹر انور اقبال قریشی ہمارے مُلک کے مایۂ ناز ماہرِ معاشیات ہیں جو بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے پہلے ایشیائی مشیر رہ چکے ہیں، ایک عرصہ تک حکومتِ پاکستان کے معاشی مشیر بھی رہے ہیں، انہوں نے متعدّد معاشی مسائل پر قابلِ قدر کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے ''اسلام اور سود'' تو بہت مشہور اور مقبول ہوئی۔

زیرِ نظر کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے مجیب صاحب کے چھ نکات پر معاشی نقطۂ نظر سے مفصل تبصرہ کیا ہے، اور اس ضمن میں ان غلط فہمیوں کا مدلل ازالہ کیا ہے جو

علیحدگی پسند عناصر نے شدت کے ساتھ پھیلائی ہیں، انہوں نے اعداد و شمار کی روشنی میں مشرقی پاکستان کی معیشت کا جائزہ پیش کرکے اس کے حقیقی مسائل کی نشاندہی بھی کی ہے، اور ثابت کیا ہے کہ مجیب صاحب کا پروگرام خود مشرقی پاکستان کی معیشت کے لئے مضر ہے۔

کتاب دلچسپ بھی ہے اور معلومات آفریں بھی، اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ گفتگو کا انداز علمی اور برادرانہ ہے، سیاسی اور رقیبانہ نہیں، زبان بڑی حد تک عام فہم ہے، لیکن کہیں کہیں گنجلک پیدا ہوگئی ہے، بعض الفاظ اُردو کے لحاظ سے نامانوس استعمال ہوئے ہیں، اور کتابت کی غلطیاں کتاب میں اس کثرت سے ہیں کہ بعض مقامات پر مطلب بالکل غلط ہوگیا ہے، یہاں تک کہ اعداد کے جدولوں میں بھی کتابت کی سنگین غلطیاں معلوم ہوتی ہیں۔ کاش! کہ ہمارے ملک میں کم از کم علمی کتابوں کو سلیقے سے چھاپنے کا ذوق پیدا ہو۔ (شوال المکرم ۱۳۹۰ھ)

صراطِ مستقیم (اُردو)

افادات: حضرت سیّد احمد شہید بریلویؒ۔ ترتیب: حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید دہلویؒ۔ تزئین: مولانا مجیب الرحمٰن صدیقی۔ ناشر: کلام کمپنی، تیرتھ داس روڈ، مقابل مولوی مسافرخانہ کراچی۔ $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز کے ۲۴۴ صفحات، کتابت و طباعت و کاغذ عمدہ، قیمت مجلد مع گرد پوش: ۶ روپے

یہ کتاب حضرت شاہ سیّد احمد شہید صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اُن ملفوظات اور ارشادات کا مجموعہ ہے جو مختلف اوقات اور متفرق مجلسوں میں آپ نے مسترشدین کے سامنے بیان فرمائے، ان قیمتی ملفوظات کو مرتب کرنے والے بھی آپ کے خلیفۂ خاص حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ ہیں، جن کے تبحرِ علمی، ورع و تقویٰ، مجاہدانہ زندگی اور بدعت شکنی کے واقعات شہرۂ آفاق ہیں۔ ان ملفوظات کا اصل

موضوع تصوّف ہے، اور اس ضمن میں بعض بڑے دقیق علمی مضامین بھی آگئے ہیں، صاحبِ ملفوظات اور مرتب کے اسمائے گرامی اس بات کی کافی ضمانت ہیں کہ اس کتاب کا تصوّف سنت کے عین مطابق اور بدعات کی آمیزش سے کوسوں دُور ہوگا۔ سالکانِ راہِ طریقت کے لئے یہ کتاب ایک بے نظیر مجموعہ ہے جس کا مطالعہ انشاء اللہ ظاہری و باطنی اعمال کی اصلاح کے لئے نسخۂ اکسیر ثابت ہوگا۔ (رجب المرجب ۱۳۸۹ھ)

صحیفۂ اہلِ حدیث

نگراں: مولانا حافظ عبدالغفار سلفی، امام جماعتِ غرباء اہلِ حدیث۔ مدیر: عبدالجلیل خان دہلوی۔ قیمت فی پرچہ: چالیس پیسے۔ پتہ: دفتر صحیفۂ اہلِ حدیث، آرٹیلری میدان نمبر ا کراچی نمبر ا پاکستان۔

پندرہ روزہ رسالہ جماعتِ غرباء اہلِ حدیث کا ترجمان ہے، اور سالہا سال سے نکل رہا ہے۔ ہمارے پاس ماہِ صفر کے دو شمارے بغرضِ تبصرہ بھیجے گئے ہیں، مجموعی طور پر رسالے کے مضامین علمی اور دینی ہوتے ہیں، اہلِ حدیث حضرات میں جماعتِ غرباء اہلِ حدیث متشدّد ترین جماعت ہے، اور اس کا تشدّد اس رسالہ میں بھی واضح طور سے جھلکتا ہے۔ ہم نے اب تک اس رسالہ کے جتنے شمارے دیکھے ہیں ان میں سے بیشتر کا مرکزی موضوع تقلید کی مذمت ہی پایا، زیرِ تبصرہ دو شماروں کا بھی اکثر حصہ اسی موضوع کے لئے وقف ہے۔ اندازِ بیان اور اسلوبِ تنقید کا اندازہ کرنے کے لئے اداریہ کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمایئے جو ۱۶ رصفر کے شمارے سے لیا گیا ہے:۔

> تقلید ناسدید ایک ایسا مہلک مرض ہے کہ جس کو بھی یہ لگ گیا وہ مفلوج ہوکر رہ گیا، اس کے ہاتھ پاؤں بے کار ہوگئے، وہ آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہرا، زبان سے گونگا، ماؤف الدماغ، ناکارہ دِل، غرضیکہ گوشت پوست کا ایک غیر متحرک

ڈھانچہ بلکہ لوتھڑا بن کر رہ گیا۔ (ص:۲)

ایک قسط وار مضمون ''التقلید'' کا ایک جملہ:۔

حقیقت یہ ہے کہ توحید و سنت کی جو سمجھ بوجھ خدا نے اہلِ حدیثوں کو دی ہے، تمام فرقے اللہ کی اس نعمت سے محروم ہیں۔

(ص:۲۶)

یکم صفر کے شمارے کے حصۂ ''نظم'' سے ایک اقتباس:۔

یہ تقلیدِ شخصی کہاں آ گئی
دِلوں کو یہ کمبخت کیوں بھا گئی

بشر کو یہ تقلید اندھا کرے
مقلد نہ رَبِّ جہاں سے ڈرے

ہوئے سب کرشمے یہ تقلید کے
لیا پھیر منہ حق کی تہدید سے

(ص:۱۴)

ہمیں اس موقع پر اس رسالے کے کارپرداز حضرات سے یہ دردمندانہ گزارش کرنی ہے کہ ''تقلید'' اور ''عدمِ تقلید'' کے موضوعات پر اب تک اتنا لکھا جا چکا ہے کہ اس پر اضافہ مشکل ہے، اس کے باوجود کیا اس وقت اس موضوع پر طول طویل بحثیں، عیسائیت، انکارِ حدیث، قادیانیت، تحریفِ دین اور مغربیت کے فتنوں کے مقابلے سے بھی زیادہ ضروری ہیں جو رفتہ رفتہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں، اور ان کی راہ میں چند گنی چنی رُکاوٹوں کے سوا کوئی رُکاوٹ نہیں ہے؟ اور اگر فرض کیجئے کہ ان تمام فتنوں سے قطع نظر کر کے صرف ''تقلید'' ہی کی تردید کو آپ بحالاتِ موجودہ زیادہ مفید سمجھتے ہیں تو کیا اس پر تنقید کرتے وقت نرم، سنجیدہ اور باوقار لب و لہجہ استعمال نہیں کیا

جاسکتا؟ اگر ''فرعون'' جیسے متمرد اور سرکش انسان کے مقابلے کے لئے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو ''قولِ لیّن'' اختیار کرنے کا حکم دیا جاسکتا ہے تو کیا امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرنے والے اس حکم کے تحت نہیں آتے؟ اہلِ حدیث حضرات کے دُوسرے رسالے بھی ہماری نظر سے گزرتے ہیں، لیکن ان میں یہ انداز واسلوب ہمیں نظر نہیں آیا جو ''صحیفۂ اہلِ حدیث'' نے اختیار کیا ہوا ہے، یہ برادرانہ شکوہ ہم اس اُمید پر پیش کر رہے ہیں کہ متعلقہ حضرات اس پر ٹھنڈے دِل سے غور فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح فہم اور خدمتِ دین کے صحیح راستے کی ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

(ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ)

صحیح مسلم کا انگریزی ترجمہ (تین حصے)

مترجم: عبدالحمید صدیقی۔ ناشر: شیخ محمد اشرف، کشمیری بازار لاہور۔ ۸/۲۰×۳۰ سائز کے ۷۶۲ صفحات (تین حصوں میں)، ٹائپ کی عمدہ طباعت، قیمت درج نہیں۔

انگریزی زبان میں حدیث کی کسی مکمل کتاب کا ترجمہ ابھی تک موجود نہیں ہے، اس خلا کو پُر کرنے کے لئے جناب عبدالحمید صدیقی صاحب نے صحیح مسلم کا انگریزی میں ترجمہ کرنا شروع کیا ہے، یہ اس کے ابتدائی تین حصے ہیں، جن میں کتاب الایمان اور کتاب الطہارۃ مکمل ہوگئی ہے اور کتاب الصلوٰۃ کا آغاز ہوگیا ہے، اس طرح ان تین حصص میں ۸۰۸ احادیث کا ترجمہ موجود ہے۔

تبصرہ نگار ان حصوں کا باستیعاب مطالعہ اور اصل سے مقابلہ تو نہیں کرسکا، لیکن جس حد تک دیکھا، ترجمہ صحیح، چست، مطلب خیز اور رواں پایا، حدیث کا ترجمہ کرنا بڑا نازک کام ہے، اور اس کے لئے محض زبان دانی کافی نہیں، یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ فاضل مترجم نے بڑی حد تک ان نزاکتوں کا خیال رکھنے کی کوشش کی ہے۔

جو لوگ علومِ اسلامیہ سے کافی واقفیت نہ رکھتے ہوں، اُن کے سامنے حدیث

کا صرف ترجمہ ناکافی بلکہ بسااوقات شبہات اور غلط فہمیوں کا سبب ہوجاتا ہے، اس لئے ضرورت اس کی تھی کہ ترجمہ کے ساتھ ساتھ احادیث کی تشریح بھی سامنے آتی رہے، چنانچہ فاضل مترجم نے اس ضرورت کو بھی پورا کیا ہے اور ترجمہ کے نیچے تشریحی حواشی دیئے ہیں جن میں اہم راویانِ حدیث کا تعارف، حدیث کے مفہوم کی توضیح، اس سے مستنبط ہونے والے فوائد اور ممکنہ شبہات و اعتراضات کا جواب موجود ہے، جتنے حواشی کا مطالعہ تبصرہ نگار نے کیا، ان میں سے بیشتر اس لحاظ سے بڑے قابلِ تعریف تھے کہ ان میں اختصار کے ساتھ ضروری باتوں کو بڑی خوبی کے ساتھ سمیٹنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے اور قابلِ اطمینان بات یہ ہے کہ احادیث کی تشریح میں ذاتی رائے کو دخل انداز کرنے کے بجائے جمہور فقہاء و محدثین کی تشریحات پر اعتماد کرنے کا راستہ اختیار کیا گیا ہے، چنانچہ تشریحات زیادہ تر شرح نوویؒ، فتح الملہم (علامہ شبیر احمد عثمانی)، فتح الباری (حافظ ابنِ حجرؒ) اور حجۃ اللہ البالغہ (شاہ ولی اللہ صاحبؒ) سے ماخوذ ہیں۔

فاضل مترجم نے یہ بڑا اچھا کام کیا ہے کہ حواشی میں فقہی و کلامی مباحث کو طول دینے کے بجائے زیادہ تر حدیث کے علمی فوائد پر زور دیا ہے اور حدیث کے وہ پہلو اُجاگر کئے ہیں جن سے ایمان و یقین میں اضافہ اور جذبۂ عمل میں ترقی ہوتی ہے اور جن سے زندگی کے روزمرہ کے مسائل میں رہنمائی ملتی ہے۔

جہاں تک فقہی مسائل کا تعلق ہے ان میں مترجم نے زیادہ تر حنفی تشریحات پر اعتماد کیا ہے، البتہ دو ایک مقامات پر حنفی مسلک سے اختلاف بھی کیا ہے جو ہماری رائے میں مناسب نہیں تھا۔

جستہ جستہ مقامات سے کتاب کے مطالعے کے دوران چند مشورے بھی ذہن میں آئے:۔

ا:- جو احادیث فقہی مسائل سے متعلق ہیں ان کی تشریح میں بعض مقامات

پر ائمہ مجتہدین کی مختلف آراء اجمالی طور سے نقل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے، ہماری رائے میں جو طبقہ اس کتاب کو پڑھے گا، اس کے لئے یہ چیز غیر مفید بلکہ شائد مضر ہو، مثلاً صفحہ: ۱۶۲ پر "موزوں پر مسح" کرنے کا ذکر ہے، اس میں امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور صاحبینؒ کی آراء نقل کی گئی ہیں، لیکن کسی کا مسلک بھی مکمل طور سے درج نہیں ہوسکا، جس کے نتیجہ میں اسے دیکھ کر کسی بھی مسلک پر ٹھیک ٹھیک عمل نہیں ہوسکتا، اس کے بجائے قارئین کی اکثریت کا لحاظ کرتے ہوئے صرف حنفی مسلک کی شرائط کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کردیا جاتا تو یہ زیادہ مفید ہوتا، اور اگر ہر ایک مسلک بیان کرنا ضروری تھا تو اس کی پوری شرائط درج ہونی چاہئے تھیں، بالخصوص جبکہ مترجم نے "خفین" کا ترجمہ کہیں Shoes اور کہیں Socks کیا ہے، نیز یہ وضاحت بھی ضروری تھی کہ کپڑے کے مروّجہ موزے اس میں داخل نہیں۔

۲:- بعض احادیث تشریح طلب تھیں، مگر ان پر کوئی نوٹ نہیں ہے، مثلاً صفحہ: ۱۶۴ پر عمامہ پر مسح کرنے کا ذکر ہے، اس کا حکم اور حدیث کے محمل کا واضح بیان ضروری تھا۔

۳:- اگرچہ بیشتر مقامات پر فاضل مترجم نے حنفی مسلک کا اتباع کیا ہے، لیکن بعض مقامات پر فقہاء کے مختلف مذاہب میں محاکمہ کی بھی کوشش کی ہے (مثلاً ص: ۲۱۷)، ہماری ناچیز رائے میں یہ ترجمہ وتشریح کے مقام سے اُونچی بات ہے، جس کی ذمہ داری مترجم کو نہیں لینی چاہئے تھی، نیز اس کا ایک نقصان یہ ہوگا کہ جو لوگ اس کتاب کو پڑھیں گے ان میں فتنۂ تلفیق کی حوصلہ افزائی ہوگی، اس بات کا لحاظ کتاب کے آئندہ ابواب میں رکھنا زیادہ ضروری ہے، کیونکہ نکاح، طلاق، بیوع وغیرہ کے مسائل اور زیادہ نازک ہیں، اور ان میں بے احتیاطی کرنے سے بڑے مفاسد پیدا ہوسکتے ہیں۔

کتاب کے شروع میں فاضل مترجم نے ایک مختصر سا مقدمہ بھی لکھا ہے جس

میں حجیتِ حدیث اور تدوینِ حدیث کے موضوع پر مفید باتیں آگئی ہیں۔

بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب انگریزی جاننے والے حضرات کے لئے بڑا اچھا تحفہ ہے، بشرطیکہ فقہی مسائل کے معاملے میں اس کی طرف رجوع نہ کیا جائے۔ ہم دُعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مترجم کو پوری سلامتِ فکر کے ساتھ کتاب کے بقیہ حصوں کی تکمیل کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔ (ذی القعدہ ۱۳۹۱ھ)

عباراتِ اکابر

مؤلفہ: مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدرؔ، خطیب جامع مسجد گکھڑ۔ ناشر: ادارۂ نشر و اشاعت نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۲۵۶ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، جلد نفیس، قیمت: پانچ روپے پچاس پیسے

جناب مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر (صدر مدرّس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ) کو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں تردیدِ بدعات کے لئے خاص طور پر موفق فرمایا ہے، یوں تو مختلف موضوعات پر ان کی متعدّد مبسوط علمی کتابیں خراجِ تحسین حاصل کرچکی ہیں، لیکن خاص طور پر بدعات و رُسوم اور مبتدعانہ عقائد و نظریات کی تردید میں ان کی تصانیف بہت مؤثر اور مقبول ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں وسیع معلومات، عمیق استعداد اور سلیس و عام فہم اندازِ تحریر کی دولت سے نوازا ہے، وہ جس مسئلہ پر قلم اُٹھاتے ہیں اس کے بارے میں دُور دُور کے منتشر مواد کو یکجا کرلیتے ہیں اور کوئی بات دلیل اور حوالے کے بغیر نہیں کہتے۔

زیرِ تبصرہ کتاب موصوف کی تازہ تصنیف ہے، بعض علمائے بریلی خصوصاً مولانا احمد رضاخاں صاحب (بریلوی) نے علمائے دیوبند کے خلاف تکفیر کی جو افسوسناک مہم شروع کی تھی اس کا خاص نشانہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی،

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) تھے، ان حضرات کی بعض عبارتوں کو توڑ مروڑ کر انہیں من مانے معنی پہنائے گئے اور ان پر توہینِ انبیاء و اولیاء کے بے بنیاد الزامات لگا کر یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ (معاذ اللہ) انہوں نے سرکارِ دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دُوسرے انبیاء کی شان میں گستاخی کی ہے۔ جناب مولانا سرفراز خاں صاحب نے اس کتاب میں ایسی تمام عبارتوں پر اہلِ بریلی کے اعتراضات یکجا کر کے ان کا مفصل و مدلل اور کافی و شافی جواب دیا ہے۔

''اہلِ دیوبند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہیں'' .....''انہوں نے (معاذ اللہ) انبیاء و اولیاء کو چوہڑے اور چمار سے زیادہ ذلیل لکھا ہے'' ..... ''یہ لوگ ختمِ نبوّت کے منکر ہیں'' .....''وہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو جھوٹا سمجھتے ہیں'' .....''وہ (معاذ اللہ) ابلیس یا چوپایوں کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مانتے ہیں۔''

اس قسم کے تمام بے بنیاد الزامات کی فاضل مصنف نے اچھی طرح قلعی کھول کر رکھ دی ہے، انہوں نے اس سلسلے میں پہلے علمائے بریلی (خصوصاً مولانا احمد رضاخاں صاحب) کے جملہ اعتراضات کو انہی کے الفاظ میں تفصیل سے نقل کیا ہے، اس کے بعد ان حضراتِ اکابرؒ کی اصل عبارتیں پیش کر کے بتایا ہے کہ علمائے بریلی نے ان سے جو وحشت ناک نقشہ کھینچا ہے یہ عبارتیں اس سے کس قدر بری ہیں اور پھر خود ان حضراتِ اکابرؒ کی عبارتوں کی روشنی میں ان کی صحیح مراد واضح کر کے اس پر قرآن و سنت اور بزرگانِ سلف کے اقوال سے ناقابلِ انکار دلائل قائم کئے ہیں۔

حضرت شاہ شہیدؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت تھانویؒ پر عائد کئے ہوئے اعتراضات کے لئے انہوں نے الگ الگ باب قائم کر کے ہر باب کے شروع میں ان کے مختصر سوانح بھی درج کئے ہیں اور کتاب

کے شروع میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کی وہ تحریریں بھی پیش کی ہیں جن میں تکفیر و تفسیق کی گرم بازاری، سب وشتم کی حد تک پہنچ گئی ہے، فاضل مصنف نے حوالوں کے ساتھ بتایا ہے کہ منصف مزاج علمائے بریلی بھی خاں صاحب موصوف کی اس تکفیر کی مہم سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور اس معاملہ میں ان کے غلو سے بیزار ہیں۔

بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب نہایت مفید اور معلومات آفریں ہے اور اس کی وسیع اشاعت ہونی چاہیے۔ (صفر المظفر ۱۳۹۴ھ)

عدالتِ حضراتِ صحابہ کرامؓ

تالیف: مولانا مہر محمد میانوالوی۔ ناشر: مکتبہ عثمانیہ کراچی نمبر ۱۶۔ $\frac{18 \times 22}{8}$ سائز کے ۳۶۰ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، قیمت غیر مجلد: ۵۰/ ۷

یہ کتاب حضراتِ صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب، ان کی عدالت اور دین میں ان کے مقام کی تشریح و توضیح کے لئے لکھی گئی ہے اور اس ضمن میں صحابہؓ پر وارِد کئے جانے والے مطاعن کا بھی جواب دیا گیا ہے۔

کسی علمی کتاب میں تین باتیں بطورِ خاص دیکھنے کی ہوتی ہیں، ایک اس کا مواد اور مآخذ، دُوسرے اس مواد سے نتائج کا استخراج اور موضوع کا تحلیل و تجزیہ، اور تیسرے ترتیب اور اسلوبِ بیان، جہاں تک مواد اور مآخذ کا تعلق ہے فاضل مؤلف کی یہ کاوش اس حیثیت سے قابلِ تعریف و تحسین ہے، انہوں نے کافی محنت کے ساتھ موضوع کا اس کے مستند مآخذ میں مطالعہ کیا ہے اور اس کتاب میں کارآمد مواد جمع کر دیا ہے، رہا اس مواد سے نتائج کا استخراج، موضوع کا تحلیل و تجزیہ اور ترتیب و اسلوبِ بیان، سو اس میں کسی قدر ناپختگی اور نومشقی جھلکتی ہے، تاہم فاضل مؤلف کی پہلی کاوش ہونے کے لحاظ سے یہ ایک قابلِ تعریف کتاب ہے اور اس کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ اگر انہوں نے مشقِ تحریر جاری رکھی تو وہ انشاء اللہ ایک کامیاب

مصنف ثابت ہوں گے۔

بہرکیف! اپنے مواد کے لحاظ سے یہ اپنے موضوع پر ایک مفید، کارآمد اور مفصل کتاب ہے اور اُمید ہے کہ اس موضوع پر تحقیقی مطالعہ کرنے کے لئے بھی اچھی معاون ہوگی۔ (رجب المرجب ۱۳۹۲ھ)

عقیدۃ الطحاوی

تالیف: امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ: مولانا عبدالحمید سواتی۔ ناشر: ادارۂ نشر و اشاعت، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، چھوٹے سائز کے ۹۸ صفحات، قیمت: ۱/۵۰

یہ رسالہ بھی علمِ عقائد کے اہم متون میں سے ہے، اور اس میں بھی اہلِ سنت کے عقائد بغیر دلائل کے جمع کردیئے گئے ہیں۔ امام طحاویؒ کا یہ رسالہ اہلِ علم میں معروف ومشہور ہے، اور اس کی متعدّد شروح لکھی گئی ہیں، مولانا عبدالحمید سواتی نے اس رسالہ کے اُردو ترجمہ کے علاوہ شروع میں ایک مقدمہ کا بھی اضافہ کیا ہے جو علمِ عقائد کے تعارف اور امام طحاویؒ کے مختصر حالات پر مشتمل ہے۔ (رجب المرجب ۱۳۹۲ھ)

علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیحؑ

تالیف: حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ وحضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم ومولانا محمد رفیع صاحب عثمانی۔ ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴۔ ۲۳×۱۸ سائز کے ۱۷۶ صفحات، کاغذ سفید، کتابت وطباعت دیدہ زیب۔

یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ ''مسیحِ موعود کی پہچان'' کے نام سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کی تالیف ہے اور اس میں ایک نقشہ کی شکل میں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی وہ علامات بیان کی گئی ہیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، پھر ساتھ ہی مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات کا ان سے مقابلہ کیا گیا

ہے جس سے ہر شخص ایک نظر میں یہ معلوم کر سکتا ہے کہ مرزا جی کا دعوائے مسیحیت کس قدر جھوٹا تھا، یہ حصہ پہلے الگ کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے، اب اُسے اس کتاب کا جزء بنا دیا گیا ہے۔

دُوسرا حصہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کا اُردو ترجمہ ہے، اس کتاب کا ابتدائی مواد امام العصر حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع فرمایا تھا، پھر انہی کے حکم سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے اسے کتابی شکل میں عربی زبان میں مرتب فرمایا، جو پہلے ہندوستان میں شائع ہوئی پھر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ مدظلہم العالی نے اسے حلب (شام) سے ٹائپ پر شائع کیا اور اس پر تحقیقی حواشی تحریر فرمائے۔ اب برادرِ محترم جناب مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب اُستاذِ حدیث دارالعلوم کراچی نے اس کا اُردو میں ترجمہ کر کے اس پر مفصل تشریحی حواشی کا اضافہ کیا ہے، یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع ترین تالیف ہے اور اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کے بارے میں تمام احادیثِ نبویہ یکجا کردی گئی ہیں، اور اسے دیکھ کر ان احادیث کے معنیً متواتر ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا، اور ان تمام تأویلات و تحریفات کی قلعی کھل جاتی ہے جو قادیانیوں نے گھڑ رکھی ہیں۔ احادیث کا اُردو ترجمہ نہایت محتاط ہونے کے ساتھ ساتھ سلیس، رواں اور عام فہم ہے، اور اس کے ساتھ تشریحی حواشی بڑے برموقع، معلومات آفریں اور عالمانہ ہیں، مختصر یہ کہ اس حصے کے مطالعے سے عقیدۂ نزولِ مسیح علیہ السلام بھی اپنے پورے متعلقات اور دلائل کے ساتھ واضح ہوجاتا ہے اور علاماتِ قیامت کی ایمان افروز تفصیلات بھی نگاہ سے گزر جاتی ہیں۔

تیسرا حصہ مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب کی تالیف ہے، اس کے شروع میں قیامت اور علاماتِ قیامت کے بارے میں چند اُصولی مباحث ہیں، مثلاً اس میں بتایا گیا ہے کہ احادیث میں علاماتِ قیامت کے مطالعہ کے وقت کون سی اُصولی باتیں پیشِ

نظر رہنی ضروری ہیں؟ اس سلسلے میں بعض احادیث میں جو ظاہری تعارض نظر آتا ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ علاماتِ قیامت کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور کتنی علامتیں اب تک سامنے آچکی ہیں؟ یہ پوری بحث نہایت دلچسپ، ایمان افروز، محققانہ اور معلومات آفریں ہے۔ آخر میں اُن تمام مستند علاماتِ قیامت کو تاریخی ترتیب سے بیان کیا گیا ہے جو "التصریح" کی احادیث میں منتشر طور پر بیان ہوئی ہیں، ساتھ ہی ہر علامت کے سامنے ان کتب کا حوالہ دے دیا گیا ہے جس میں وہ مذکور ہے، اس طرح مستند علاماتِ قیامت کی ایسی جامع فہرست تیار ہوگئی ہے جو اس انداز سے کسی اور کتاب میں راقم کی نگاہ سے نہیں گزری۔

بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب نہ صرف رَدِّ قادیانیت بلکہ علاماتِ قیامت کے بارے میں بھی مستند معلومات کا بیش بہا ذخیرہ ہے جو اہلِ علم اور عوام دونوں کے لئے یکساں طور سے مفید اور دِلچسپ ہے۔ (رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ)

علم الصیغہ (اُردو)

مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحبؒ۔ مترجم: حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی، اُستاذ دارالعلوم کراچی۔ ناشر: کلام کمپنی تیرتھ داس روڈ کراچی۔

"علم الصیغہ" عربی زبان کے علم صرف پر معروف، مقبولِ عام اور مفید ترین درسی کتاب ہے، جس میں اختصار اور جامعیت کے ساتھ صرف کے ضروری مسائل یکجا کردیئے گئے ہیں، اگر عربی زبان کا طالب علم اس کتاب پر عبور حاصل کرلے تو عربی کے علم صرف میں وہ اپنی تمام ضرورتیں پوری کرسکتا ہے۔

اصل کتاب فارسی میں تھی، اور اسے پڑھنے کے لئے طالبِ علم کا فارسی زبان سے واقف ہونا ضروری تھا، فارسی زبان کی ذاتی ضرورت مسلّم ہے لیکن عربی پڑھنے کے لئے اس کو موقوف علیہ بنادینا بہت سی پیچیدگیاں پیدا کرتا ہے، اس

ضرورت کے پیشِ نظر برادرِ محترم جناب مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب نے اس کتاب کا اُردو ترجمہ کیا ہے، اور اس پر نہایت مفید، ضروری اور عالمانہ حواشی کا اضافہ فرمایا ہے۔ ترجمے کی خوبی یہ ہے کہ وہ نہ اتنا لفظی ہے کہ سمجھنے میں دُشواری ہو، اور نہ اتنا آزاد ہے کہ اصل کتاب میں کمی بیشی کی وجہ سے اس کے اعتماد پر حرف آئے۔ علمی و درسی کتب کے ترجمے میں اس راہِ اعتدال کو اختیار کرنا جتنا ضروری ہے اتنا ہی مشکل بھی ہے، مگر فاضل مترجم نے اس پر بڑی خوبی کے ساتھ قابو پایا ہے۔ مولانا موصوف طلباء کی نفسیات سے خوب واقف ہیں، اس لئے انہوں نے حواشی میں ان مقامات کو کھولنے کا خاص لحاظ رکھا ہے جن میں عموماً طلباء کا ذہن اُلجھتا ہے۔ شروع میں مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی نے علمِ اشتقاق اور علمِ صرف کے مبادی، ان کی تدوین اور مصنف کے حالاتِ زندگی پر نہایت دِلچسپ، مفید اور محققانہ مقدمہ بھی تحریر کیا ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے پیشِ لفظ اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب نے تقریظ تحریر فرمائی ہے۔

اب یہ ترجمہ اس لائق ہے کہ اسے عربی مدارس میں فارسی عالم الصیغہ کی جگہ داخلِ نصاب کیا جائے۔ (جمادی الثانیہ ۱۳۸۹ھ)

علوم القرآن

مصنفہ: ڈاکٹر صبحی صالح۔ مترجم: غلام احمد حریری، ایم اے۔ ناشرین: ملک برادر کارخانہ بازار، لائل پور، پاکستان۔ متوسط سائز کے ۴۸۸ صفحات، آفسٹ کی عمدہ کتابت وطباعت، قیمت (سفید کاغذ): ۱۵ روپے، نیوز پرنٹ: ۱۰ روپے

''علوم القرآن'' ان مباحث کے مجموعے کو کہا جاتا ہے جو قرآنِ کریم کی تفسیر سمجھنے کے لئے مقدمہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اس موضوع پر عربی میں تو بہت سی کتابیں ہیں، اور اب اُردو میں بھی اس موضوع کا خاصا ذخیرہ آگیا ہے، زیرِ نظر کتاب بھی اسی

سلسلے کی ایک کڑی ہے، یہ ڈاکٹر صبحی صالح کے ان لیکچروں کے ایک مجموعہ کا ترجمہ ہے جسے انہوں نے نظرِ ثانی اور ترمیم و اضافہ کے بعد شائع کرایا تھا، اس مجموعے میں ''علوم القرآن'' کے ضروری اور اہم مباحث کو اختصار کے ساتھ سمودیا گیا ہے، مصنف کا مزاج معتدل اور اکثر مقامات پر جمہور اُمت کے مذہب کے مطابق ہے، نسخ کے مسئلہ کو خاص طور پر انہوں نے بڑی عمدگی سے بیان کیا ہے، اور اس میں وہی راہ اختیار کی ہے جو محققین کے نزدیک اعتدال کی راہ ہے۔

البتہ ایک نقص کم و بیش پوری کتاب میں محسوس ہوتا ہے وہ یہ کہ اس کے مباحث میں پورا ربط و انضباط نہیں ہے، اس لئے قاری کو نتیجہ نکالنے میں کچھ دُشواری پیش آتی ہے، بعض مقامات پر مصنف نے متقدمین پر بڑے زور وشور سے اعتراضات کئے ہیں، لیکن آخر میں جاکر پتہ چلتا ہے کہ سارا نزاع لفظی تھا۔

بہرکیف! بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس کی تفسیر سمجھنے کا ذوق پیدا کرنے میں ابتدائی طور پر ایک معاون ثابت ہوسکتی ہے، مگر اپنے موضوع پر کوئی محققانہ کاوش نہیں ہے، ترجمہ خاصا رواں ہے اور اس کے ذریعے بات سمجھنے میں اُلجھن نہیں ہوتی۔ (رجب المرجب ۱۳۸۹ھ)

علوم القرآن

از حضرت علامہ شمس الحق صاحب افغانی مدظلہم۔ ناشر: سیّد عبدالرشید صاحب، مہتمم مدرسہ فاروقیہ، ماڈل ٹاؤن بہاولپور۔ $\frac{20 \times 26}{8}$ کے ۲۸۸ صفحات، کتابت عمدہ، طباعت متوسط، کاغذ سفید، قیمت مجلد: ۷ روپے

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی اس وقت علمی اعتبار سے ملک کی گنی چنی ہستیوں میں سے ہیں، انہوں نے عمر کا ایک بڑا حصہ قرآنی علوم و معارف کے مطالعہ میں صرف فرمایا ہے، موصوف نے اپنے اس مطالعہ کا حاصل مسلسل تفسیر میں

پیش کرنے کے بجائے یہ زیادہ مناسب سمجھا ہے کہ وہ قرآنِ کریم کے مختلف پہلوؤں پر مقالات تحریر فرمائیں، اور بلاشبہ یہ طریقہ عوام و خواص سب کے لئے زیادہ مفید ہوگا، زیرِ تبصرہ کتاب اسی سلسلے کی پہلی کڑی ہے، اس کتاب میں ضرورتِ وحی، صداقت و اعجازِ قرآن، حقیقتِ وحی، جمع و تدوینِ قرآن، وجودِ باری، توحیدِ خداوندی، رسالت، معجزات، ختمِ نبوّت، عقیدۂ آخرت، عقیدۂ حیاتِ مسیحؑ، ذوالقرنین اور کفار کے دائمی عذاب سے متعلق مفصل مقالے ہیں، ہر مقالہ مصنف کی بصیرتِ قرآنی اور علم کی گہرائی و گیرائی کا شاہد ہے۔

فاضل مصنف نے مذکورہ مقالات میں مستشرقین، متجدّدین، منکرینِ ختمِ نبوّت اور عیسائیوں کے اعتراضات اور ان کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا مسکت اور اطمینان بخش جواب بھی دیا ہے، اندازِ بیان عالمانہ مگر دِل نشین ہے، بعض موضوعات پر بالکل اچھوتے انداز سے بحثیں کی گئی ہیں، اور اس طرح یہ کتاب نہ صرف اہلِ علم دین، بلکہ جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لئے بھی ایک گراں قدر تحفہ ہے جس سے علم میں وسعت اور ایمان میں جلا پیدا ہوتی ہے۔

خدا کرے کہ اس سلسلے کے دُوسرے مقالات بھی جلد منظرِ عام پر آئیں، آمین۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۱ھ)

العواصم من القواصم (عربی)

مؤلفہ: قاضی ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: سہیل اکیڈمی، شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۲۹۶ صفحات، عمدہ دبیز کاغذ پر ٹائپ کی نفیس طباعت، ٹائٹل انتہائی دیدہ زیب، قیمت درج نہیں۔

یہ بات انتہائی خوش آئند اور مسرت انگیز ہے کہ عربی زبان کی وہ ٹھوس علمی کتابیں جن کی طباعت و اشاعت عرصۂ دراز سے بلادِ عربیہ کی خصوصیت سمجھ لی گئی تھی،

اب ہمارے ملک میں ان کو شایانِ شان طریقے سے شائع کرنے کا رجحان پیدا ہو رہا ہے، اور اس طرح بہت سی وہ کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں جن کی اشاعت کا پہلے پاکستان میں تصور نہیں تھا، اس سلسلے میں سہیل اکیڈمی نے سب سے زیادہ قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں، اور ان کتابوں کو محض شائع ہی نہیں کیا، بلکہ ان کی طباعت میں ایسا معیار قائم کیا ہے جس پر اہلِ پاکستان علمی دُنیا کے سامنے بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں، زیرِ تبصرہ کتاب سہیل اکیڈمی کے اسی اشاعتی پروگرام کی ایک کڑی ہے۔

علمی حلقوں میں یہ کتاب بھی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، قاضی ابنِ عربیؒ نے اس کتاب میں اُن مطاعن اور اعتراضات کا جواب دیا ہے جو روافض نے صحابہ کرامؓ پر عائد کئے ہیں۔ قاضی ابوبکر ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر، حدیث اور فقہ کے متبحر عالم ہیں، اور تاریخ پر ان کی نظر وسیع بھی ہے، عمیق بھی، اندرونی و بیرونی سازشوں اور ناواقفیت یا غفلت و تساہل کے سبب جو غلط روایات ہماری تاریخ میں رواج پا گئی ہیں، ان کی حقیقت سے وہ پوری طرح باخبر ہیں، چنانچہ ایسی روایات پر انہوں نے نہایت معقول اور جاندار تنقیدیں کی ہیں اور ان کے مقابلے میں قرآنِ کریم، معتبر احادیث اور مضبوط تاریخی روایات کے ذریعہ حقیقتِ حال اس طرح واضح فرمائی ہے کہ ایک حقیقت پسند اور منصف مزاج انسان کے لئے بات سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

یہ کتاب یوں تو شروع ہی سے اہلِ علم میں مقبول رہی ہے، لیکن کچھ عرصہ پہلے مصر کے ایک محقق عالم علامہ محب الدین الخطیب نے اس کو شائع کرتے وقت اس پر اپنے مبسوط حواشی کا اضافہ کیا، یہ حواشی اصل کتاب سے کم و بیش چار گنا زائد ہوں گے، اور ان میں فاضل محشی نے اصل کتاب کی تشریح کے ساتھ بہت سے تحقیقی مباحث کا اضافہ کیا ہے جنہوں نے کتاب کی اہمیت اور افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ انہوں نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے وہ روایات جمع کی ہیں جو متعلقہ واقعات کا صحیح رُوبکار سامنے لانے میں مفید اور معاون ہو سکتی تھیں، اور ان کی مدد سے ان مظلوم

صحابہ کرامؓ کا صحیح موقف واضح کیا ہے جن پر بعض لوگوں نے کذب و افتراء کے طومار باندھے ہیں۔

علامہ محب الدین الخطیب کی تحقیق بیشتر مقامات پر بڑی دِل نشین اور جاندار ہے، البتہ بنواُمیہ کے دفاع کے جوش میں بعض جگہ وہ فریقِ ثانی کے بارے میں غیرمحتاط عبارتیں بھی لکھ گئے ہیں، مثلاً حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:-

كان معاوية أعرف بابن الزبير من ابن الزبير بنفسه، روى البلاذرى فى أنساب الأشراف عن المدائنى عن مسلمة بن علقمة عن خالد عن ابى قلابة أن معاوية قال لابن الزبير: ان الشح والحرص لن يدعاک حتى يدخلاک مدخلا ضيقا .... الخ. (ص:۲۲۲ حاشیہ)

سوال یہ ہے کہ اگر مدائنیؒ کی وہ روایات قابلِ استناد نہیں جن سے حضرت معاویہؓ اور دُوسرے بنواُمیہ پر کوئی عیب لگتا ہے تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جیسے صحابی کے بارے میں ان کی روایات پر اعتماد کرنا کس حد تک دُرست ہوسکتا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ مشاجراتِ صحابہؓ کے اس دریائے خون میں داخل ہونے کے لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے اور صحابہؓ کے ایک فریق کے دفاع میں دُوسرے فریق کو کسی بھی طرح مجروح کرنا وہ طرزِ عمل ہے جو انسان کو اہلِ سنت کے جادۂ اعتدال سے دُور لے جاتا ہے۔ علامہ خطیب نے بیشتر مقامات پر احتیاط ملحوظ رکھی ہے، لیکن کسی کسی جگہ زورِ بیان میں وہ بہک بھی گئے ہیں، ان کی تحقیقات کا مطالعہ یہ بات ذہن نشین کرکے ہی کرنا چاہئے۔

(محرم الحرام ۱۳۹۶ھ)

العواصم من القواصم (اُردو)

تالیف: قاضی ابوبکر بن عربیؒ۔ تعلیق: محبّ الدین خطیب۔ ترجمہ: مولانا محمد سلیمان کیلانی۔ تحشیہ: خالد گھرجاکھی۔ ملنے کا پتہ: مکتبہ سیّد احمد شہیدؒ، ۱/۱۴۱ وحید آباد کراچی نمبر ۱۸۔ $\frac{18 \times 22}{8}$ سائز کے ۴۰۰ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، قیمت مجلد: ساڑھے تیرہ روپے

قاضی ابوبکر بن عربی مالکیؒ (متوفی ۵۴۴ھ) اُن علمائے اُمت میں سے ہیں جنہوں نے مختلف دینی علوم پر اپنی تصانیف کا بیش بہا ذخیرہ چھوڑا ہے اور ان میں سے بعض کتابیں اپنے موضوع پر ہر بعد کے مصنف کا مأخذ بن گئی ہیں۔ ''العواصم من القواصم'' بھی موصوف کی ایک ایسی ہی کتاب ہے، اس کا موضوع صحابہ کرامؓ کی سیرت سے اُن اعتراضات کا دفعیہ ہے جو عموماً شیعہ، خوارج اور بعض دُوسرے فرقوں کی طرف سے کئے جاتے ہیں، اس سلسلے میں خلفائے راشدینؓ کی خلافت، ان کے اہم اقدامات، مشاجراتِ صحابہ اور حضرت معاویہؓ کی خلافت کے اہم واقعات زیرِ بحث آئے ہیں۔ کتاب انتہائی نازک موضوعات پر مشتمل ہے جن میں ذرا سی افراط و تفریط انسان کو گمراہی کی طرف لے جاسکتی ہے۔ قاضی ابوبکر بن عربیؒ چونکہ اہلِ سنت کے ایک نمایاں عالم، حدیث وتفسیر کے امام اور فقہ وعقائد کے ماہر ہیں، اور تاریخی روایات کی جانچ پرکھ جانتے ہیں، اس لئے ان مُوضوعات پر ان کا تبصرہ نہایت وقعت و اہمیت کا حامل ہے، چنانچہ انہوں نے اہلِ سنت ہی کے مسلک کی ترجمانی کرتے ہوئے تمام شبہات واعتراضات کا تشفی بخش جواب دیا ہے اور عموماً اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

یہ کتاب مصر میں اُستاذ محب الدین الخطیبؔ نے اپنے حواشی کے ساتھ چھپوائی تھی، یہ حواشی بھی نہایت مفید تاریخی معلومات پر مشتمل ہیں، اور اُستاذ خطیب

کے وسیع مطالعے کے آئینہ دار لیکن ان میں جذباتیت بھی پائی جاتی ہے، اور بعض مقامات پر بنواُمیہ کی مدافعت کے جوش میں کچھ دُوسرے صحابہؓ کے لئے غیر محتاط اُسلوبِ بیان استعمال ہوگیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب قاضی ابوبکرؒ کی اصل کتاب اور اُستاذ خطیب کے حواشی دونوں کا عام فہم اور خاصا رواں ترجمہ ہے۔

شروع میں جناب خالد گھرجاکھی نے ایک مقدمہ تحریر کیا ہے، جس میں علمِ تاریخ سے متعلق کچھ اُصولی مباحث، خلافت کا مفہوم اور صحابہؓ کے باہمی درجاتِ فضیلت پر بحث کی گئی ہے، یہ بحث اگرچہ خاصی معلومات آفریں ہے، لیکن اس میں اعتدال و توازن کی کمی اور اُسلوبِ بیان کی بے احتیاطی متعدد مقامات پر کھٹکتی ہے، خاص طور سے انہوں نے خلافت، ملوکیت اور خلافتِ راشدہ کی جس طرح تشریح کی ہے، وہ اہلِ سنت کے نقطۂ نظر سے قابلِ اعتراض ہے، خالد گھرجاکھی صاحب نے اصل کتاب پر کچھ حواشی کا اضافہ بھی فرمایا ہے۔ (محرم الحرام ۱۳۹۶ھ)

عیسائیت اور اسلام

تالیف: جناب محمد حفیظ اللہ لاری، ایم اے علیگ۔ ناشر: انجمن تحفظِ اسلام، نیم کی چاڑی سکھر۔ چھوٹے سائز پر ۱۴۴ صفحات، کتابت و طباعت متوسط۔ قیمت سفید کاغذ: ۹۵ پیسے، نیوز پرنٹ: ۷۵ پیسے

جناب محمد حفیظ اللہ لاری صاحب کو عیسائیت کے موضوع سے خاص دلچسپی ہے، اس سلسلے میں ان کے کئی رسائل شائع ہوکر مقبول ہوچکے ہیں، یہ کتاب انہی رسائل کا مجموعہ ہے، اس طرح یہ کتاب چھ مضامین پر مشتمل ہے، شروع کے ایک مضمون میں مؤلف نے قارئین کو پاکستان میں عیسائیت کی ترقی پر متوجہ کیا ہے، اس کے بعد کے مضامین میں عقیدۂ توحید و تثلیث، بائبل کی حقیقت، حضرت مسیح علیہ السلام

کے مقام اور کتبِ مقدسہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں پر مختصر مگر جامع اور مدلل بحثیں کی ہیں، یہ کتابچہ اس لائق ہے کہ زیادہ سے زیادہ پڑھا جائے، اور موجودہ حالات میں ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ اس قسم کے لٹریچر کو عوام میں پہنچانے اور پھیلانے کی کوشش کرے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی اور حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہم العالی نے ان رسائل کے بارے میں تعریفی کلمات تحریر فرمائے ہیں۔ (ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ)

غلامی، اس کے نفسیاتی پہلو اور اسلام کا ردِّ عمل

تالیف: جناب ابومسلم صحافی۔ ناشر: مکتبہ راوی، ۹-بہادر شاہ ظفر مارکیٹ، بندر روڈ کراچی۔ متوسط سائز کے ۲۷ صفحات، کتابت معمولی، طباعت عمدہ آفسٹ کی گردپوش دیدہ زیب، قیمت: ۴/۲۵

اس کتابچے میں جناب ابومسلم صحافی نے غلامی کے مسئلہ کا ایک نئے انداز سے جائزہ لیا ہے، غلامی کی حقیقت کیا ہے؟ انسانیت کی ابتداء سے انیسویں صدی تک اس رسم کا رواج کیوں جاری رہا؟ اسلام نے غلامی کے تصور میں کیا اصلاحات کیں؟ موجودہ دور میں غلامی کن کن صورتوں کے ساتھ پائی جاتی ہے؟ ان موضوعات پر اس کتابچے میں مختصر مگر فکرانگیز اور معلومات افزا مضامین موجود ہیں اور مسئلہ کا تجزیہ جذباتیت کے بجائے علمی متانت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ (رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ)

غُنیة المتملّی (عربی)

تالیف: شیخ ابراہیم الحلبیؒ (متوفی ۹۵۶ھ)۔ ناشر: سہیل اکیڈمی، چوک اُردو بازار لاہور۔ $\frac{20 \times 30}{8}$ سائز کے ۶۲۲ صفحات، دبیز سفید کاغذ پر ٹائپ (آفسٹ) کی دیدہ زیب طباعت، ریگزین کی خوشنما جلد۔

مُنیة المُصلّی فقہِ حنفی کی مشہور و معروف کتاب ہے، جس میں طہارت و

نماز کے اَحکام جمع کیے گئے ہیں، یہ کتاب داخلِ درس بھی رہی ہے، اور اس کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں، لیکن ان شروح میں علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح "غـنـيـة الـمتملّی" یا "غنية المستملي" کو (جو کہ "کبیری شرح منیہ" کے نام سے موسوم ہے) جو مقام حاصل ہوا وہ کسی اور شرح کو حاصل نہیں ہوسکا۔ یہ کتاب صرف "مـنـيـة الـمصلي" کی شرح ہی کی حیثیت میں نہیں، بلکہ طہارت کے نماز کے موضوع پر فقہ کی ایک مستقل اور جامع کتاب کی حیثیت میں اہلِ علم کے درمیان بے حد مقبول ہوئی، اور بعد کی تمام کتبِ فقہ کے لئے ایک مُستند مأخذ کی حیثیت اختیار کرگئی۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت تو یہ ہے کہ وہ اپنے موضوع سے متعلق حنفی فقہ کے مسائل و اَحکام کا جامع ترین ذخیرہ ہے، اور اس میں بہت سے وہ جزئیات ملتے ہیں جو دُوسری کتابوں میں دستیاب نہیں ہوتے، اور دُوسری اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ علامہ حلبیؒ جلیل القدر فقیہ ہونے کے ساتھ اُونچے درجے کے محدث بھی ہیں، اس لئے انہوں نے اپنی شرح میں صرف فقہی مسائل ہی سے بحث نہیں کی، بلکہ قرآن و حدیث سے ان مسائل کے دلائل پر مبسوط کلام کیا ہے اور ان کی کتاب اعلیٰ درجے کی محدثانہ بحثوں سے مالامال ہے، اس کے علاوہ حسنِ ترتیب اور حسنِ بیان کے اعتبار سے بھی یہ کتاب نہایت معیاری سمجھی گئی ہے۔

انہی خصوصیات کی بناء پر متأخرین اہلِ علم نے اس کتاب کو ہمیشہ حرزِ جان بناکر رکھا ہے، لیکن یہ کتاب عرصے سے نایاب تھی، اب سہیل اکیڈمی نے اسے اپنے اعلیٰ معیار کے مطابق نہایت دِلکش انداز میں شائع کیا ہے، اور بلاشبہ صوری و معنوی خوبیوں کا یہ مجموعہ پوری علمی دُنیا کے سامنے پیش کرنے پر وہ تحسین و تبریک کی مستحق ہے۔

(ربیع الاوّل ۱۴۰۰ھ)

فاران سے کربلا تک

مؤلفہ: جناب بلال زبیری۔ ناشر: جھنگ ادبی اکاڈمی جھنگ۔ متوسط سائز کے ۲۷۶ صفحات، کاغذ رَف، کتابت وطباعت معمولی، قیمت: ۶ روپے

اس کتاب میں مؤلف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے لے کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تک کے اہم تاریخی واقعات کو جمع کیا ہے، یہ کتاب اسلام کی ابتدائی تاریخ سے واقفیت کے لئے بہت مفید ہے، اندازِ بیان مختصر مگر جامع اور دِل نشین ہے، آخر میں فاضل مؤلف نے مشاجراتِ صحابہؓ اور خلافتِ یزید جیسے مسائل پر تبصرہ کیا ہے، کتاب کو باستیعاب پڑھنے کا موقع تو نہیں مل سکا، البتہ جستہ جستہ مقامات سے دیکھنے پر محسوس ہوا کہ تاریخِ اسلام کے مبتدیوں کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔ اندازِ فکر معتدل ہے، مگر اس میں تحقیق کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ قیمت معیارِ طباعت کے لحاظ سے کہیں زائد ہے۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ)

فتاویٰ حقانیہ (۶ جلد)

افادات: حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ۔ نگرانی و اہتمام: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ قیمت: ۲۲۰۰ روپے۔ ناشر: جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ، پاکستان۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہٗ (بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) ہمارے عہد کی ان شخصیات میں سے تھے جن پر پوری ملت جتنا فخر کرے کم ہے، اللہ تعالیٰ نے اس دور میں انہیں سلف صالحین کا نمونہ بنایا تھا، اکوڑہ خٹک میں ان کے قائم کردہ دارالعلوم حقانیہ نے ہزارہا علماء پیدا کئے اور علومِ اسلامیہ کی ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں۔ انہی خدماتِ جلیلہ کا ایک شعبہ یہ تھا کہ وہاں کا دارالافتاء سالہا سال سے اطرافِ عالم کے دینی سوالات کا جواب دے رہا ہے اور ضرورت اس

بات کی تھی کہ انہیں مدوّن کر کے افادۂ عام کے لئے شائع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قدس سرہٗ کے فاضل صاحبزادے برادرِ گرامی قدر جناب مولانا سمیع الحق صاحب (مہتمم دارالعلوم حقانیہ) کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنے مدرسے کی ایک ٹیم کے ذریعے بڑی عرق ریزی کے بعد فتاویٰ کو اَبواب پر مرتب کر کے چھ جلدوں میں شائع کیا ہے۔ یہ فتاویٰ دارالعلوم حقانیہ کے مختلف مفتی حضرات کے لکھے ہوئے ہیں، لیکن چونکہ یہ تمام فتاویٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہٗ کی نگرانی میں لکھے گئے ہیں، اس لئے اُن کو انہی کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اور مجموعے کا نام ''فتاویٰ حقانیہ'' رکھا گیا ہے۔ فتویٰ نویسی میں ہر مفتی کا انداز و اسلوب جدا ہوتا ہے، اور بعض جگہ مسائل میں بھی اہلِ علم و افتاء کے لئے اختلاف کی گنجائش باقی رہتی ہے، لیکن جہاں تک ان فتاویٰ کے مستند ہونے کا تعلق ہے اس کے لئے اتنی بات کہنی ہی کافی ہے کہ یہ دارالعلوم حقانیہ جیسے مستند ادارے سے جاری ہوئے ہیں اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہٗ جیسے جبلِ علم کی نگرانی میں جاری ہوئے ہیں۔ بلاشبہ یہ علم و فقہ کے ذخیرے میں ایک عظیم اضافہ ہے اور انشاء اللہ عوام اور اہلِ علم دونوں کی رہنمائی کرے گا، دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اس علمی خزانے کو منظرِ عام پر لانے کے لئے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

(جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (جلد اوّل)

مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی۔ $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز کے آٹھ سو صفحات، عمدہ سفید کاغذ پر ستھری کتابت و طباعت۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی خدمات میں ممتاز ترین خدمت ہے، آپ نے دارالعلوم دیوبند میں فتویٰ کی خدمت کے دوران یہ مجموعۂ فتاویٰ کاوش سے مرتب فرمایا تھا جو پہلے آٹھ جلدوں میں شائع ہوا، پھر دو جلدوں میں، ان میں سے ایک جلد ''عزیز الفتاویٰ'' کے نام سے حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر مفتی دارالعلوم دیوبند کے فتاویٰ پر مشتمل تھی اور دُوسری جلد امداد المفتین کے نام سے خود حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ پر۔

اب یہ اس گراں قدر کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہے جس میں حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے اور ایماء پر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی (مہتمم دارالعلوم کراچی) اور حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب (اُستاذِ حدیث دارالعلوم کراچی) نے اس کو ازسرِنو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ مسئلہ نکالنے میں نہایت سہولت ہوگئی ہے، ترتیبِ جدید کی بعض خصوصیات یہ ہیں:-

۱:- پہلی تبویب میں ابواب اور فصول قائم کرنے کا اہتمام نہیں تھا، اس ایڈیشن میں ابواب وفصول قائم کر کے متعلقہ مسائل کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

۲:- پہلے ایڈیشنوں میں ایک ہی مسئلے سے متعلق فتاویٰ متفرق مقامات پر تھے، نئی تبویب میں ایک مسئلے سے متعلق تمام فتاویٰ یکجا کر دیئے گئے ہیں۔

۳:- پہلے ایک باب کے مسائل میں باہمی ترتیب کا لحاظ نہ تھا، اب مسائل کی باہمی ترتیب بھی ملحوظ رکھی گئی ہے، نیز بہت سے مسائل کو سابق مقام سے ہٹا کر مناسب تر اَبواب کے تحت درج کر دیا گیا ہے۔

۴:- بعض اہم فتاویٰ پہلے ایڈیشنوں میں غلطی سے رہ گئے تھے، اس ایڈیشن میں ان کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

۵:- حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے جو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند سے علیحدگی کے بعد ۱۳۷۱ھ تک جاری کئے گئے، ان میں سے

سینکڑوں اہم فتاویٰ کا انتخاب بھی امداد المفتین میں شامل کر دیا گیا ہے۔

اس طرح یہ ایڈیشن پچھلے تمام ایڈیشنوں سے زیادہ جامع، مکمل، مفید اور خوش ترتیب ایڈیشن ہے، اس کتاب کے مضامین کے بارے میں کچھ کہنا اس لئے غیر ضروری ہے کہ آج برِ صغیر کا کوئی دارالافتاء اس کتاب کی احتیاج سے خالی نہیں، ابھی نئے ایڈیشن کی صرف جلدِ اوّل شائع ہوئی ہے، جو عزیز الفتاویٰ پر مشتمل ہے، دارالاشاعت نے یہ کتاب شائع کر کے بڑی خدمت انجام دی ہے، خدا کرے کہ جلدِ دوم جلد از جلد منظرِ عام پر آجائے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ)

فتاویٰ عالمگیریہ (عربی، اُردو) (قسط:۲)

ترجمہ و ترتیب: مولانا ابوالسعید محمد صادق بن حافظ قادریؒ۔ ناشر: مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ، سہگل آباد ضلع جہلم پنجاب۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ کے ۷۲ صفحات، کاغذ، کتابت، طباعت عمدہ عکسی، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

فتاویٰ عالمگیریہ کو فقہِ حنفی میں جو مقام حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں، مجلسِ منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ نے اس عظیم الشان علمی ذخیرہ کو عربی اور اُردو زبانوں میں جدید ترتیب و تزئین کے ساتھ شائع کرنے کا منصوبہ شروع کیا ہے، جس کی دُوسری قسط اس وقت زیرِ تبصرہ ہے، اس قسط میں کتاب الطہارۃ کے دُوسرے اور تیسرے باب مکمل ہوگئے ہیں، دُوسرے باب میں اَحکامِ غسل کا بیان ہے اور تیسرے میں پانی کی مختلف قسموں کا۔

فتاویٰ عالمگیریہ کی اشاعت کا یہ سلسلہ ہر لحاظ سے قابلِ قدر اور لائقِ تحسین و آفرین ہے، اس کی سب سے پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ اس کے ایک صفحہ پر عربی متن ہے اور دُوسرے پر اُردو ترجمہ، ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ قابلِ اعتماد اور مفید شکل کوئی اور نہیں ہوسکتی۔ دُوسری خصوصیت یہ ہے کہ فتاویٰ کے تمام مسائل کو دفعات اور شقوں

میں تقسیم کرکے ہر مسئلہ پر الگ نمبر ڈال دیئے گئے ہیں، اور ایک سطر میں ایک ہی مسئلہ لکھا گیا ہے، اس طرح کتاب سے استفادہ بھی بہت آسان ہوگیا ہے اور حوالہ دینے میں بھی سہولت پیدا ہوگئی ہے۔ تیسرے کتابت، طباعت اور کاغذ کا معیار بلاشبہ کتاب کے شایانِ شان ہے، ترجمہ جہاں تک تبصرہ نگار دیکھ سکا، صحیح، عام فہم اور رواں ہے، مرتبین کے پیشِ نظر یہ بھی ہے کہ جن مسائل میں ضرورت ہوگی، وہاں حاشیہ پر تشریحی نوٹ دیں گے، یہ کام ضروری بھی ہے اور نازک بھی، لہٰذا ہماری تجویز ہے کہ اس کے لئے ایسے ماہر مفتی حضرات کی خدمات حاصل کی جائیں جنہیں منصبِ افتاء کی ذمہ داری اُٹھانے کا طویل تجربہ ہو۔

ہم اس مبارک اور مفید سلسلے کا خیر مقدم کرتے ہیں اور علم دوست مسلمانوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس کی خاطر خواہ قدر کریں گے، اللہ تعالیٰ اخلاصِ عمل کے ساتھ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (محرم الحرام ۱۳۹۱ھ)

فرحت الناظرین

فارسی تصنیف: محمد اسلم بن محمد حفیظ انصاری پسروری۔ ترجمہ و ترتیب: جناب محمد ایوب قادری صاحب ایم اے۔ ناشر: اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی۔ چھوٹے سائز کے ۲۷۲ صفحات، قیمت: ۸ روپے

جناب محمد ایوب قادری ہمارے ملک کے معروف اہلِ قلم ہیں، برصغیر کی شخصیات کے بارے میں ان کی معلومات قابلِ رشک ہیں، اور انہیں اس موضوع کے پوشیدہ ذخیروں کی کھوج لگانے کا خاص ذوق ہے، اسی ذوقِ تحقیق کا ثمرہ یہ کتاب ہے جو بارہویں صدی کے ایک مؤرّخ محمد اسلم پسروری کی تصنیف ہے، اور اس میں انہوں نے شاہجہاں اور عالمگیر کے عہد کے مشائخ، علماء اور شعراء کا تذکرہ کیا ہے، جناب ایوب قادری صاحب نے نادر کتاب کے اُردو ترجمہ کے علاوہ اس پر مفید حواشی کا

اضافہ بھی کیا ہے اور ہر شخصیت کے تذکرے کے خاتمہ پر ان کتابوں کے حوالے بھی دے دیئے ہیں جن میں ان کے مزید حالات مل سکتے ہیں۔ اُمید ہے کہ علمی حلقوں میں اس ٹھوس خدمت کی قدر کی جائے گی۔ (جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ)

الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان (عربی)

مؤلفہ: شیخ الاسلام علامہ ابنِ تیمیہؒ۔ ناشر: المکتبۃ السّلفیہ، شیش محل روڈ لاہور نمبر۲۔ ۲۰×۲۶ سائز کے ۱۸۹ صفحات، عمدہ سفید کاغذ پر عربی ٹائپ کی خوشنما طباعت، خوبصورت ٹائٹل، قیمت: ۱۵ روپے

علامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، اور اس کا موضوع خدا کے دوستوں (اولیاء الرحمٰن) اور شیطان کے دوستوں (اولیاء الشیطان) کی صفات و خصوصیات کا بیان ہے، گویا اس کتاب میں علامہ ابنِ تیمیہؒ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ کون سی صفات اختیار کر کے انسان اولیاء الرحمٰن میں شامل ہوتا ہے اور کس قسم کے افعال اسے اولیاء الشیطان کی صف میں شامل کر دیتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ابنِ تیمیہؒ نے اس کتاب میں دونوں قسم کی صفات کو آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویہ (علیٰ صاحبہا السلام) کے حوالے سے بالتفصیل بیان فرمایا ہے اور دونوں قسم کے عقائد و اعمال پر بحث کی ہے، خاص طور سے شرک و بدعات اور باطل عقائد پر اس میں بڑی مدلل بحثیں بھی آ گئی ہیں۔

البتہ علامہ ابنِ تیمیہؒ نے جہاں شرک و بدعات کی تردید میں انتہائی قابلِ قدر کارنامے انجام دیئے ہیں، وہاں ان کے قلم نے بعض مقامات پر قدرے غلو کا مظاہرہ بھی کیا ہے، چنانچہ بعض ایسی ہستیاں بھی اس غلو کی لپیٹ میں آ گئی ہیں جن کا عقیدۂ توحید ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے، چنانچہ اس کتاب میں بھی انہوں نے شیخ محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ کو جس طرح بے دھڑک ملحدین میں شمار کیا ہے اور ان کی

جس تشدّد کے ساتھ تردید کی ہے، وہ درحقیقت ان کی صحیح مراد نہ سمجھنے پر مبنی ہے۔

بہرکیف! بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب اہلِ علم کے لئے نہایت مفید ہے، المکتبۃ السّلفیہ نے اسے فوٹو آفسٹ پر بڑے سلیقے اور حسن کے ساتھ شائع کیا ہے۔

(ربیع الاول ۱۳۹۷ھ)

فضائلِ اِستغفار وتوبہ

مؤلفہ: مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ۔ ناشر: مکتبہ اصلاح وتبلیغ، ہیرآباد، جامع مسجد روڈ، حیدرآباد سندھ۔ چھوٹے سائز کے ۶۴ صفحات، کتابت و طباعت روشن، قیمت: ایک روپیہ

اس کتابچے میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم کی کتاب ''معارف الحدیث'' جو شائع ہوکر مقبولِ عام ہوچکی ہے، اسی کی جلدِ پنجم کا ایک باب الگ شائع کردیا گیا ہے جو توبہ و اِستغفار سے متعلق احادیث اور ان کی تشریح پر مشتمل ہے، ہمارے زمانے کی موجودہ فضاء میں اس رسالہ کا مطالعہ انشاء اللہ بے حد مفید ہوگا، ہماری رائے میں یہ رسالہ ہر مسلمان گھرانے میں پہنچنا چاہئے۔ (ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ)

فضائلِ مدینہ

مرتبہ: مولوی عابدالرحمٰن صاحب۔ ناشر: مکتبہ اصلاح وتبلیغ، ہیرآباد، جامع مسجد روڈ، حیدرآباد (پاک)۔ کتابت و طباعت متوسط، سائز: $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$، صفحات: ۱۹۲، قیمت: دوروپے پچاس پیسے

یہ کتاب مولانا مفتی اشفاق الرحمٰن صاحب کاندھلویؒ کے صاحبزادۂ گرامی نے مرتب کی ہے، اور اس میں مدینہ طیبہ کے وہ فضائل اور خواص روایاتِ حدیث سے جمع کردیئے ہیں جن سے اس ''مرکزِ ایمان'' کی محبت دِل میں پیدا ہوتی ہے، ساری کتاب روایاتِ حدیث سے بھری ہوئی ہے، جو غالباً علامہ سمہودیؒ کی وفاء الوفاء سے

ماخوذ ہیں، فاضل مؤلف اگر روایات کے حوالے بھی دے دیتے تو کتاب کی افادیت بڑھ جاتی۔

بہرکیف! مجموعی طور پر کتاب مفید اور لائقِ مطالعہ ہے، اور اس کی اگلی اشاعت میں مدینہ طیبہ کے خاص خاص تاریخی مقامات کا تعارف بھی وفاء الوفاء کی روشنی میں مرتب کردیا جائے تو بڑا اچھا ہو۔ (محرم الحرام ۱۳۸۸ھ)

الفقه الأكبر (عربی متن و اُردو ترجمہ)

عربی تالیف: امامِ اعظم ابوحنیفہؒ۔ اُردو ترجمہ: مولانا عبدالحمید سواتی۔ ناشر: ادارہ نشر و اشاعت نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔ چھوٹے سائز کے ۴۸ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت: ۷۵ پیسے

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ علم العقائد و کلام کی اُمہات میں سے شمار کیا جاتا ہے اور اس میں حضرت امام صاحبؒ نے اہلِ سنت کے عقائد اختصار کے ساتھ جمع فرمادیئے ہیں، اور متقدمین کے اسلوب کے مطابق زیادہ تفصیل اور دلائل سے تعرض نہیں کیا۔ اس رسالہ کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں، جن میں امام ابومنصور ماتریدیؒ اور مُلّا علی قاریؒ کی شرحیں متداول ہیں۔ مولانا عبدالحمید سواتی صاحب نے یہ رسالہ اُردو ترجمہ کے ساتھ شائع کرکے ایک مقدس دستاویز کو ہر شخص کے لئے سہل الحصول بنادیا ہے۔ شروع میں مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز صاحب صفدر مدظلہم کا ایک مقدمہ ہے جو امام صاحبؒ سے متعلق معلومات سے پُر ہے اور اس میں مولانا شبلی نعمانی مرحوم کے اس نظریہ پر مدلل اور عالمانہ تنقید کی گئی ہے کہ "الفقه الأكبر" امام ابوحنیفہؒ کی تصنیف نہیں ہے۔ (رجب المرجب ۱۳۹۲ھ)

فقہائے ہند (جلدِ اوّل)

مؤلفہ: محمد اسحاق بھٹی صاحب۔ ناشر: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ

لاہور۔ ۲۳×۳۶/۱۶ سائز کے ۳۲۲ صفحات، کتابت و طباعت گوارا، قیمت: ۱۲/۷۵

یہ ایک عظیم الشان تحقیقی اور تصنیفی کام کی پہلی قسط ہے جو فاضل مؤلف نے ہندوستان کے علماء و فقہاء پر شروع کیا ہے، زیرِ تالیف کتاب میں فاضل مؤلف اُن فقہاء کا تذکرہ لکھ رہے ہیں جو ہندوستان میں پیدا یا معروف ہوئے، یہ موضوع دِلچسپ بھی ہے، مفصل بھی اور تحقیق طلب بھی۔ زیرِ تبصرہ جلد اس کتاب کی پہلی جلد ہے اور اس میں پہلی صدی ہجری سے لے کر آٹھویں صدی ہجری تک کے فقہاء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ فاضل مؤلف نے جس محنت اور عرق ریزی سے اُن حضرات کے حالات جمع کئے ہیں اور دُور دراز کے مآخذ میں بکھرے ہوئے مواد کو جس خوبی سے سمیٹا ہے اُس پر وہ قابلِ صد مبارک باد ہیں۔

کتاب کے شروع میں ایک مفصل ابتدائیہ ہے جسے ہندوستان میں اسلام کے داخلے اور یہاں کے مسلم فرماں رواؤں کی ایک اجمالی مگر دلچسپ اور مفید تاریخ کہنا چاہئے۔ اس کے بعد اُنہوں نے پہلی صدی کے فقہائے ہند کا تذکرہ شروع کیا ہے، اور اس میں اُن چھتیس تابعین کے مختصر حالات بیان کئے ہیں جن کا ہندوستان سے کچھ تعلق رہا ہے، اُن میں سے بیشتر وہ ہیں جو ہندوستان کے کسی علاقے پر جہاد کے دوران یہاں تشریف لائے تھے، ان میں سے ایک (مولائے اسلام دیبل) نومسلم تھے جو محمد بن قاسم کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور انہی سے اسلامی علوم حاصل کئے (صفحہ: ۶۳ تا ۶۵)۔ پھر دُوسری صدی کے حالات میں سترہ تبع تابعین کا تذکرہ ہے جن میں سے بعض سندھی نومسلموں کے خاندان میں سے ہیں اور بعض اُن عرب حضرات میں سے ہیں جو ہندوستان میں آباد ہوگئے، اس کے بعد ہر صدی کے فقہائے ہند کا تذکرہ حروفِ تہجی کی ترتیب سے کیا گیا ہے۔

مجموعی حیثیت سے یہ کتاب نہایت دِلچسپ اور معلومات آفریں ہے، فاضل مؤلف نے اس کی ترتیب و تالیف میں بڑی محنت اُٹھائی ہے اور ایک مستحسن علمی

کارنامہ انجام دیا ہے، خدا کرے کہ اس کی باقی ماندہ جلدیں بھی جلد منظرِ عام پر آئیں، البتہ کتاب کا معیارِ طباعت کتاب کے شایانِ شان نہیں ہے۔ "ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ" نے اپنی بہت سی مطبوعات کے ذریعہ تجدّد اور مغرب زدگی کو تقویت پہنچائی ہے اور یہ کتاب اس کی طویل فہرستِ مطبوعات میں اُن گنی چنی کتابوں میں سے ہے جن پر وہ بجا طور پر فخر کرسکتا ہے، لہٰذا اس کتاب کو شائع کرنے میں ادارے کو زیادہ فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ (جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ)

فلسفۂ ختمِ نبوّت

مؤلفہ: حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: مسلم اکادمی وزیر پورہ، سیالکوٹ۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۴۰ صفحات، معیاری کاغذ پر آفسٹ کی نہایت خوشنما طباعت، قیمت: تین روپے

حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، یہ کتابچہ دراصل اُن کا وہ مقالہ ہے جو فلسفۂ ختمِ نبوّت کے موضوع پر اُنھوں نے قصص القرآن جلدِ چہارم کے دُوسرے ایڈیشن میں شامل کیا تھا، اس مقالے میں فاضل مصنفؒ نے ختمِ نبوّت کے مسئلہ اور اس کے اسرار و حِکَم کو عقل و نقل کی روشنی میں بڑے دِل نشین انداز میں سمجھایا ہے، یہ مقالہ واقعۃً مستقل شائع ہونے کے لائق تھا، اُمید ہے کہ اس کی اچھی پذیرائی ہوگی۔ (جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ)

فلسفۂ دُعا

از جناب: پروفیسر فضل احمد عارف، ایم اے۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، غلہ منڈی ساہیوال (سابق منٹگمری)۔ صفحات: ۱۸۴، کتابت و طباعت متوسط، قیمت مجلد مع گرد پوش: ۴ روپے

اس کتاب میں دُعا کے فلسفے پر مختلف گوشوں سے مفصل بحث کی گئی ہے،

پہلے باب میں بہت سے مسلم وغیر مسلم فلاسفہ کے اقوال درج ہیں۔ دُوسرے باب میں دُعا کے بارے میں اسلام کی ہدایات جمع کی گئی ہیں، قبولیتِ دُعا کے کیا شرائط ہیں؟ اس سوال کا مفصل جواب تیسرے باب میں دیا گیا ہے، اس ضمن میں بتایا گیا ہے کہ گناہگار کو بھی مایوس ہونے کے بجائے اللہ سے دُعا مانگنی چاہئے، اور لوگوں کو بھی چاہئے کہ اسے رحمتِ خداوندی سے مایوس کرنے کے بجائے اللہ کی طرف رُجوع کرنے پر آمادہ کریں، یہاں تک تو بات بالکل صحیح ہے، مگر یہ جملہ کہ:-

خدا کو گنہگار بہت عزیز ہیں۔ (ص:۶)

ایک ایسا شاعرانہ تخیل ہے جس کی تبلیغ خطرناک ہے، لہٰذا اس جملے کو حذف کر دیا جائے تو بہتر ہے، اس سے پہلے اور بعد کے جملے مفہوم ادا کرنے کے لئے کافی ہیں۔

چوتھے باب میں قرآنی دُعاؤں کی خصوصیات پر جامع گفتگو کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ دُعا کے کیا مقاصد ہونے چاہئیں۔ پانچویں باب میں انبیاء علیہم السلام کی دُعائیں قرآنِ کریم سے جمع کر دی گئی ہیں، ساتھ ہی ان دُعاؤں کا پسِ منظر اور ان کے مقاصد کو بڑی دِلکش ترتیب سے بیان کیا گیا ہے، بحیثیتِ مجموعی یہ ایک دِلچسپ، مفید اور قابلِ مطالعہ کتاب ہے، اور فاضل مصنف اس عرق ریزی پر مبارک باد کے مستحق ہیں، اگر آئندہ طباعت کے وقت پہلے باب میں دُعا سے متعلق وہ پوری بحث بھی شامل کر دی جائے جو امام رازیؒ نے تفسیرِ کبیر میں "وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ" کے تحت لکھی ہے، تو کتاب کی افادیت میں بڑا اضافہ ہوجائے گا۔

(ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ)

فلسفۂ نماز

مصنفہ: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم۔ ناشر: ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰-انارکلی لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۱۶۰ صفحات، کتابت و طباعت اور

ٹائٹل دیدہ زیب، قیمت: سوا چار روپے

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہم کو اللہ تعالیٰ نے حکمتِ دین کی تشریح و توضیح میں اپنے جدِامجد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی میراث عطا فرمائی ہے، وہ اسلامی تعلیمات کے اسرار و حِکَم ایسے دِل نشین طریقے سے بیان فرماتے ہیں کہ اسلام کا دینِ فطرت ہونا دِل میں اُترتا چلا جاتا ہے، اس کتاب میں انہوں نے نماز کے اسرار و حِکَم اپنے مخصوص انداز میں بیان فرمائے ہیں اور بتایا ہے کہ انسان کو کیا کیا انفرادی اور اجتماعی فوائد حاصل ہوتے ہیں، اور انسان کو اللہ کا سچا بندہ بنانے میں اس عبادت کو کتنا مؤثر دخل ہے۔

حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہم کی تصانیف میں اس کتاب کو بطورِ خاص بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ہے، لیکن یہ صرف ایک بار طبع ہوکر نایاب ہوچکی تھی، ادارۂ اسلامیات نے اسے پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ خوبصورتی کے ساتھ شائع کیا ہے، آخر میں امام غزالیؒ کی ''تبلیغِ دین'' سے آدابِ نماز کا حصہ بھی شامل ہے۔

(صفر المظفر ۱۳۹۶ھ)

الفہرست لابن الندیم

تالیف: محمد بن اسحاق بن ندیم ورّاق۔ اُردو ترجمہ: مولانا محمد اسحاق بھٹی۔

ناشر: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ لاہور پاکستان۔ $\frac{۲۲\times۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۹۱۴ صفحات، کتابت عمدہ، کاغذ اور طباعت درمیانے درجے کی، قیمت مجلد: ۲۷ روپے

''فہرست ابنِ ندیم'' وہ شہرۂ آفاق کتاب ہے جو علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، یہ وہ دریا بکوزہ کتاب ہے جس میں دُنیا کے علوم و فنون، ان کی اہم کتابوں اور ان کے مصنّفین کا تعارف کرایا گیا ہے، چنانچہ شاید دُنیا کا کوئی علم و فن ایسا نہیں ہے جس کی علمی اور تاریخی بحثوں میں فہرست ابنِ ندیم کے حوالے نہ آتے ہوں،

چند عنوانات سے کتاب کی اہمیت اور جامعیت کا اندازہ ہوگا:۔

اقوامِ عرب و عجم کی زبانیں، ان کا اسلوبِ تحریر اور رسم الخط، کتبِ سماویہ، فضائلِ قرآن، اس کی جمع و تدوین اور قراءت، تفسیر اور متعلقہ علوم، اختلافِ مصاحف، اہلِ نحو اور اہلِ لغت کی سرگزشت اور ان کی کتابوں کے نام، کوفہ اور بصرہ کے نحوی اور لغوی، فصحائے عرب اور ان کی کتابیں، نحویوں اور لغویوں کے حالات، نحو و لغت کی اہم تصانیف، علمِ تاریخ و اَنساب، مؤرخین کے حالات اور ان کی تصانیف، ندماء اور تفریح شعاروں کے حالات۔، شطرنج کے فن پر کتابیں، شعر اور شعراء کی تاریخ، علمِ کلام، متکلمین اور ان کی تصانیف، تصوف اور اس کے مصنفین، علمِ فقہ اور اس کے مختلف مکاتیبِ فکر کے علماء اور تصانیف، علمِ فلسفہ اور اس کے سربرآوردہ علماء اور تصانیف، ماہرینِ ہندسہ و ریاضی، اَربابِ موسیقی و حساب، نجوم، سازندگان، اَصحابِ حیل و حرکت، اقلیدس اور جیومیٹری کے ماہرین اور ان کی تصانیف، علمِ طب کی تاریخ اور اطباء اور ان کی تصانیف، قصہ گو لوگوں کے حالات، جھاڑ پھونک، شعبدہ بازی، جادو اور ماہرینِ طلسمات کے حالات اور اس موضوع کی تصانیف، احدیوں، ہونقوں کے بارے میں ایران، ہند، رُوم اور عرب کی تصانیف، فنونِ جنگ کی تصانیف، بیطاری، فراست، شکار، عطریات اور سمیات سے متعلق کتابیں، مذاہب و اعتقادات کی جامع کتابیں، کیمیا گروں کے حالات۔

یہ اس کتاب کے مشمولات کی انتہائی مختصر فہرست ہے، اور اگر صرف انہی موضوعات کو ذہن میں رکھا جائے تب بھی ذہن یہ بات مشکل ہی سے تسلیم کرتا ہے کہ یہ سارے موضوعات صرف ایک جلد میں جمع ہوں گے، لیکن فہرست ابنِ ندیم ان تمام موضوعات سے تعرض کرنے کے باوجود صرف ایک ہی جلد میں ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مؤلف نے عبارت آرائی کرنے کے بجائے ضروری معلومات مختصر ترین الفاظ میں جمع کردی ہیں۔

کتاب کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتابوں اور علوم وفنون سے متعلق اس کے مصنف کی معلومات کس قدر وسیع ہیں؟ دراصل ابن ندیم ''ورّاق'' تھے، یعنی کتابوں کی تصحیح اور نقل وفروخت ان کا پیشہ تھا، اس لئے ان کا واسطہ شب و روز کتابوں ہی سے رہتا تھا، اور یہ اُن کی علم دوستی کی بات ہے کہ انہوں نے کتابوں کے بارے میں اپنی بے پناہ معلومات کو اپنی حد تک محدود رکھنے کے بجائے پوری انسانیت کے لئے عام کردیا۔ ابنِ ندیم (متوفی ۳۸۵ھ) مذہباً شیعی معتزلی تھے، لیکن اس کتاب میں چند مقامات کے علاوہ بحیثیتِ مجموعی انہوں نے مذہبی تعصب کو معلومات فراہم کرنے میں حائل ہونے نہیں دیا، اسی لئے ان کی کتاب ہر مسلک ومشرب کے اہلِ علم میں یکساں طور سے مقبول ومعروف ہوئی۔

اصل کتاب عربی زبان میں ہے اور اس کے متعدّد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے اس کتاب کا اُردو ترجمہ کر کے اُردو زبان و ادب کے ذخیرے میں ایک بیش بہا کتاب کا اضافہ کیا ہے، ترجمہ واضح اور سلیس ہے اور اس کے ساتھ ہر فن کے آخر میں مختصر اور مفید حواشی بھی موجود ہیں، آخر میں مفصل اِشاریہ بھی شامل ہے جس نے کتاب سے استفادہ کو بہت آسان کردیا ہے۔

اس بلند پایہ کتاب کی اشاعت پر ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ قابلِ مبارک باد ہے، خدا کرے کہ یہ ادارہ آئندہ بھی تجدّد پرستی کی تبلیغ کے بجائے اس قسم کی علمی خدمات انجام دیتا رہے، کتاب کی ضخامت کے لحاظ سے اس کی قیمت اس دور میں بڑی غنیمت ہے۔

(رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ)

فیضِ سبحانی

شائع کردہ: انجمن فلاح المسلمین، کاغذی بازار کراچی نمبر۲۔ صفحات: ۶۲، مفت تقسیم کے لئے۔

اس رسالہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے کچھ مواعظ جمع کئے گئے ہیں، لیکن یہ کہیں نہیں لکھا کہ ان کا ماخذ کیا ہے؟ اور مرتب کون ہے؟ بہرکیف! مفید رسالہ ہے، مذکورہ بالا پتے پر ایک کارڈ لکھ کر مفت طلب کیا جاسکتا ہے۔ (شوال المکرم ۱۳۸۷ھ)

فیوضاتِ حسینی

تالیف: مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ و مقدمہ از: مولانا عبدالحمید صاحب سواتی۔ ناشر: ادارۂ نشر و اشاعت، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان۔

حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ ماضی قریب کے معروف علماء میں سے ہیں، حدیث میں حضرت مولانا گنگوہیؒ، تفسیر میں حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ اور معقولات میں حضرت مولانا احمد حسن صاحب کے شاگرد ہیں، پنجاب کے علاقے میں آپ نے توحیدِ خالص کو پھیلانے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ موصوفؒ کے درسِ تفسیر میں اگرچہ بعض باتیں جمہور کے مسلک کے خلاف بھی تھیں، لیکن مجموعی حیثیت سے وہ بہت مقبول ہوا، نظمِ قرآن کا بیان اس کی امتیازی خصوصیت تھی۔ زیرِ تبصرہ کتاب موصوفؒ کے ایک فارسی رسالے "تحفۂ ابراہیمیہ" کا اُردو ترجمہ ہے، اس رسالہ کا متن بھی شائع کیا گیا ہے، رسالے کا موضوع تصوف کے بعض مسائل ہیں، اس میں ذکر و دُعا کے فضائل اور اس کے مختلف طریقے بیان کئے گئے ہیں، ضمناً بعض علمی مسائل مثلاً توسل، وحدت الوجود اور تصورِ شیخ وغیرہ پر بھی کلام کیا گیا ہے۔ ترجمہ سادہ اور خاصا رواں ہے، کتاب کے شروع میں مولانا عبدالحمید صاحب سواتی نے ایک سو سے زائد صفحات میں مولانا حسین علی صاحبؒ کی سوانح بڑی محنت سے لکھی ہے، اور ان کا مسلک بیان کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے، حدودِ ادب کی رعایت کے ساتھ موصوف کے تفردات اور شاذ اقوال پر فاضلانہ تنقید بھی کی ہے جو ان کی سلامتِ فکر پر دلالت کرتی ہے، اس کے علاوہ مسئلۂ توسل، وحدت الوجود اور تصورِ شیخ

پر بھی مفصل بحث کی ہے، مجموعی حیثیت سے یہ کتاب اہلِ علم کے لئے بہت مفید ہے۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ سائز پر ۲۰۴ صفحات اور سفید کاغذ پر عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ پانچ روپے قیمت رکھی گئی ہے۔ (ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ)

القادیانیة (عربی)

مؤلف: اُستاذ احسان الٰہی ظہیر۔ ناشر: ادارہ ترجمان السنۃ، ۷-ایبک روڈ لاہور، پاکستان۔ ۲۶×۲۰ سائز کے ۳۲۰ صفحات، کاغذ متوسط، عربی ٹائپ کی جلی طباعت، قیمت: ایک پونڈ

قادیانیت کے بارے میں اُردو زبان میں اتنا کافی وشافی لٹریچر آچکا ہے کہ اس کا کوئی گوشہ بے نقاب ہوئے بغیر نہیں رہ سکا، علمائے اسلام نے اس سامراجی فتنے کی تردید میں جو محنتیں اُٹھائیں اللہ تعالیٰ نے ان کی بدولت یہ حقیقت دُنیا بھر پر واضح کردی ہے کہ یہ ایک مستقل مذہب ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

چونکہ قادیانی فتنہ برِصغیر سے گزر کر اب عرب ممالک میں پَر پُرزے نکال رہا ہے، اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ عربی زبان میں اس مذہب کا ٹھیک ٹھیک تعارف کرایا جائے تاکہ عرب مسلمان کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوسکیں، چنانچہ علماء کی طرف سے عربی میں بھی اس موضوع پر متعدّد کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں اور زیرِ تبصرہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب ہمارے محترم دوست مولانا احسان الٰہی ظہیر صاحب مدیر "ترجمان الحدیث" لاہور کے ان متفرق مقالات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے دمشق کے مجلّہ "حضارۃ الاسلام" میں قادیانیت کے تعارف کے لئے تحریر فرمائے تھے۔

پہلے دو مقالوں میں خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کی عبارتوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ قادیانیت ہمیشہ عالمِ اسلام کے مفاد کے خلاف سامراجی

طاقتوں کی حمایت میں مصروف رہی ہے۔ تیسرے اور چوتھے مقالے میں مرزا قادیانی کی ان خرافات کو جمع کیا گیا ہے جن میں اس نے انبیاء کرامؑ، صحابہؓ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اہانت آمیز گستاخیوں کا ارتکاب کیا ہے۔ پانچویں مقالے میں قادیانی مذہب کے خاص خاص عقائد کا تعارف خود قادیانیوں کی عبارتوں کی مدد سے کرایا گیا ہے، جس سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ یہ اُمتِ مسلمہ سے جدا ایک مستقل اُمت ہے۔ چھٹا مقالہ مرزا غلام احمد قادیانی کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے، جنہیں دیکھ کر کوئی صحیح العقل انسان یہ باور نہیں کرسکتا کہ ایسا شخص نبی تو کجا ایک شریف انسان بھی ہوسکتا ہے۔ ساتویں مقالے میں مرزا غلام احمد کی وہ جھوٹی پیش گوئیاں مذکور ہیں جن کو خود اس نے اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا، اور پھر ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اُسے ذلیل و رُسوا کیا۔ آٹھویں مقالے کا عنوان ہے ''قادیانیت اور مسیحِ موعود'' اور اس میں احادیثِ نبویہ کی روشنی میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ مسیحِ موعود کی صفات کیا ہوں گی؟ اور مرزا قادیانی کے حالات ان سے کس درجہ متناقض ہیں، اس ضمن میں مرزائیوں کی مضحکہ خیز تأویلات وتحریفات کا ذکر کرکے ان کی رکاکت کو واضح کیا گیا ہے۔ نویں مقالے میں قادیانیت کے بڑے بڑے علمبرداروں اور ان کے مختلف فرقوں کے رُسواکن حالات بیان کئے گئے ہیں۔ دسویں اور آخری مقالے میں عقیدۂ ختمِ نبوت کو قرآن وحدیث کے واضح اور غیر مبہم ارشادات کی روشنی میں ثابت کرکے اس کے بارے میں قادیانی تحریفات کی دندان شکن تردید کی گئی ہے۔

کوئی شک نہیں کہ اپنے موضوع پر عربی زبان میں یہ ایک بھرپور کتاب ہے جسے پڑھنے کے بعد قادیانی مذہب اور اس کے متبعین کی حقیقت پوری طرح آشکارا ہوجاتی ہے۔ فاضل مؤلف نے جس اختصار اور جامعیت کے ساتھ متعلقہ مباحث کو سمیٹا ہے اور جس کاوش سے موضوع کے اہم حوالہ جات کو یکجا کیا ہے اس پر وہ تبریک و

تحسین کے مستحق ہیں۔ اندازِ بیان کافی شگفتہ اور سلیس ہے اور قاری پر کسی بھی مرحلے میں اُکتاہٹ طاری نہیں ہونے دیتا، ضرورت ہے کہ عرب ممالک میں اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ (رجب المرجب ۱۳۹۴ھ)

قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ

مصنفہ: مولانا محمد منظور نعمانی صاحب۔ شائع کردہ: مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ، بھکر ضلع میانوالی۔ ضخامت: ۴۸ صفحات، کتابت و طباعت معیاری عکسی، قیمت: چالیس پیسے

اس مختصر کتابچے میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے قادیانیوں سے اپنی ایک گفتگو کو قلم بند کیا ہے، جو کانپور میں ہوئی تھی، قادیانی صاحبان کا ایک عام طرزِ عمل یہ ہے کہ وہ قادیانیت پر گفتگو کے دوران مسئلہ حیاتِ مسیحؑ اور اجرائے نبوّت کو چھیڑ کر یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے قادیانیوں کا اختلاف ایک علمی اختلاف ہے، ایک فریق کتاب و سنت کی تشریح ایک طرح کرتا ہے اور دُوسرا دُوسری طرح، حالانکہ درحقیقت قادیانیت کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت کا ایک جائزہ بالکل کافی ہے۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے اس کتابچے میں قادیانیت پر اسی پہلو سے نہایت جاندار تبصرہ فرمایا ہے، فاضل مصنف نے مرزا قادیانی سے متعلق چار بنیادی سوال اُٹھائے ہیں، اور ان پر اپنے مخصوص دِل نشین انداز میں کافی شافی گفتگو کی ہے، ضد اور ہٹ دھرمی کا تو کوئی علاج دریافت ہی نہیں ہوا، لیکن اگر تلاشِ حق مقصود ہو تو یہ کتابچہ اپنے اختصار کے باوجود قادیانیت کی اصل حقیقت عیاں کرنے کے لئے بالکل کافی ہے۔

قادیانی صاحبان کے علاوہ یہ رسالہ مسلمانوں کے لئے بھی بہت مفید ہے کہ اس سے ایک نشست میں قادیانیت کے بارے میں بہت سی مفید معلومات

حاصل کی جا سکتی ہیں، مدرسہ عربی دارالہدیٰ بھکر نے اس رسالے کو بڑے سلیقہ سے شائع کیا ہے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۸۳ھ)

قاسم العلوم

افادات: حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ اُردو: پروفیسر انوارالحسن صاحب شیرکوٹی۔ ناشر: ناشرانِ قرآن لمیٹڈ، ۳۸-اُردو بازار لاہور۔ $\frac{۳۰ \times ۲۰}{۸}$ سائز کے ۵۶۰ صفحات، سفید کاغذ، کتابت وطباعت گوارا، قیمت درج نہیں۔

یہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان علمی مکاتیب کا مجموعہ ہے جو حضرتِ موصوفؒ نے مختلف علمی سوالات کے جواب میں تحریر فرمائے اور مطبع مجتبائی دہلی کے پہلے مالک منشی ممتاز علی صاحب نے انہیں مرتب کر کے شائع کیا۔

حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقامِ بلند کسی تعارف کا محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں وہبی علوم سے نوازا تھا، اور یہ کتاب انہی وہبی علوم کی ایک جھلک ہے، ہم اپنے آپ کو اس کتاب پر تبصرہ کرنے کا اہل نہیں سمجھتے، اس لئے تبصرہ کے بجائے کتاب کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے۔

یہ کتاب گیارہ مکاتیب کا مجموعہ ہے، پہلے مکتوب میں باغِ فدک کا مسئلہ زیرِ بحث ہے اور اس بات کی تحقیق کی گئی ہے کہ یہ باغ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی ملکیت میں تھا یا نہیں؟ یہ مکتوب تقریباً ۴۵ صفحات میں ہے۔ دُوسرا مکتوب حدیث "من لم یعرف امام زمانه مات میتة الجاهلیة" کی تشریح وتحقیق پر ہے اور ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ تیسرے مکتوب کا موضوع عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ ہے اور تقریباً ۳۰ صفحات میں ہے، چوتھا مکتوب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی

شہادت اور اس سے پہلے کے مشاجراتِ صحابہؓ میں اہلِ سنت کے موقف کی تحقیق پر مشتمل ہے اور ۳۴ صفحات کو محیط ہے۔ پانچواں مکتوب معصومیتِ امام کے مسئلہ پر ہے اور تقریباً ۴۳ صفحات میں آیا ہے۔ چھٹا مکتوب آیت "مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ" کی تحقیق وتشریح پر ہے اور تقریباً ۷۵ صفحات میں پھیلا ہوا ہے۔ ساتواں مکتوب ہندوستان میں سود اور اَراضئ مرہونہ کی آمدنی کی حرمت پر ہے اور تقریباً ۵۵ صفحات میں آیا ہے۔ آٹھواں مکتوب منکرینِ معجزات کی تردید اور خبرِ متواتر کے قطعی ہونے کے مسئلے پر ہے اور دس صفحات پر مشتمل ہے۔ نواں مکتوب بھی اسی موضوع پر ہے اور ۴۷ صفحات میں آیا ہے۔ دسواں مکتوب حدیث "عماء" کی تحقیق وتشریح پر مشتمل ہے اور ۷۵ صفحات میں پھیلا ہوا ہے۔ گیارھواں اور آخری مکتوب حدیث "المکاتب" کی تشریح میں ہے اور ۴۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

ان تمام مکاتیب میں علوم و معارف اور حقائق و اسرار کا بحرِ ناپیدا کنار موج زن نظر آتا ہے، اصل مکاتیب فارسی میں ہیں، پروفیسر انوارالحسن صاحب نے اُردو میں ان کا ترجمہ کرکے بڑی عظیم خدمت انجام دی ہے، ترجمہ صاف، سلیس اور رواں ہے، مکاتیب کا اصل فارسی متن بھی ساتھ موجود ہے، جس سے اہلِ علم ہر وقت مراجعت کر سکتے ہیں، اُمید ہے کہ علمی حلقے اس کتاب کی کماحقہ پذیرائی کریں گے۔

(ذی القعدہ و ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ)

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مؤلفہ: نورالحق قریشی صاحب۔ ناشر: مکتبہ احسان چہلیک، کچہری روڈ ملتان۔ $\frac{18 \times 22}{8}$ سائز کے ۶۰۰ صفحات، کتابت، طباعت، کاغذ سب عمدہ، قیمت: سولہ روپے

جناب قاضی احسان احمد شجاع آبادی علیہ الرحمۃ ہمارے ملک کے مشہور و

معروف خطیب اور سیاسی و تبلیغی رہنما تھے۔ آتش نوائی اور شعلہ بیانی میں بخاریٔ ثانی، قادیان کی خانہ ساز نبوت کے خلاف شمشیرِ برہنہ اور اکابر علمائے دین کے جاں نثار۔ یہ کتاب ان کی مفصل سوانح ہے جو ان کے فرزندِ نسبتی جناب نورالحق قریشی صاحب نے مرتب کی ہے، اس میں قاضی صاحبؒ کی شخصیت، ان کے طبعی خصائص، ان کے مزاج و مذاق اور ان کی سیاسی و تبلیغی خدمات پر بڑے مبسوط انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے، مؤلف کو چونکہ صاحبِ سوانح سے صرف اعتقاد ہی نہیں، رشتے کی قربت بھی حاصل ہے اس لئے ان کے قلم نے اس کتاب میں کافی جزرسی کا مظاہرہ کیا ہے، جس سے قاضی صاحب کی شخصیت خوب واضح ہوجاتی ہے۔

صاحبِ سوانح کے سیاسی افکار کی تشریح کرتے ہوئے مؤلف نے تحریکِ آزادیٔ ہند کے مختلف پہلوؤں پر بھی مختصر مگر جامع تبصرے کئے ہیں اور کانگریس، مسلم لیگ اور احرار میں سے ہر ایک کے موقف کو توازن کے ساتھ واضح کرنے کی کوشش کی ہے، خاص طور سے احرار کے سیاسی موقف پر انہوں نے تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔

صفحہ: ۴۰۵ سے ۴۸۹ تک مؤلف نے قاضی صاحبؒ کے بعض متعلقین کی نگارشات شامل کی ہیں جو قاضی صاحبؒ کے بارے میں ان کے ذاتی تاثرات پر مبنی ہیں، ان مضامین میں بعض باتیں قابلِ اعتراض بھی ہیں، مثلاً منظور ملک صاحب ایڈیٹر روزنامہ ''کوہستان'' ملتان کے مضمون میں لکھا ہے:-

> افضل حق مرحوم نے احرار کو ابوذر غفاریؓ کی فکری بنیادوں پر استوار کیا، حضرت ابوذر غفاری وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اُمت کو ملوکیت پرستی کے خطرات سے آگاہ کیا تھا، وہ چوتھے مسلمان تھے جنہیں قربِ رسالت مآب نے فقر و غنا کا پیکر بنادیا تھا۔ انہوں نے جب دمشق میں حضرت معاویہؓ کے محل دیکھے تو بے اختیار پکار اُٹھے کہ معاویہ! یہ کوئی نیا اسلام ہے، اسلام ہم

نے رسولِ عربیؐ سے سیکھا ہے، وہ تمیز بندہ و آقا کی نفی کرتا ہے جو لوگ اُمتِ محمدی کی عظیم تحریک کا رُخ ملوکیت پرستی کی طرف پھیر رہے تھے، انہیں حضرت غفاریؓ کے نظریات پسند نہ آئے، بعض نے خلیفہ حضرت عثمانؓ سے شکایات کیں کہ ابوذرؓ طبقاتی نفرت پھیلا رہے ہیں، چنانچہ خلیفۂ ثالثؓ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ایک نخلستان میں قیام پذیر ہو جائیں، حضرت غفاریؓ کے نظریات کو افضل حق مرحوم نے دُوبارہ زندہ کیا۔ (ص:۴۳۵)

اس عبارت میں حضرت ابوذر غفاریؓ اور جمہور صحابہ کرامؓ کے ایک علمی اختلاف کی جس طرح منظرکشی کی گئی ہے وہ حد درجہ قابلِ اعتراض ہے، اور اس سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے سوا دُوسرے تمام صحابہؓ خصوصاً حضرت معاویہؓ اور حضرت عثمانؓ کی جو تصویر سامنے آتی ہے وہ بڑی مغالطہ انگیز ہے، درحقیقت لکھنے والے نے اس عبارت کو لکھتے وقت نہ حضرت ابوذر غفاریؓ کے مسلک کو صحیح سمجھا ہے اور نہ دُوسرے صحابہؓ کے موقف کو سمجھنے کی کوشش کی ہے، فاضل مؤلف کو چاہئے تھا کہ یا تو یہ عبارت قلمزد کردیتے یا اس پر توضیحی نوٹ کا اضافہ کرتے۔

کتاب کے آخر میں قاضی صاحب کے نام بہت سے مشاہیر کے خطوط جمع کردیئے گئے ہیں، بحیثیتِ مجموعی کتاب بڑی دِلچسپ اور معلومات آفریں ہے اور اندازِ بیان سادہ، رواں اور بے تکلف ہے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ)

قاضی صاحب

مرتبہ: سیّد انیس شاہ جیلانی۔ ناشر: حیرت شموی اکاڈمی، محمد آباد، ضلع رحیم یار خان مغربی پاکستان۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۱۰۰ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت گوارا، قیمت مجلد: ۲ روپے

جناب قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی، اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت فرمائے، برِصغیر کے ممتاز خطیب تھے اور اس وصف میں انہیں "بخاریؒ ثانی" کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ کتاب انہی کا تذکرہ ہے، مرتب سوانح کے بجائے اس میں مؤلف نے اپنے تأثرات اور قاضی صاحب مرحوم کے ساتھ گزرے ہوئے واقعات بیان کئے ہیں، اور اس میں ان کی زندگی کے بہت سے گوشوں پر روشنی ڈالی ہے، اندازِ بیان خاصا شگفتہ ہے اور قاری اُکتاہٹ محسوس نہیں کرتا، کتاب کے صفحہ:۲۴ پر فرقۂ قادیان کے بارے میں لکھا ہے:-

احراری اسے خارج از اسلام تصور کرتے ہیں۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کو صرف احراری ہی کافر نہیں کہتے، مسلمہ اسلامی مکاتبِ فکر میں سے کوئی بھی انہیں مسلمان نہیں سمجھتا۔ بحیثیتِ مجموعی کتابچہ دلچسپ اور قابلِ مطالعہ ہے۔ (رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ)

قرآن میں سائنسی رموز

مؤلف و ناشر: ڈاکٹر اسداللہ خاں (ہومیوپیتھ)، اکبر روڈ عقب فریئر مارکیٹ کراچی نمبرا۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ سائز کے ۲۷۲ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت: ۱۵ روپے

فاضل مؤلف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ قرآنِ کریم کو سائنسی تحقیقات پر منطبق کرنے کے بجائے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان سائنس دان قرآنِ کریم کے الفاظ و اشارات کی روشنی میں نئی تحقیق کریں، اس غرض کے لئے اُنہوں نے آیاتِ قرآنی کا یہ اِشاریہ ترتیب دیا ہے جس میں ان آیات کی نشاندہی کی گئی ہے جو اَنفس و آفاق سے متعلق ہیں یا جن سے کسی سائنسی موضوع پر کوئی رہنمائی مل سکتی ہے۔ ایک اِشاریہ کی حیثیت میں بہرحال یہ کتاب مفید ہے، بشرطیکہ آیاتِ قرآنی کو سمجھنے کے لئے

محض اس ترجمے پر اکتفا نہ کیا جائے جو اس کتاب میں درج ہے، بلکہ ضرورت کے وقت تفسیر کی مفصل کتابوں کی طرف رُجوع کیا جائے، خدا کرے کہ یہ کتاب اس لحاظ سے مفید ثابت ہو۔ (شوال المکرّم ۱۳۹۴ھ)

قصائدِ حسانؓ

ترجمہ وتشریح: مولانا قاری محمد عارف صاحب، ایم اے و حافظ قاری فیوض الرحمٰن، ایم اے۔ ناشر: جمعیۃ قوۃ الاسلام الممتاز، کچہری روڈ لاہور۔ $\frac{30 \times 20}{16}$ سائز کے ۱۱۲ صفحات، قیمت: ساڑھے تین روپے

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کچھ قصائد پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے عربی کے نصاب میں داخل ہیں، لیکن ان قصائد کے مطالعے کے لئے طلباء کو پورا دِیوان خریدنا پڑتا تھا، فاضل مؤلفین نے یہ کتاب شائع کر کے طلباء کی یہ مشکل آسان کردی ہے، اس میں حضرت حسانؓ کے داخلِ نصاب پانچ قصائد کو ان کی دِل نشین تشریح کے ساتھ شائع کردیا گیا ہے، ہر شعر کے ساتھ اس کے الفاظ کی لغوی تشریح اور سلیس ومطلب خیز ترجمہ درج ہے، شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں حضرت حسانؓ کے حالاتِ زندگی اور ان کی شاعری پر تبصرہ مذکور ہے، طلباء عربی کے لئے یہ مختصر رسالہ نہایت مفید ہے۔ (رجب المرجب ۱۳۹۴ھ)

قصص الاکابر

افاضات: حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔ ناشر: کتب خانہ جمیلی، ۵ گولڈنگ روڈ لاہور۔ $\frac{26 \times 20}{8}$ سائز کے ۱۳۶ صفحات، کاغذ عمدہ، کتابت وطباعت معیاری، قیمت درج نہیں۔

اس کتاب میں حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات سے ہندوستان کے معروف اولیائے عظام کے سبق آموز

واقعات و حکایات کا انتخاب جمع کردیا گیا ہے۔ مولانا شہاب الدین صاحب اس کے مرتب ہیں، اور حضرت کبیرالاولیاءؒ سے لے کر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ تک مختلف بزرگوں کی حکایات الگ الگ اس میں جمع کردی گئی ہیں، ہر مسلمان کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہے۔ کتب خانہ جمیلی نے یہ کتاب نہایت سلیقے کے ساتھ شائع کی ہے جس پر وہ مبارک باد کا مستحق ہے۔ (جمادی الثانیہ ۱۳۸۸ھ)

قصص القرآن (کامل ۴ جلد)

مؤلفہ: حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی نمبر۱۔ سائز $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$، ضخامت جلد اوّل: ۵۷۲ صفحات، جلد دوم: ۲۸۰ صفحات، سوم: ۴۱۲ صفحات، چہارم: ۲۵۰ صفحات۔ کاغذ سفید، پلاسٹک کور کی خوبصورت جلدیں، قیمت مکمل سیٹ: ۶۴ روپے

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ تبصرہ کتاب اُن شاندار علمی کتابوں میں سے ہے جن پر اُردو زبان فخر کرے تو بجا ہے، اس کتاب کا موضوع اُن واقعات کی تشریح و توضیح ہے جو قرآنِ کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔ مولانا کا طرز یہ ہے کہ پہلے وہ ایک واقعہ سے متعلق قرآنی آیات یکجا جمع کرکے اس کی مختلف تفصیلات قرآنِ کریم کی روشنی میں نہایت دِل نشین اُسلوب کے ساتھ بیان فرماتے ہیں، پھر حدیث اور تاریخ کی مستند روایات کی مدد سے اس کی جو مزید معلومات مہیا ہوسکتی ہیں، انہیں ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد اس واقعہ سے متعلق جو تاریخی، کلامی اور تفسیری مباحث پیدا ہوتے ہیں، انہیں نہایت سلامتِ فکر، علمی وقار اور تحقیقی ذوق کے ساتھ حل فرماتے ہیں، اور یہ اس کتاب کی خاص چیز ہے۔ اور پھر سب سے آخر میں ''نتائج وعبر'' کے عنوان سے واقعہ سے حاصل ہونے والی ان عبرتوں کو بڑے مؤثر پیرائے میں ذکر کرتے ہیں جن کی طرف توجہ دلانا قرآنِ کریم کا اصل مقصد ہے۔

پچھلے انبیاء علیہم السلام اور گزشتہ اُمتوں کے واقعات پر جو دُوسری کتابیں موجود ہیں، وہ یا تو غیر مستند اسرائیلی حکایات پر مشتمل ہیں اور ان میں علمی تحقیق بالکل مفقود ہے یا پھر اہلِ تجدّد "تحقیق" کا نام لے کر بیٹھے ہیں تو انہوں نے قرآن و حدیث کے اجماعی مسلّمات تک کو اس خراد پر گھس دیا ہے، خاص طور سے انکارِ معجزات کے شوق میں انہوں نے سارے قرآن کو شاعرانہ تمثیلات کا مجموعہ قرار دینے سے بھی گریز نہیں کیا۔

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اُس راہِ اعتدال پر قائم رہے ہیں جو اہلِ حق کا طرۂ امتیاز ہے، انہوں نے روایات کی چھان پھٹک میں ایک محقق ناقد کے فرائض پوری طرح انجام دیئے ہیں، لیکن جو بات قرآنِ کریم کی صراحتوں اور صحیح احادیث کے ذریعہ ثابت ہوگئی اُسے کسی ادنیٰ مرعوبیت کے بغیر بے کم و کاست بیان کیا ہے، اور اس پر عصرِ حاضر کے پیدا کردہ اعتراضات و شبہات کو نہایت اطمینان بخش انداز میں دُور فرمایا ہے۔

اس طرح یہ کتاب انتہائی دلچسپ، معلومات آفریں، تاریخی و تحقیقی مواد سے بھرپور اور بلاشبہ فاضل مؤلف کے تدبرِ قرآن کا شاہکار ہے۔ پاکستان میں عرصۂ دراز تک نایاب رہنے کے بعد دارالاشاعت نے اسے یہاں شائع کرکے بڑی خدمت انجام دی ہے، کتابت و طباعت ہر لحاظ سے کتاب کے شایانِ شان ہے اور اُمید ہے کہ علمی و دینی حلقوں میں اس خدمت کی پوری قدردانی کی جائے گی۔

(رجب المرجب ۱۳۹۳ھ)

قصص النبیّین (عربی)

تالیف: مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ غلہ منڈی ساہیوال۔ تین حصوں میں سفید کاغذ پر عربی ٹائپ کی خوشنما طباعت، قیمت حصہ اوّل:

۱۵/۱، دوم: ۱۵/۱، سوم: ۱۵/۲

یہ رسائل حضرت مولانا علی میاں ندوی مدظلہم کی معروف تصانیف میں سے ہیں، اور بچوں کے لئے لکھے گئے ہیں، فاضل مؤلف نے اندازِ تالیف ایسا آسان اور دِلکش رکھا ہے کہ اس سے عربی زبان کی تعلیم میں بہت مدد ملتی ہے۔ متعدّد واقعات ایسے سنے گئے ہیں کہ لوگوں نے انہی رسائل سے عربی سیکھنے کی ابتداء کی اور بالآخر عربی زبان پر اچھی قدرت ہوگئی۔ اگر اُستاذ مشاق اور تجربہ کار ہو تو ان رسائل کے ذریعہ بہت اچھے طرز پر عربی سکھا سکتا ہے، اور یہ فائدہ تو ہے ہی کہ کتے بلی کی کہانیوں کے بجائے انبیاء علیہم السلام کے سبق آموز واقعات نہایت دِلکش اور مؤثر پیرائے میں گوش گزار ہوجاتے ہیں۔ یہ رسائل عربی مدارس کے نصاب میں داخل کرنے کے لائق ہیں مگر پاکستان میں ان کے حصول کی کوئی صورت نہ تھی۔ اب مکتبہ رشیدیہ نے انہیں یہاں طبع کرکے بڑی خدمت انجام دی ہے جو ہر لحاظ سے تحسین اور قدردانی کی مستحق ہے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ)

قصیدۂ نعتیہ جن

از: عمرو الجنی۔ مع شرح عربی و ترجمہ اُردو از: مولانا رحمت علی خاں سامی گجراتی مرحوم۔ ناشر: مکتبہ ظفر ناشر قرآنی قطعات، گجرات، مغربی پاکستان۔ کتابت و طباعت معیاری عکسی، کاغذ عمدہ، صفحات: ۸۰، سائز: $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$، قیمت: ایک روپے پچاس پیسے

عربی زبان کا یہ نعتیہ قصیدہ عمرو نامی ایک جن کی طرف منسوب ہے، جو مولانا رحمت علی خاں سامیؒ کو مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ کے حوالے سے ملا تھا، ان کے پاس یہ قصیدہ کہاں سے آیا؟ اس کا کچھ علم نہیں، تاریخی سند کے لحاظ سے تو وثوق کے ساتھ یہ بات نہیں کہی جاسکتی کہ یہ قصیدہ واقعۃً کسی جن کا ہے یا نہیں، لیکن اس کے مندرجہ

ذیل اشعار سے جنّیت ہی کی بو آتی ہے: ؎

اَوْدَوْا فَسَبُّوْا ذِھْنِیْ فَھُمْ
بِصَنَائِعِھِمْ وَزُرٌّ حُوْبٌ
فُظُظٌ غُلُظٌ نُکُظٌ کُظُظٌ
بُدُدٌ جُدُدٌ خُدُدٌ طُلُبٌ
عُجُقٌ وُجُلٌ مُلُلٌ فُلُلٌ
عُلُلٌ حُلُلٌ نُحُلٌ نُعُبٌ
شُطُطٌ عُطُطٌ حُطُطٌ مُطُطٌ
قُرُطٌ نُحُطٌ قُنُطٌ ھُرُبٌ
فُصُصٌ خُصُصٌ غُصُصٌ نُصُصٌ
لُصُصٌ دُلُصٌ نُکُصٌ قُطُبٌ

پورا قصیدہ اسی انداز کا ہے اور غالبًا شاعر کے پیشِ نظر یہ بات رہی ہے کہ "فُعُلٌ" کے وزن پر آنے والی کوئی جمع اس قصیدہ سے چھوٹنے نہ پائے، یہاں تک کہ اس میں ایک شعر یہ بھی ہے: ؎

بُعُعٌ کُعُعٌ وُعُعٌ صُمُعٌ
قُطُعٌ کُمُعٌ طُمُعٌ اُلُبٌ

(ص:۵۴)

جس کے بارے میں ہمیں توقع نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے حلق کو خراش سے سلامت رکھتے ہوئے اسے پڑھ سکے گا۔ نعت کے اشعار تو آخر میں چند ہی ہیں، باقی پورا قصیدہ اس کی تمہید ہے، بہرحال قصیدہ دلچسپ ہے، اور مولانا رحمت علی خاں صاحب سامیؔ نے اس کی مفصل عربی شرح، لغت کی تحقیق اور اُردو ترجمہ لکھ کر قارئین کے لئے نامانوس اور پُر تعقید الفاظ کو سمجھنا آسان بنادیا ہے۔ (ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ)

قلب

مصنف: ڈاکٹر سیّد اسلم۔ ناشر: منشوراتِ ابجد۔ ڈائجسٹ سائز کے ۲۰۷ صفحات، اُردو ٹائپ کی عمدہ طباعت، کاغذ متوسط درجے کا میکینکل، قیمت درج نہیں۔

اس کتاب کے مؤلف جناب ڈاکٹر سیّد اسلم ملک کے قابلِ قدر ماہرینِ امراضِ قلب میں سے ہیں، جو سالہاسال سے کراچی کے امراضِ قلب کے ہسپتال میں روزانہ بیسیوں افراد کے علاج کے تجربے سے گزرتے ہیں، اور اس کے ساتھ قرطاس وقلم کے مشغلے سے بھی وابستگی رکھتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں انہوں نے ایک عام قاری کے لئے قلب کے امراض سے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائی ہیں جو نہ صرف دِل کے مریضوں اور ان کے تیمارداروں کے لئے بہترین ہدایات کی حیثیت رکھتی ہیں بلکہ ہر صحت مند انسان کے لئے بھی حفظِ ما تقدم کی اُن تدبیروں پر مشتمل ہیں جن کو نظر انداز کر کے ہم بیماریوں کو خود دعوت دیتے ہیں۔

فاضل مصنف نے کتاب کے آغاز میں قلب کی ساخت، اُس کے مختلف وظائف اور اس کے طریقِ کار کو بڑے دِل نشین، سادہ اور عام فہم انداز میں بیان کیا ہے، اور اُن نقائص کی نشاندہی کی ہے جو اس کے عمل میں واقع ہوسکتے ہیں، پھر ان نقائص کی تشخیص اور علاج کے بنیادی اُصول واضح کئے ہیں، اور ان امراض میں مبتلا افراد کو اپنے علاج اور پرہیز وغیرہ سے متعلق ضروری ہدایات دی ہیں۔

دُنیا کی ہر چیز کی طرح امراضِ قلب سے متعلق بھی غلطیوں اور غلط فہمیوں کا بہت بڑا سبب ناواقفیت ہوتی ہے، ڈاکٹر سیّد اسلم صاحب نے اس قابلِ قدر کتاب کے ذریعے اسی عمومی ناواقفیت کو دُور کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

موضوع تو خشک فنی نوعیت کا تھا، لیکن ڈاکٹر صاحب کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اسے سادہ اور عام فہم بنا کر پانی کردیا ہے، طرزِ بیان اتنا دِلکش، شگفتہ اور

ادیبانہ ہے کہ یہ بظاہر فنی کتاب ایک باغ و بہار ادبی تحریر بن گئی ہے جسے ایک مرتبہ شروع کر کے چھوڑنے کو دِل نہیں چاہتا۔

اس کتاب کے مطالعے سے ایک طرف تو ایک عام قاری کو قلب سے متعلق وہ جملہ معلومات یکجا حاصل ہوجاتی ہیں جو ایک عام آدمی کو سائنس کی فنی کتابوں سے حاصل نہیں ہوسکتی تھیں، دُوسرے اِس کتاب کو پڑھ کر دِل کی بیماریوں سے متعلق وہ انجانا خوف ختم ہوجاتا ہے جو سراسر ناواقفیت کی پیداوار ہوتا ہے، تیسرے اس کو پڑھنے سے خودکار طور پر اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کا ایسا گہرا تأثر قائم ہوتا ہے کہ بعض اوقات انسان بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا! کہیں کہیں فاضل مؤلف نے اس طرف لطیف اشارے بھی دیئے ہیں، مثلاً ایک نمونہ ملاحظہ ہو:-

> زمانۂ قدیم سے یہ غلط فہمی عام تھی کہ دماغ چونکہ رأس اور رئیس الاعضاء ہے، اس لئے دُوسرے اعضاء کی طرح دِل بھی دماغ کے پوری طرح تابع ہے، اور دماغ ہی نے دِل کو دھڑکنے کے لئے ابتدائی مہمیز دی اور اسی کے اَحکام پر دِل دھڑکتا ہے، اس غلط فہمی کا ازالہ ھِس نے کیا جو پچھلی صدی کے اَواخر کا مشہور عالم تھا..... ھِس نے یہ حیرت انگیز اور چونکا دینے والا انکشاف کیا کہ ماں کے پیٹ میں بچے کا دِل اُس وقت دھڑکنا شروع کردیتا ہے جبکہ ابھی دماغ کی پوری طرح تشکیل بھی نہیں ہوئی ہوتی۔ اس بات نے دُنیا کے عالموں کو آج سرگرداں کر رکھا ہے کہ وہ کیا قوت ہے جو دِل کو اوّل اوّل دھڑکنا سکھاتی ہے، وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (القرآن: سورۂ ص ۳۸ آیت:۷۲)۔

ہزار جانِ گرامی فدا بہ ایں نسبت
کہ میری ذات سے اپنا پتا دیا تو نے

(ص:۱۰۳)

خلاصہ یہ کہ اس کتاب نے اُردو ادب کے سرمائے میں ایک گراں قدر اضافہ کیا ہے اور یہ ہر پڑھے لکھے آدمی کے لئے بہترین رہنمائے صحت کا کام کرے گی۔

(محرم الحرام ۱۴۰۴ھ)

القول العزیز

مرتبہ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، ایبٹ آباد۔ ناشر: شیخ محمد عالم احمد اصغر، کمیشن ایجنٹ پرانی غلہ منڈی، لائل پور۔ ضخامت: ۱۴۸ صفحات، سائز: ۲۰×۳۰/۸، کتابت وطباعت معیاری عکسی، مجلد مع حسین گرد پوش، قیمت: دو روپے پچاس پیسے

یہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بانئ جامعہ اشرفیہ لاہور کے دوسو چھیالیس ملفوظات اور مکتوبات کا مجموعہ ہے، جسے موصوف کے شاگردِ رشید مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے مرتب کیا ہے، حضرت مفتی صاحبؒ حضرت مولانا تھانوی قدس سرہٗ کے اکابر خلفاء میں سے تھے، آپ کی مجلسِ ارشاد نے سینکڑوں انسانوں کی زندگی میں نہایت خوشگوار دینی انقلاب برپا کیا ہے۔ بنائے پاکستان کے بعد آپ کی ذات لاہور میں دینی سرگرمیوں کا محور تھی، اور آپ کی مجلس میں اللہ تعالیٰ نے ایک حیرت انگیز اثر رکھا تھا، اس کتاب میں انہی مجلسوں کے ملفوظات کو جمع کیا گیا ہے جو دِل میں خوفِ خدا، فکرِ آخرت اور اسلام کی محبت پیدا کرتے ہیں، ان سے دین کی بہت سی باریکیاں سامنے آتی ہیں اور بہت سے شبہات و اعتراضات کا تشفی بخش حل ملتا ہے، چند مختصر جملے جو ہر وقت یاد رکھنے کے قابل ہیں:-

۱:- تریاق اگر ہاتھ آجائے تو سانپ سے چھیڑ کرنا بیوقوفی ہے،

اسی طرح توبہ کے بھروسے پر گناہ کرنا سخت غلطی ہے۔ (ص:۲۵)

۲:- جو شخص خود اپنی اصلاح کا قصد نہ رکھے، پیغمبر بھی اس کی اصلاح نہیں کرسکتا۔ (ص:۴۳)

۳:- تسبیح وغیرہ رکھنے کے سلسلے میں فرمایا کہ: عمل للخلق تو ریا ہے ہی، لوگوں کی وجہ سے عمل کو چھوڑنا بھی ریا ہے۔ (ص:۶۱، ۶۲)

۴:- اس زمانے میں پیدا ہونا بھی بڑی نعمت ہے کہ تھوڑے سے عمل پر بھی بڑا اجر ملتا ہے، کام تھوڑا مزدوری زیادہ۔ (ص:۶۵)

۵:- نرا علم کافی نہیں، مگر نری صحبت کافی ہے۔ (ص:۶۹)

حضرت مفتی صاحبؒ اپنے مرشد حضرت تھانویؒ کے عاشقِ صادق تھے، اور یہ عشق ان ملفوظات کے ہر صفحے سے جھلکتا ہے۔ بزرگوں کے ملفوظات میں جو دِل پر اثرانداز ہونے کی خاصیت ہوتی ہے وہ ان ملفوظات میں بھی پائی جاتی ہے، مگر سچی بات یہ ہے کہ اس کتاب میں ملفوظات کا انتخاب اچھا نہیں ہے، جس کی وجہ سے حضرت مفتی صاحبؒ کی مجلس کا جو خاص رنگ تھا وہ نمایاں نہیں ہو پایا، تاہم خاص طور سے اہلِ علم حضرات کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔

اس کتاب کا نام اگر ''القول العزیز'' کے بجائے خود صاحبِ ملفوظات کے نام پر ''القول الحسن'' یا ''قول الحسن'' ہوتا تو زیادہ مناسب تھا، موجودہ نام میں مفتی صاحب کی طرف کوئی دلالت نہیں ہے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۸۷ھ)

کاروانِ آخرت

رشحاتِ قلم: جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم، مہتمم دارالعلوم حقانیہ و مدیر ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک۔ ناشر: مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور۔ $\frac{18\times23}{16}$ سائز کے ۴۴۶ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، جلد نہایت خوبصورت،

قیمت: ۷۵ روپے

برادرِ محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب کا نام ملک کے ممتاز علماء اور اہلِ قلم میں کسی تعارف کا محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک سیال قلم عطا فرمایا ہے جو ماہنامہ ''الحق'' کے ذریعے سالہا سال سے دین کی نشر و اشاعت اور دفاع کا فریضہ انجام دے رہا ہے، مولانا مدظلہم اپنے ماہنامہ ''الحق'' میں وفات یافتہ مشاہیر کے بارے میں اپنے تعزیتی تأثرات ہمیشہ لکھتے رہے ہیں، یہ کتاب انہی تأثرات کا مجموعہ ہے جسے ان کے شاگردِ رشید مولانا محمد ابراہیم فانی نے ترتیب دیا ہے۔

گزشتہ تقریباً رُبع صدی میں جو علماء، بزرگانِ دین، اہلِ قلم، زعماء اور ادباء وشعراء فوت ہوئے ہیں، ان میں سے مشاہیر کا تذکرہ اس کتاب میں آگیا ہے، ان میں سے بیشتر وہ ہیں جن کے ساتھ مولانا سمیع الحق صاحب کے ذاتی روابط رہے ہیں، لہٰذا انہوں نے بڑے دلچسپ اور مفید انداز میں ان کی شخصیت کے اہم پہلوؤں کو نمایاں فرمایا ہے، بہت سے حضرات کے مختصر حالاتِ زندگی بھی اس میں شامل ہیں اور جہاں اصل مضمون میں یہ حالات شامل نہ تھے، وہاں فاضل مرتب نے حواشی کے ذریعے یہ کمی پوری کردی ہے، اس طرح یہ کتاب تقریباً رُبع صدی کے مشاہیر کا بہت اچھا تذکرہ ہے جس کا مطالعہ مفید بھی ہے، دلچسپ بھی اور سبق آموز بھی، اُمید ہے کہ اہلِ ذوق حضرات اس کتاب کی کما حقہ قدر دانی فرمائیں گے۔ (رجب المرجب ۱۴۰۹ھ)

کتاب الصرفْ

مؤلفہ: مولانا محمد مدنی صاحب۔ ملنے کا پتہ: محلّہ کلاں کوٹ متصل گبول باغ کراچی نمبرا۔ چھوٹے سائز پر ۴۱۵ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، کاغذ رَف، قیمت ساڑھے چار روپے

یہ اُردو زبان میں عربی کے علمِ صرف پر ایک جامع کتاب ہے، جس میں تمام

ضروری گردانوں کے علاوہ تعلیلات کے قواعد، خاصیات، ابواب اور اوزان کے بارے میں وہ تمام باتیں یکجا کردی گئی ہیں جو عربی کے طالب علم کے لئے ضروری ہیں، اُردو میں عربی کے علمِ صرف پر جامعیت کے لحاظ سے اس سے بہتر کتاب احقر کی نگاہ سے نہیں گزری، البتہ اگر اس کے ہر درس کے آخر میں کچھ مشقیں شامل کردی جائیں تو یہ درس و تدریس کے نقطۂ نظر سے زیادہ مفید ہوسکے گی۔ (شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ)

کتاب الرسالۃ

تصنیف: امام محمد بن ادریس شافعیؒ۔ ترجمہ اُردو: مفتی امجد علی صاحب۔ یکے از اشاعتِ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی۔ ناشر: محمد سعید اینڈ سنز، قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبرا۔ $\frac{۲۶ \times ۲۰}{۸}$ کے ۳۵۲ صفحات، کاغذ اور کتابت عمدہ، طباعت متوسط، قیمت مجلد مع گرد پوش: دس روپے پچاس پیسے

یہ امام شافعیؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''الرسالۃ'' کا اُردو ترجمہ ہے، ''الرسالۃ'' ہی وہ کتاب ہے جس کی وجہ سے امام شافعیؒ کو اُصولِ فقہ کا بانی کہا جاتا ہے، اس کتاب میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی بار وہ اُصول و قواعد مدوّن فرمائے ہیں جن کی روشنی میں قرآن و سنت سے اَحکام و عقائد کا استنباط کرنا ضروری ہے، یہ اُصول اگرچہ بنیادی طور پر ہر مجتہد نے پیشِ نظر رکھے ہیں، لیکن انہیں پہلی بار مدون کرنے کا سہرا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سر ہے، اس کتاب میں امام صاحبؒ نے سنت اور اِجماع کی حجیت پر خصوصیت سے بڑی مفصل اور سیر حاصل بحث فرمائی ہے، کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں ٹھوکر لگ جائے تو غیر متناہی گمراہیوں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

یہ کتاب دراصل امام شافعیؒ کا عبدالرحمٰن بن مہدی کے نام ایک خط ہے، (مقدمۃ الرسالۃ ص:۱۱ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۵۸ھ بحوالہ الانتقاء للحافظ ابن عبدالبر ص:۷۲، ۷۳) جو امام شافعیؒ نے تصنیف کے موجودہ طریقہ کے بجائے بطور املاء اپنے

شاگرد حضرت ربیع بن سلیمانؒ کو لکھوایا تھا، اسی لئے اس کا اندازِ بیان اصل عربی میں بھی خاصا مشکل ہے، فاضل مترجم نے اس مشکل پر خوبی کے ساتھ قابو پایا ہے، جن مقامات پر ہم نے ترجمہ کو اصل سے ملا کر دیکھا، ترجمہ صرف اچھا ہی نہیں، بہت اچھا نظر آیا، خوبی کی بات یہ ہے کہ بیشتر مقامات پر مترجم نے الفاظ کی پابندی پر کافی زور دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ جہاں اصل کتاب کی عبارت مجمل و پیچیدہ ہے وہاں ترجمہ بھی ایسا ہی ہے، اور ایسی بنیادی کتابوں میں ترجمہ کی دُرستی کے لئے یہ بات بہت ضروری ہوتی ہے۔

البتہ صفحہ: ۲۲۸ پر تدلیس کے بارے میں لکھا ہے:-

یہ عیب کذب بھی نہیں تصور کیا جا سکتا، تاہم اس کی حدیث کو رَدّ کر دیں۔

اس میں خط کشیدہ جملہ کا ترجمہ صحیح نہیں ہوا، بلکہ اس سے بالکل اُلٹا مفہوم نکل سکتا ہے، صحیح ترجمہ یہ ہونا چاہئے:-

کہ ہم اس کی حدیث کو رَدّ کر دیں۔

اصل میں "فَنَرُدَّ حَدِيْثَهُ" کے الفاظ ہیں۔ (ص:۳۷۹)

کہیں کہیں قوسین میں تشریح کے لئے الفاظ بھی بڑھائے گئے ہیں، لیکن ان اضافہ شدہ الفاظ میں جتنی احتیاط ضروری تھی بعض مقامات پر اتنی احتیاط ملحوظ نہیں رہی، مثلاً صفحہ: ۱۵۱ پر لکھا ہے:-

لہٰذا جس سنت کی شان یہ ہوگی جو میں نے بیان کی (وہاں) جو سنت (جاریہ سامنے ہوگی) اس کو جاری رکھا جائے گا۔

یہاں اصل عربی عبارت یہ ہے:-

و کل ما کان کما وَصَفْتُ أُمْضِيَ عَلٰى مَا سَنَّهُ.

اور دو نسخوں میں "سَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کے الفاظ ہیں (ملاحظہ ہو

الرسالہ ص:۲۱۵، بہ تحقیق احمد محمد شاکر مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۳۵۸ھ مع حاشیہ)۔

لٰہذا سنت کے ساتھ ''جاریہ'' کا جو لفظ مترجم نے قوسین میں بڑھایا ہے وہ نہ صرف غیر ضروری ہے، بلکہ موجودہ دور میں گمراہ کن بھی ہوسکتا ہے، اس لئے کہ اس سے ذہن اس ''سنتِ جاریہ'' کی طرف منتقل ہوجاتا ہے جس کی ''دریافت'' چودھویں صدی میں بعض ''محققین'' کو ہوئی ہے، خاص طور سے یہ احتیاط اس لئے بھی ضروری تھی کہ ''الرسالۃ'' کا یہ ترجمہ انہی ''محققین'' کی سرپرستی میں شائع ہو رہا ہے، جنھوں نے ''سنتِ جاریہ'' کی اصطلاح کے یہ معنی دریافت کیے ہیں۔

بعض لفظی فروگزاشتیں بھی نظر پڑیں، مثلاً صفحہ:۲۵۸ پر جگہ جگہ ''مخابرہ'' کو ''بیع مخابرہ'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، حالانکہ مخابرہ ''بیع'' ہرگز نہیں ہے، اور آج تک شاید کسی نے بھی اس کے لئے ''بیع'' کا لفظ استعمال نہ کیا ہو، خود فاضل مترجم نے حاشیہ پر اس کی جو تشریح کی ہے، وہ بھی ''بیع'' کی تعریف میں نہیں آتی۔

کہیں کہیں فاضل مترجم نے تشریحی حواشی کا مفید اضافہ فرمایا ہے، البتہ صفحہ:۲۸۸ پر ''تدلیس'' کی تعریف کرنے کے بعد اس کی مثال میں ''حدثنی'' اور ''سمعت فلان یقول'' ذکر کیا ہے، یہ مثال دُرست نہیں ہے، مدلس اگر ان الفاظ کے ساتھ روایت کرے تو اس کی روایت باتفاق مقبول ہوتی ہے، کیونکہ راوی کے ثقہ ہونے کی بناء پر ان الفاظ میں تدلیس کا احتمال نہیں ہوتا، تدلیس صرف ''عن'' کے لفظ سے ہی ہوسکتی ہے۔

اس کتاب پر پیشِ لفظ جناب تنزیل الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ نے لکھا ہے جس میں ''الرسالۃ'' کا تعارف کرایا گیا ہے، تعارف کے آخر میں وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

> مدارسِ عربیہ میں صرف حنفی (یا شیعی) فقہ پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے، نتیجہ کے طور پر ہمارے فارغ التحصیل طلبہ (اور مدرّسین) حنفی (یا شیعی) فقہ کے ایک مختصر سے جزو کو پڑھ پڑھا کر خود کو

اسلامی فقہ کا ماہر اور عالم سمجھ بیٹھتے ہیں ..... یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے علماء محض روزمرہ پیش آنے والے مسائل میں سطحی اور غیر تحقیقی مطالعہ کی بنیاد پر سرسری انداز میں حنفی نقطۂ نظر کے سوائے دیگر فقہی مکاتیب کے اُصول و قواعد اور تفصیلات سے یکسر بیگانہ اور ناآشنا ہیں۔ (ص:۸)

واقعات کی اس غیر حقیقت پسندانہ تصویر کشی اور جملوں کے اس تیور پر ہم کسی تبصرہ کی اس لئے ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ برادرِ محترم جناب تنزیل الرحمٰن صاحب فقہ کی وادی میں نووارِد ہیں، لہٰذا یہ جوش و خروش طبعی امر ہے، یوں بھی موجودہ زمانے میں ''تحقیق'' کا ایک لازمی جزو بلکہ اس کی لازمی شرط یہ بھی ہے کہ دینی مدارس کے علماء کو اَز اوّل تا آخر غیر محقق قرار دیا جائے لہٰذا اس فریضہ کی ادائیگی کے بغیر وقت کے تقاضوں کا پورا ہونا مشکل تھا۔

بہرکیف! بحیثیتِ مجموعی اس کتاب نے اُردو زبان کے ذخیرہ میں ایک گراں قدر اضافہ کیا ہے، البتہ اتنی گزارش ضرور ہے کہ جو حضرات براہِ راست عربی کتب اور اسلامی علوم سے استفادہ نہیں کرسکتے وہ صرف اس ترجمہ کو دیکھ کر دینی مسائل میں کوئی رائے قائم نہ فرمائیں، کیونکہ یہ کتاب علمی اندازِ بیان اور علمی اصطلاحات سے بھری ہوئی ہے جو بہت سے مقامات پر عام بادی النظری مفہوم سے مختلف بھی ہوسکتی ہیں۔ (رجب المرجب ۱۳۸۸ھ)

کتاب الصلوٰۃ

مؤلف: امام احمد بن حنبل۔ مترجم: شیخ علی جواد صاحب۔ ناشر: نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب آرام باغ کراچی۔ صفحات: ۵۴، سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت: دو روپے پچیس پیسے

امام احمد بن حنبلؒ کا نام کسی مسلمان کے لئے محتاجِ تعارف نہیں، یہ ان کے ایک مختصر رسالے "کتاب الصلوٰۃ" کا اُردو ترجمہ ہے جس میں انہوں نے نماز کے فضائل اور ضروری مسائل جمع فرمادیئے ہیں، یہ رسالہ نہ صرف حنبلی مسلک کے افراد کے لئے بلکہ دُوسرے مسلمانوں کے لئے بھی مفید ہے، کیونکہ اس کے بیشتر مسائل و اَحکام وہ ہیں جن پر دُوسرے ائمہ کا بھی اتفاق ہے۔ شروع میں فاضل مترجم نے امامِ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں، جو خاص طور سے دعوتِ اسلامی کا کام کرنے والوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ (ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ)

کتاب الفقه علی المذاهب الأربعه (اُردو)

مؤلفہ: علامہ عبدالرحمٰن الجزیری۔ ترجمہ اُردو: منظور احسن عباسی صاحب۔
ناشر: شعبۂ مطبوعات محکمۂ اوقاف پنجاب لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ سائز کے ۱۲۰۹ صفحات، عمدہ سفید کاغذ پر ٹائپ کی نفیس طباعت، قیمت جلد اوّل: پچاس روپے

شیخ عبدالرحمٰن الجزیریؒ جامعہ ازہر کے معروف عالم ہیں اور اُن کی کتاب "الفقه علی المذاهب الأربعه" ان کی سب سے زیادہ مایۂ ناز تصنیف ہے، اس کتاب میں انہوں نے چاروں ائمۂ مجتہدین امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ کے مسلک کے مطابق فقہ کے بنیادی مسائل جمع فرمائے ہیں، اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فقہ کے تمام ضروری مسائل میں چاروں مذاہب بیان کرنے کا پورا التزام کیا گیا ہے۔

دُوسری بہت سی کتابوں میں بھی اگرچہ فقہاء کے اختلافات اور دلائل بیان کئے گئے ہیں مگر اس درجے کا التزام نہیں ہوتا، ائمۂ اربعہ کے مذاہب کے لئے علامہ ابنِ رُشدؒ کی "بدایة المجتهد" عرصے سے معروف و متداول ہے، لیکن اس کتاب میں فقہی مسائل کا دائرہ اس سے زیادہ وسیع ہے، اس میں "بدایة المجتهد" کی

طرح مفصل دلائل بیان کرنے کے بجائے صرف مسائل پر اکتفا کیا گیا ہے، اس میں مسائل زیادہ جمع ہو گئے ہیں، جہاں تک مسائل کے استناد کا تعلق ہے اس کتاب کو وہ مقام تو حاصل نہ ہو سکا جو "بدایة المجتهد" وغیرہ کو حاصل ہے، لیکن اپنی مذکورہ بالا خصوصیات کی بناء پر رفتہ رفتہ اہلِ علم اپنے مضامین اور فتاویٰ میں اس کے حوالے دینے لگے ہیں اور اس کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

مذاہب اربعہ میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی فقہی کتب چونکہ جداگانہ ترتیب رکھتی ہیں اور بسا اوقات ان میں مسائل کی نوعیت بھی بہت مختلف ہوتی ہے، اس لئے مذاہبِ اربعہ کی جزئیات کو یکجا کرنا بڑا محنت طلب کام تھا، فاضل مؤلف نے اس محنت کا حق ادا کیا ہے، اور ان جزئیات کو عمدہ ترتیب اور سلیقے کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

کتاب کا موضوع ائمۂ اربعہ کے فقہ کی تشریح ہے اور یہ موضوع چاروں مذاہب میں متبحرانہ بصیرت کا متقاضی ہے، اور چونکہ عموماً ایک انسان کے لئے بیک وقت چاروں مذاہب کا احاطہ مشکل ہوتا ہے اور فقہ کے معاملات میں نرا مطالعہ بھی کافی نہیں ہوتا، اس لئے اس کتاب میں بعض فاش فقہی غلطیاں بھی ملتی ہیں، مصنف نے دیباچے میں لکھا ہے کہ مجھے بعض لوگوں نے کچھ اغلاط کی نشاندہی کی جنہیں نظرِ ثانی میں دُور کر دیا گیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعض اغلاط اس میں اب بھی رہ گئی ہیں، مثلاً محاذات کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:-

> حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر مشتہاۃ عورت جماعت میں مرد کے برابر آجائے یا اُس کے آگے ہو تو اُس عورت کی نماز باطل ہو جائے گی۔ (ص ۳۰ ۴۷، ۴۷۴)

حالانکہ ایسی صورت میں عورت کی نہیں بلکہ مرد کی نماز فاسد ہوتی ہے، جیسا کہ حنفی کتب میں تصریح موجود ہے، اور یہ غلطی ترجمہ کی نہیں خود اصل کتاب کی ہے، کیونکہ اس کے الفاظ یہ ہیں: "بَطَلَتْ صَلَاتُهَا" (الفقہ علی المذاہب الاربعہ، عربی،

ج:۱ ص:۲۹۶)۔

بیعِ سلم کی تعریف میں بھی فاضل مؤلف نے تسامح سے کام لیا ہے، وہ کہتے ہیں:-

هو أن يعطى ذهبًا أو فضّة في سِلعَةٍ معلومة الٰى أمد معلوم بزيادة في السّعر الموجود عند السّلف.

(عربی نسخہ ج:۲ ص:۳۰۲)

سلم یہ ہے کہ سونا چاندی کسی شخص کو اس معاہدے پر دے دیا جائے کہ وہ کوئی مخصوص سامان معینہ مدت تک موجودہ نرخ سے زیادہ کر کے ادا کرے گا۔

حالانکہ نرخ کی زیادتی سلم کی حقیقت وماہیت سے خارج ہے، اس لئے اُس کو تعریف میں ذکر نہیں کرنا چاہئے تھا۔

یہ دو مثالیں صرف یہ واضح کرنے کے لئے پیش کی گئی ہیں کہ مصنف کی نظرِ ثانی کے باوجود خود اصل کتاب میں کچھ فقہی اغلاط باقی رہ گئی ہیں، جس کی بناء پر اس کتاب کو استناد کے اعتبار سے وہ مقام نہیں مل سکا جو متقدمین کی کتب کو حاصل ہے۔

جہاں تک اُردو ترجمے کا تعلق ہے وہ مجموعی حیثیت سے بہت صاف ستھرا، سادہ اور بے تکلف ہے، فقہی کتابوں کا ترجمہ کرنا خاصا دِقت طلب کام ہے لیکن فاضل مترجم نے اس پر خوبی سے قابو پایا ہے، البتہ ورق گردانی کے دوران ترجمے کی چند خامیاں بھی نظر سے گزریں:-

حنفیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ تیمم اور وضو میں نیت شرط ہے، رُکن نہیں ہے۔ (ص:۲۴۹)

حالانکہ حنفیہ کے نزدیک وضو میں نیت شرط بھی نہیں ہے، اور یہ ترجمے کی غلطی ہے، اصل کتاب میں مسئلہ صحیح لکھا ہے، اصل عبارت یہ ہے:-

الحنفية قالوا ان النية شرط فی التیمم وسنة فی الوضوء کما تقدم ولیست رُکنا، الحنابلة قالوا انّ النیة شرط فی التیمم وفی الوضوء ولیست رُکنا.

یعنی حنفیہ کہتے ہیں کہ نیت تیمّم میں شرط اور وضو میں سنت ہے، جیسا کہ پیچھے گزرا، اور رُکن نہیں ہے، اور حنابلہ کہتے ہیں کہ نیت تیمّم اور وضو دونوں میں شرط ہے، رُکن نہیں۔ (عربی نسخہ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۸ھ ج:۱ ص:۱۵۶)

نیز صفحہ: ۳۲ پر لکھا ہے:-

حنفیہ کہتے ہیں کہ پاک پانی پاک کرنے والا نہیں ہوتا۔

یہ جملہ بہت مجمل اور مشتبہ ہے، اصل عربی عبارت یہ ہے:-

الحنفية قالوا ان الماء الطاهر غیر الطهور. (ج:۱ ص:۲۱)

اس کا ترجمہ یوں ہونا چاہئے تھا کہ:-

حنفیہ کہتے ہیں کہ پاک پانی اور چیز ہے اور پاک کرنے والا اور چیز۔

صفحہ: ۹۰۹ پر لکھا ہے کہ قرض کی تین اقسام ہیں، قوی، متوسط اور ضعیف، اور پھر آگے جگہ جگہ قرضِ قوی، قرضِ متوسط اور قرضِ ضعیف کے الفاظ استعمال کئے ہیں، حالانکہ یہ تین قسمیں قرض کی نہیں، دَین کی ہیں، قرض تو ہمیشہ قوی ہی ہوتا ہے، متوسط اور ضعیف نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ اصل کتاب میں یہاں ''دَین'' ہی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے (عربی نسخہ ج:۱ ص:۶۰۳)، اس لئے یہ اصل کتاب کی نہیں ترجمے کی فروگزاشت ہے۔

پوری کتاب کا بنظرِ غائر مطالعہ تو تبصرہ نگار کے لئے ممکن نہیں تھا، لیکن جستہ جستہ مقامات سے دیکھنے پر یہ چند قابلِ اصلاح اُمور سامنے آئے، یوں مجموعی اعتبار سے یہ ترجمہ قابلِ تعریف وتبریک ہے، محکمۂ اوقاف پنجاب نے اسے شائع کرکے اُردو

زبان کی ایک علمی خدمت انجام دی ہے، البتہ یہاں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہا جاتا کہ آج کل عربی زبان کی کتابوں کو اُردو میں منتقل کرنے کا بڑا اچھا رُجحان فروغ پا رہا ہے، لیکن تراجم کو شائع کرنے سے قبل یہ طے کرنا ضروری ہے کہ کون سی کتاب کا اُردو ترجمہ کرنا زیادہ مفید رہے گا، ظاہر ہے کہ جو لوگ عربی زبان اور اسلامی علوم سے واقف ہیں اُنہیں تو تراجم کی ضرورت نہیں، لہٰذا ترجمے ایسی کتابوں کے ہونے چاہئیں جو غیر عربی داں اور غیر علماء کے لئے مفید ہوں، یہ کتاب ایسی ہے کہ ترجمہ ہوجانے کے باوجود عام اُردو داں مسلمانوں کے لئے اس سے فائدہ اُٹھانا آسان نہیں ہے، بلکہ فقہی اُسلوبِ بیان کی وجہ سے غلط فہمیوں کے بھی خاصے امکانات ہیں، اس لئے عوام کو یہ مشورہ نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اس کتاب میں مسائل دیکھ کر ان پر عمل کرلیا کریں۔

کتاب بڑی خوش ذوقی اور حسنِ اہتمام کے ساتھ شائع کی گئی ہے، اپنی ضخامت اور معیارِ طباعت کے لحاظ سے اس کی قیمت (پچاس روپے) بالکل مناسب ہے، اور اُمید ہے کہ یہ ہر علمی لائبریری کی زینت بنے گی۔ (محرم الحرام ۱۳۹۳ھ)

کشاف اصطلاحات الفنون (عربی)

مؤلفہ: قاضی محمد اعلیٰ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: سہیل اکیڈمی، اُردو بازار لاہور، پاکستان۔ بڑے سائز کی دو جلدوں میں کل ۱۵۶۴ صفحات، کلکتہ کے قدیم ایڈیشن کا صاف اور خوبصورت عکس، کاغذ اور طباعت معیاری، جلدیں نہایت خوشنما، قیمت درج نہیں۔

حضرت علامہ قاضی محمد اعلیٰ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۹۱ھ) علم وفضل کی اُن قدآور شخصیتوں میں سے ہیں جن پر برِصغیر جتنا فخر کرے کم ہے، یوپی کے ایک چھوٹے سے قصبے تھانہ بھون میں رہ کر انہوں نے اپنی تالیفات سے دُنیا بھر کو سیراب کیا، اور اپنے علم وفضل کا لوہا منوایا، علم کی دُنیا سے وابستہ کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو اُن

کی زیرِ نظر تالیف ''کشاف اصطلاحات الفنون'' سے واقف نہ ہو، ہر علم وفن میں اُن کی یہ کتاب ایک مستند مأخذ شمار کی گئی ہے، اور ہر علم وفن کی کتابوں میں اس کے حوالے قدر واحترام کے ساتھ دیئے جاتے ہیں۔

موسوعہ یا انسائیکلوپیڈیا کی تالیف کے لئے آج کے دور میں بڑے بڑے ادارے قائم ہوتے ہیں اور ایک ایک انسائیکلوپیڈیا کی تیاری پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں، لیکن ہمارے ماضی کے بزرگ یہ عظیم کام یکہ وتنہا انجام دیتے رہے ہیں، اور قاضی محمد اعلیٰ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے تمام مروّجہ نقلی اور عقلی علوم کی اصطلاحات کی مستند تشریح فرمائی ہے، اور اس میں تفسیر، حدیث، فقہ، اُصولِ تفسیر، اُصولِ حدیث، اُصولِ فقہ، عقائد وکلام، قراءات وتجوید، رِجال واسناد، صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع، منطق، فلسفہ، ہندسہ، حساب، ریاضی، طبعیات اور طب وحکمت کی مروّجہ اصطلاحات کی مفصل تحقیق فرمائی ہے، اور ''الفن الثانی'' میں عجمی اصطلاحات پر بحث کی گئی ہے، کتاب کے شروع میں مذکورہ تمام علوم کا تعارف، اُن کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور مختصر تاریخ بیان کی گئی ہے۔

غرض یہ علومِ مروّجہ کا ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے جس سے کوئی اہلِ علم، محقق، مصنف اور اسکالر مستغنی نہیں ہوسکتا، سب سے پہلے یہ کتاب ایک مستشرق اسپرنگر کی کوشش سے کلکتہ میں بالاقساط شائع ہونی شروع ہوئی تھی، اور ۱۸۶۱ء میں اس کی طباعت مکمل ہوئی، بعد میں استنبول، تہران اور بیروت سے اسی نسخے کے فوٹو شائع ہوتے رہے، اور افسوس ہے کہ تحقیق وتعلیق کے اس دور میں یہ کتاب عصرِ حاضر کے مذاق کے مطابق جدید انداز میں زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہوسکی، مصر میں اس کی تحقیق وغیرہ کا کام شروع ہوا، لیکن وہ ابھی تک تشنۂ تکمیل ہے۔

کلکتہ والا ایڈیشن بھی نایاب ہوگیا، اور اب اس کتاب کا حصول آسان نہ

رہا، سہیل اکیڈمی قابلِ صد مبارک باد ہے کہ اُس نے علم وفضل کا یہ گراں قدر ذخیرہ ایک مرتبہ پھر شائع کرنے کا بیڑا اُٹھایا، اگرچہ یہ ایڈیشن بھی کلکتے والے نسخے ہی کا عکس ہے، لیکن اس کی طباعت میں سہیل اکیڈمی نے اپنے روایتی معیارِ حسن کو برقرار رکھا ہے اور اس گنجینۂ علم و دانش کو ایسے لباسِ فاخر میں پیش کیا ہے جس کا وہ مستحق تھا۔

کتاب کے ذاتی حسن کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانا ہے، اس کتاب کا نام ہی اُس کے حسن کی ضمانت ہے، اور ہمیں اُمید ہے کہ علمی حلقے اس عظیم پیشکش کی کماحقہ قدردانی کریں گے۔ (شوال المکرم ۱۴۱۳ھ)

کلامِ شاہ اسماعیل شہیدؒ

مرتبہ: محمد خالد سیف۔ ناشر: طارق اکیڈمی، اسٹریٹ نمبر۳ جھنگ بازار، لائل پور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۸۰ صفحات، آرٹ پیپر پر معیاری کتابت و طباعت، قیمت: ۴/۲۵

یہ کتابچہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کے منظوم کلام کا مجموعہ ہے جس میں ان کا اُردو و فارسی دونوں زبانوں کا کلام شامل ہے، شروع میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر مختصر تبصرہ بھی شامل ہے۔ (جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ)

الکلام المفید فی اثبات التقلید

مؤلفہ: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر مدظلہم العالی۔ ناشر: ادارۂ نشر و اشاعت، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔ ۲۳×۳۶ سائز کے ۳۴۱ صفحات، کتابت وطباعت متوسط، قیمت درج نہیں۔

حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر مدظلہم العالی اپنے علم وفضل اور تحقیقی ذوق کے لحاظ سے ہمارے ملک کی قیمتی متاع ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو تادیر بایں فیوض سلامت رکھیں۔ انہوں نے اپنے قلم سے دین کی جو خدمات انجام دی ہیں، اور

مسلکِ حق کے اثبات اور عہدِ حاضر کے مختلف مکاتبِ فکر پر جو عالمانہ تنقیدیں فرمائی ہیں، وہ ہمارے علمی اور دینی لٹریچر کا بہت بڑا سرمایہ ہیں۔

زیرِ نظر کتاب اُن کی تازہ تالیف ہے جس میں انہوں نے تقلید کے مسئلے پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے، جو لوگ تقلید کو کفر و شرک یا غیر شرعی سمجھتے ہیں ان کے دلائل و شبہات پر نہایت تفصیل اور تحقیق و انصاف کے ساتھ گفتگو کر کے مسئلے کو منقح فرمادیا ہے۔ مولانا کا اُسلوب یہ ہے کہ وہ جو بات کہتے ہیں اس کی پشت پر مستند حوالوں کا ایک بڑا ذخیرہ ہوتا ہے، اور ان کی کتاب کا ہر صفحہ ان حوالوں سے سجا ہوا ہوتا ہے، یہی اُسلوب اس کتاب میں بھی پوری قوت کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

حضرت مولانا نے اَوّلاً تقلید کی حقیقت قرآن و حدیث اور صحابہؓ و بزرگانِ دین کے اقوال و تعامل کی روشنی میں واضح فرمائی ہے، اور تقلیدِ صحیح کے اثبات میں مستحکم دلائل پیش کئے ہیں، پھر ان تمام شبہات کا جائزہ لیا ہے جو تقلید کے خلاف بطورِ دلیل پیش کئے جاتے ہیں، نیز خاص طور پر حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی فقہ کو جن اعتراضات کا نشانہ بنایا جاتا ہے، ان کو ایک ایک کر کے ان کی حقیقت اس طرح واضح فرمائی ہے کہ ایک طالبِ حق کے لئے مجالِ انکار باقی نہیں رہتی۔

اُمید ہے کہ مولانا مدظلہم کی اس کتاب کی اہلِ علم کماحقہ پذیرائی فرمائیں گے۔

(ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ)

کلمۃ الحق

از: حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی۔ ناشر: مکتبہ غزالی، متصل فرقانیہ مسجد جیکب لائن کراچی نمبر ۳۔ اشاعت و طباعت معمولی، صفحات: ۶۴، تقطیع: $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$، قیمت: پچاس پیسے

یہ حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی دامت برکاتہم کی ان تقریروں

اور بیانات کا ایک مختصر مجموعہ ہے جو موصوف نے گزشتہ ایک سال میں قید و بند سے رہائی کے بعد جاری فرمائے، ان تقاریر میں تعمیرِ پاکستان کے لئے علمائے دین کی جدوجہد، ان کی بنیادی دعوت اور تجدّد و تحریفِ دین کے فتنوں پر گفتگو کی گئی ہے، شروع میں ناشر نے حضرت مولانا تھانوی کی مختصر سوانحِ حیات بھی لکھی ہے۔

(صفر المظفر ۱۳۸۸ھ)

کلیدِ مثنوی

تالیف: حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔
ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ بیس جلدوں میں مکمل، کاغذ مناسب، قیمت درج نہیں۔

مثنوی مولانا رُومیؒ اُن مقبولِ عالم کتابوں میں سے ہے جو ہر دور میں تازہ اور سدابہار رہتی ہیں، اور کبھی پرانی نہیں ہوتیں، مولانا رُومیؒ کا یہ شاہکار پوری اسلامی دُنیا میں اس قدر مشہور و معروف ہے کہ اس کے تعارف کی حاجت نہیں۔ میں نے بعض عرب علماء کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ صرف مثنوی مولانا رُومیؒ سے استفادے کی غرض سے فارسی پڑھنے کو دِل چاہتا ہے۔ بعض فارسی داں علماء نے اس کا خلاصہ عربی زبان میں شائع بھی کیا، اور اس کی عربی شروح بھی لکھی گئیں، لیکن اصل فارسی کی جو بات ہے وہ ظاہر ہے کہ ترجمے میں پیدا نہیں ہوسکتی۔

مثنوی کی مختصر اور طویل بہت سی شروح لکھی گئی ہیں، لیکن درحقیقت اس کی شرح کا حق وہ شخص ادا نہیں کرسکتا جو محض شاعری اور زباں دانی کی بنیاد پر اُسے سمجھنا چاہتا ہو، اُس کے اشعار میں اسلام اور بالخصوص تصوّف کے جو علوم و معارف پنہاں ہیں اُن کا صحیح ادراک کوئی ایسا صاحبِ دِل ہی کرسکتا ہے جو اِن علوم و معارف سے محض نظریاتی مس نہ رکھتا ہو بلکہ جن کیفیات، اَحوال اور مقامات کو اس میں بیان کیا

گیا ہے، اُن سے بہ ذاتِ خود عملی طور پر گزر چکا ہو۔

اِس آخری دور میں اللہ تعالیٰ نے حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کو دین کی جو فہم و فراست اور تصوّف اسرار و رموز کی جو گہری معرفت عطا فرمائی تھی، وہ یقیناً بے مثال ہے۔ انہوں نے اسلامی علوم پر اپنی بے شمار تصانیف کا جو ذخیرہ چھوڑا ہے وہ تو اپنی نظیر آپ ہی ہے، لیکن ان کا یہ احسان بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ انہوں نے مثنوی مولانا رُومؒ کی شرح ''کلیدِ مثنوی'' کے نام سے تحریر فرمائی جو مثنوی کی سب سے بہتر، عام فہم اور مفصل شرح ہے۔ حضرت حکیم الاُمت قدس سرہٗ اُن تمام مضامین کے ادا شناس ہیں جو حضرت مولانا رُومیؒ نے استعاروں کی زبان میں بیان فرمائے ہیں، اس لئے یہ شرح درحقیقت مثنوی کے اشعار کی عام فہم تشریح کے ساتھ ساتھ تصوّف و احسان اور بعض جگہ علمِ کلام کے بڑے دقیق اور نادر مباحث پر مشتمل ہے جو کہیں اور اس طرح ملنے کی اُمید نہیں ہے۔

مثنوی کے شائقین اور اس کے رموزِ تصوّف سے آشنا ہونے کے خواہش مند حضرات کے لئے ''کلیدِ مثنوی'' ایک گراں قدر تحفہ ہے، لیکن یہ عظیم کتاب ایک مرتبہ شائع ہونے کے بعد عرصۂ دراز سے قطعی طور پر نایاب ہوچکی تھی، بعض قدیم کتب خانوں میں اس کے کچھ نسخے ضرور موجود تھے، لیکن اگر کوئی شخص کتاب حاصل کرنا چاہے تو سالہا سال سے اس کا کوئی راستہ موجود نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دوست مولانا محمد اسحاق صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں، کہ انہوں نے اپنے ''ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ'' کے ذریعے حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی نادر و نایاب کتابوں کی اشاعت کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے، اور مختصر عرصے میں بہت سی اہم کتابیں منظرِ عام پر لاچکے ہیں، اور یقیناً اُن کی گراں قدر خدمات میں ''کلیدِ مثنوی'' کی اشاعت نمایاں مقام کی حامل ہے۔

اس اشاعت میں اگرچہ دفترِ پنجم کی شرح کا حصہ شامل نہیں ہے، کیونکہ وہ

ناشرِ موصوف کو اُس وقت مہیا نہیں ہوسکا تھا، لیکن اب وہ بھی میسر آگیا ہے، اور انشاء اللہ وہ حصہ بھی عنقریب شائع ہوجائے گا۔

اس طرح بیس سے زائد جلدوں پر مشتمل یہ عظیم کتاب اہلِ علم اور شائقین کی ضیافتِ طبع کے لئے منظرِ عام پر آچکی ہے۔کوئی شک نہیں کہ علم کی کساد بازاری کے اس دور میں اتنی ضخیم کتابوں کی اشاعت مالی اور تجارتی نقطۂ نظر سے ایک بڑا خطرہ مول لینے کے مترادف ہے، لیکن ناشرِ موصوف نے اس بات سے بے پروا ہوکر یہ کتاب شائع کردی ہے، اب یہ اہلِ ذوق کا کام ہے کہ وہ یہ ثابت کریں کہ اس دور میں بھی اگر کوئی ناشر ضخیم معیاری علمی کتابیں شائع کرے تو اُسے ناقدری کا شکوہ نہیں ہوتا۔

(ربیع الاول ۱۴۱۲ھ)

کیا خدا ہے؟

مؤلفہ: مولانا عبدالرحیم سکھروی۔ ناشر: اقبال اینڈ اقبال، ۸۱/۹ دستگیر سوسائٹی کراچی نمبر ۳۸۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۱۷۵ صفحات، کتابت و طباعت گوارا، قیمت: پانچ روپے

وجودِ باری تعالیٰ کو ثابت کرنے کے لئے بڑی بڑی فلسفیانہ بحثیں عقائد و کلام کی کتابوں میں موجود ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ فلسفہ کا نہیں عقلِ عام (Common Sense) کا مسئلہ ہے، اسی لئے قرآنِ کریم نے اسے بیان کرنے کے لئے فلسفیانہ اندازِ بیان اختیار کرنے کے بجائے سامنے کے تجربات و مشاہدات کو اختیار فرمایا۔

یہ کتابچہ بھی اسی سلسلے کی ایک کامیاب کوشش ہے، اس میں فاضل مؤلف نے وجودِ باری تعالیٰ کے مسئلہ کو نہایت دلچسپ انداز میں سمجھایا ہے، اور اس سلسلے کے تمام شکوک وشبہات کو عمدہ پیرائے میں دور کیا ہے، پوری کتاب ایک دلچسپ افسانے

کے انداز میں لکھی گئی ہے اور مکالمات کے ذریعہ وجودِ باری تعالیٰ کے متعلق تمام مسائل کو سامنے کی دو واقعاتی مثالوں سے سمجھایا گیا ہے، زبان نہایت صاف ستھری اور شگفتہ و دلکش ہے، یہ رسالہ نئی نسل کے ہر نوجوان کے ہاتھ میں پہنچنا چاہئے۔

(ربیع الاوّل ۱۳۹۵ھ)

گناہِ بے لذت

مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم۔ ناشر: مکتبہ اصلاح و تبلیغ ہیرآباد، جامع مسجد روڈ، حیدرآباد۔ ۳۰×۲۰ سائز کے ۸۰ صفحات، کتابت و طباعت درمیانہ، قیمت: ۱/۵۰

یہ حضرت مفتی محمد صاحب مدظلہم کا معروف و مقبولِ عام رسالہ ہے جس کے دسیوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اس مختصر رسالے میں حضرت مؤلف مدظلہم نے اُن گناہوں کو جمع فرمادیا ہے جن سے کوئی دُنیوی لذت حاصل نہیں ہوتی اور مفت کا عذاب نامۂ اعمال میں بڑھ جاتا ہے، ایسے تمام گناہوں کی نشاندہی کے ساتھ ان کے بارے میں قرآن و حدیث کے ارشادات بیان کئے گئے ہیں، آخر میں ان کبیرہ صغیرہ گناہوں کی ایک مفصل فہرست دی گئی ہے جن سے بچنے کا اہتمام ہر مسلمان کو کرنا چاہئے، اصلاحِ اعمال و اخلاق کے لئے یہ رسالہ بے نظیر ہے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ)

لغات القرآن (پارہ اوّل)

مؤلفہ: عزیز احمد صاحب۔ ملنے کا پتہ: مسلم اکادمی ۱۸/۲۹ محمد نگر لاہور۔ $\frac{۳۰ \times ۲۰}{۸}$ سائز کے ۱۱۷ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت: ساڑھے آٹھ روپے

اس کتاب میں مؤلف نے حروفِ تہجی کے بجائے قرآنِ کریم کی ترتیب سے الفاظِ قرآنی کا ترجمہ اور تشریح بیان کرنے کی کوشش کی ہے، اس کے لئے اُنہوں

نے کافی محنت اُٹھائی ہے، اور مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ عام لوگ تلاوتِ قرآن کے دوران اس کتاب کی مدد سے قرآنِ کریم کے مفہوم کو سمجھ سکیں گے۔ ہم فاضل مؤلف کی ہمت شکنی ہرگز نہیں کرنا چاہتے، لیکن تبصرہ نگاری کی امانت کو ادا کرتے ہوئے یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ ہماری رائے میں یہ کتاب کسی نمایاں فائدے کی حامل نہیں ہے، ظاہر ہے کہ خود فاضل مؤلف کے اعتراف کے مطابق یہ کتاب اہلِ علم کے بجائے اُن عام مسلمانوں کے لئے لکھی گئی ہے جو قرآنِ کریم کی تلاوت کے دوران اس کے مطالب سے کم از کم سرسری آگہی حاصل کرنا چاہتے ہیں، لیکن اس مقصد کے لئے قرآنِ کریم کے تراجم، حواشی اور اُردو تفاسیر نہ صرف کافی ہیں بلکہ ان سے یہ مقصد زیادہ آسانی سے حاصل ہوسکتا ہے، اگر کوئی صاحب اس کے ساتھ الفاظِ قرآنی کے ساتھ بھی مناسبت حاصل کرنا چاہیں تو اس کے لئے حروفِ تہجی کی ترتیب پر مرتب لغات زیادہ مفید ہیں، بالخصوص جبکہ زیرِ تبصرہ کتاب میں فاضل مؤلف نے صرف الفاظ کے معانی بیان کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اکثر الفاظ کی لغوی تحقیق بھی بیان کی ہے جس میں اُلجھ کر عام ذہنوں کے لئے مطلب کی بات نکالنا مشکل ہوگا، اور اگر اس کتاب کا مقصد عربی زبان سکھانا ہے تب بھی اس کے ذریعہ اُمید افزا نتائج کی توقع کم ہے۔

زیرِ نظر کتاب صرف پہلے پارے کے الفاظ پر مشتمل ہے، اور فاضل مؤلف نے اس کام کو مزید آگے بڑھانے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے، اگر ہماری بات سے وہ بھی اتفاق فرمائیں تو وہ قرآنِ کریم کی کسی زیادہ مفید خدمت میں اپنی توانائیاں صرف فرما سکتے ہیں، اور اگر وہ ہماری بات سے متفق نہ ہوں تو ان کے اخلاص اور محنت کے پیشِ نظر ہماری دُعا ہے کہ ہمارے اندیشے غلط ہوں اور ان کا یہ کام عنداللہ مقبول اور عندالناس مفید ثابت ہو، آمین۔

(شعبان المعظم ۱۳۹۴ھ)

لطائفِ رشیدیہ

افادات: حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ۔ ناشر: دارالمعارف نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ، وکتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ راولپنڈی۔ ۲۳×۳۶ سائز کے ۶۴ صفحات، کتابت و طباعت، کاغذ اور جلد عمدہ، قیمت: ساڑھے سات روپے

یہ کتابچہ علمائے دیوبند کے سرخیل قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کے علمی مکاتیب کا مجموعہ ہے۔ حضرت گنگوہیؒ علم و فضل کے مرکز کی حیثیت رکھتے تھے اور علماء اپنی علمی مشکلات میں ان کی طرف رُجوع کیا کرتے تھے، یہ مکاتیب حضرت گنگوہیؒ نے ایسے ہی خطوط کے جواب میں تحریر فرمائے جو مختلف علماء نے اپنی علمی مشکلات کو حل کرنے کے لئے آپ کے پاس بھیجے تھے، چنانچہ اس مجموعے میں تفسیر، حدیث اور فقہ تینوں سے متعلق متفرق مسائل پر مختصر مگر جامع اور تشفی بخش مباحث موجود ہیں، بعض سوالات کے جواب میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن دقیق اور طولانی مباحث کو چند جملوں میں پانی کردیا ہے جن پر دُوسری کتابوں میں صفحات کے صفحات سیاہ کئے گئے ہیں۔

مولانا سجاد بخاری صاحب نے بعض مقامات پر مفید حواشی کا اضافہ بھی فرمایا ہے، مثلاً حضرت گنگوہیؒ کے زمانے میں فلکیات کی جدید سائنسی تحقیقات مشہور نہیں ہوئی تھیں، اس لئے صفحہ:۱۰ پر آسمانوں اور ستاروں کے بارے میں اُنہوں نے قدیم بطلیموسی نظریہ بیان کردیا ہے، جناب سجاد بخاری صاحب نے حاشیہ پر بتایا ہے کہ اس نظریہ کا قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ بعض قدیم حکماء کی رائے تھی جو اَب غلط ثابت ہوچکی ہے۔

بہرحال! یہ کتاب اہلِ علم کے لئے ایک گراں قدر تحفہ ہے اور کوئی عالم اس

کے مطالعے سے خالی نہیں رہنا چاہئے، کتاب کی قیمت البتہ زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

(جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ)

لغات القرآن

مؤلفہ: تاج محمد دہلوی۔ ناشر: نور محمد کارخانۂ تجارتِ کتب، آرام باغ کراچی۔ ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ۴۸۸ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت عمدہ آفسٹ کی، قیمت مجلد: سات روپے پچاس پیسے

الفاظِ قرآن کی تشریح پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں علماء و محققین کے کام کی کتابیں بھی ہیں اور عام مسلمانوں کے کام کی بھی، زیرِ تبصرہ کتاب اُن عام مسلمانوں کے لئے تحریر کی گئی ہے جو عربی زبان کی معمولی شد بد رکھتے ہوں اور قرآنِ کریم کی آیات کو اپنی استعداد کے مطابق سمجھنا چاہتے ہوں، اسی لئے اس لغت کی ترتیب عام لغات کے مقابلے میں مختلف اور عوم کے لئے آسان ہے۔ اس میں مادّۂ اشتقاق کے لحاظ سے الفاظ کو مرتب کرنے کے بجائے قرآنی الفاظ کو جوں کا توں لے کر انہیں حروفِ تہجی کی ترتیب پر مرتب کر دیا گیا اور خاص اسی صیغہ کے معنی بتائے ہیں جو قرآنِ کریم میں استعمال ہوا ہے، مثلاً لفظ "تُخْفُوْنَ" (حرف خاء کے بجائے) حرفِ تاء کے تحت لکھا گیا ہے اور اس کے معنی بتائے ہیں: "تم چھپاتے ہو یا چھپاؤگے" اس طرح عام مسلمانوں کے لئے اس سے قرآنی الفاظ کے معنی معلوم کرنا بہت آسان ہوگیا ہے، اس طریقے میں بعض دُشواریاں بھی تھیں، لیکن فاضل مؤلف نے ان پر خوبصورتی کے ساتھ قابو پایا ہے۔

پوری کتاب کا باستیعاب مطالعہ تو تبصرہ نگار کے لئے ممکن نہیں ہوا، لیکن بہت سے مقامات سے دیکھنے پر اندازہ ہوا کہ الفاظ کے معانی احتیاط اور اہتمامِ صحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

جو لوگ قرآنِ کریم کی عمومی تعلیمات، وعظ و نصائح، عبرت و تذکیر اور واقعاتی مضامین کو سمجھنا چاہتے ہوں اور جن کے پیشِ نظر یہ ہو کہ وہ رفتہ رفتہ اس قابل ہو جائیں کہ تلاوتِ قرآن کے دوران قرآنِ کریم کے مضامین سے بالکل بے خبر نہ رہیں، ان کے لئے یہ کتاب بہترین مددگار اور نہایت مفید و کارآمد ہے۔

البتہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ لغت کی مددگار کتابوں سے قرآنِ کریم کو سمجھنے کی کوشش اسی حد تک مفید ہے جس حد تک اس کا مقصد عبرت پذیری، نصیحت اندوزی اور قرآنِ کریم کی عمومی تعلیمات سے مناسبت پیدا کرنا ہو، بعض لوگ اس سے آگے بڑھ کر لغت کے بل پر قرآن کے فقہی اور کلامی مسائل میں اجتہاد شروع کر دیتے ہیں، یہ چیز بڑی خطرناک بھی ہے اور انصاف و تحقیق کے خلاف بھی، اس قسم کے مسائل پر گفتگو کرنے کے لئے قرآن و حدیث کے جملہ علوم کی مہارت شرط ہے، محض لغت کے ذریعہ انہیں حل نہیں کیا جا سکتا، اس نکتے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کتاب سے جتنا استفادہ کیا جائے گا انشاء اللہ مفید ہی مفید ہوگا۔ (محرم الحرام ۱۳۹۲ھ)

ماہنامہ ''محدث''

مدیر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی روپڑی۔ مقامِ اشاعت: مدرسہ رحمانیہ گارڈن ٹاؤن لاہور نمبر ۱۶۔ سائز: $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$، صفحات: ۴۸، کاغذ سفید، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت فی پرچہ: ۹۰ پیسے، سالانہ: دس روپے

یہ علمی و دینی ماہنامہ تقریباً ایک سال سے نکلنا شروع ہوا ہے، اور تقریباً ہر شمارہ صوری و معنوی خوبیوں کا حامل تھا، رسالہ کے مدیر اہلِ حدیث مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن رسالہ کا موضوع اور عمومی مزاج مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو اُچھالنا نہیں، بلکہ مشترکہ دینی اقدار کا تحفظ، اسلام پر حملہ آور ہونے والے فتنوں کا دِفاع، اور مغربیت کے طوفان کا سدِباب معلوم ہوتا ہے۔

ہم اس پرچے کا تہِ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں اور اس کی کامیابی کے لئے دُعا گو ہیں۔ (شوال المکرّم ۱۳۹۱ھ)

ماہنامہ ''منبر الاسلام''

مدیر: حافظ محمد اسماعیل صاحب۔ پتہ: ماہنامہ منبر الاسلام، نمبر ۵ پہلی منزل عیدگاہ شاہ ولی اللہ روڈ، کھڈہ کراچی۔ سائز: $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$، صفحات: ۴۸

یہ دینی و تبلیغی رسالہ کراچی کے قدیم ترین دینی مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کے زیرِ اہتمام پچھلے نو ماہ سے شائع ہو رہا ہے، رسالے کے مضامین کا عام اُسلوب، ترتیب اور پیشکش عام فہم اور خاصی دِلکش ہے، اور مضامین کی اکثریت عام اُردو داں حضرات کے لئے عموماً مفید ہوتی ہے، البتہ مضمون نگاروں میں ایسے ناموں کی کمی محسوس ہوتی ہے جو پختہ دینی و علمی مزاج رکھتے ہوں۔ رسالے کا گیٹ اَپ روز بروز بہتر ہو رہا ہے، ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نئے ماہنامے کو سلامتِ فکر کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے، اور اسے عنداللہ اور عندالناس مقبول بنائے، آمین۔

(رجب المرجب ۱۳۹۲ھ)

مآثر حکیم الاُمتؒ

افادات: حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہم۔ مرتبہ: جناب مسعود احسن علوی صاحب مرحوم۔ ناشر: دارالکتب امدادیہ ۸/۳۸۲ عزیز آباد کراچی۔ $\frac{۱۸ \times ۲۲}{۸}$ سائز کے ۳۲۷ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، مجلد مع پلاسٹک کور، قیمت: ساڑھے دس روپے

حکیم الاُمت مجدّد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی، دینی و اصلاحی کارنامے اس قدر متنوع اور پہلودار ہیں کہ درحقیقت اُن کے تعارف کے لئے ایک پوری اکیڈمی کی ضرورت ہے، اب تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ

کی سوانح اور کارناموں پر متعدد کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں، یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں حضرتؒ کا تذکرہ ایک اچھوتے انداز سے کیا گیا ہے۔

یہ کتاب حضرتؒ کی مفصل سوانح نہیں ہے بلکہ اس میں حضرت کے مزاج و مذاق، آپؒ کے اندازِ زندگی، آپؒ کے طرزِ تربیت اور طریقۂ اصلاح کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں، کسی مقتدر ہستی کی سوانح مرتب کرنا کوئی زیادہ مشکل کام نہیں، اس کی شخصیت کا خاکہ تحریر کرنا بھی ایک مشاق اہلِ قلم کے لئے آسان ہے۔

لیکن ان حضرات کے تذکرے میں جس چیز کا بیان سب سے مشکل ہوتا ہے وہ ان حضرات کے مزاج و مذاق کی وہ خصوصیات ہیں جو انہیں دُوسروں سے ممتاز کرتی ہیں، جس طرح گلاب، موتیا اور چنبیلی کی خوشبو کا فرق تو محسوس کیا جاسکتا ہے لیکن اسے الفاظ میں بیان کرنے سے اچھے اچھے ادیبوں کا پتہ پانی ہوجاتا ہے، اسی طرح کسی بزرگ کے مزاج و مذاق کی خصوصیات کا بیان بھی کسی عام ادیب یا اہلِ قلم کے بس کی بات نہیں، اس کو اگر کوئی شخص تھوڑا بہت واضح کرسکتا ہے تو وہ جس نے سالہا سال اُس بزرگ کو قریب سے دیکھا ہو، معاملاتِ زندگی میں ان کے طرزِ عمل کا بغور مشاہدہ کیا ہو اور طویل صحبت کے ذریعہ اُن کے مذاق کو خود اپنے اندر منتقل کرنے کی کوشش کی ہو۔

یہ کتاب حضرت تھانویؒ کی سوانح کے اسی مشکل ترین موضوع سے متعلق ہے، حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہم العالی حضرت تھانویؒ کے معروف خلفاء میں سے ہیں، آپ نے مدتِ مدید تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اُٹھائی ہے، اور موصوف کے فیضِ تربیت سے سیراب ہوئے ہیں، آپ آج کل کراچی میں مقیم ہیں اور اپنی مجلسوں میں اپنے شیخ کے فیوض عام کرنے میں مصروف ہیں۔ اپنی بعض مجالس میں آپ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک و مشرب، مزاج و مذاق، اندازِ زندگی اور طرزِ تربیت سے متعلق کچھ جامع مضامین بیان فرمائے تھے

جنہیں جناب مسعود احسن صاحب علوی مرحوم نے قلم بند کرلیا، ''مآثر حکیم الأمت'' انہی مضامین پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں حضرت تھانویؒ کی خصوصیات، روزمرہ کے معمولات، خانقاہی نظم وضبط، اُمورِ طبعی، کمالات اور اندازِ تربیت کو بڑے دِل نشین پیرائے میں بیان کیا گیا ہے، پھر ملہمات کے عنوان سے حضرتؒ کے ۲۶۳ ملفوظات اور چند مواعظ کے اقتباسات درج کئے گئے ہیں، آخر میں افاداتِ عارفیہ کے نام سے خود حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب مدظلہم کے بعض مضامین ہیں جو حضرت مدظلہم نے اپنی مجالس میں ارشاد فرمائے۔

اس طرح یہ پوری کتاب انتہائی دِلچسپ، ایمان افروز، معلومات آفریں اور اصلاحِ اعمال واخلاق کے لئے بغایت مفید ہے۔ (محرم الحرام ۱۳۹۳ھ)

مآثر حکیم الأمتؒ (طبع جدید)

از افاداتِ عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہ العزیز۔

ناشر: ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰- انارکلی لاہور۔ ۳۶ × ۲۳ سائز کے ۵۱۲ صفحات، سفید کاغذ پر عمدہ کتابت وطباعت، خوبصورت ڈائی دار جلد، قیمت: ۵۶ روپے

حکیم الأمت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب قدس سرہ العزیز کی سیرت وسوانح آپؒ کے متعدد عشاق نے تحریر فرمائی ہے، لیکن سیّدی وسندی حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب قدس سرہٗ کی یہ تالیف ایک انفرادی رنگ کی حامل ہے، یہ عام سوانح کی طرح محض حالاتِ زندگی پر مشتمل سوانح نہیں، بلکہ حضرت حکیم الأمت قدس سرہٗ کے مزاج و مذاق کی انتہائی دلکش تصویر ہے۔ کتاب کو پڑھنے سے پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ حضرت حکیم الأمت قدس سرہٗ اور آپؒ کے اندازِ زندگی کو آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ حضرت عارفی قدس سرہٗ کے ایک مرحوم

عقیدت مند جناب مسعود احسن صاحب مرحوم نے حضرتؒ کی زبان مبارک سے حضرت حکیم الأمت قدس سرہٗ کے حالات اور آپؒ کے اندازِ زندگی کی تفصیلات سن کر انہیں بڑے دِل نشین انداز میں قلم بند فرمایا، حضرت عارفی قدس سرہٗ نے ان کی تحریر پر نظرِ ثانی فرما کر اس میں جا بجا حذف و اضافہ فرمایا ہے، یہاں تک کہ یہ کتاب تیار ہوگئی جس میں مختصر حالاتِ زندگی کے علاوہ حضرت قدس سرہٗ کے مذاقِ زندگی، آپؒ کے علمی مقام، آپؒ کے تجدیدی کارناموں اور آپؒ کے اندازِ تربیت کو اس حسن و دِل کشی کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے کہ اس کا ایک ایک صفحہ انسان کے لئے ایک مستقل درس ہے۔

حد یہ ہے کہ ابتداء میں خانقاہِ تھانہ بھون کی اتنی مفصل قلمی تصویر کھینچی گئی ہے کہ خانقاہ کی چھوٹی سے چھوٹی جزئیات اس میں محفوظ ہیں۔

اس کتاب کے اب تک دسیوں ایڈیشن شائع ہوکر مقبولِ عام ہوچکے ہیں، لیکن ادارۂ اسلامیات نے جو نیا ایڈیشن شائع کیا ہے وہ مندرجہ ذیل خصوصیات کے لحاظ سے ممتاز ہے:-

۱:- حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہٗ اپنی تمام تالیفات بالخصوص ''مآثر حکیم الأمتؒ'' پر نظرِ ثانی فرماتے رہے ہیں، سب سے آخر میں حضرتؒ نے کتاب میں جو ترمیم و اضافہ فرمایا ہے وہ پہلی بار اس ایڈیشن میں شامل ہوا ہے، چنانچہ اس ایڈیشن میں بہت سی تصحیحات اور بعض مضامین کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۲:- حضرتِ والاؒ نے پہلے ایڈیشنوں میں خانقاہ تھانہ بھون کے متعدّد حصوں کی تصاویر بھی شائع فرمائی تھیں، لیکن وہ سادہ اور سیاہ تصاویر تھیں، اس مرتبہ ناشرین نے بڑی عرق ریزی سے یہ تصویریں رنگین بنواکر شائع کی ہیں جو نہایت واضح اور دِلکش ہیں۔

۳:- کتابت و طباعت کا معیار بھی اچھا ہے، خاص طور پر جلد نہایت خوبصورت ہے، جو پچھلے تمام ایڈیشنوں سے زیادہ مضبوط بھی ہے اور خوشنما بھی۔

اس لحاظ سے یہ ایڈیشن پچھلے تمام ایڈیشنوں پر سبقت لے گیا ہے، اللہ تعالیٰ ناشرین کو اس خدمت پر جزائے خیر عطا فرمائے اور یہ مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہو، آمین۔ (اشاعتِ خصوصی، صفر تا ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ)

مانم

مؤلفہ: جناب محبوب سردار بخاری۔ ناشر: محبوب سردار، بٹھ روڈ سکھر۔ رَف کاغذ پر چھوٹے سائز کے ۲۴۸ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت: تین روپے

مؤلف کی اصطلاح میں "مانم" کا لفظ "متوازن اسلامی نظامِ معیشت" کا مخفف ہے، اور ان کے نزدیک اس کا مطلب ہے "تجدیدِ سرمایہ داری!" ان کے ذہن میں اس کا خاکہ یہ ہے کہ کسی کنبے کی ماہوار آمدنی اور جائیداد کی مالیت متوسط طبقہ کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔ (ص:۶) لیکن اس تجویز کی تشریح و تفصیل اس کے علمی دلائل پر انہوں نے کہیں بھی کھل کر بحث نہیں کی، اس کے بجائے پوری کتاب کو اخبارات و رسائل کے مختلف تراشوں سے بھر دیا ہے، جو مختلف الخیال مصنفین کی تحریروں پر مشتمل ہیں، لہٰذا پوری کتاب پڑھ کر بھی اس "مانم" کا کوئی مربوط نظام سامنے نہیں آتا۔ ایک ایسا شخص جو دلِ دردمند رکھنے کے باوجود اسلام اور مروّجہ معاشی نظاموں سے کما حقہ واقف نہ ہو، اسلام کے معاشی نظام پر جیسی کتاب لکھ سکتا ہے، بس یہ ایسی ہی کتاب ہے۔ (ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ)

مائة دُرُوس

تالیف: حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔ ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴۔ $\frac{20\times26}{8}$ سائز کے ۱۵۰ صفحات، کتابت و طباعت گوارا، قیمت: تین روپے

یہ رسالہ حضرت تھانویؒ نے اپنے چھوٹے بھائی کی عربی و دینی تعلیم کے لئے

تصنیف فرمایا تھا، اس کا اصل مقصد تو عربی زبان کی تعلیم ہے، لیکن اس کے سوا اَسباق میں تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، صرف، بلاغت، منطق، فلسفہ، مناظرہ، تاریخ، جغرافیہ، طب اور ہیئت وغیرہ ہر علم سے متعلق مفید معلومات درج کردی گئی ہیں، نیز بعض اسباق علمی و ادبی لطائف پر بھی مشتمل ہیں، اس طرح عربی زبان کے ساتھ ساتھ معلوماتِ عامہ میں بھی ترقی ہوتی رہتی ہے۔ ۱۳۳۴ھ میں اس رسالے کے بیالیس اسباق طبع ہوگئے تھے، بعد میں اس کی تکمیل کی نوبت نہیں آئی تھی، اب مکتبہ دارالعلوم کراچی نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کی نگرانی میں اس کا پورا مسوّدہ حاصل کرکے بڑی محنت سے اس کی تکمیل کی ہے، اور اس طرح یہ پہلی بار مکمل طبع ہوا ہے۔ رسالہ عام مطالعے کے لئے بھی دلچسپ ہے، انفرادی تعلیم (Privat Tuition) کے لئے تو بہت مفید ہے، عربی مدارس میں داخلِ نصاب بھی کیا جاسکتا ہے، رسالے کے نام پر جو نحوی اشکال ہوسکتا ہے آخری صفحہ کے حاشیہ پر اس کا جواب بھی درج ہے۔

پورے رسالے کا اُردو ترجمہ بھی ساتھ ہی حاشیہ پر طبع ہوگیا ہے۔

(محرم الحرام ۱۳۹۲ھ)

مبادیاتِ فنِ مباحثہ

مؤلفہ: ابوالاعجاز حفیظ صدیقی۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، ۲۲-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ ۲۳×۳۶ سائز کے ۱۸۴ صفحات، کتابت عمدہ، طباعت گوارا، کاغذ سفید، جلد عمدہ، قیمت: دس روپے

مباحثہ ایک مستقل فن ہے جسے عربی میں ''علم الجدل'' یا ''علم المناظرہ'' کہا جاتا ہے اور اس پر عربی زبان میں بہت سی کتابیں موجود ہیں، فاضل مؤلف نے اس کتاب میں اسی فن کے اُصول وضوابط اور تقریر و مناظرہ کے لئے مفید مشورے بڑی خوبی سے جمع کئے ہیں۔ فاضل مؤلف نے اس کتاب میں بنیادی طور پر کالجوں اور

اسکولوں میں ہونے والے مباحثوں کو پیشِ نظر رکھا ہے لیکن اس میں جتنی باتیں بیان کی ہیں وہ ہر قسم کے مناظروں میں کارآمد ہیں۔

مناظرہ کے علاوہ خطابت بھی ایک مستقل فن ہے، اور اس کے لئے بھی اس کتاب میں بہترین ہدایات موجود ہیں، عام طور سے بلاغت اور مناظرہ کی کتابوں میں لب ولہجہ، آواز کے زیر و بم اور تلفظ کے بارے میں کوئی خاص ہدایات نہیں ہوتیں، لیکن فاضل مؤلف نے اس کتاب میں ان تمام ضروریات پر مفید گفتگو کی ہے۔ اس کے علاوہ ایک مقرر یا مناظر کو دورانِ تقریر جو عملی دُشواریاں پیش آسکتی ہیں ان کو بھی حل کرنے کی کوشش کی ہے اور بات سمجھانے کے لئے مشہور مقررین کے خطبات سے مثالیں پیش کی ہیں۔

بحیثیتِ مجموعی کتاب بہت دِلچسپ ہے اور اس کے ہر حصے سے فاضل مؤلف کی خوش ذوقی اور فنِ خطابت کی جزئیات پر گہری نظر مترشح ہوتی ہے، اس کا مطالعہ ہر قسم کے مقررین، خطباء، علماء اور طلباء کے لئے بلاشبہ مفید ہوگا، کتاب کے آخر میں رسالہ ''تیسیر المنطق'' بطورِ ضمیمہ شامل ہے، تاکہ منطق کی ضروری اصطلاحات سے واقفیت ہوسکے۔

(ربیع الاول ۱۳۹۵ھ)

المبسوط للامام محمدؒ

تالیف: امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ۔ تحقیق وتعلیق جلد اوّل تا جلد چہارم: علامہ ابوالوفاء افغانی رحمۃ اللہ علیہ۔ وجلد پنجم: ڈاکٹر شفیق شحاتہ۔ ناشر: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۴۳۷/ ۷ گارڈن ایسٹ کراچی نمبر ۵ پاکستان۔ پانچ جلدوں میں مکمل، $\frac{۲۳ \times ۱۸}{۱۶}$ سائز کے عمدہ آفسٹ پیپر پر عربی ٹائپ کی خوبصورت طباعت، پانچوں جلدوں کے صفحات کی مجموعی تعداد ۲۷۸۶، ہر حصہ نہایت دِلکش جلد میں مجلد، قیمت مکمل سیٹ: تین سو پچاس روپے

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المبسوط" جو "کتاب الأصل" کے نام سے بھی مشہور ہے، علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، یہی وہ کتاب ہے جسے دیکھ کر اہلِ کتاب میں سے ایک دانشور مسلمان ہوگیا تھا، اور اس نے یہ مشہور جملہ کہا تھا کہ: "هٰذا كتاب محمدكم الأصغر، فكيف كتاب محمدكم الأكبر؟" یعنی جب تمہارے چھوٹے محمد (امام محمد بن حسنؒ) کی کتاب کا یہ حال ہے تو تمہارے بڑے محمدؐ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی کتاب کا کیا حال ہوگا؟ اور یہی وہ کتاب ہے جسے امام شافعیؒ نے پورا حفظ کیا تھا اور اپنی معروف کتاب "الأمّ" کی تالیف میں اس سے استفادہ بھی کیا۔

فقہِ حنفی کی بنیاد امام محمدؒ کی جن چھ کتابوں پر ہے انہیں اصطلاحاً "ظاہر الروایۃ" کہا جاتا ہے، اور ان میں "مبسوط" سب سے زیادہ جامع اور مفصل کتاب ہے۔ امام محمدؒ نے پہلے مختلف فقہی ابواب پر الگ الگ کتابیں تحریر فرمائی تھیں، جو "كتاب الصلٰوة"، "كتاب البيوع"، "كتاب المزارعة"، وغیرہ جیسے ناموں سے مشہور تھیں، بعد میں آپؒ نے ان تمام کتابوں کو جمع کرکے ایک کتاب بنادی جس کا نام "مبسوط" رکھا، اور چونکہ یہ کتاب فقہِ حنفی کا سب سے بڑا اور سب سے مستند مأخذ تھی، اس لئے اسی کو فقہائے حنفیہ نے "الأصل" کا لقب دیا، اور جب فقہائے حنفیہ یہ فرماتے ہیں کہ "قال محمد في كتاب المزارعة" یا "في كتاب المضاربة" وغیرہ تو اس سے اسی کتاب کے ابواب کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔

یہ کتاب فقہِ حنفی کا عظیم ترین مأخذ ضرور تھی، لیکن جب اس چشمۂ فیض سے دوسری نہریں نکلیں اور فقہائے متأخرین نے فقہِ حنفی پر زیادہ مفصل کتابیں تحریر فرمادیں تو ان نئی کتابوں کی طرف علماء کی توجہ زیادہ ہوگئی، اور اس مأخذ کی طرف توجہ کا وہ انداز نہ رہا، چنانچہ رفتہ رفتہ یہ کتاب نایاب ہوگئی، اور اس کے صرف معدودے چند قلمی نسخے وہ بھی متفرق حصوں کی شکل میں قدیم کتب خانوں میں محفوظ رہ گئے۔

بالآخر حیدرآباد دکن کے معروف محقق عالم علامہ ابوالوفاء افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف کتب خانوں سے یہ نسخے حاصل کر کے ان کی تحقیق اور تصحیح و تعلیق کی خدمت انجام دی، اور چار جلدوں میں اسے شائع کیا، لیکن کتاب کے بعض حصے انہیں میسر نہ آسکے اس لئے کتاب نامکمل رہی۔ دوسری طرف مصر کے ڈاکٹر شفیق شحاتہ کو اس کا کتاب البیوع والا حصہ میسر آگیا، انہوں نے صرف اس کو مصر سے شائع کر دیا، لیکن یہ دونوں نسخے بھی اب ختم ہو کر نایاب ہو گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کے مالک جناب مولانا نور احمد صاحب کو چند سالوں سے نایاب علمی و دینی کتب کی اشاعت کا خاص ذوق اور اس کی توفیق مرحمت فرمائی ہے، وہ مختصر عرصے میں بہت سے چھپے ہوئے خزانے منظرِ عام پر لا چکے ہیں، انہوں نے مولانا ابوالوفاء افغانی اور ڈاکٹر شفیق شحاتہ دونوں کی کاوشوں کو یکجا کر کے شائع فرمادیا ہے، چار جلدیں مولانا ابوالوفاء افغانی کی تحقیق کے ساتھ ہیں، اور پانچویں جلد ڈاکٹر شحاتہ کی تحقیق کے ساتھ، اس طرح یہ کتاب اب تک کی تحقیق کے مطابق پہلی بار مکمل طور پر یکجا شائع ہوئی ہے جس پر ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ اہلِ علم کی طرف سے مبارک باد اور پذیرائی کا مستحق ہے۔

کتاب کا معیارِ طباعت بلاشبہ کتاب کے شایانِ شان ہے، اور اس کے ذریعے اسلامی مکتبہ میں انتہائی گراں قدر اور مفید اضافہ ہوا ہے، اُمید ہے کہ اہلِ علم اور لائبریریاں اس خزانہ علم کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ (جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ)

مجالسِ حکیم الاُمتؒ

مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم۔ ملنے کا پتہ: ادارۃ المعارف، ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴۔ ۲۳×۳۶ سائز کے ۳۶۰ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ، قیمت: پندرہ روپے

حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں اصلاحِ خلق کی خاص توفیق عطا فرمائی تھی، ان کی تصانیف و مواعظ اور ملفوظات میں اصلاحی بلکہ انقلابی تاثیر کا مشاہدہ ہزاروں انسانوں نے کیا ہے، اور یہ بھی ان کے اخلاص وللّٰہیت کا ثمرہ ہے کہ ان کے قلم سے جو کچھ نکلا وہ تو طبع ہوکر افادۂ خلق کا باعث بنا ہی ہے، ان کی زبان سے جو مواعظ اور کلماتِ حکمت نکلے ہیں ان کا ایک بڑا حصہ بھی شائع ہوکر منظرِ عام پر آچکا ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات خاص طور پر انتہائی دِلچسپ، مفید اور علم و معرفت سے پُر ہوتے ہیں، حضرتؒ کے متعدّد متوسلین نے ان ملفوظات کو قلم بند اور مرتب کرکے شائع کیا ہے، جو ''حسن العزیز''، ''الافاضات الیومیہ'' اور ''دعواتِ عبدیت'' وغیرہ مختلف ناموں سے شائع ہوچکے ہیں۔ ''مجالسِ حکیم الاُمت'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، یہ وہ ملفوظات ہیں جو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے تھانہ بھون کے دورانِ قیام حضرتؒ کی مجلسوں میں قلم بند فرمائے تھے، ملفوظات کا یہ مجموعہ سالہا سال سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کے پاس محفوظ تھا، لیکن اب تک اس کی اشاعت کی نوبت نہیں آئی تھی، اب موصوف کی نظرِ ثانی کے بعد شائع ہوا ہے۔

ملفوظات کے اس مجموعے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خاص طور سے وہ ملفوظات منتخب کئے گئے ہیں جو اصلاحِ اعمال و اخلاق میں براہِ راست مؤثر ہیں یا کسی جامع علمی فائدے پر مشتمل ہیں، یا جن سے حضرت تھانویؒ کے مخصوص اصلاحی انداز کی جھلک قاری کے سامنے آجاتی ہے، چنانچہ اس میں صرف ملفوظات بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے بلکہ ان ملفوظات کا واقعاتی پسِ منظر، ان کی تشریح اور ان میں مضمر حکمتوں کا بھی بیان کیا گیا ہے، اس طرح اس میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مرشدانہ زندگی کے بہت سے ایسے گوشے سامنے آئے ہیں جو اَب تک منظرِ

عام پر نہیں آئے تھے۔

مختصر یہ کہ یہ کتاب حکیم الأمت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے افادات کا ایسا رنگارنگ مجموعہ ہے جس کا ہر صفحہ دلچسپی، دینی فوائد اور حکمت و معرفت سے بھرپور ہے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ)

مجلس صیانۃ المسلمین کے کتابچے

ناشر: مرکزی مجلس صیانۃ المسلمین، ۱۴- گورونانک روڈ، اسلام پورہ لاہور۔

"مجلس صیانۃ المسلمین" ایک اصلاحی اور تبلیغی انجمن کا نام ہے، جس کا خاکہ حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز فرمایا تھا، جو ماہنامہ "النور" بابت جمادی الثانیہ ۱۳۴۹ھ جلد:۱۱ نمبر۲ میں شائع ہو چکا ہے، پھر پاکستان بننے کے بعد حضرت مولانا جلیل احمد صاحب شیروانیؒ نے حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سرپرستی لاہور میں اس کا عملی آغاز کیا، یہ مجلس اس وقت سے لاہور میں کام کر رہی ہے، اس کا طریقِ کار یہ ہے کہ یہ مختلف مقامات پر دینی دارالمطالعے قائم کرتی ہے، ضرورت کے مواقع پر تعلیم القرآن کے مدارس قائم کرتی ہے، جن مقامات پر مسجد نہ ہو وہاں مسجدیں تعمیر کرانے کا انتظام کرتی ہے (چنانچہ مال روڈ لاہور پر مسجد شہداء کا آغاز اسی مجلس کے تحت ہوا)، اس کے علاوہ اصلاحی لٹریچر شائع کرتی ہے، اور تبلیغی وفود کے ذریعہ اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کا اہتمام کرتی ہے۔

زیرِ نظر کتابچوں میں سے ایک میں مجلس کا تعارف، ایک میں اس کے اغراض و مقاصد اور تیسرے میں مجلس کا وہ نظامِ عمل ہے جو حضرت تھانویؒ نے تحریر فرمایا ہے۔

چوتھا کتابچہ "اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کا طریقہ" حضرت مولانا خیر محمد

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر ہے جو مولانا محمد اقبال قریشی نے قلم بند کی ہے، اور اسے مجلس کی شاخ ہارون آباد ضلع بہاولنگر نے شائع کیا ہے، ملنے کا پتہ: مرکزِ تبلیغ اسلام، مجلس صیانۃ المسلمین، ہارون آباد ضلع بہاولنگر۔ (رجب المرجب ۱۳۹۳ھ)

مجلّہ "علم و آگہی" کے خصوصی شمارے

مرتبہ: جناب ابوسلمان شاہجہاں پوری و امیر الاسلام۔ ناشر: نیشنل گورنمنٹ کالج کراچی۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز، جلد اوّل تقریباً ۴۰۰ صفحات، جلد دوم ۵۰۴ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، کاغذ رف، قیمت درج نہیں۔

یہ نیشنل گورنمنٹ کالج کراچی کے دو مجلّے ہیں جو ۱۹۷۴ء - ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۵ء - ۱۹۷۴ء میں شائع ہوئے۔ کالجوں میں سالانہ میگزین شائع کرنے کا معمول عام ہے، لیکن عام طور سے یہ میگزین نومشقوں کے سطحی مضامین پر مشتمل ہوتے ہیں اور علم و ادب کے وزن میں اُن سے کوئی اضافہ نہیں ہوتا، لیکن یہ دونوں میگزین سمجھ بوجھ اور منصوبے کے تحت مرتب کیے گئے ہیں جن کی وجہ سے یہ وقتی رسالے نہیں رہے، بلکہ پائیدار فائدے کی کتابوں میں شامل ہوگئے ہیں۔ ان دونوں میگزینوں کا مرکزی موضوع بھی برصغیر کے علمی، ادبی اور تعلیمی ادارے ہیں اور ان میں ایسے اداروں کی خدمات اور کارناموں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

جلد اوّل کا آغاز جناب ابوسلمان شاہجہاں پوری کے مقدمے سے ہوا ہے جس میں برِصغیر کے علمی، ادبی اور تعلیمی اداروں اور ان کے مختلف نقطہ ہائے نظر کا مجموعی جائزہ بڑے سلیقے اور سلامتِ فکر کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مضمون نگار نے برِصغیر کی مختلف تحریکوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے، اور اسے سنے سنائے نعروں پر اعتماد کرنے کے بجائے بات کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کی ہے، بلاشبہ علی گڑھ، دیوبند اور ندوہ تینوں کے بارے میں اُن کی رائے

نہایت متوازن اور سنجیدہ مطالعے کی آئینہ دار ہے۔ مقدمہ کے بعد جلد اوّل میں مدرسہ عالیہ کلکتہ، فورٹ ولیم کالج کلکتہ، دہلی کالج، دارالعلوم دیوبند، مدرسۃ العلوم علی گڑھ، اورینٹل کالج لاہور، سندھ مدرسہ کراچی، ندوۃ العلماء لکھنؤ، اسلامیہ کالج پشاور، جامعہ عثمانیہ دکن، جامعہ ملیہ دہلی، آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ، انجمن حمایتِ اسلام لاہور، ایجوکیشنل کانفرنس کراچی اور انجمن اسلام بمبئی کا تعارف الگ الگ مضامین میں کرایا گیا ہے جو مختلف مضمون نگاروں کے لکھے ہوئے ہیں۔ ہمیں چونکہ دارالعلوم دیوبند سے خصوصی دلچسپی ہے اس لئے یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ اس پر جو مضمون مجلّے میں شامل ہیں وہ دارالعلوم کا صحیح تعارف پیش نہیں کرتے۔ اور اس کے بعد علمی و تحقیقی اداروں میں سائنٹفک سوسائٹی علی گڑھ، دارالمصنفین، ندوۃ المصنفین، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ لاہور، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد، اُردو دائرۂ معارف، اسلامیہ کالج لاہور کا تعارف ہے، پھر ترقیٔ اُردو اور ادب سے متعلق اداروں کا تذکرہ ہے اور آخر میں تاریخی اور قومی اداروں کا۔

دوسری جلد اپنے مشمولات کے لحاظ سے زیادہ جزرسی اور عموم کے ساتھ مرتب کی گئی ہے، اور ۱۹۲۰ء سے پہلے قائم ہونے والے علمی، تحقیقی، تعلیمی، تاریخی، طبّی اور فنی اداروں کے تعارف پر مشتمل ہے۔ مختلف اداروں کا تذکرہ، مختلف مضمون نگاروں نے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے لکھا ہے، لیکن اس میں ایک بات تو یہ کھٹکی کہ پیشِ لفظ سے واضح ہے کہ اس جلد میں صرف ان اداروں کا ذکر کیا جائے گا جو ۱۹۲۰ء سے پہلے قائم ہو چکے تھے، لیکن اس میں بہت سے بعد کے اداروں کا ذکر بھی موجود ہے، اور ان بعد والے اداروں میں اخذ و ترک کا کوئی معیار سمجھ میں نہیں آتا، ۱۹۲۰ء کے بعد کے بعض نہایت اہم اداروں کا نام غائب ہے، اور بعض غیر اہم قسم کے اداروں کے تفصیلی تذکرے موجود ہیں۔

دوسرے اس میں "ادارۂ طلوعِ اسلام" جیسے ادارے کو اسلام کے بہترین

خادم کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، اس مضمون پر کسی مضمون نگار کا نام نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مجلّہ کے مرتبین یعنی ابوسلمان شاہجہاں پوری اور امیر الاسلام صاحب میں سے کسی کا لکھا ہوا ہے، مؤخر الذکر صاحب سے تو ہم واقف نہیں، لیکن اگر یہ ابوسلمان صاحب کا مضمون ہے تو ہمیں حیرت ہی نہیں، انتہائی افسوس اور اذیت بھی ہے کہ جس شخص نے اس مجلّے کی جلد اوّل پر ایسا نفیس مقدمہ لکھا ہو وہ ایک ایسے ادارے کی تعریف میں رطب اللسان ہو جس نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی حجیت کا انکار کر کے اسلام کی ایک ایک چول ہلانے کی کوشش کی ہے، اور جس کے نزدیک اس کے اپنے سوا چودہ سو سال میں کوئی شخص متبع قرآن نہیں گزرا، اگر یہ مضمون ابوسلمان صاحب کا نہ ہو جب بھی ان کا فرض ہے کہ وہ آئندہ ایڈیشن میں مجلّے کے اس بدنما داغ کو باقی نہ رہنے دیں۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ)

مخاطبات

از: مولانا حکیم انجم فوقی بدایونی۔ ملنے کا پتہ: جی ۵۴۴، کورنگی کراچی۔
چھوٹے سائز کے ۳۲۰ صفحات، نیوز پرنٹ پر چھپے ہوئے، قیمت: تین روپے

جناب حکیم انجم فوقی بدایونی صاحب کے خطوط کا مجموعہ، خطوط ادبی حیثیت سے قابلِ مطالعہ ہیں، مختصر جملوں میں وسیع معانی سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے جو بہت سی جگہوں پر کامیاب ہے، البتہ جہاں علمی مسائل زیرِ قلم آ گئے ہیں وہاں سطحیت زیادہ ہے اور مغز کم۔ (شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ)

مختصر سیرتِ نبویہ ﷺ

مؤلفہ: حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ۔ ناشر: حافظ عبدالقدیر صاحب، مکتبہ اصلاح وتبلیغ، ہیرآباد جامع مسجد روڈ حیدرآباد سندھ۔ $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز کے ۶۴ صفحات، کاغذ سفید، کتابت وطباعت معمولی، قیمت: ۱/۷۵

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ برِصغیر کے معروف وممتاز علماء میں سے تھے، ان کے قلم نے علمِ دین کی بڑی خدمات انجام دی ہیں، یہ رسالہ انہی کا ہے جس میں موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کو انتہائی اختصار کے ساتھ بیان فرمادیا ہے، اس رسالہ کی دو خصوصیتیں قابلِ ذکر ہیں۔ ایک بابِ سوم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائلِ نبوّت کا بیان، اور دُوسرے آخری حصے میں غزواتِ نبویہ کا جدول، جس میں تمام غزوات کا سن وار مختصر تعارف کرایا گیا ہے، رسالہ بحیثیتِ مجموعی مفید اور قابلِ مطالعہ ہے، البتہ صفحہ:۴۲ پر یہ جملے بہت کھٹکتے ہیں:-

> جہاد کی مشروعیت صرف مظلوم کے لئے ہے اور دفعِ مظالم کے لئے ..... بالفاظِ دیگر جہاد نام ہے حفاظتِ خود اختیار کا ..... لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مقدس کے غزوات کو مدافعانہ اور محافظانہ حیثیت سے خالی سمجھنا نہ صرف بے دینی بلکہ صریح بے عقلی ہے۔

ان جملوں سے مترشح ہوتا ہے کہ صرف دفاعی جہاد جائز ہے، حالانکہ جہاد کا اصل مقصد ''اعلاءِ کلمۃ اللہ'' ہے جس کا حاصل اسلام کا غلبہ قائم کرنا اور کفر کی شوکت کو توڑنا ہے، اس غرض کے لئے اقدامی جہاد بھی نہ صرف جائز بلکہ بسااوقات واجب اور باعثِ اجر وثواب ہے، قرآن وسنت کے علاوہ پوری تاریخِ اسلام اس قسم کے جہاد کے واقعات سے بھری پڑی ہے، غیرمسلموں کے اعتراضات سے مرعوب ہوکر خواہ مخواہ ان حقائق کا انکار یا ان میں معذرت آمیز تأویلیں کرنے کی ہمیں چنداں ضرورت نہیں، کسی فردِ واحد کو بلاشبہ کبھی بزورِ شمشیر مسلمان نہیں بنایا گیا اور نہ اس کی اجازت ہے، ورنہ جزیہ کا ادارہ بالکل بے معنی ہوجاتا ہے، لیکن اسلام کی شوکت قائم کرنے کے لئے تلوار اُٹھائی گئی ہے، کوئی شخص کفر کی گمراہی پر قائم رہنا چاہتا ہے تو رہے، لیکن اللہ کی بنائی ہوئی اس دُنیا میں حکم اسی کا چلنا چاہئے، اور ایک مسلمان اسی کا کلمہ بلند کرنے اور

اس کے باغیوں کی شوکت توڑنے کے لئے جہاد کرتا ہے۔ ہم اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے اُن لوگوں کے سامنے آخر کیوں شرمائیں جن کی پوری تاریخ ملک گیری کے لئے خونریزیوں کی تاریخ ہے، اور جنھوں نے محض اپنی خواہشات کا جہنم بھرنے کے لئے کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتارا ہے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ)

المرتضٰی کرّم اللہ وجھہ

تالیف: حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہم العالی۔ ناشر: ادارۂ نشریاتِ اسلام۔

یہ حضرت علی کرّم اللہ وجھہ کی سیرت پر عالمِ اسلام کے مایۂ ناز عالم، مفکر اور داعی حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہم کی تازہ ترین تالیف ہے، جو حضرت مولانا مدظلہم کی روایتی شفقت کے مطابق ان کے ذاتی دستخط کے ساتھ حال ہی میں احقر کو موصول ہوئی ہے، پہلے یہ لکھنؤ سے چھپی تھی اب کراچی سے بھی شائع ہوگئی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت پر ابھی تک اُردو میں کوئی ایسی جامع کتاب موجود نہیں تھی جو مولانا شبلی مرحوم کی ''الفاروق'' کی طرح تاریخِ اسلام کی اس عظیم شخصیت اور اس کے کارناموں سے تفصیل کے ساتھ بحث کرتی ہو۔ ''الفاروق'' کے بعد ''المرتضٰی'' کے نام سے ایک کتاب کی ضرورت عرصے سے علمی حلقوں میں محسوس کی جارہی تھی، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت ایک ایسا نازک موضوع ہے کہ اس میں جہاں ایک سیرت نگار کے لئے کشش کے اَن گنت سامان ہیں، وہاں ایسی پُر پیچ گھاٹیاں بھی ہیں جن کے تصور ہی سے پتہ پانی ہوتا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ اب تک کوئی شخص اس خلا کو پُر نہیں کرسکا تھا۔

مقامِ مسرت ہے کہ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے حضرت مولانا سیّد

ابوالحسن علی ندوی مدظلہم نے قلم اُٹھایا جو اپنی وسعتِ علم، دِقتِ نظر اور اعتدالِ فکر میں عالمِ اسلام کی وہ متاعِ عزیز ہیں جس سے بہرہ ور ہونے پر عہدِ حاضر کے مسلمان اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں، کم ہے۔

حضرت مولانا نے اصلاً یہ کتاب عربی میں تالیف فرمائی اور زیرِ نظر کتاب اس کا اُردو ترجمہ ہے، مترجم مولانا عبداللہ عباس ندوی صاحب ہیں، اور یہ حضرت مولانا کی نظرِ ثانی کے بعد شائع ہوا ہے۔

چونکہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کی سوانح میں مشاجراتِ صحابہؓ کے مسئلے کو چھیڑے بغیر چارہ نہیں، اس لئے یہ بڑا خارزار ہے، جس میں چلنے کے لئے انتہائی حزم و احتیاط کی ضرورت ہے، یہاں نہ خشک تحقیق کارآمد ہے، نہ نری عقیدت، کسی کو علم و تحقیق اور محبت وعقیدت دونوں کا معتدل امتزاج اللہ تعالیٰ کی توفیقِ خاص سے عطا ہو تو وہ اس دریائے خون سے سلامتی کے ساتھ گزر سکتا ہے، ورنہ یہاں اچھے اچھے محققوں کے پاؤں پھسل گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا مدظلہم کو ایک منوّر دماغ کے ساتھ ایک پُرسوز دِل بھی عطا فرمایا ہے، اور اس طرح اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مؤمنانہ محبت وعقیدت نے ان کے علم و تحقیق کو جلا بخشی ہے اور وہ بحیثیتِ مجموعی حضرت علیؓ کی سیرت کی نازک گھاٹیوں سے سلامتی کے ساتھ گزرے ہیں۔

کتاب اتنی دِلچسپ اور معلومات افزا ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر دِل قانع نہیں ہوتا، حضرت مولانا کے فکر انگیز اور شگفتہ اُسلوب نے اسے محض ایک سوانح نہیں، بلکہ ایک پیغام اور درس بھی بنادیا ہے، لیکن اس انداز سے کہ قاری کسی جگہ اپنے ذہن کو بوجھل محسوس نہیں کرتا۔

مشاجراتِ صحابہؓ کے بارے میں عہدِ حاضر کے بعض ''محققین'' کا انداز کچھ ایسا بھونڈا ہوگیا ہے جیسے (معاذ اللہ) صحابہ کرامؓ کا مقدمہ ان کی عدالت میں پیش ہوا

ہے اور ان کو یہ خدائی اختیار سونپ دیا گیا ہے کہ وہ خالص اپنی عقل کی بنیاد پر جس کو چاہیں سندِ خوشنودی عطا کردیں اور جس کو چاہیں تنقید ہی نہیں، معاذ اللہ زجر و توبیخ کا نشانہ بنائیں، چنانچہ وہ تنی ہوئی گردن کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں اور اس جائزے میں نہ ان کے ساتھ محبت کی کوئی لہر محسوس ہوتی ہے، نہ ان کے مجموعی مزاج و مذاق اور طرزِ فکر و عمل کی کوئی رعایت ہوتی ہے، بس ایک اجنبی مستشرق کی طرح تاریخ کے رطب و یابس کی بنیاد پر اپنی تحقیق کا، تنقید کا قصرِ چوبیں تیار کرتے چلے جاتے ہیں، اور نتیجتاً اس نازک موضوع پر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور ہدایت سے محروم رہتے ہیں۔

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہم العالی کی یہ کتاب بفضلہٖ تعالیٰ اس قسم کے تأثر کی ادنیٰ پرچھائیں سے بھی پاک ہے، واقعات کے نقد و تبصرہ اور ان کی تشریح میں بعض مقامات پر حضرت مولانا کے استنتاج سے طالب علمانہ اختلاف کی گنجائش موجود ہے، لیکن بحیثیتِ مجموعی کتاب کے مطالعے سے حضراتِ صحابہ کرامؓ کی عظمت اور ان کے مقامِ بلند کے بارے میں کوئی سنگین تأثر نہیں ابھرتا، اس کے برعکس یہ حقیقت اور اُجاگر ہوتی ہے کہ دین کی تشریح و تعبیر حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقوشِ قدم میں رہنمائی تلاش کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

خاص طور پر کتاب کے آخر میں "خلفائے اربعہ" حیرت انگیز وحدت مزاج و وحدت منہاج کے عنوان سے جو مقالہ شامل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق ہی سے لکھا گیا ہے، اس کا ایک ایک فقرہ الہامی معلوم ہوتا ہے اور پوری کتاب کی جان ہے، یہی وہ فکر ہے جو دلوں میں جاگزیں ہوجائے تو بہت سی گمراہیوں سے نجات مل جائے۔

چونکہ شیعی فرقے نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسمِ گرامی کا استحصال کرکے آپ کی طرف انتہائی غلط باتیں منسوب کردی ہیں، جن سے تاریخِ اسلام کی اس مقدس شخصیت کی سوانح پر غلط فہمیوں اور گمراہیوں کا غبار چڑھا دیا گیا ہے، اس

لئے حضرت مولانا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بعد آپ کے جلیل القدر اخلاف اور اہلِ بیت کے حالات بھی مختصراً بیان فرمائے ہیں اور تاریخی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ تمام حضرات خلفائے راشدینؓ کی تعظیم و تکریم اور ان کی اقتداء و اتباع کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے۔

اس کے بعد ''فرقۂ اثنا عشریہ (امامیہ) کا عقیدۂ امامت'' کے عنوان سے جو مقالہ شاملِ کتاب ہے وہ بھی خاصے کی چیز ہے، حضرت مولانا نے شیعوں کے عقیدۂ امامت کے نفسیاتی محرکات پر بحث کرتے ہوئے واضح فرمایا ہے کہ اس گمراہانہ عقیدے کی زَد کہاں کہاں پڑتی ہے؟ اس سے کس قدر سنگین نتائج برآمد ہوتے ہیں؟ اور دین کا حلیہ کس بُری طرح بگڑ جاتا ہے؟ مولانا کے ان مقالوں میں ایک طالبِ حق اور منصف مزاج انسان کے لئے ہدایت کا بڑا سامان ہے۔

البتہ کتاب کے مطالعے کے دوران چند طالب علمانہ گزارشات بھی ذہن میں آئیں:-

۱:- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سے فتنۂ حرّہ تک کے واقعات پر اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، ان واقعات کو مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے، اور ان کے نتیجے میں اُمتِ مسلمہ متعدّد فرقوں میں بٹ گئی ہے، اس زمانے کے حالات کا محض واقعاتی بیان بھی تاریخوں میں موجود ہے، رطب و یابس روایات بھی ملتی ہیں، ایسا بیان بھی موجود ہے جس سے کسی ایک نقطۂ نظر کی تائید ہوتی ہے، لیکن حضرت مولانا مدظلہم العالی جیسی محقق، نابغۂ روزگار و صاحبِ دِل شخصیت کی کتاب سے توقع یہ قائم ہوتی تھی کہ وہ ان واقعات کے محض بیان پر اکتفا نہیں فرمائیں گے بلکہ تاریخ کی اس اُلجھی ہوئی ڈور کو اس طرح سلجھا کر پیش فرمائیں گے جس سے حقیقتِ حال بھی واضح ہو اور ان سوالات کا جواب بھی مہیا ہو جو ایک طالبِ تحقیق کے لئے ابھی تک تشنۂ جواب ہیں، اس کتاب میں یہ تشنگی کم تو ہوئی ہے لیکن دُور نہیں ہوئی۔

خاص طور پر جنگِ جمل، جنگِ صفینِ حادثۂ کربلا اور فتنۂ حرہ کے واقعات کے بیان میں بہت اختصار محسوس ہوتا ہے، اور بہت سے سامنے کے سوالات ذہن میں کلبلاتے رہ جاتے ہیں۔

شیعیت اور ناصبیت دونوں کی افراط وتفریط سے ہٹ کر جو راہِ اعتدال جمہور اہلِ سنت نے اختیار کی ہے وہ یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے دو فریقوں میں سے ایک کو برحق سمجھتے ہیں اور دُوسرے کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی، حضرت مولانا مدظلہم کا موقف بھی اس کتاب میں یہی ہے، اب ''اجتہاد'' اسی عمل کو کہا جاسکتا ہے جس کا قرآن وسنت اور شرعی دلائل کی روشنی میں کوئی منشاء موجود ہو، اگر منشاء محض نفسانیت یا ہوسِ اقتدار ہو، اُسے اجتہاد نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ عموماً ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ حق پر تھے اور حضرت معاویہؓ سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی، دُوسری طرف واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں کہ اُن سے اُس ''اجتہاد'' کا نہ صرف یہ کہ کوئی قابلِ لحاظ منشاء سامنے نہیں آتا بلکہ ایک مخالفانہ تأثر قائم ہوتا ہے جس کی زد بعض اوقات صرف اعمال ہی نہیں، اُن اعمال کی نیتوں پر بھی پڑتی ہے، ان حالات میں ''اجتہادی غلطی'' کی تعبیر ایک مصنوعی تعبیر ہوکر رہ جاتی ہے جس سے دِل مطمئن نہیں ہوتے۔

مشاجراتِ صحابہؓ پر بہت کچھ لکھا گیا ہے، لیکن جس چیز کی ضرورت ابھی باقی ہے وہ یہی ہے کہ واقعات کا بیان اس طرح ہو کہ اس میں جس فریق کے طرزِ عمل کو اجتہادی غلطی قرار دیا جائے اس کے اجتہاد کا منشاء بھی بیان ہو، اور یہ منشاء کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے زبردستی گھڑا جائے گا، بلکہ دُشمنوں کی ہزار سازشوں کے باوجود اس کے آثار تاریخ کے ملبے میں اب بھی دبے ہوئے موجود ہیں، اگر ان کو جمع کرکے صحابہ کرامؓ کی مجموعی سیرتوں کے تناظر میں دیکھا جائے تو اصل بات نکھر کر سامنے آسکتی ہے، کاش! کہ حضرت مولانا مدظلہم ہی کے ہاتھوں اس ضرورت کی بھی تکمیل ہوسکے۔

۲:- اس میں شک نہیں کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کا عہدِ خلافت بڑے پیچیدہ اور پُر آشوب سیاسی واقعات سے پُر تھا، لیکن ظاہر ہے کہ آپ کی کوششیں صرف ان سیاسی مصروفیات کی حد تک محدود نہیں رہیں، لہٰذا آپ کے دور میں دین کے جو مثبت کام ہوئے نیز سیاست سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علمی صلاحیتیں ودیعت فرمائی تھیں آپ کی سوانح میں ان کا مفصل تذکرہ بھی ضروری ہے، مثلاً آپ کا فقہی مقام، آپ کے عدالتی فیصلے، تدوینِ حدیث کے سلسلے میں آپ کی خدمات، آپ کا انتظامِ حکومت، آپ کی غیر معمولی ذہانت و ذکاوت، ان میں سے ہر موضوع ایسا ہے کہ اس کے بغیر آپ کی سیرت و سوانح میں تشنگی کا احساس ہوتا ہے، اگر اس کتاب کا دُوسرا حصہ اس پہلو پر مشتمل ہو تو یہ ضرورت احسن طریقے سے پوری ہو سکتی ہے، اگر حضرت مولانا ہی کے قلم سے ہو تو سبحان اللہ ورنہ حضرت اپنے تلامذہ میں سے کسی کو حکم فرما دیں کہ وہ آپ کے زیرِ ہدایت یہ خدمت انجام دیں تو بھی انشاء اللہ کافی ہوگا۔

ہمارے ملک میں ہمارے مخدوم بزرگ حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہم العالی (جامعہ محمدی جھنگ) نے "رُحَمَـاءُ بَيْنَهُمْ" کے نام سے کئی جلدوں پر مشتمل انتہائی قابل قدر کتاب تحریر فرمائی ہے، جو اپنے موضوع پر اس قدر محققانہ اور اطمینان آفرین کتاب ہے کہ کسی بھی زبان میں اس کی نظیر احقر کی نظر سے نہیں گزری، اس کام کے وقت اُسے بھی پیشِ نظر رکھا جائے تو انشاء اللہ بہت مفید ہوگا۔

(رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ)

مرزائیل

مصنفہ: آغا شورش کاشمیری۔ ناشر: مجلس طلبۂ اسلام، پیر بھٹہ بازار، چنیوٹ۔ مغربی پاکستان۔ چھوٹے سائز کے ۱۴۴ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، کاغذ رف، قیمت: دو روپے

یہ کتاب جناب شورش کاشمیری صاحب کی ایک تقریر اور بعض متفرق تحریرات سے مرتب کی گئی ہے، اور اس میں قادیانی مذہب کے سیاسی پہلو پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے، جو ہر لحاظ سے فکرانگیز اور ہر پڑھے لکھے انسان کے پڑھنے کے لائق ہے۔ (جمادی الثانیہ ۱۳۸۹ھ)

مذہب اور سائنس

مؤلفہ: حضرت مولانا عبدالباری ندوی صاحب۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، ۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ ۲۳×۳۶ سائز کے ۲۴۸ صفحات، سفید کاغذ پر متوسط کتابت وطباعت، جلد خوبصورت، قیمت: پندرہ روپے

حضرت مولانا عبدالباری ندوی صاحب برِصغیر کی ان گنی چنی شخصیتوں میں سے ہیں جنہیں ہر طبقے میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، وہ بیک وقت جدید فلسفے کے شناور، صاحبِ طراز ادیب، صحیح الفکر عالم اور صاحبِ دِل شیخِ طریقت ہیں، اور حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے اُن کی صلاحیتوں میں چارچاند لگادیئے ہیں، "مذہب اور سائنس" ان کی تازہ تالیف ہے جسے مرتب کرنے میں انہوں نے اپنے ضعف وعلالت کے باوجود نہایت عرق ریزی سے کام لیا ہے۔

سائنس کی ترقیات کو سن سن کر مرعوب ہونے اور اس کا بے سمجھے بوجھے نام لے کر مرعوب کرنے والے تو ہمارے یہاں بہت ہیں، لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جنہوں نے سائنس اور اس کی نئی تحقیقات سے حاصل ہونے والے نتائج کا دِقتِ نظر سے مطالعہ کیا ہے، حضرت مولانا عبدالباری صاحب مدظلہم نے اس کتاب میں اسی دُوسرے راستے کو اختیار کیا ہے اور بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ سائنٹفک تحقیقات پر مبنی فلسفۂ کائنات کہاں سے چل کر آج کہاں پہنچا ہے؟ اور سائنس کی نت

نئی تحقیقات کس طرح انسان کو ہزاروں ٹھوکریں کھانے کے بعد قرآنی حقائق کے آگے سجدہ ریز ہونے پر مجبور کر رہی ہیں۔

اس کتاب کی ابتداء ایک فاضلانہ مقدمے سے ہوتی ہے جو ڈاکٹر رضی الدین صدیقی صاحب (سابق وائس چانسلر اسلام آباد یونیورسٹی) نے تحریر فرمایا ہے، اس مقدمے کو اصل کتاب کی کلید کہنا چاہیئے، اس میں ڈاکٹر صاحب نے اختصار مگر جامعیت اور وضاحت کے ساتھ جدید سائنس اور فلسفے کے بعض بنیادی نظریات کی تشریح کی ہے جن سے اس کتاب میں بحث کی گئی ہے۔

حضرت مولانا عبدالباری صاحب مدظلہم نے اس کتاب میں تفصیل سے بتایا ہے کہ اس کائنات کو ایک اندھے بہرے مادّے کی کارگزاری سمجھنا، خدا سے انکار، مادّہ پرستی اور نیچریت وغیرہ یہ سب نیوٹن کے نظریۂ میکانیت اور ڈارون کے نظریۂ ارتقاء کے شاخسانے تھے جو جدید سائنٹفک تحقیقات کی روشنی میں دَم توڑ چکے ہیں، بیسویں صدی میں جو ایٹمی حقائق سامنے آئے ہیں اُنہوں نے کائنات کی میکانیت اور مادّہ پرستی کا بالکل خاتمہ کر دیا ہے، اور آئن اسٹائن کے نظریۂ اضافت نے تو زمان و مکان کی علیحدہ حیثیت کو بھی ختم کر ڈالا ہے، اب اس نئی سائنس کی رُو سے یہ کائنات ایک خودکار مشین نہیں ہے جو علت و معلول کے جبری بندھنوں میں بندھی ہوئی ہو بلکہ ایٹمی ذرّات کا ایسا مجموعہ ہے جو کسی اَن دیکھی دُنیا (یا عالمِ غیب) سے کنٹرول ہو رہا ہے، اور بقول ایڈنگٹن:۔

> کوئی نہ کوئی ایسی دُنیا ہے تو ضرور جو ہمارے آلاتِ حس پر اثرانداز ہوکر میز، کرسی، جانوروں، ستاروں وغیرہ کی دُنیا بنا کر کھڑا کر دیتی ہے جس کا ہم اپنے حواس سے ادراک کرتے ہیں، لیکن بجائے خود یہ دُنیا یا اس کا مافیہ (Content) ہے کیا؟ اس سے ہم جاہلِ مطلق ہیں۔ (ص:۱۶۸)

انہی تحقیقات کا نتیجہ ہے کہ بقول فلپ فرانک:-

بیسویں صدی کی سائنس سے کائنات کی جو عمومی تصویر بنتی ہے اگر ہم اس کو صحیح طور پر سمجھنا چاہتے ہیں تو اس مقبولِ عام دعوے یا اُمید کو مدِنظر رکھنا پڑے گا کہ اٹھارہویں اور انیسویں صدی کے مقابلے میں بیسیوں صدی کی سائنس کو مذہب اور اخلاق سے زیادہ آسانی کے ساتھ ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے۔ (ص:۱۷۵)

فاضل مصنف نے تفصیل سے بتایا ہے کہ جدید ایٹمی انکشافات نے کس طرح مادّیت کی دھجیاں اُڑا دی ہیں، اور الیکٹرون، پروٹون جیسے اجزاء کی دریافت اُن لوگوں کا کیسے مضحکہ اُڑا رہی ہے جو مادّے کو کائنات کی اصل قرار دے کر زندگی اور شعور کو بھی بخت و اتفاق یا میکانیت کا کرشمہ کہا کرتے تھے۔

ایک زمانہ تھا کہ فلسفہ زدہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کو اس بناء پر تسلیم کرنے سے انکار کرتے تھے کہ وہ قوانینِ فطرت کے خلاف ہیں، اور اسی کے نتیجے میں بعض مغرب سے سہمے ہوئے مسلمان بھی معجزے کے نام تک سے شرماتے اور قرآن و حدیث میں معذرت آمیز تاویلوں کے لئے تیار رہتے تھے (اس سلسلے میں سرسیّد احمد خاں صاحب مرحوم کا تو تکیہ کلام ہی "نیچر" بن گیا تھا)، لیکن جدید سائنس کی مسلّم شخصیت ایڈنگٹن کا قول مولانا نے نقل کیا ہے:-

سائنس کی تحقیقات سے اشیاء کی کسی اندرونی ذاتی ولاینفک خاصیت یا ماہیت و نوعیت (نیچر) کا پتہ نہیں چلتا اور ایک اہم نتیجہ خارجی دُنیا میں قانونِ علت کے ختم ہو جانے کا یہ نکلتا ہے کہ فطرت اور فوق الفطرت کے درمیان کوئی واضح فرق نہیں رہتا۔

(ص:۸۶، ۸۷)

فاضل مصنف نے سائنس کی جدید تحقیقات اور اُن سے برآمد ہونے والے

نتائج پر بیسیوں سائنس دانوں کے اقتباسات کے ڈھیر لگادیئے ہیں جن سے عصری سائنس کا مزاج سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے، لیکن آخر میں ایڈنگٹن کا ایک ایسا جملہ نقل کیا ہے جو واقعۃً آبِ زر سے لکھنے کے لائق ہے:-

> مذہبی آدمی کے لئے یہ بہت بڑے اطمینان کی بات ہے کہ اس کو میں نے کوانٹم نظریہ کی وحی کا عطا کیا ہوا خدا نہیں پیش کیا ہے جو آئندہ کسی نئے سائنسی انقلاب یا نظریہ کے سیلاب میں بہہ جائے، البتہ یہ بڑی حد تک صحیح ہے کہ سائنسی فکر کی حالیہ تبدیلیوں نے مذہب و سائنس میں توفیق و تطبیق کے بعض موانع دُور کردیئے ہیں، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ مذہب کو کسی سائنسی انکشاف پر مبنی کردیا جائے، میں کسی ایسی کوشش کے قطعاً خلاف ہوں۔
>
> (ص:۲۳۴)

آج کل ''سائنس'' کا نام آتے ہی مرعوب ہوجانے والے حضرات نے سائنس دانوں کے اقوال کو بالکل اٹل، قطعی اور ناقابلِ تردید سمجھ رکھا ہے، ایسے لوگوں کے لئے جیمس بی کوناٹ کی کتاب ''جدید سائنس اور جدید انسان'' (Modern Science and Modern man) کا یہ اقتباس بھی یادرکھنے کا ہے کہ:-

> دُنیا کے دُوسرے کام کاج والوں کی طرح سائنس داں بھی اب زیادہ تر ایک عملی انسان بن کر رہ گیا ہے ..... وہ اب کوئی ایسا جادُوگر نہیں رہا ہے جس کے پاس اسرارِ کائنات کی کنجی ہو ..... دُوسرے انسانوں کی طرح اس کے طریقے بھی بارہا ناقص ہوتے ہیں اور اس کا علم بھی قطعی کبھی نہیں ہوتا، وہ بھی مہمل سے مہمل باتوں کا قائل ہوسکتا ہے ..... سائنس جو کبھی پہلے نام نہاد قطعی یا یقینی علم کا مخزن (Repositoey) خیال کی جاتی تھی، اب اس

میں بالآخر ایسے شکوک وشبہات کی گنجائش نکل آئی ہے کہ مذہب و فلسفہ کے مسائل پر سائنس کے مقابلے میں ابہام کا اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ (ص: ۲۰۶)

بلاشبہ حضرت مولانا عبدالباری صاحب کی یہ کتاب انتہائی دلچسپ، معلومات آفریں، بصیرت افروز، بلکہ ایمان افروز ہے، اُنہوں نے اس کے ذریعہ ایک بڑے خلا کو پُر کیا ہے، اس ضعیفی میں ایسی محنت قابلِ صد تحسین و آفرین ہے، اندازِ بیان کے بارے میں تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ کتاب میں ربط و انضباط کی کمی کی بناء پر یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ کہیں موجودہ نسل کی ذہنی دسترس سے باہر نہ ہوگئی ہو۔

کتاب اصلاً ہندوستان میں چھپی تھی اور اہلِ پاکستان اس سے محروم تھے، مکتبہ رشیدیہ نے اسے اہتمام کے ساتھ چھاپ کر بڑی مفید خدمت انجام دی ہے، ہم اہلِ علمِ دین اور تعلیم یافتہ دونوں طبقوں سے اس کے مطالعے کی پُر زور سفارش کرتے ہیں۔

(محرم الحرام ۱۳۹۰ھ)

مسعود عالم ندویؒ

مؤلفہ: اختر راہی، ایم اے۔ مکتبہ ظفر، ناشر قرآنی قطعات، محلّہ فیض آباد سرگودھا روڈ گجرات۔ ۳۶×۲۳ سائز کے ۱۰۴ صفحات، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت: چھ روپے

یہ کتاب ندوہ کے معروف عالمِ دین مولانا محمد مسعود عالم ندوی صاحبؒ کی سوانح حیات اور ان کے مکتوبات پر مشتمل ہے، جنہیں فاضل مؤلف نے بڑے سلیقے کے ساتھ ترتیب دیا ہے، ان مکتوبات میں ذاتی حالات کے علاوہ بعض مفید علمی مضامین بھی آگئے ہیں۔ (جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ)

مسلمانوں کا نظمِ مملکت

تالیف عربی: ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن (مصری)۔ ترجمہ: مولوی علیم اللہ صدیقی۔ ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبرا۔ ۲۳×۳۶/۱۶ سائز کے ۴۲۸ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، قیمت درج نہیں۔

یہ ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن کی عربی کتاب "النظم الاسلامیۃ" کا ترجمہ ہے، بلکہ اسے "النظم الاسلامیۃ" کی بنیاد پر ایک نئی تالیف کہنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ فاضل مترجم نے شروع میں تصریح کردی ہے کہ انہوں نے صرف ترجمہ ہی نہیں کیا ہے، بلکہ بہت کچھ ترمیم و اضافہ اور تلخیص و تشریح سے بھی کام لیا ہے۔

اس کتاب میں مؤلف نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ تاریخِ اسلام کے مختلف زمانوں میں مسلمانوں کا نظامِ حکومت کیا اور کیسا رہا؟ پہلا باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے لے کر خلافتِ عثمانیہ کے زوال تک مسلمان خلافتوں کی اجمالی، سیاسی تاریخ پر مشتمل ہے، اور اس لحاظ سے بہت مفید ہے کہ صرف ۱۳۰ صفحات کا مطالعہ کرکے قاری اسلامی تاریخ کے ایک اجمالی نقشے سے واقف ہوسکتا ہے۔ تاریخ کی مفصل کتابیں پڑھنے سے بسا اوقات ذہن اُلجھ جاتا ہے، اور ذہن میں پوری تاریخ کا عہد بہ عہد نقشہ محفوظ نہیں رہتا، اس مختصر حصے کو پڑھ کر یہ فائدہ بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اسی باب کے آخر میں وزارت، کتابت اور حجابت کے تین عہدوں کا تعارف کرایا گیا ہے، اور ان کے طریقِ کار، اُن کے وظائف اور اُن کی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دُوسرا باب "نظامِ حکومت" کے زیرِ عنوان ہے، اور اس میں اسلامی حکومتوں کے حکام کے اختیارات و فرائض، مختلف دفاتر، دفتری زبان، سکہ سازی، جہاد، فوج کا اسلحہ، بحری بیڑے، ڈاک اور پولیس کے نظام کا تعارف کرایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ مختلف زمانوں میں یہ ادارے کس طرح کام کرتے رہے ہیں۔

تیسرا باب نظامِ مالیات سے متعلق ہے اور اس میں بیت المال کے ذرائع آمد وصرف کو تاریخ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ چوتھا باب نظامِ عدلیہ کی تفصیل بیان کرتا ہے، اور اس میں عدالت کے طریقِ کار کے سلسلے میں عہد بہ عہد تبدیلیوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور آخری باب میں تاریخِ اسلام میں غلامی کے نظام کا جائزہ لیا گیا ہے۔

بحیثیتِ مجموعی کتاب بہت دِلچسپ اور معلومات آفریں ہے، اور اس کے مضامین جمع کرنے میں مؤلف نے خاصی محنت اور عرق ریزی سے کام لیا ہے، اور اس مقصد کے لئے بہت سے عربی اور انگریزی مآخذ سے استفادہ کیا ہے۔

البتہ کتاب کو مجموعی حیثیت سے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے مؤلف خالص تاریخ کے آدمی ہیں اور تفسیر، حدیث اور فقہ کے علوم میں اُنہیں دسترس نہیں ہے، اسی وجہ سے جہاں کہیں ضمنی طور سے فقہی یا کلامی مسائل آگئے ہیں، وہاں اکثر و بیشتر ان کا قلم غیرمحتاط ہوگیا ہے، بلکہ بعض جگہ وہ نہایت خطرناک باتیں بھی لکھ گئے ہیں، مثلاً صحابہ کرامؓ پر تنقید کے معاملے میں ان کا قلم اس درجہ بے باک ہے کہ معاملے کی قرار واقعی تحقیق بھی اُنہوں نے ضروری نہیں سمجھی، حضرت عثمانؓ کے پہلے خطبے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

> یہ چند نصیحتیں ہیں جن کا تعلق دین سے ہے سیاست سے نہیں، مستقبل میں بھی حضرت عثمانؓ نے کوئی ایسی سیاسی پالیسی اختیار نہیں کی جو عالمِ اسلام کو مطمئن کر سکے، اس کی وجہ ان کی ضعیف العمری تھی، ان کی فطری نرم دِلی، حد سے زیادہ دینداری اور ضرورت سے زیادہ اسلاف پرستی اور تازیانہ تھی ..... حضرت عثمانؓ تقویٰ و پرہیزگاری، حلم و بردباری، نرم خوئی اور تواضع میں ممتاز تھے، لیکن عالمِ اسلامی پر حکومت کرنے کے لئے غیرموزوں تھے۔ (ص:۴۴)

ان اقتباسات پر سوائے اِستغفار پڑھنے کے اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے موقع پر مہاجرین نے "الأئمة من قريش" کی جو حدیث پیش کی، اس کے بارے میں لکھتے ہیں:-

> آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حکومت کا منصب قریش میں، عدالت کا محکمہ انصار میں اور اذان کا اعزاز حبشہ میں ہوگا، اور ایک بار ارشاد فرمایا تھا کہ: "امام قریش سے ہوں گے جب تک وہ عدل کے ساتھ حکومت کریں گے، وعدہ وفائی کریں گے، رحم و شفقت کریں گے۔" مہاجرین نے یہ تمام احادیث پیش کردیں مگر قرآن سے کوئی ثبوت پیش نہ کرسکے جس سے یہ ظاہر ہو کہ خلافت کسی خاص قبیلے یا طبقہ تک محدود ہے۔ (ص:۲۵)

اس عبارت میں چند در چند مغالطے ہیں، "الأئمة من قريش" کے مسئلہ سے بعض فقہاء نے بھی علمی اختلاف کیا ہے لیکن یہ انداز کی حدیثیں تو پیش کردیں، قرآنِ کریم کی آیات پیش نہ کیں؟ حدیث کے بارے میں جس اُلجھی ہوئی ذہنیت کی غمازی کرتا ہے، وہ ظاہر ہے۔

بنواُمیہ اور بنوعباس کے دور میں موروثی خلافت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

> فقہاء نے اس بادشاہی نظامِ حکومت کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے اس قسم کی احادیث سے استدلال کی کوشش کی ہے کہ خلافت میرے بعد پورے چالیس سال تک رہے گی، پھر جبر و استبداد کی حکومت ہوجائے گی۔ سرٹامس آرنلڈ کا خیال ہے کہ اس قسم کی بہت سی احادیث اس نظامِ استبدادی کی صحت کو ذہن نشین کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط

منسوب کردی گی ہیں .....الخ۔ (ص:۲۳، ۲۴)

اسے حدیث اور فقہ سے بالکل تہی دامنی کے سوا اور کیا کہا جائے کہ اوّل فقہائے کرام کی طرف ایک غلط بات منسوب کی، پھر اس کی دلیل میں غلط طور پر ایک ایسی حدیث پیش کی جس کا اصل مسئلہ سے تعلق ہی نہیں، پھر اس حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا مسئلہ فنی طور پر حل کرنے کے بجائے ٹامس آرنلڈ کا فتویٰ سنادیا، گویا وہ احادیث کے معاملے میں سب سے بڑی اتھارٹی ہے، انا للہ۔

اس قسم کی باتوں کے پیشِ نظر فقہی اور کلامی مسائل قرآن و حدیث اور صحابہ کرامؓ کے کارناموں کے بارے میں اس کتاب پر اعتماد دُرست نہیں، البتہ اس میں مسلمانوں کے عام نظامِ حکومت کے بارے میں جو تاریخی مواد آگیا ہے وہ قابلِ استفادہ اور دلچسپ ہے۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ)

مسلمان بیوی

مصنفہ: مولانا محمد ادریس صاحب انصاری۔ ناشر: کلام کمپنی، تیرتھ داس روڈ مقابل مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ کراچی۔ ضخامت: چھوٹے سائز کے ۱۲۸ صفحات، آفسٹ کی عمدہ کتابت و طباعت، کاغذ سفید۔ قیمت مجلد: دو روپے، بلا جلد: ۱/۷۵

اس کتابچے میں فاضل مصنف نے وہ تعلیمات و ہدایات جمع فرمادی ہیں جن کی ضرورت ایک مسلمان عورت کو بحیثیت ایک بیوی کے پیش آسکتی ہیں۔ والدین، شوہر اور سسرال کے حقوق، ان کی نگہداشت کے طریقے اور آدابِ معاشرت پر مشتمل یہ کتابچہ ہر مسلمان عورت کے مطالعے کے لائق ہے۔ (رجب المرجب ۱۳۸۹ھ)

مسلمان خاوند اور مسلمان بیوی

مؤلفہ: مولانا محمد ادریس صاحب انصاری۔ ناشر: دارالاشاعت، مولوی مسافر خانہ کراچی نمبرا

یہ دو رسالے ہیں، ایک میں مسلمان خاوند کو اس کے آداب و فرائض بتائے گئے ہیں، اور دُوسرے میں مسلمان بیوی کو۔

فاضل مؤلف نے نہایت آسان اور عام فہم زبان میں شوہر اور بیوی کی شرعی، معاشرتی اور اخلاقی ذمہ داریاں بیان کردی ہیں، معمولی پڑھے لکھے افراد بھی ان رسائل سے بخوبی فائدہ اُٹھاسکتے ہیں انہیں خصوصیات کی وجہ سے یہ رسائل بہت مقبول ہوئے ہیں۔ ''البلاغ'' میں پہلے بھی ان پر تبصرہ آچکا ہے، زیرِ نظر ایڈیشن دارالاشاعت نے آفسٹ کی اعلیٰ کتابت و طباعت کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے اور ہر گھر کی زینت بننے کے لائق ہے، ''مسلمان خاوند'' چھوٹے سائز کے ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کی قیمت: ۸۰/۱ ہے، اور ''مسلمان بیوی'' ۱۲۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کی قیمت دو روپے ہے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ)

مسئلۂ اقربانوازی

تالیف: حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہم۔ ناشر: دارالتصنیف، جامعہ محمدی شریف، ضلع جھنگ۔ ۳۶×۲۳ سائز کے ۴۰۸ صفحات، کتابت و طباعت اعلیٰ، جلد نفیس، قیمت: ۳۰ روپے

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہم العالی ہمارے دور کے اُن علماء میں سے ہیں جن پر اس ملک کو علم و تحقیق کے اعتبار سے فخر کرنا چاہئے۔ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مطاعن کے جواب اور ان کے باہمی تعلقات پر ''رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ'' کی متعدد جلدوں کا ذکرِ خیر ان صفحات میں پہلے آچکا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ یہ اپنے موضوع پر علم و تحقیق کا ایسا شاہکار ہے کہ صرف اُردو ہی میں نہیں، شاید عربی اور فارسی میں بھی اس پائے کی دُوسری کتاب اس موضوع پر نہیں ملے گی۔

زیرِ نظر کتاب کو ''رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ'' ہی کی چوتھی جلد کہنا چاہئے، لیکن یہ پوری

جلد چونکہ صرف ایک ہی مسئلے کی تحقیق کے لئے وقف ہے اس لئے اس کا مستقل نام رکھ دیا گیا ہے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ اعتراض بڑے زور وشور کے ساتھ پھیلایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے دورِ حکومت میں اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے دیئے، اس اعتراض کی علمی تحقیق اس کتاب کا موضوع ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ فاضل مؤلف نے اس مسئلے کی تنقیح وتحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔

انہوں نے پہلے یہ بتایا ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں کتنے عامل اور اُونچے عہدہ دار تھے، اور اُن میں سے کتنے بنواُمیہ سے تعلق رکھتے تھے؟ پھر یہ بتایا ہے کہ ان چند بنواُمیہ کے حضرات کو کن حالات میں اور کیوں والی مقرر کیا گیا؟ اس کے بعد ان میں سے ایک ایک کے ذاتی حالات کی تحقیق کی ہے، اور ان پر لگائے جانے والے الزامات کا محققانہ جائزہ لیا ہے، جس سے ایک انصاف پسند انسان پر یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان عمال کا تقرر (معاذ اللہ) خویش پروری یا اقربانوازی کی بنیاد پر نہیں تھا، بلکہ ان کو خاص حالات میں ان کی صلاحیتوں کے پیشِ نظر مقرر کیا گیا تھا، اس فیصلے سے اگر بعض صحابہ کرامؓ کو کوئی اختلاف ہوا تو وہ رائے کا اختلاف ہوسکتا ہے، لیکن اس کو ''اقربانوازی'' قرار دینا اس پروپیگنڈے کا شاخسانہ ہے جس کے ذریعے اکابرِ صحابہؓ پر اتہام طرازی کو بعض حلقوں کی طرف سے مستقل مشن بنالیا گیا تھا۔

بہرصورت! یہ اپنے موضوع پر نہایت بلند پایہ کتاب ہے، اور معیارِ تحقیق کی بلندی کے ساتھ ساتھ دامنِ اعتدال کو کسی جگہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا گیا، آج کل جو لوگ ''دفاعِ صحابہؓ'' کے نام پر ناصبیت کے فروغ میں مشغول ہیں، یہ کتاب ان کے لئے بھی سرمۂ بصیرت کی حیثیت رکھتی ہے۔ البتہ صفحہ:۱۰۰ پر محمد بن اسحاقؒ کے سلسلے میں جو تنقید نقل کی گئی ہے، اور اُن کے ناقابلِ اعتبار ہونے کی طرف جس طرح میلان ظاہر کیا گیا ہے وہ فاضل مصنف کی نظرِ ثانی کا مستحق ہے، کیونکہ محدثین اور علمائے جرح

وتعدیل کے تمام اقوال کو اگر سامنے رکھا جائے تو محمد بن اسحاقؒ کے بارے میں معتدل بات وہی معلوم ہوتی ہے جو حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمائی ہے کہ وہ رُواۃِ حسان میں سے ہیں، ان کا تفرد اور عنعنہ بے شک صحت کے اعلیٰ معیار پر نہیں پہنچتا، لیکن ان کی روایات کو بالکلیہ رَدّ کرنے کے لئے بھی کافی معلوم نہیں ہوتا، اور محدثین نے جس کثرت کے ساتھ ان کی روایات لی ہیں اور بالخصوص سیر و مغازی میں اُن پر جس طرح انحصار کیا ہے اس کے پیشِ نظر اُن کو بالکلیہ ساقط الاعتبار قرار دینا مبالغہ معلوم ہوتا ہے، واللہ سبحانہ اعلم۔

اس جزوی مشورے سے قطع نظر، یہ کتاب اس عہد کی بہترین کتابوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کو اس کی تالیف پر جزائے خیر عطا فرمائیں۔

(ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ)

مشکلات القرآن

مؤلفہ: حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ $\frac{20 \times 30}{8}$ سائز کے ۲۸۰ صفحات، کاغذ دبیز، کتابت و طباعت عمدہ، قیمت درج نہیں۔

یہ کتاب امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس اللہ سرہٗ کی باضابطہ تالیف نہیں، بلکہ تفسیرِ قرآن سے متعلق حضرتؒ کی گراں قدر یادداشتوں کا مجموعہ ہے، حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہٗ کا معمول تھا کہ وہ رمضان المبارک میں قرآنِ کریم اور اس کی تفسیر پر غور وفکر اور تدبر کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور اس تدبر کے دوران بہت سی تفسیروں کا مطالعہ بھی فرمایا کرتے تھے، اس تدبر کے نتیجے میں جو علوم و معارف سامنے آتے، انہیں مختصر الفاظ میں اپنی یادداشت کے لئے تحریر فرمالیا کرتے تھے، نیز جن کتابوں میں موضوع سے متعلق اہم تفصیلات ملنے کا امکان ہو، ان کے حوالے بھی

بقیدِ صفحات ان یادداشتوں میں تحریر فرمالیا کرتے تھے، ''مشکلات القرآن'' انہی گراں قدر یادداشتوں کا مجموعہ ہے۔ اس کی اہمیت کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ جیسے یگانۂ روزگار اور متبحر عالم کے خصوصی مطالعے اور تدبر کے ثمرات پر مشتمل ہے، خود حضرت شاہ صاحبؒ کے قائم کردہ ادارے ''مجلسِ علمی'' نے اسے ڈابھیل سے شائع کرنے کا ارادہ کیا تو اس پر حواشی تحریر کرائے گئے، جن میں حضرت شاہ صاحبؒ کے دیئے ہوئے حوالوں کی مفصل عبارتیں درج کردی گئیں، اگرچہ اصل مفید کام تو یہ تھا کہ ان عبارتوں ہی سے صرف اس حصے کا انتخاب کیا جاتا جو موضوع کی مناسبت سے حضرت شاہ صاحبؒ کا مقصود تھا، لیکن اس کے تعین کے لئے حضرت شاہ صاحبؒ کے مدارک سے واقف ہونا ضروری تھا۔ بہرحال! حواشی کی ان عبارتوں سے اہلِ علم کے لئے یہ سہولت ضرور ہوگئی کہ متعلقہ عبارتیں یکجا سامنے آگئیں، اور یہ بھی ایک بڑا کام ہے۔ ''مشکلات القرآن'' کی پہلی طباعت کے وقت حضرت شاہ صاحبؒ کے خصوصی شاگردِ رشید حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر سیر حاصل مقدمہ ''یتیمۃ البیان'' کے نام سے تحریر فرمایا جو حضرتِ موصوفؒ کے تبحرِ علمی کا شاہکار ہے، اور احقر کی رائے میں مختلف تفسیروں پر جو مقدمات لکھے گئے ہیں، ان میں یہ ممتاز ترین حیثیت کا حامل ہے اور ایسی نادر ابحاث پر مشتمل ہے جو دوسری جگہ ملنی مشکل ہیں۔ اس طرح ''مشکلات القرآن''، اس کے حواشی اور اس کے گراں قدر مقدمہ کے ساتھ یہ کتاب سالہا سال پہلے مجلسِ علمی ڈابھیل سے شائع ہوئی تھی، لیکن پھر نایاب ہوگئی، اب ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان نے اسی قدیم نسخے کا فوٹو لے کر اسے زیادہ بہتر انداز میں شائع کردیا ہے جس پر وہ مبارک باد کا مستحق ہے۔

علم کے کساد بازاری کے اس دور میں ایسی کتابوں کی قدر پہچاننے والے کم ہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب علم کے طالبین کے لئے علوم و معارف کا ایک خزانہ ہے، اور تفسیرِ قرآن سے متعلق ایسے حقائق و نکات پر مشتمل ہے جو بسااوقات سینکڑوں

کتب کی ورق گردانی سے بھی حاصل نہیں ہوتے، اُمید ہے کہ اہلِ علم اس کی کماحقہ قدر کریں گے۔ (ربیع الاوّل ۱۴۱۴ھ)

مُصنَّف ابن أبی شیبہؒ

مؤلف: امام حافظ ابوبکر ابنِ ابی شیبۃ العبسی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ناشر: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، اشرف منزل ۴۳۷/د، گارڈن ایسٹ کراچی نمبر ۵۔ ۱۸×۲۳/۱۶ سائز پر سولہ جلدوں میں مکمل سیٹ، عربی ٹائپ کی عمدہ طباعت، سولہ کی سولہ جلدیں نہایت خوشنما اور شایانِ شان۔

امام ابوبکر ابنِ ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی دین کے کسی بھی طالبِ علم کے لئے محتاجِ تعارف نہیں، وہ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور ائمہ ستہ میں سے بیشتر کے اُستاذ ہیں، اور ان کی یہ کتاب "مُصنَّف ابنِ أبی شیبہ" حدیث کے جلیل القدر مآخذ میں شمار ہوتی ہے اور علمِ حدیث کی شاید ہی کوئی وقیع کتاب اس کے حوالوں سے خالی ہو۔ امام ابنِ ابی شیبہؒ چونکہ صحاحِ ستہ کے مؤلفین سے مقدم ہیں، اور دُوسری صدی ہجری کے آخر اور تیسری صدی کے آغاز میں ہوئے ہیں، اس لئے قدامت کے لحاظ سے بھی اس کتاب کو فوقیت حاصل ہے۔

مرفوع احادیث کے علاوہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے آثار، اقوال، فتاویٰ اور واقعات بھی اس کتاب میں اتنی کثرت کے ساتھ آئے ہیں کہ یہ کتاب حدیث کی عظیم الشان کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ قرونِ اُولیٰ کے ائمہ کے فقہی افکار اور اجتہادات کا بھی انتہائی گراں قدر ذخیرہ ہے۔

تدوینِ حدیث کے ابتدائی دور میں لفظ "مصنَّف" عموماً اس مفہوم میں استعمال ہوتا تھا جس کے لئے بعد میں "سُنَن" کی اصطلاح معروف ہوئی، چنانچہ یہ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب ہے، لیکن زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس

کے بارے میں احادیث و آثار اس میں موجود نہ ہوں۔ چنانچہ علمِ حدیث کے علماء و طلبہ ہر دور میں اس سے نہ صرف استفادہ کرتے رہے ہیں، بلکہ اسے اہم ترین علمی متاع سمجھا ہے، لیکن اب تک یہ کتاب پوری شائع نہیں ہوئی تھی۔

ملتان کا مطبوعہ نسخہ تو صرف چند اجزاء پر مشتمل تھا، حیدرآباد دکن میں بھی صرف پانچ جلدیں شائع ہوئی تھیں، پھر ابھی کچھ عرصہ پہلے بمبئی سے جو نسخہ شائع ہوا، وہ اب تک کے نسخوں میں سب سے زیادہ جامع تھا، لیکن اس میں بھی چار سو نوّے ابواب کم تھے۔

حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سابق ناظم دارالعلوم کراچی) بانئ ادارۃ القرآن نے اپنے علمی ذوق اور دینی جذبے کے تحت اس کتاب کی مکمل اشاعت کا بیڑا اُٹھایا، اور یہ چار سو نوّے ابواب جو ایمان و نذور اور حج وغیرہ سے متعلق تھے، پیر جھنڈو کے کتب خانے کے قلمی نسخے سے حاصل کرکے اس کتاب کی تکمیل فرمائی، نیز اس کی تصحیح وغیرہ میں بھی محنتِ شاقہ برداشت کی، اور اس طرح یہ نسخہ مصنف ابنِ ابی شیبہؒ کے اب تک کے طبع شدہ نسخوں میں سب سے زیادہ جامع اور مکمل نسخہ ہے، اور حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذخیرۂ حسنات میں گراں قدر اضافہ۔

ان کی سرپرستی میں ادارۃ القرآن نے جو ضخیم، نایاب اور علمی کتابیں شائع کی ہیں، اور جن کی وجہ سے یہ ادارہ ملک کے ناشرین میں ممتاز ترین مقام حاصل کرچکا ہے، ان میں سے ایک یہ مصنف ابنِ ابی شیبہؒ بھی ہے جو یقیناً اس کی خدماتِ جلیلہ میں نمایاں مقام کی حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں، اور اہلِ علم و دانش کو اس سے کماحقہ استفادہ کی توفیق بخشیں، آمین۔ (رجب المرجب ۱۴۰۹ھ)

معارف التجوید

مؤلفہ: مولانا قاری محمد حبیب اللہ صاحب۔ ناشر: معہد القرآن۔ ملنے کا پتہ: فاروقی مسجد، میری ویدر ٹاور کراچی نمبر۲۔ $\frac{30 \times 20}{16}$ سائز کے ۲۸۰ صفحات، آفسٹ کی خوشنما کتابت وطباعت، کاغذ عمدہ، قیمت مجلد: پانچ روپے

علمِ تجوید قرآنِ کریم کی صحیح تلاوت کے لئے جتنا ضروری علم ہے ہمارے یہاں اتنی ہی اس سے غفلت برتی گئی ہے۔ کچھ عرصے سے ہمارے ملک میں حسنِ قراءت کا ذوق تو بڑھا ہے لیکن ہنوز وہ خوش آوازی کی حد تک محدود ہے۔ ورنہ جہاں تک قواعدِ تجوید کا تعلق ہے، بہت سے قراء بھی ان کا پورا لحاظ نہیں رکھتے، شاید اس بے التفاتی کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ علم تجوید کے قواعد آسان اور منظم انداز سے اُردو زبان میں بہت کم مرتب کئے گئے ہیں، لیکن اب مولانا قاری حبیب اللہ صاحب نے پیشِ نظر کتاب مرتب کر کے اُردو داں حضرات کے لئے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا۔

فاضل مؤلف نے اس کتاب کو سوال و جواب کے انداز میں مرتب کیا ہے اور اس میں علمِ تجوید اور رسم الخط کے ضروری مسائل بڑے دِل نشین انداز میں جمع کردیئے ہیں۔ مسائل کے مستند ہونے کے لئے تو یہی بات کافی ہے کہ امام التجوید حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی دامت برکاتہم نے اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پورا سنا اور اس کے بعد تحریر فرمایا کہ:۔

> گرامی موصوف نے یہ کتاب نہایت عرق ریزی اور کامل جانفشانی سے تصنیف فرمائی ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ تجوید اور رسم الخط دونوں کی ضروریات کے لئے جامع ہے، انشاء اللہ تعالیٰ قرآن کے شائقین کو اس سے بہت ہی نفع ہوگا۔ (ص:۲۳)

جہاں تک اُسلوبِ بیان کا تعلق ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فاضل

مؤلف کو تجوید و قراءت کا علم اُردو داں حضرات تک پہنچانے کی خاص توفیق اور اس کا عمدہ سلیقہ مرحمت فرمایا ہے، اور اس کی وجہ سے کتاب سے استفادہ بہت آسان ہو گیا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ علمِ تجوید پر اُردو زبان میں اتنی عمدہ ترتیب کے ساتھ ایسی جامع کتاب پہلے ہماری نگاہ سے نہیں گزری، اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس قسم کی مزید خدمات کی توفیق دے۔ کتابت و طباعت بھی نہایت سلیقے کے ساتھ ہوئی ہے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ)

معارف الحدیث (جلد پنجم)

تالیف: مولانا محمد منظور نعمانی صاحب۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، غلہ منڈی ساہیوال۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ سائز کے ۴۰۸ صفحات، سفید کاغذ پر خوشنما کتابت و طباعت، خوبصورت جلد، قیمت: بارہ روپے پچھتر پیسے

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم (لکھنؤ) کو اللہ تعالیٰ نے عہدِ حاضر میں اسلامی تعلیمات کے پیش کرنے کا خاص سلیقہ اور اس کی قابلِ رشک توفیق عطا فرمائی ہے۔ اُن کی یوں تو متعدد کتابیں مقبول اور مفید ہیں، لیکن "معارف الحدیث" کو موصوف کی علمی بصیرت، سلیقۂ گفتار اور جذبۂ دعوتِ دین کا شاہکار کہنا چاہئے۔ اس کتاب میں انہوں نے احادیثِ نبویؐ کا ایک جامع انتخاب نہایت دِل نشین تشریح کے ساتھ جمع فرمایا ہے، جس کے مطالعے سے ایمان و یقین میں اضافہ، دینی معلومات میں ترقی اور جذبۂ عمل میں تازگی پیدا ہوتی ہے، افسوس ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے مکدّر سیاسی تعلقات کا اثر علمی رسائل و کتب پر بھی پڑا، اور ہندوستان کی دُوسری اہم علمی کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی یہاں نایاب ہوگئی، اب مکتبہ رشیدیہ ساہیوال نے فاضل مؤلف سے اجازت لے کر اس کتاب کو یہاں طبع کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے اور سب سے پہلے جلد پنجم شائع کی ہے جو ہندوستان میں حال ہی میں

طبع ہوئی ہے۔

یہ جلد صرف ''کتاب الاذکار والدعوات'' پر مشتمل ہے، اور اس میں وہ احادیث تشریح کے ساتھ جمع کی گئی ہیں جو دُعا کی فضیلت و اہمیت اور تعلق باللہ پر اس کے اثرات کی وضاحت کرتی ہیں، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی دُعائیں ماثور ہیں خواہ عمومی ہوں یا خاص خاص اوقات کے لئے، ان میں سے اکثر اس میں آگئی ہیں، فاضل مؤلف چونکہ نرے علم بمعنی دانستن ہی کے عالم نہیں ہیں، بلکہ اللہ نے انہیں انابت وخشیت کا سوز وگداز بھی عطا فرمایا ہے، اور وہ اَذکار و اَدعیہ کا عملی ذوق بھی رکھتے ہیں، اس لئے جس انداز سے انہوں نے ان احادیث کی تشریح فرمائی ہے اُس سے پڑھنے والے کے دِل پر بھی یہ اثر ہوتا ہے کہ اَذکار و اَدعیہ کا شوق بیدار ہوتا ہے۔

احادیثِ نبویؐ کے بعض دُوسرے مجموعے بھی اُردو میں تشریحات کے ساتھ آئے ہیں، لیکن ان میں سے بعض زیادہ دقیق اور علمی مباحث پر مشتمل ہیں، اور بعض سطحی تشریحات پر، یہ کتاب اس لحاظ سے عہدِ حاضر کے عام پڑھے لکھے لوگوں کے لئے زیادہ مفید ہے کہ اس میں دقیق علمی مباحث کے بجائے حدیث کے عملی پہلو کو اُجاگر کیا گیا ہے اور اس کا اندازِ تالیف نہ بالکل سطحی اور عامیانہ ہے اور نہ بہت دقیق، یہ ایسا عام فہم مجموعہ ہے جس سے ایک متوسط درجے کا تعلیم یافتہ انسان پوری طرح بہرہ اندوز ہوسکتا ہے۔

مکتبہ رشیدیہ نے یہ کتاب بڑے اہتمام اور خوش ذوقی کے ساتھ طبع کی ہے، ہم اپنے قارئین سے اس کے مطالعے کی پُرزور سفارش کرتے ہیں، اور دُعا گو ہیں کہ خدا کرے اس کتاب کی ابتدائی جلدیں بھی اسی حسنِ اہتمام کے ساتھ جلد منظرِ عام پر آئیں، آمین۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ)

معارف الحدیث (جلد اوّل و دوم)

مؤلفہ: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہم۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، غلہ منڈی ساہیوال۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ سائز کے ۲۸۸ صفحات اور جلد دوم: ۳۴۰ صفحات، عمدہ کاغذ، فوٹو آفسٹ کی دِلکش طباعت، خوبصورت جلد، قیمت جلد اوّل: دس روپے۔ جلد دوم: ساڑھے گیارہ روپے

''معارف الحدیث'' کی جلد پنجم پر تبصرہ ''البلاغ'' میں پہلے آچکا ہے، یہ اسی کتاب کی پہلی دو جلدیں ہیں جو مکتبہ رشیدیہ نے حال ہی میں شائع کی ہیں، جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، اس کتاب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم سے حدیثِ نبوی کی ایک نہایت مفید اور گراں قدر خدمت لی ہے۔ اُردو زبان میں احادیث کے جو مجموعے اب تک آئے ہیں اُن میں سے بعض تو نرا ترجمہ ہیں، ان میں تشریحات نہیں ہیں، اور جس شخص نے علومِ قرآن و حدیث کو باقاعدہ حاصل نہ کیا ہو اُس کے لئے یہ نرے ترجمے بسااوقات فائدے کے بجائے اُلٹے نقصان کا سبب بن جاتے ہیں، اور بعض مجموعے تشریحات کے ساتھ بھی شائع ہوئے ہیں لیکن یا تو ان کا علمی معیار اتنا بلند ہوگیا ہے کہ متوسط درجے کے پڑھے لکھے لوگوں کے لئے بھی اُن سے استفادہ مشکل ہے یا پھر ان کا اُسلوب اتنا عامیانہ ہے کہ صرف معمولی پڑھے لکھے لوگ ہی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔

''معارف الحدیث'' کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حدیث کے بنیادی مقاصد اور اس سے متعلق ضروری تشریحات کو اس اعتدال اور سلیقے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ متوسط درجے کا پڑھا لکھا آدمی اس سے بہ آسانی فائدہ اُٹھاسکتا ہے۔ تشریحات میں دقیق علمی مباحث کے بجائے حدیث کی بنیادی تعلیمات، عام زندگی سے اس کے رابطے اور اس سے ملنے والے عملی سبق پر زیادہ زور دیا گیا ہے، نیز ممکنہ

شبہات واعتراضات کا بھی شافی جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

جلدِ اوّل ایمانیات پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۴۰ احادیث کے ذریعہ توحید، رسالت، آخرت اور ان سے متعلق جملہ ضروری عقائد کا مفصل بیان ہے، اور جلدِ دوم کتاب الرقاق اور کتاب الاخلاق پر مشتمل ہے، کتاب الرقاق میں خوفِ خدا، فکرِ آخرت، حقارتِ دُنیا اور حقیقتِ زُہد پر مشتمل ایک سو احادیث کی تشریح ہے۔ یہ پورا حصہ انتہائی ایمان افروز اور علم وحکمت کے خزانوں پر مشتمل ہے اور اس کے مطالعے سے قلب میں گداز اور خشیت وانابت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ کتاب الاخلاق میں کل ایک سو ساٹھ احادیث ہیں، اور ان میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام میں کون سے اخلاق قابلِ تعریف اور کون سے قابلِ مذمت ہیں؟ اچھے اخلاق کو اپنے اندر پیدا کرنے اور بُرے اخلاق سے پاک ہونے کے کیا کیا طریقے ہیں؟ جلدِ اوّل کے شروع میں مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحب کے قلم سے ''حجیتِ حدیث'' کے موضوع پر ایک خاصا مفصل مقدمہ ہے جس میں حدیث کی ضرورت واہمیت واضح کی گئی ہے، اور بڑے سادہ اور دِل نشین دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ حدیث کا انکار کرکے قرآنِ کریم کو ٹھیک ٹھیک سمجھنا ممکن ہی نہیں۔

ہماری نظر میں یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر مسلمان گھرانے میں پہنچے اور گھروں اور مسجدوں میں اس کے اجتماعی مطالعے کا معمول بنایا جائے۔

(محرم الحرام ۱۳۹۳ھ)

معارف الحدیث (جلد سوم وچہارم)

مؤلفہ: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، غلہ منڈی ساہیوال۔ سائز: $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$، کتابت وطباعت اور کاغذ معیاری، جلد سوم کی ضخامت: ۴۹۲ صفحات، قیمت: بیس روپے، اور جلد چہارم کی ضخامت: ۲۹۶ صفحات، قیمت درج نہیں۔

اس کتاب کی متعدد جلدوں پر تبصرہ ''البلاغ'' میں پہلے آچکا ہے، اب اس کی تیسری اور چوتھی جلدیں پیشِ نظر ہیں، تیسری جلد کتابُ الطہارۃ اور کتابُ الصلوٰۃ پر مشتمل ہے، اور اس میں طہارت کی ستر اور نماز کی ۳۵۱ احادیث دِل نشین تشریح کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔ حدیث کی فنی کتابوں میں طہارت اور صلوٰۃ کے اَبواب نہایت مبسوط اور مفصل علمی مباحث پر مشتمل ہوتے ہیں، لیکن چونکہ ''معارف الحدیث'' کا مقصدِ تالیف یہ ہے کہ ان علمی مباحث کو چھیڑنے کے بجائے احادیث کی عملی ہدایات پہنچائی جائیں، اس لئے فاضل مؤلف نے یہ بڑا اچھا کیا ہے کہ ان علمی مباحث کو چھیڑنے کے بجائے احادیث کے عملی پہلو پر ہی اپنی ساری توجہ مرکوز فرمائی ہے، اس مقصد کے لئے موصوف نے جس نہج پر احادیث کا انتخاب کیا ہے وہ بجائے خود ان کی بالغ نظری اور علمی و دینی بصیرت کی دلیل ہے۔ جن احادیث کی تشریح میں روایات کا تعارض یا فقہی اختلافات کا بیان ناگزیر تھا وہاں انہوں نے توجیہات اور دلائل کی بھرمار کرنے کے بجائے وہ چھنی چھنائی تحقیق ذکر فرمادی ہے جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ صاف اور بے غبار تھی، فقہی اختلافات کا بیان بھی اس انداز سے کیا گیا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تمام فقہی مذاہب کی اصل قرآن و سنت ہی ہے، فرق صرف تشریح و تفسیر کا ہے، اس سلسلہ میں حضرت شاہ ولی صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''حجۃ اللہ البالغہ'' سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی جلد چہارم کتابُ الزکوٰۃ، کتابُ الصوم اور کتابُ الحج پر مشتمل ہے، اور ان تینوں اَبواب میں بھی وہ خصوصیات بدرجۂ کمال پائی جاتی ہیں جن کا ذکر اُوپر آیا ہے۔

بلاشبہ ''معارف الحدیث'' لکھ کر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم نے بڑی قابلِ قدر خدمت انجام دی ہے اور اس سے اُردو زبان میں ایک ایسی کتاب کا اضافہ ہوا ہے جس سے کوئی مسلمان گھرانہ خالی نہیں ہونا چاہیئے۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ)

معارف الحدیث (جلد ہفتم)

مؤلفہ: مولانا محمد منظور نعمانی صاحب۔ ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ کراچی نمبرا۔ ۲۶×۲۰ سائز کے ۲۴۸ صفحات، دبیز کاغذ پر آفسٹ کی عمدہ طباعت۔

''معارف الحدیث'' حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم کی وہ مقبولِ عام کتاب ہے جس نے سنت کی ہدایات کو عام مسلمانوں تک پہنچانے میں قابلِ قدر کردار اَدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم کو دین کی باتیں آسان، دِلکش اور مختصر انداز میں پیش کرنے کی خاص توفیق اور اس کا قابلِ رشک سلیقہ عطا فرمایا ہے، اور انہوں نے اس کتاب میں اپنے ان مواہب سے کماحقہ کام لیا ہے۔

''معارف الحدیث'' کی مختلف جلدوں پر ''البلاغ'' میں تبصرہ آچکا ہے، یہ اس کتاب کی ساتویں جلد ہے جو پہلی بار شائع ہوئی ہے۔

اس جلد میں نکاح و طلاق، بیع و شراء اور دیگر معاملات، نظامِ عدالت اور نظامِ حکومت سے احادیث کا انتخاب دِل نشین تشریحات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ یہ جلد اس لحاظ سے خصوصی اہمیت کی حامل ہے کہ زندگی کے ان شعبوں میں اسلامی اَحکام سے غفلت اس دور میں سب سے زیادہ ہے، دیندار کہلانے والے افراد نے بھی دین کو صرف عبادات کی حد تک محدود سمجھ لیا ہے، اور کاروبارِ زندگی میں دین کا عمل دخل کم سے کم کردیا ہے، ان حالات میں دین کی ان ہدایات کی نشر و اشاعت زیادہ سے زیادہ ہونی چاہئے جن کا تعلق ہماری معاشرت اور ہمارے معاملات سے ہے، اور ''معارف الحدیث'' کی یہ جلد اس ضرورت کو پورا کرتی ہے اور اس کے مطالعے سے اس مزاج اور ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے جو اسلام ان معاملات سے متعلق اپنے پیروؤں

میں دیکھنا چاہتا ہے۔

اس جلد کے مطالعے کے وقت یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہئے کہ اس کتاب میں فاضل مؤلف کا مقصد فقہی مسائل کی تفصیل بیان کرنا نہیں ہے، بلکہ احادیث کی ایسی تشریح ہے جس سے احادیث کا بنیادی مفہوم ایک عام مسلمان پر واضح ہو جائے، اور جس سے بحیثیتِ مجموعی اسلامی سیرت و کردار اور اسلامی مزاج و مذاق کی تخم ریزی ہو۔ فاضل مؤلف نے کتاب کے آغاز میں خود بھی جو وضاحت فرمائی ہے اس کا حاصل بھی یہی ہے، اور اسی لئے فاضل مؤلف فقہی مسائل پر اختلافات کی بحثوں میں نہیں اُلجھے، لہٰذا اس کتاب کا مطالعہ اسی نقطۂ نظر سے کرنا چاہئے اور اس کے مطابق اپنے مزاج و مذاق کو ڈھالنے کی فکر کرنی چاہئے، لیکن جہاں تک فقہی اَحکام کا تعلق ہے وہ دُوسری کتابوں کا موضوع ہے، اور جب کوئی ضرورت پیش آئے تو ان اَحکام سے متعلق کسی مفتی سے پوچھ کر عمل کرنا چاہئے۔

مثلاً صفحہ:۱۲۳ پر وہ احادیث مختصر تشریح کے ساتھ درج کی گئی ہیں جن میں پھلوں کی تیاری سے پہلے ان کی خرید و فروخت کو منع کیا گیا ہے، ان احادیث کی تشریح کرتے ہوئے فاضل مؤلف نے صرف اس پہلو پر زور دیا ہے کہ اس ممانعت کا منشاء خریدار کو نقصان سے بچانا ہے، چنانچہ ان احادیث سے ملنے والا سبق یہی ہے کہ ہر مسلمان کو ہر ایسے طریقے سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے دُوسرے مسلمان کو نقصان پہنچے، لیکن جہاں تک اس مسئلے سے متعلق فقہی اَحکام کا تعلق ہے اس کی بڑی تفصیلات ہیں، پھلوں کی تیاری سے پہلے بیع کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں، ان میں سے ہر صورت ناجائز نہیں، بلکہ بعض صورتیں جائز بھی ہیں، لیکن فاضل مؤلف نے ان تفصیلات سے اس لئے تعرض نہیں کیا کہ یہ ان کے مقصدِ تالیف سے خارج ہیں، لہٰذا قارئین کو وہ سبق ضرور لینا چاہئے جو ان احادیث سے مل رہا ہے، لیکن یہ سمجھ لینا دُرست نہیں ہوگا کہ پھلوں کی تیاری سے پہلے ہر بیع شرعاً ناجائز ہے، بلکہ اس غرض کے لئے ضرورت کے

مواقع پر کسی مفتی سے مطلوبہ صورت بیان کر کے اس کا حکم معلوم کرنا چاہئے۔

اس وضاحت کے ساتھ ہم اس کتاب کے مطالعے کی پُرزور سفارش کرتے ہیں، ہماری رائے میں کوئی مسلمان گھرانہ اس کتاب سے خالی نہ ہونا چاہئے۔

(ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ)

معارفِ شمس تبریزؒ

تالیف: جناب مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہٗ۔ ناشر: کتب خانہ مظہری ۴-جی ۱۲/۱ ناظم آباد کراچی۔ $\frac{۱۸ \times ۲۲}{۸}$ سائز کے ۴۴۸ صفحات، کاغذ، کتابت و طباعت عمدہ، جلد مضبوط۔

مولانا حکیم محمد اختر صاحب حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھول پوری قدس سرہٗ کی طویل عرصے تک خدمت وصحبت سے فیض حاصل کرنے کی بناء پر دینی حلقوں میں کافی متعارف ہیں، وہ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب مدظلہم کے خلیفۂ مجاز بھی ہیں اور تصوّف پر ان کی متعدّد کتابیں مقبولیت حاصل کر چکی ہیں، ابھی کچھ عرصہ پہلے ان کی کتاب ''معارفِ مثنوی'' نے اہلِ ذوق سے خراجِ تحسین حاصل کیا تھا، اب اس کتاب میں اُنہوں نے حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان سے منتخب اشعار کی دِل نشین شرح لکھی ہے۔ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رُومیؒ کے شیخ ہیں اور ان کا کلام تصوّف کے معارف و حقائق سے لبریز ہے، اللہ تعالیٰ حکیم صاحب موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس کلام سے اُردو خواں حضرات کو مستفید کرنے کا بہترین موقع فراہم کردیا۔ ان حضراتِ صوفیا کا کلام جس سوز و گداز سے معمور ہوتا ہے، اس سے حکیم صاحب موصوف کو ماشاء اللہ حصہ وافر ملا ہے، اس لئے ان کی شرح کے ساتھ دیوانِ شمس تبریزؒ کا مطالعہ بغایت مفید ہے، زبان سلیس اور شگفتہ ہے، اُمید ہے کہ اہلِ ذوق اس کتاب کی قدر کریں گے۔

(ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ)

معارف القرآن

مؤلفہ: جناب مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی۔ ناشر: دارالارشاد کیملپور۔ $\frac{20 \times 26}{8}$ کے ۳۱۲ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت رَف کاغذ: پانچ روپے، گلیز: چھ روپے پچّیس پیسے

آج کل جہاں شب و روز دین بیزاری کا چرچا ہے، وہاں ایک خوش آئند بات یہ ہے کہ پڑھے لکھے مسلمانوں میں قرآنِ کریم کو سمجھنے کا شوق بھی بڑھ رہا ہے، لیکن ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ لوگ کسی ماہر اُستاذ کی مدد کے بغیر محض ترجمے کو دیکھ کر یا معمولی عربی سیکھ کر قرآنِ کریم کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ فہمِ قرآن کے اُصول و مبادی سے ناواقفیت کے سبب بہت سے معاملات میں سخت غلط فہمیوں کا شکار ہوجاتے ہیں، اور قرآنِ کریم کی طرف وہ باتیں منسوب کرنے لگتے ہیں جو فی الواقع قرآنِ کریم نے نہیں فرمائیں، ظاہر ہے کہ قرآنِ کریم علوم و معارف کا بے نظیر خزانہ ہے اور جس طرح محض انگریزی سیکھ کر کوئی شخص قانون کو سمجھنے اور اس پر اُلٹی سیدھی رائے زنی کرنے کا حق نہیں رکھتا، تاوقتیکہ وہ قانون کے علم کو ماہر اساتذہ سے حاصل نہ کرے، اسی طرح محض عربی جان کر یا ترجمے پڑھ کر قرآنی تعلیمات پر رائے زنی کرنا کسی طرح دُرست نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ باقاعدہ تفسیرِ قرآن کے اُصول، ماہر اساتذہ سے پڑھے۔

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے اس قابلِ قدر کتاب میں قرآنِ کریم کے علوم اور اُصولِ تفسیر کے بارے میں ایسی ضروری معلومات جمع فرمادی ہیں کہ قرآنِ کریم کو سمجھنے کی کوشش کرنے والے حضرات اگر ان کے مطابق قرآنِ کریم کو سمجھنا چاہیں تو انشاء اللہ غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوں گے۔ مولانا موصوف نے یہ کتاب جس محنت اور عرق ریزی کے ساتھ لکھی ہے، اس سے قرآنِ کریم کے ساتھ ان کے

شغف کا اندازہ ہوتا ہے، قرآنِ کریم کی سورتوں، شانِ نزول، اُسلوبِ بیان، ترتیب اور مفسرین پر بیش قیمت معلومات مہیا کرنے کے علاوہ مولانا نے شروع میں تفسیرِ قرآن کے اُصول، تفسیر اور تحریف کے فرق، تفسیر بالرائے کی حرمت اور طبقات المفسرین کے موضوع پر بھی عمدہ بحثیں کی ہیں، اور تفسیرِ قرآن کے معاملے میں گمراہی کے جو پہلو نکلتے ہیں ان کی عالمانہ نشاندہی فرمائی ہے۔ اس طرح یہ کتاب علومِ قرآن سے دِلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے نہایت مفید ہے، اور اس لائق ہے کہ اسے ہماری یونیورسٹیاں، اسلامیات کے نصاب میں داخل کریں۔ ہمارا مشورہ ہے کہ اگر فاضل مؤلف ہماری یونیورسٹیوں کے ایم اے اسلامیات کے سلیبس کو پیشِ نظر رکھ کر اس میں جمع و تدوینِ قرآن، اعجازِ قرآن، حقیقتِ وحی اور دُوسرے ان موضوعات پر بھی تحقیقی مقالے شامل فرمادیں جو ایم اے اسلامیات کے نصاب میں داخل ہیں تو طلباء کے لئے مزید سہولت کا موجب ہوگا، اور ایک طرف ایم اے کے طلباء کو اس کتاب میں اپنے تمام زیرِ درس موضوعات پر سلامتِ فکر کے ساتھ بحث مل جائے گی، اور دُوسری طرف عام قارئین کے لئے بھی علومِ قرآن پر یہ سب سے زیادہ جامع کتاب ہوگی۔ (شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ)

معارفِ لدنیہ

تالیف: مولانا الشیخ غلام النصیر چلاسی دامت فیوضہم۔ ناشر: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، اشرف منزل، ۴۳۷، گارڈن ایسٹ کراچی نمبر۵۔ ۳۶×۲۳ سائز کے دبیز کاغذ پر ۱۰۲۷ صفحات، قیمت: ۱۵۰ روپے

اس کتاب کے مصنف جناب مولانا غلام النصیر چلاسی مدظلہم سے راقم الحروف کو کبھی ذاتی طور پر نیاز حاصل نہیں ہوا، لیکن اپنے متعدّد بزرگوں اور احباب سے ان کے ایسے اوصاف کا ذکر سنا ہے جو اس دور میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور

ہیں۔ بالخصوص حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی اسی مہینے وفات ہوئی ہے، آپ کے علمی و عملی کمالات کی تعریف میں عقیدت مندی کے ساتھ رطب اللسان تھے، جو باتیں مستند حضرات سے اب تک سنی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو علمِ لدنی سے سرفراز فرمایا ہے اور کسی مکتب و مدرسے میں پڑھے بغیر آپ علم و فضل کے مقامِ بلند پر فائز ہیں اور بالخصوص توحید و سنت کی نشر و اشاعت میں آپ نے گلگت کے علاقے میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

یہ کتاب آپ کی چھ کتابوں کا مجموعہ ہے:-

۱:- خیابانِ چلاسی، ۲:-معدن التوحید، ۳:-گنجینۂ معرفت، ۴:-تحائفِ قدسیہ، ۵:- بیع الحکمۃ، ۶:-گلدستۂ عشاق۔

یہ تمام کتابیں ''مثنویٔ مولانا رُوم'' کے طرز پر منظوم فارسی میں نصائح، حکایات اور حکمت و موعظت پر مشتمل ہیں، یہ ہیچ مداں ایک ہزار سے زائد صفحات کی یہ کتاب پوری تو نہیں پڑھ سکا، لیکن اس کا ایک معتد بہ حصہ زیرِ مطالعہ رکھنے کی سعادت ضرور حاصل کی ہے، اور یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکا کہ یہ کلام شاعرانہ تصنع اور آورد کے بجائے کسی صاحبِ دِل کے قلب پر وارِد شدہ حکمتوں کا خزانہ ہے اور اس کے بعض حصے ایسے ہیں کہ اگر کسی صاحبِ ذوق کو شاعر کا نام بتائے بغیر سنائے جائیں تو اُسے مثنویٔ مولانا رُومؒ کا دھوکا ہوجائے۔

اصل کلام فارسی میں ہے، لیکن چونکہ آج زمانے میں فارسی جاننے والے بہت کم رہ گئے ہیں، اس لئے فاضل مؤلف کے معتقدین و متوسلین میں سے ایک صاحب محمد بشیر خان فوقؔ دہلوی نے ہر شعر کے نیچے اس کا نہایت شگفتہ اور مطلب خیز ترجمہ کردیا ہے، اس طرح اس کتاب سے وہ لوگ بھی بخوبی فائدہ اُٹھاسکتے ہیں جو فارسی نہیں جانتے۔

کتابت و طباعت اور جلد بندی کے لحاظ سے بھی کتاب نہایت معیاری ہے

اور انشاء اللہ اہلِ ذوق کی تسکین کا بہترین سامان مہیا کرے گی۔ (جمادی الثانیہ ۱۴۰۷ھ)

المعارف لابن قتیبہ

تالیف: علامہ ابومحمد عبداللہ بن مسلم ابنِ قتیبہؒ۔ ناشر: نور محمد اصح المطابع، کارخانۂ تجارتِ کتب، آرام باغ، فریئر روڈ کراچی۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ سائز کے ۳۱۲ صفحات، کاغذ نفیس، ٹائپ کی خوشنما طباعت، خوبصورت جلد، قیمت: ۳۶ روپے

علامہ ابومحمد بن مسلم بن قتیبہؒ (متوفی ۲۷۶ھ) تیسری صدی ہجری کے ان علماء میں سے ہیں جنھوں نے بیک وقت بہت سے علوم و فنون میں اپنی مہارت و بصیرت کا لوہا منوایا ہے، وہ ایک جلیل القدر مفسر، محدث، فقیہ، متکلم اور مؤرخ بھی ہیں، اور ایک بالغ نظر لغوی، نحوی اور ادیب بھی، اور ان تمام علوم میں ان کی کتابوں نے اہلِ علم سے خراجِ تحسین وصول کیا ہے۔ حدیث میں وہ امام اسحاق بن راہویہؒ، قاضی یحییٰ بن اکثمؒ اور امام ابوحاتم سجستانیؒ جیسے ائمۂ حدیث کے شاگرد ہیں، تفسیر میں ان کی کتابیں ''غریب القرآن'' اور ''مشکل القرآن'' بعد کے علماء کا ماخذ رہی ہیں، اور قراءت میں ان کی ''کتابُ القراآت'' علامہ ابن الجزریؒ جیسے محقق قاری کا ماخذ ہے، حدیث میں ان کی ''غریب الحدیث'' اور ''مشکل الحدیث'' سے محدثین استفادہ کرتے رہے ہیں، اور ادب میں ان کی کتاب ''ادب الکاتب'' علمِ ادب کے ارکانِ اربعہ میں شمار ہوتی ہے، شاعری اور اس کی تاریخ و تنقید پر ان کی کتاب ''الشعر والشعراء'' اور ''عیون الشعر'' عربی زبان کی کلاسیکی کتابوں میں شمار ہوتی ہیں، تاریخ میں ان کی کتاب ''عیون الاخبار'' بھی اہلِ علم میں معروف و متداول ہے۔

''المعارف'' بھی انہی کی ایک نہایت دلچسپ، معلومات آفریں اور مقبول تصنیف ہے، جس کا موضوع ''تاریخ کی معلوماتِ عامہ'' ہے، تاریخ پر مفصل اور مبسوط کتابیں تو بہت سی لکھی گئی ہیں، لیکن شروع ہی سے اہلِ علم میں ایسی کتابیں مرتب

کرنے کا بھی رواج چلا آتا ہے جو مسلسل تاریخ کے بجائے تاریخ کی ان عام معلومات پر مشتمل ہوں جن سے واقف ہونا ایک پڑھے لکھے انسان کے لئے ضروری ہے، جو علمِ مجلسی میں بھی معاون ہوتی ہیں اور جن کی واقفیت کے بعد انسان ہر علم و فن سے متعلق کچھ بنیادی تاریخی معلومات حاصل کرلیتا ہے، اس قسم کی کتابوں میں ابنِ حبیبؒ کی "المحبّر"، ابنِ دریدؒ کی "المنمّق" اور علامہ ابنِ قتیبہؒ کی "المعارف" بطورِ خاص مشہور ہیں، اور ان میں بھی "معارف ابنِ قتیبہ" اس لحاظ سے مفید تر ہے کہ اس کی ترتیب بہت اچھی ہے جس سے استفادہ زیادہ آسان ہے۔

اس کتاب میں علامہ ابنِ قتیبہؒ نے اوّل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی ضروری تاریخی معلومات جمع کی ہیں جن میں انبیاء علیہم السلام کے حالات مختصراً بیان ہوئے ہیں، پھر زمانۂ جاہلیت کے حالات اور اہلِ عرب کے نسب نامے بیان فرمائے ہیں، اس کے بعد عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اہم واقعات، مشہور صحابہ کرامؓ اور خلفائے اسلام کا تذکرہ ہے، پھر مشہور تابعین، فقہاء، محدثین، قراء، مؤرخین، رُواۃِ شعر اور معلّمین کا تذکرہ ہے، اور ان تذکروں میں مصنف نے عموماً ایسی دلچسپ باتیں ذکر کی ہیں جو تواریخ میں مشکل سے ملتی ہیں، اس کے بعد "الاوائل" کے عنوان سے یہ معلومات جمع کی ہیں کہ سب سے پہلے فلاں کام کس نے کیا؟ پھر جزیرۂ عرب کا جغرافیہ اور اسلامی فتوحات کا اجمالی بیان ہے، نیز مشہور علماء کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کا ذریعۂ معاش کیا تھا؟ اس کے بعد ان مشاہیر کا تذکرہ ہے جو کسی جسمانی آفت مثلاً برص، لنگ، بہرے پن وغیرہ کا شکار تھے، نیز کچھ تاریخی لطائف اور معمے بیان کئے گئے ہیں، پھر اسلام سے منسوب مشہور فرقوں کا تذکرہ ہے، اور آخر میں یمن، حبشہ، حیرہ اور عجم کے مشہور سلاطین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس طرح یہ کتاب تاریخی معلومات کے لحاظ سے "دریا بکوزہ" کا مصداق

ہے، اور اس میں وہ باتیں مل جاتی ہیں جو طویل تاریخوں میں نہیں ملتیں، اسی لئے اہلِ علم نے ہمیشہ اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا ہے، اور ہر دور کے اساتذہ اپنے شاگردوں کو اس کتاب کا نہ صرف مطالعہ کراتے، بلکہ اس کے مضامین کو یاد کرنے کا مشورہ دیتے رہے ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ہر عالم کو اس کتاب کے مضامین سے واقف ہونا ہی چاہئے، کیونکہ ان معلومات سے بہت سی عبرتیں حاصل ہونے کے علاوہ درس، تصنیف، وعظ و خطابت، علمی مجلسوں اور علمی کتب کے مطالعے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

یہ کتاب مصر میں شائع ہو چکی ہے، لیکن اہلِ پاکستان کے لئے اس کا حصول دُشوار بھی تھا اور گراں بھی، اصح المطابع نے اس کتاب کو بڑی خوش ذوقی اور سلیقے کے ساتھ یہاں طبع کر کے علم و ادب کی بڑی خدمت انجام دی ہے، اور اہلِ علم پر احسان کیا ہے، چھتیس روپے میں معلومات کا یہ خزانہ اس لائق ہے کہ ہر عالم اور اعلیٰ جماعتوں کا ہر طالبِ علم اُسے حرزِ جان بنائے۔

کتاب کے مقدمے میں جو "ثروت عکاشہ" کے قلم سے ہے، علامہ ابنِ قتیبہؒ کے حالات بڑی تحقیق کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، اسی مقدمے میں انہوں نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ "الامامة والسیاسة" کے نام سے جو کتاب علامہ ابنِ قتیبہؒ کی طرف منسوب ہے، اس کی نسبت دُرست نہیں۔

بہر کیف! ہم تمام اہلِ علم اور اُوپر کی جماعتوں کے طلبائے درسِ نظامی سے اس کتاب کو اپنے پاس رکھنے اور اس سے استفادہ کرنے کی پُرزور سفارش کرتے ہیں۔

(محرم الحرام ۱۳۹۸ھ)

معالم القرآن (پارۂ اوّل)

مؤلفہ: مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی۔ ناشر: ادارۂ تعلیماتِ قرآن، سیالکوٹ پاکستان۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ سائز کے ۶۳۲ صفحات، سفید کاغذ پر عمدہ کتابت و

طباعت، خوبصورت جلد، قیمت: ۳۶ روپے

یہ ایک نئے انداز کی تفسیر ہے جس کا ابھی صرف پہلا پارہ منظرِ عام پر آیا ہے، فاضل مؤلف نے کوئی نئی تفسیر از سرِنو لکھنے کے بجائے یہ طریقہ اختیار فرمایا ہے کہ اُردو زبان میں جتنی معروف تفسیریں شائع ہوچکی ہیں، اُن میں سے خاص خاص باتوں کا انتخاب کر کے ہر آیت کے تحت درج کردی ہیں، فاضل مؤلف شروع میں لکھتے ہیں:-

> اس خیال سے طبیعت کو بہت بڑی ڈھارس ملی کہ پاک و ہند میں جن بزرگوں نے تفسیری خدمت کی ہے اور جن کی علمی حیثیت مسلّم ہے اور جن کی خدمات وقت کی بے رُخی کے ہاتھوں گوشۂ گمنامی کی نذر ہوچکی ہیں، اگر سب کی نہیں تو کچھ کی عظیم تفسیری خدمت کو یکجا کر کے نئے انداز میں حالات اور تقاضوں کے مطابق گوشۂ گمنامی سے نکال کر شاہراہِ عام پر رکھ دیا جائے، تو یہ نہ صرف قرآنِ حکیم کی عظیم خدمت ہوگی، بلکہ ان بزرگوں کی خدمات کی بہت بڑی قدر دانی ہوگی۔ (ص:۸)

چنانچہ فاضل مؤلف نے اس کتاب میں اُردو کی سترہ تفاسیر کا انتخاب مرتب کیا ہے، اس لحاظ سے اس کتاب کو علمی زبان میں اُردو کی ''تجرید التفاسیر'' کہا جاسکتا ہے، کام خاصا کٹھن اور مشکل تھا لیکن فاضل مؤلف نے اس کی مشکلات پر عمدگی سے قابو پایا ہے اور مختلف کتابوں کے اقتباسات کا مجموعہ ہونے کے باوجود یہ ایک پوری طرح مربوط اور مسلسل کتاب بن گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بعض جگہ فاضل مؤلف نے خود اپنے نتائجِ فکر بھی پیش کئے ہیں، اور بعض مقامات پر متقدمین کی تفاسیر سے بھی خوشہ چینی کی ہے۔

قرآنِ کریم کا ترجمہ فاضل مؤلف نے غالبًا خود اپنا کیا ہے، لیکن یہ ترجمہ

نہیں، بلکہ مجموعی مفہوم کو بامحاورہ اور سلیس اُردو زبان میں ڈھال دیا گیا ہے، چنانچہ اس میں جگہ جگہ ایسے تشریحی اضافے موجود ہیں جو قرآنِ کریم کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہیں، بلکہ ان کو تشریح کے لئے یا عبارت میں روانی اور زور پیدا کرنے کے لئے بڑھایا گیا ہے، لیکن ایسے مواقع پر یہ اضافے قوسین میں ہوتے تو بہتر تھا تاکہ قرآنی الفاظ تشریحی اضافوں سے ممتاز ہوجاتے، اب ایک غیر عربی داں یہ اندازہ نہیں کرسکتا کہ کتنی عبارت قرآن کا ترجمہ ہے اور کتنا تشریحی اضافہ؟ (ذی القعدہ، ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ)

المعجم (اُردو-عربی)

مؤلفہ: جناب مولانا خلیل الرحمٰن صاحب نعمانی۔ شائع کردہ: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافرخانہ، بندر روڈ کراچی نمبرا۔ ضخامت: آٹھ سو صفحات، تقطیع: $\frac{30 \times 20}{16}$ ، کتابت وطباعت گوارا، قیمت: دس روپے پچاس پیسے

اُردو داں حضرات کے لئے عربی سے اُردو لغات تو بہت لکھی گئی ہیں، لیکن اُردو سے عربی لغات اب تک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھیں، حالانکہ نہ صرف عربی کے طلباء بلکہ مدرّسین اور وہ لوگ جنہیں عربی میں بولنے لکھنے کا کام پڑتا رہتا ہے عرصے سے ایسی لغت کی ضرورت محسوس کرتے تھے، بسااوقات عربی لکھتے وقت بہت معمولی سے لفظ کے عربی مرادف کی ضرورت پیش آجاتی ہے، اور اس کا عربی اُردو لغات میں نکالنا ممکن نہیں ہوتا، اس کام کے لئے بعض مختصر لغات راقم الحروف کی نگاہ سے گزری ہیں، مگر زیرِ تبصرہ کتاب ان سب سے زیادہ جامع ہے، اور فاضل مؤلف نے اسے بڑی عرق ریزی کے ساتھ مرتب کیا ہے، اُردو کے الفاظ کے عربی مرادفات کے ساتھ اس میں اس کے طریقِ استعمال کے مختصر اشارے بھی موجود ہیں، اَبواب، صلات اور جموع کے ذکر کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی فاضل مصنف نے اَمثال اور کہاوتوں کو بھی حروفِ تہجی کے

حساب سے جمع کر کے اُن کے مقابلے میں عربی اُمثال لکھ دی ہیں، جس سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے، کتاب کے شروع میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم کے قلم سے عربی زبان پر ایک فاضلانہ مقدمہ ہے، اور آخر میں دخیل اور مولد الفاظ سے متعلق حضرت مولانا سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک معلومات آفریں مقالہ ہے۔

بلاشبہ یہ کتاب عربی کے طلباء، مدرّسین اور مضمون نگار حضرات کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی، دارالاشاعت کراچی اس پیشکش پر مبارک باد کا مستحق ہے، کاش! کہ کتابت وطباعت کا معیار بھی کتاب کے شایانِ شان ہوتا۔

(شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ)

المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم

مؤلفہ: محمد فؤاد عبدالباقی۔ ناشر: سہیل اکیڈمی، شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ $\frac{18 \times 23}{4}$ سائز کے ۷۸۳ صفحات، کاغذ اسٹیشن آرٹ پیپر، فوٹو آفسٹ پر ٹائپ کی دلکش طباعت، مثالی جلد بندی، قیمت: ۱۰۰ روپے

ایک زمانہ تھا کہ مسلمانوں کو قرآنِ کریم سے اس قدر شغف تھا، اس کی تلاوت اس کثرت سے کی جاتی تھی اور اس کے حفاظ اتنے زیادہ تھے کہ علماء تو علماء، عام مسلمانوں کو بھی قرآنِ کریم کی آیات ازبر تھیں، اور اگر قرآنِ کریم میں کوئی آیت نکالنی ہو تو کوئی خاص دُشواری پیدا نہیں ہوتی تھی، یہی وجہ تھی کہ متقدمین کی کتابوں میں احادیث کے مکمل حوالے دینے کا تو التزام پایا جاتا ہے لیکن آیاتِ قرآنی نقل کرتے ہوئے سورۃ یا آیت نمبر کا حوالہ متقدمین کی کتابوں میں کہیں نہیں ملتا۔ اسی طرح احادیث تلاش کرنے کے لئے تو بہت سی امدادی کتابیں شروع سے لکھی جارہی ہیں، لیکن آیاتِ قرآنی تلاش کرنے کے لئے کوئی امدادی کتاب متقدمین کے زمانے میں کم

از کم احقر کے علم میں نہیں۔

لیکن جب قرآنِ کریم کے ساتھ اس درجے کے شغف، حافظے اور استعداد میں کمی آئی تو لوگوں کو قرآنی آیات تلاش کرنے میں دِقتیں پیش آنے لگیں، اس موقع پر آیاتِ قرآنی کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے مختلف کتابیں مرتب کی گئیں، جن میں "فتح الرحمٰن لطالب ایات القراٰن"، "مفتاح کنوز القراٰن" اور "تفصیل البیان" وغیرہ خاصی مقبول ومتداول رہیں، پھر جرمن مستشرق فلوجَل کی "نجوم الفرقان" اس نوع کی کتابوں میں بہت معروف ہوئی، اب آخر میں مصر کے اُستاذ محمد فؤاد عبدالباقی نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچادیا، زیرِ تبصرہ کتاب میں انہوں نے آیاتِ قرآنی کی سب سے زیادہ جامع اِنڈکس تیار کی ہے جس کی مدد سے نہ صرف ہر آیت کا حوالہ انتہائی آسانی سے مل جاتا ہے بلکہ اس کی مدد سے آپ یہ بھی معلوم کرسکتے ہیں کہ کون سا لفظ قرآنِ کریم میں کتنی مرتبہ آیا ہے؟ اور کس کس انداز سے استعمال ہوا ہے؟ اس طرح یہ کتاب علمی اور تحقیقی کاموں میں بہترین معاون ہے۔

کتاب کا طرز فاضل مؤلف نے یہ رکھا ہے کہ قرآنِ کریم میں استعمال ہونے والے تمام الفاظ کو اُن کے مادّہ کے لحاظ سے حروفِ تہجی مرتب کرکے ہر لفظ کے بارے میں یہ بتایا ہے کہ وہ اس کے مشتقات اور اس کی مختلف اِعرابی حالتیں کہاں کہاں استعمال ہوئی ہیں؟ ہر لفظ کے نیچے آیتوں کے اطراف سورۃ کا نام اور نمبر اور آیت کا نمبر درج کردیا ہے اور اگر سورۃ مکی ہے تو اس کے آگے "ک" اور اگر مدنی ہے تو "م" لکھ دیا ہے۔ مثال کے طور پر آپ کو یہ معلوم کرنا ہے کہ "مــــلک" (فرشتہ) کا لفظ قرآنِ کریم میں کتنی مرتبہ اور کس کس انداز سے آیا ہے؟ تو "م ل ک" کے مادّے میں دیکھئے، یہاں سب سے پہلے "مَلَک" کا لفظ درج ہے جس کے نیچے لکھا ہے کہ یہ لفظ دس جگہ آیا ہے اور پھر یہ دس آیتیں حوالے کے ساتھ درج ہیں، اس کے بعد "ملکًا" (حالتِ نصبی میں) درج ہے۔ اور اس کے نیچے لکھا ہے کہ یہ لفظ تین

جگہ آیا ہے، پھر "الملکین" (تثنیہ) درج ہے، اور لکھا ہے کہ یہ لفظ دو جگہ آیا ہے، پھر "الملائکۃ" کا لفظ لکھ کر بتایا گیا ہے کہ یہی اڑسٹھ مقامات پر آیا ہے اور پھر ان اڑسٹھ مقامات کی تفصیل ترتیب وار بیان کی گئی ہے۔

اسی طرح اگر آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ "اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ" قرآنِ کریم میں کس جگہ ہے؟ تو آپ لفظ "قوی" (ق و ی) "شدید" (ش د د) اور "عقاب" (ع ق ب) تینوں میں سے کسی بھی جگہ نکال کر دیکھ لیجئے، معلوم ہو جائے گا کہ یہ سورۂ انفال کی آیت نمبر ۵۲ ہے اور یہ سورۃ مدنی ہے۔

اس طرح یہ کتاب الفاظِ قرآنی کا بے نظیر اِنڈکس ہے اور اس مرتب کر کے فاضل مؤلف نے قرآنِ کریم کی ناقابلِ فراموش خدمت انجام دی ہے، یہ کتاب عرصے سے مصر میں چھپ رہی ہے، اور تمام علمی حلقوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے، اب سہیل اکیڈمی نے اسے پاکستان میں طبع کیا ہے اور کاغذ، طباعت اور جلد بندی میں مصری ایڈیشن کو مات کر دیا ہے، ہم اس پیشکش پر ناشر کو تہِ دل سے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور قارئین سے اس کی حوصلہ افزائی کی سفارش کرتے ہیں، ہمارے رائے میں کوئی مصنف، مدرّس بلکہ کوئی پڑھا لکھا مسلمان ایسا نہیں ہے جس کے لئے یہ کتاب بہترین رہنما ثابت نہ ہو۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ)

معرکۂ ایمان و مادّیت

مؤلفہ: حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہم۔ ناشر: ملک برادرز، کارخانہ بازار، لائل پور۔ $\frac{18 \times 22}{8}$ سائز کے ۱۳۶ صفحات، کتابت و طباعت نفیس، کاغذ عمدہ، قیمت مجلد مع گرد پوش: چھ روپے

یہ حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہم کی معروف ادبی کتاب "الصراع بین الایمان والمادّیۃ" کا اُردو ترجمہ ہے، ترجمہ کے فرائض موصوف

کے برادر زادے مولانا محمد الحسنی صاحب نے انجام دیئے ہیں، یہ کتاب دراصل سورۂ کہف کی ایک نئے انداز سے تفسیر ہے، یوں تو پورے قرآنِ کریم میں ایمان اور مادّیت کا معرکہ نمایاں ہے، لیکن خاص طور سے سورۂ کہف کا یہ خاص موضوع ہے، اور اسی مناسبت سے اس میں پختہ ایمان و یقین رکھنے والوں کے چار واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔

اس کتاب میں انہی چار واقعات پر علمی، تاریخی اور تحقیقی بحثیں کی گئی ہیں، اور ان سے حاصل ہونے والے نتائج کو بڑے دِل نشین پیرائے میں سمجھایا گیا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر ایمان مضبوط ہوتا ہے اور ذہن پر سے مادّیت کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا علی میاں مدظلہم کو اس قسم کے مضامین کی تفہیم کا خاص سلیقہ مرحمت فرمایا ہے، اس لئے کتاب کے اُسلوب کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، ترجمہ بھی ایسا صاف، شستہ اور رَواں ہے کہ ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔

یہ کتاب اہلِ علمِ دین اور جدید تعلیم یافتہ دونوں قسم کے حضرات کے لئے دِلچسپی اور علمی و دینی فوائد کا قابلِ قدر مجموعہ ہے اور ناشر اس کی اشاعت پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ (ذی القعدہ ۱۳۹۲ھ)

معیتِ الٰہیہ

افادات: حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھول پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

مرتبہ: مولانا حکیم محمد اختر صاحب۔ ناشر: مکتبہ اصلاح وتبلیغ، ہیرآباد، جامع مسجد روڈ، حیدرآباد۔ ۲۳×۳۶ سائز کے ۹۶ صفحات، کتابت وطباعت عمدہ قیمت: تین روپے

یہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھول پوریؒ (خلیفۂ حضرت تھانویؒ) کا

ایک وعظ ہے جو آیتِ قرآنی "اِنَّ اللہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ" کی تشریح میں ارشاد فرمایا گیا تھا، یہ پورا وعظ "آنچہ از دل خیزد بر دل ریزد" کا مصداق اور دین کے حقائق و معارف پر مشتمل ہے، اور اس کے مطالعے سے قلب میں اصلاحِ اعمال و اخلاق کی لگن پیدا ہوتی ہے، فاضل مرتب نے اسے بڑے سلیس اور عام فہم انداز میں مرتب کیا ہے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ)

مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں

مؤلفہ: حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، ساہیوال۔ ۲۳×۳۶ سائز کے ۱۸۷ صفحات، کتابت و طباعت روشن، خوبصورت جلد، قیمت درج نہیں۔

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہم کو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں دینی و تبلیغی خدمات کی قابلِ رشک توفیق عطا فرمائی ہے، موصوف نے چند سال پہلے یورپ کے مختلف ممالک کا تبلیغی دورہ کیا، اس دورے میں انہیں مغرب کے دانشوروں اور طلباء سے خطاب کے کئی مواقع ملے، زیرِ نظر کتاب ان خطابات کا مجموعہ ہے اور اس میں بعض وہ خطابات بھی شامل کر لئے گئے ہیں جو موصوف نے ہندوستان میں دیئے لیکن ان میں مغرب کے افکار و اعمال پر تنقید موجود ہے۔

یہ تمام مضامین نہایت بصیرت افروز اور فکر انگیز ہیں، حضرت مولانا ابوالحسن صاحب ندوی مدظلہم نے ان مضامین میں مشرق و مغرب کی وجوہِ امتیاز بیان کر کے مغرب کی ان کوتاہیوں پر عالمانہ تنقیدیں کی ہیں جنہوں نے اس کی سائنٹفک ترقیات کے فوائد پر پانی پھیر رکھا ہے، ان کا اندازِ بیان جارحانہ کے بجائے ناصحانہ ہے اور اس میں بنی نوع انسان کو گمراہی سے نکالنے کے لئے ایک تڑپ موجزن ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ ہر خاص و عام اور بالخصوص نو تعلیم یافتہ حضرات

کے دِل میں نورِ ایمان، فکر میں گہرائی اور علم میں بصیرت و وسعت پیدا کرے گا۔

(ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ)

المغنی

مؤلفہ: علامہ محمد طاہر بن علی الفتنی۔ ناشر: دارالنشر الکتب الاسلامیہ، ۱۹۔ گورونانک پورہ گوجرانوالہ پاکستان۔ ۲۹×۲۲ سائز کے ۹۸ صفحات، آفسٹ کی طباعت، قیمت: ساڑھے سات روپے

علامہ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۸۶ھ) ہندوستان کے مشہور محدثین میں سے ہیں جن کی "مجمع البحار فی لغة الأحادیث والآثار" اور "تذکرۃ الموضوعات" شہرۂ آفاق کتابوں میں سے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی انہی کی ایک مہتم بالشان تالیف ہے جس میں انہوں نے راویانِ حدیث اور محدثین کے ناموں، کنیتوں اور القاب کو ضبط کیا ہے، یعنی ان کی حرکات واضح کی ہیں، علمِ حدیث کے طلبہ اور اساتذہ دن رات ان راویوں کے اسمائے گرامی پڑھتے ہیں لیکن بسا اوقات اُن کا صحیح تلفظ معلوم نہیں ہوتا، علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ایسے ناموں کو حروفِ تہجی کے حساب سے جمع کر کے ان کا صحیح تلفظ بتادیا ہے۔ دیکھنے میں یہ چھوٹی سی کتاب ہے، لیکن اس کی تالیف میں انہوں نے کس قدر عرق ریزی، محنتِ شاقہ اور جانفشانی سے کام لیا ہوگا؟ اس کا اندازہ علمِ حدیث کے طالبِ علم ہی کر سکتے ہیں، خود راقم الحروف بہت سے ناموں کے بارے میں تردّد میں مبتلا تھا اس کتاب نے یہ تردّد دُور کیا۔

علامہ طاہر پٹنیؒ نے اس کتاب میں ناموں کو ضبط کرنے کے علاوہ بعض اسماء و القاب کا مختصر تعارف بھی کرایا ہے، اور بہت سے مواقع پر راوی کا تاریخی طبقہ بھی بتادیا ہے، اس لحاظ سے یہ کتاب علمِ حدیث و رِجال کی عظیم الشان خدمت اور بلاشبہ

دریا بکوزہ کی مصداق ہے، ہماری رائے میں یہ کتاب نہ صرف ہر مدرسہ کے کتب خانے، بلکہ حدیث کے ہر اُستاذ اور طالبِ عالم کے پاس ہونی چاہیئے۔

ناشر اس کتاب کی پیشکش پر قابلِ صد مبارک باد ہیں، کتاب کی قیمت اس کے فائدے کے مقابلے میں تو زائد ہو ہی نہیں سکتی، لیکن ضخامت کے لحاظ سے زائد ہے، ہماری نظر میں اس کی زیادہ سے زیادہ قیمت چھ روپے ہونی چاہیئے تھی۔

(رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ)

مفتاح القرآن (چار حصے)

مرتبہ: مولانا محفوظ الرحمٰن نامیؔ۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، ساہیوال۔ سفید کاغذ پر آفسٹ کی عمدہ کتابت وطباعت، قیمت حصہ اوّل: ۱/۷۵، دوم: ۲/۲۵، سوم: ۲/۲۵

یہ سلسلۂ رسائل بھی عربی زبان اور بالخصوص قرآنِ کریم کی تعلیم کے لئے لکھا گیا ہے اور بہت مقبول ہوا ہے، قرآنِ کریم میں جتنے الفاظ آئے ہیں، فاضل مؤلف نے تدریجی ترتیب کے ساتھ ان کے معانی ذہن نشین کرانے کا اہتمام کیا ہے، اس کی تعلیم سے نہ صرف عربی زبان کی اچھی خاصی معلومات ہوجاتی ہیں، بلکہ ساتھ ساتھ قرآنِ کریم کی آیات سمجھنے کی صلاحیت بھی پیدا ہوجاتی ہے، اور طالبِ علم کو شروع ہی سے قرآن مجید کے ساتھ ایک خاص مناسبت پیدا ہوجاتی ہے۔ انہی خصوصیات کی وجہ سے اسے بہت سے دینی مدارس میں داخلِ نصاب کرلیا گیا ہے، دارالعلوم کراچی میں بھی اس کی تعلیم کے بہتر نتائج سامنے آئے ہیں، ہندوستان میں طبع ہونے کی وجہ سے یہ رسائل یہاں نایاب تھے، مکتبہ رشیدیہ نے انہیں شائع کرکے اہلِ پاکستان کو بھی استفادہ کا بہترین موقع فراہم کیا ہے۔

(ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ)

مفتاح كنوز السنة

تالیف: ڈاکٹر اے۔ ونسنک۔ عربی ترجمہ: محمد فؤاد عبدالباقی۔ ناشر: سہیل

اکیڈمی ۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ $\frac{20 \times 30}{8}$ کے ۵۵۲ صفحات، آرٹ پیپر پر عربی ٹائپ کی نہایت عمدہ طباعت، قیمت غیر مجلد: ۳۲ روپے، مجلد چرمی مع سنہری ڈائی: ۳۶ روپے

جب سے احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدوّن علم کی صورت اختیار کی ہے، اس کی مختلف پہلوؤں سے بے شمار خدمتیں کی گئی ہیں، علمائے اُمت نے اس علم کی روایات کا ایسے ایسے گوشوں سے سروے کیا ہے کہ شاید کسی اور علم کو یہ شرف حاصل نہیں ہوسکا، یہاں تک کہ اس علم کے خدام میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی شامل ہیں۔

جب حضراتِ محدثینؒ نے اپنے اپنے انداز میں احادیث و آثار کے بہت سے مجموعے مرتب کردیئے تو ایک ایسی رہنما کتاب کی ضرورت محسوس کی گئی جس کی مدد سے یہ پتہ لگایا جاسکے کہ کون سی حدیث کس کتاب میں، کس مقام پر موجود ہے؟ چنانچہ علماء نے مختلف طریقوں سے ایسی رہنما کتابیں مرتب فرمائیں جنہیں ''اطراف'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، علامہ سیوطیؒ کی ''الجامع الصغیر''، ''جامع الاصول''، ''مجمع الزوائد'' ان دونوں کا مجموعہ ''جمع الفوائد'' اور سب سے زیادہ جامع کتاب ''کنز العمال'' معروف و مشہور ہیں، اور اہلِ علم ان سے استفادہ کرتے آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت غیر مسلموں سے بھی کرالیتا ہے، چنانچہ لیڈن کے ایک معروف مستشرق پروفیسر وینسنک نے انگریزی زبان میں احادیث کی ایک فہرست بالکل نئے انداز سے مرتب کی اور مصر کے محمد فؤاد عبدالباقی نے ''مفتاح کنوز السنۃ'' کے نام سے اس کا عربی میں ترجمہ کرکے شائع کیا۔

یہ نئی فہرست دراصل احادیث کی ایک معجم (Concordance) ہے اور اس کی خصوصیات درج ذیل ہیں:-

۱:- اس میں بیک وقت حروفِ تہجی اور موضوعات دونوں کا لحاظ رکھ کر

احادیث کے حوالے درج کئے گئے ہیں، احادیث میں جن چیزوں کو موضوع بنا کر کچھ کہا گیا ہے انہیں حروفِ تہجی کے اعتبار سے جمع کرلیا گیا ہے، پھر ہر چیز کے بارے میں جو کچھ احادیث میں ملتا ہے اس کے حوالے دے دیئے گئے ہیں۔ مثلاً آپ کو یہ حدیث تلاش کرنی ہے کہ "أصدقكم رُؤيا أصدقكم حديثًا" اب آپ صرف راء میں رُؤیا کے ذیلی عنوانات کے تحت تلاش کیجئے، آپ کو اس حدیث کے تمام مآخذ یکجا مل جائیں گے۔

۲:- اس طریقے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس میں ایک موضوع پر جتنی احادیث آئی ہیں اُن سب کے حوالے ایک ہی جگہ مل جاتے ہیں، مثلاً آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ احادیث میں قیامت کی کیا کیا علامتیں مذکور ہیں؟ آپ "الساعة" کا عنوان نکالئے اس میں تمام متعلقہ احادیث کے حوالے آپ کو مرتب شکل میں مل جائیں گے، اس طرح تحقیق کا کام نہایت آسان ہوجاتا ہے۔

۳:- اس کتاب میں صحاحِ ستہ، موطا، دارمی، مسندِ احمد، مسند زید بن علی، طیالسی، طبقات ابنِ سعد، سیرت ابنِ ہشام اور مغازیٔ واقدی کی روایات کے حوالے جمع کئے گئے ہیں۔

۴:- صحیح بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ اور دارمی کا حوالہ کتاب اور باب کے نمبر کے ذریعہ دیا گیا ہے، صحیح مسلم، موطا مالک، مسندِ زید اور مسندِ طیالسی کا حوالہ حدیث کے نمبر کے ذریعہ اور مسندِ احمد، ابنِ سعد، ابنِ ہشام اور واقدی کا حوالہ صفحات کے نمبر کے ذریعہ۔

۵:- روایات پوری نقل کرنے کے بجائے صرف حوالے نقل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے اس لئے کتاب کی ضخامت بڑھنے نہیں پائی، کتاب کے شروع میں علامہ سیّد رشید رضا مصری مرحوم اور علامہ احمد محمد شاکر کے مقدمات ہیں جن میں انہوں نے کتاب کا تعارف کرایا ہے اور اس کی تحسین فرمائی ہے، علامہ سیّد رشید رضا مرحوم کا

ایک جملہ ہندوستانی علماء کے لئے باعثِ فخر ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

"اگر ہمارے ہندوستان کے علماء اس دور میں علمِ حدیث کی طرف متوجہ نہ ہوتے تو یہ علم مشرقی ممالک سے ختم ہوگیا ہوتا۔"

یہ کتاب عرصہ ہوا مصر میں چھپی تھی، اور تمام علمی حلقوں میں اس کا خیرمقدم کیا گیا تھا، لیکن اب کم از کم برِصغیر میں نایاب ہوچکی تھی، اللہ تعالیٰ سہیل اکیڈمی کے منتظمین کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس گراں قدر علمی کتاب کو دوبارہ شائع کرکے اہلِ علم کی بہت سی مشکلات آسان کردیں، یہ کتاب پرانے نسخے کا فوٹو لے کر آفسٹ پر شائع کی گئی ہے، اور طباعت، کاغذ، جلدبندی، غرض ہر اعتبار سے ناشر کے حسنِ ذوق اور اعلیٰ حوصلے کی آئینہ دار ہے، اور بلاشبہ ایسی کتاب ہے جس کی اشاعت پر فخر کیا جاسکتا ہے۔ جس ملک میں افسانوں اور کہانیوں کی اشاعت پر انعامات ملتے ہوں وہاں عوام یا حکومت کی طرف سے ایسی کتاب کی قدردانی کی کیا توقع ہو؟ لیکن اُمید ہے کہ اہلِ علم اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے، خدا کرے اس کتاب کی خاطرخواہ پذیرائی ہو تاکہ ناشر ایسی ایسی اور کتابیں شائع کرسکیں، کتاب کی قیمت بھی معیارِ طباعت کے لحاظ سے مناسب ہے۔ (رجب المرجب ۱۳۹۱ھ)

مقامِ صحابہؓ

از: مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی۔ مرتبہ: عاصم نعمانی۔ شائع کردہ: مکتبہ آئین، ریلوے روڈ لاہور۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ کے ۷۱ صفحات، کتابت و طباعت معیاری عکسی، قیمت نیوز پرنٹ: ۶۰ پیسے، سفید کاغذ: ۸۵ پیسے

اس مختصر رسالے میں مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی ان تحریروں کو جمع کیا گیا ہے جن سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب وفضائل پر روشنی پڑتی ہے، یہ تحریریں مولانا کی مختلف کتابوں سے مأخوذ ہیں۔ "خلافت وملوکیت" کی

اشاعت کے بعد سے مولانا پر جو شدید اعتراضات کئے جارہے ہیں، بظاہر اس کتابچے کا مقصد ان اعتراضات کے جواب میں یہ دکھانا ہے کہ مولانا صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب کے معترف ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ اس رسالے میں مولانا کے مختلف مضامین کے اقتباسات سے حضراتِ صحابہؓ کے متعلق جو عقیدہ اور نظریہ پیش کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو بُرا کہنے والا فاسق ہی نہیں بلکہ اس کا ایمان بھی مشتبہ ہے، بلاشبہ حق و صحیح اور تمام اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے، اور دُعا ہے کہ ان کو اور ہم سب کو اسی عقیدہ پر استقامت نصیب ہو۔ لیکن ''خلافت وملوکیت'' کا وہ حصہ جو مشاجراتِ صحابہ سے متعلق ہے وہ اس کی بالکل ضد ہے، اس کا پڑھنے والا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس کے مصنف کا عقیدہ صحابہ کرامؓ کے متعلق وہی ہے جو اس کتابچے میں ''ترجمان القرآن'' کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔

لہٰذا حقیقت یہ ہے کہ جب تک ''خلافت وملوکیت'' کے ان سخت قابلِ اعتراض حصوں کی اصلاح نہ کی جائے اس وقت تک یہ کتابچہ ان اعتراضات کو ہرگز دُور نہیں کرسکے گا جو بجا طور سے مولانا پر کئے گئے ہیں۔ آج کل مولانا مودودی صاحب برطانیہ میں زیرِ علاج ہیں، ہماری پُرخلوص دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور وہ وطن واپس آکر ان سنگین غلطیوں کی کماحقہ تلافی کرسکیں۔

(رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ)

مقامِ صحابہ اور مسئلۂ خلافت وشہادت

افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم، اکوڑہ خٹک۔

ناشر: شعبۂ تصنیف واشاعت، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع پشاور۔ کتابت وطباعت وکاغذ عمدہ، صفحات ایک سو چار، قیمت: ایک روپیہ

یہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم کی ایک تقریر ہے جو انہوں نے

رسالپور کے ایک اجتماع میں ارشاد فرمائی، تین گھنٹے کے اس طویل خطاب میں شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ، خلافتِ شیخینؓ اور حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی تعلقات جیسے نازک موضوعات پر عالمانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ جمہور کی سنت کے مطابق حضرت مولانا مدظلہم نے پورے اعتدال، حزم و احتیاط کے ساتھ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی، جس سے قلب کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ اس رسالے کو پڑھ کر پہلی بار یہ تاریخی حقیقت سامنے آئی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اظہارِ غم کے لئے نالہ وشیون اور ماتم و سینہ کوبی کی رسم سب سے پہلے خود قاتلینِ حسین نے شروع کی تھی (ص:۲۲، ۲۳ بحوالہ طبری)۔ خلافتِ شیخینؓ پر مولانا کا یہ استدلال کتنا واضح اور دِل نشین ہے کہ:-

> جب حضرت حسینؓ نے دیکھا کہ ایک نااہل اُٹھتا ہے اور خلافتِ عظمیٰ کے مسند پر بیٹھتا ہے، تو حضرت حسینؓ نے احقاقِ حق کے لئے مال و جان کی قربانی دی، تو باپ تو بہرحال زیادہ بہادر اور شجاع تھے، اگر خدانخواستہ حضرت صدیقؓ و حضرت عمرؓ خلافت کے لئے نااہل ہوتے تو حضرت علیؓ کو سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے مقابلے میں کھڑا ہونا چاہئے تھا۔ (ص:۵۰ تا ۵۲)

اس کتابچے کے حواشی اور ضمائم مولانا کے لائق فرزند جناب مولانا سمیع الحق صاحب نے بڑی عرق ریزی سے تحریر فرمائے ہیں، حواشی میں تمام واقعات کے حوالوں کی مفصل تخریج کی ہے، جس سے کتاب کی علمی وقعت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے کتاب کے آخر میں چھ ضمائم کا اضافہ کیا ہے، جن میں تعدیلِ صحابہؓ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بلند مقامی، تقیہ کی حقیقت، حضرت معاویہؓ و حضرت حسنؓ کی صلح، حضرت علیؓ کی صاحبزادی کے حضرت عمرؓ سے نکاح، اور حضرت عثمانؓ کے دامادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے بارے میں فاضلانہ مضامین بیان

کیئے گئے ہیں، اُمید ہے کہ یہ کتابچہ انصاف پسند حضرات کے لئے بہت سی غلط فہمیاں دُور کرنے کا باعث بنے گا۔ (ذی القعدہ ۱۳۸۷ھ)

مقدمة فتح الملهم

تالیف: شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: مکتبہ الحجاز، اے-۲۱۹، بلاک سی، شمالی ناظم آباد کراچی۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ سائز کے ۲۷۰ صفحات، سفید کاغذ پر عربی ٹائپ کی عمدہ طباعت، قیمت غیر مجلد: ۱۶ روپے، مجلد: ۱۸/۵۰ روپے

کچھ عرصہ سے پاکستان میں عربی زبان کی وقیع علمی کتابوں کو جدید انداز میں طبع کرنے کا مبارک رُجحان پیدا ہو رہا ہے اور اس کے طفیل متعدّد اہم کتابیں زیورِ طبع سے آراستہ ہوچکی ہیں، اب جناب علی مطہر نقوی صاحب مالک مکتبہ الحجاز نے "فتح الملهم" کو ٹائپ پر چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے اور زیرِ نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

"فتح الملهم" صحیح مسلم کی وہ عظیم الشان شرح ہے جسے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی قدس سرہٗ کے علم و فضل کا شاہکار کہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ نے اس عظیم علمی کارنامے کو پوری دُنیائے اسلام میں جس مقبولیت سے نوازا وہ خال خال ہی کسی کتاب کو نصیب ہوتی ہے۔

زیرِ نظر کتاب کہنے کو تو اسی عظیم الشان شرح کا مقدمہ ہے، لیکن اپنے مباحث کی جامعیت اور اہمیت کے لحاظ سے یہ اُصولِ حدیث پر ایک مستقل تصنیف ہے، ایک بڑی کتاب کا جزء ہونے کی وجہ سے اس مقدمہ کی ذاتی حیثیت دَب کر رہ گئی، اور اُصولِ حدیث کے موضوع پر اس کا جو حقیقی مقام تھا وہ نمایاں نہ ہوسکا، ناشر مکتبہ الحجاز نے یہ بڑا اچھا کیا کہ اس مقدمہ کو الگ کتابی شکل میں شائع کردیا، اُمید ہے کہ اس طرح اس علمی کاوش کا صحیح مقام واضح ہوسکے گا۔

شیخ الاسلام علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں اُصولِ حدیث کے ان مباحث کو یکجا فرمادیا ہے جو اس موضوع کی متفرق کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں، اس طرح یہ کتاب اُصولِ حدیث کے متعلقہ مباحث میں بہت سی کتابوں سے مستغنی کردیتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض مباحث ایسے ہیں جن میں اقوال و آراء کی اتنی کثرت ہے کہ طویل بحثیں دیکھنے کے بعد مسئلہ میں قولِ فیصل اور لب لباب معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے، لیکن یہ کتاب ایسے مسائل میں طالبِ علم کی بہترین رہنمائی کرتی ہے، اس کی مدد سے عموماً اطمینان بخش نتیجے تک پہنچنا آسان ہوجاتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر حافظ ابن الصلاحؒ کے مقدمہ، حافظ ابنِ حجرؒ کی شرح نخبۃ الفکر، علامہ سیوطیؒ کی تدریب الراوی، حافظ سخاویؒ کی فتح المغیث اور علامہ الجزائریؒ کی توجیہ النظر کے اہم مباحث کا بے نظیر خلاصہ ہے۔

اُصولِ حدیث کے علاوہ اس کتاب میں اُصولِ فقہ کے بعض اہم مباحث بھی شرح و بسط کے ساتھ آگئے ہیں، مثلاً خبرِ واحد کی حجیت، ناسخ و منسوخ، تقیید و تخصیص، مفہومِ موافق و مخالف، مناط کی تحقیق، تخریج اور تنقیح وغیرہ ان موضوعات پر امام غزالیؒ کی المستصفی، علامہ شاطبیؒ کی الموافقات، شیخ ابنِ ہمامؒ کی تحریر الاصول اور اس کی شروح سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے، اور پھر اُصولِ حدیث و اُصولِ فقہ کے مباحث میں بزرگانِ دیوبند کی تحقیقات کو تفصیل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

اُمید ہے کہ علم حدیث کی اس مبارک خدمت کی علمی حلقوں میں کماحقہ پذیرائی و تحسین کی جائے گی، ہم ناشر کو اس پیشکش پر مبارک باد پیش کرتے ہیں، البتہ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ جب مقدمہ فتح الملہم کو کتابی شکل میں الگ شائع کیا گیا ہے تو اس کا نام بھی ایسا ہونا چاہئے جو اس کے موضوعات اور قدر و قیمت کو واضح کرسکے، ہماری رائے میں اس کا نام "مباحث فی علوم الحدیث" رکھ دیا جائے تو مناسب ہوگا۔

(محرم الحرام ۱۳۹۴ھ)

مقدمة فی اُصول التفسیر (عربی)

مؤلف: شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: المکتبۃ العلمیۃ، ۱۵ لیک روڈ، لاہور۔ متوسط سائز کے ۴۴ صفحات، عمدہ کاغذ پر ٹائپ کی خوشنما طباعت، قیمت: چار روپے

اُصولِ تفسیر کے موضوع پر علامہ ابنِ تیمیہؒ کا شہرۂ آفاق رسالہ ہے، جو اپنے اختصار کے باوجود نہایت جامع اور مباحث کے لحاظ سے بے حد مفید ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''الاتقان'' میں جابجا اس کے حوالے دیئے ہیں، اور سچی بات یہ ہے کہ ''تفسیر کے اُصول'' اپنے لفظی معنی میں اسی رسالے کے اندر بیان ہوئے ہیں، جو اُصول علامہ ابنِ تیمیہؒ نے اس میں بیان فرمادیئے ہیں، اگر ان کی رعایت کرلی جائے تو تفسیرِ قرآن کے معاملے میں گمراہی سے بالکل امن ہوجاتا ہے۔

اس رسالے کے اقتباسات ہم نے ''اتقان'' میں دیکھے تھے، بعد میں اس کا ایک اُردو ترجمہ بھی نظر سے گزرا، مگر چونکہ اصل رسالہ بالکل نایاب تھا، اس لئے اس پر پورا اعتماد نہ ہوسکا، عرصہ سے تمنا تھی کہ یہ رسالہ طبع ہو، اور اسے باستیعاب پڑھنے کا موقع ملے، اس لئے جب مکتبہ علمیہ لاہور کی طرف سے یہ رسالہ برائے تبصرہ موصول ہوا تو مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی، کوئی شک نہیں کہ اس رسالے کو شائع کرکے مکتبہ علمیہ نے بڑی گراں قدر خدمت انجام دی ہے، کتابت و طباعت کا پیرہن بھی کتاب کے شایانِ شان ہے، ہم اس پیشکش پر ناشر کو مبارکباد پیش کرتے ہیں، علماء و طلباء کی طرف سے اس کی خوب پذیرائی ہونی چاہیئے۔ (جمادی الثانیہ ۱۳۹۰ھ)

مکاتیبِ سیّد احمد شہیدؒ

شائع کردہ: مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، ۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۶۶ صفحات اور اوراق (کل ۳۷۲ صفحات)، دبیز سفید کاغذ پر فوٹو آفسٹ کی

طباعت، قیمت: ۳۰ روپے

امام المجاہدین حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہ العزیز کی تحریکِ جہاد پر الحمدللہ اُردو زبان میں وقیع مواد آچکا ہے، زیرِ نظر کتاب حضرتِ ممدوح قدس سرہٗ کے مکاتیب کا مجموعہ ہے، اس مجموعے میں پانچ خطباتِ جمعہ وعیدین ہیں جو حضرت سیّد صاحبؒ کے عہدِ خلافت میں مساجد کے لئے مرتب کئے گئے تھے، باقی حضرت سیّد صاحب کے مکاتیب ہیں جو ان کی طرف سے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے تحریر فرمائے ہیں۔ بعض خطوط خود حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بھی ہیں، بعض وہ خطوط بھی ہیں جو مختلف حکام، اُمراء، علماء اور مشاہیر نے حضرت سیّد صاحب قدس سرہٗ کے نام تحریر کئے ہیں۔ نیز حضرت سیّد صاحبؒ کی طرف سے جاری کئے ہوئے بعض اہم اعلام نامے بھی شامل ہیں جن میں تحریک کے مقاصد پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، اسی طرح بعض علاقوں پر مجاہدین کے قبضے کے بعد وہاں جو حاکم اور قاضی مقرر کئے گئے ان کے نام حضرت سیّد صاحبؒ کی ہدایات اور فرامین بھی موجود ہیں۔

اس طرح یہ مجموعۂ مکاتیب انگریزی استعمار کے خلاف جدوجہدِ آزادی اور سکھوں کے خلاف حضرت سیّد صاحبؒ کے جہاد کی انتہائی مستند تاریخی دستاویز ہے جس سے اس تحریک کے حقیقی اَغراض و مقاصد اور اس کے طریقِ کار کی وضاحت ہوتی ہے، خاص طور پر اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت سیّد صاحبؒ کا اصل مقصد صرف سکھوں کے خلاف جہاد کی حد تک محدود نہیں تھا، بلکہ ہندوستان سے انگریزوں بلکہ ہر کافر قوم کا اقتدار ختم کرکے یہاں صحیح اسلامی حکومت قائم کرنا تھا، چنانچہ فرماتے ہیں:-

> باکفار لئام مقابلہ دارم نہ بامدعیانِ اسلام، یا دراز مویاں بلکہ
> باسائرِ کفر خویاں مقابلہ خواہم نہ باکلمہ گویاں و اسلام جویاں۔

ترجمہ:- میرا مقابلہ کفارِ لئام سے ہے، مدعیانِ اسلام سے نہیں، میں سکھوں بلکہ تمام کافروں سے ٹکر لینا چاہتا ہوں نہ کہ کلمہ گو اور مسلمانوں سے۔ (ق: ۱۰ الف)

اور ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

احوالِ نکبت مآل بجبر کفرۂ فرنگ وتعدیٔ مشرکینِ ہند بسمعِ مبارک رسانیدہ باشد تا غیرتِ ایمانی کہ موروث از اسلافِ کرام ہست بجوش آید۔

ترجمہ:- فرنگی کافروں اور ہندوستان کے مشرکین کے جبر وستم کے افسوسناک حالات آپ کے کانوں تک پہنچائے جارہے ہیں تاکہ وہ غیرتِ ایمانی جو اسلاف سے آپ کو ورثہ میں ملی ہے جوش میں آئے۔ (ق: ۲۸ الف)

اس قسم کی بہت سی عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ وہ انگریزوں اور ہندوستان کے مشرکین دونوں کے خلاف برسرِپیکار ہونے کا عزم لے کر نکلے تھے۔

بہرکیف! ''مکاتیتِ سیّد احمد شہیدؒ'' حضرت سیّد صاحبؒ اور ان کے رفقاء کی تحریکِ جہاد کے بارے میں قیمتی معلومات کی دستاویز ہے جس سے موصوفؒ کے سوانح نگاروں نے بڑا استفادہ کیا ہے۔ یہ کتاب ابھی تک قلمی نسخوں کی شکل میں تھی جو برِصغیر کی مختلف لائبریروں اور انڈیا آفس لندن میں محفوظ تھے، ان میں سے ایک قلمی نسخہ ملک کے ممتاز خوش نویس محبِ مکرم جناب انور حسین صاحب نفیس رقم نے بصرفِ زرِ کثیر حاصل کیا، یہ نسخہ ۱۳۰۱ھ میں مولانا غلام حسین صاحب نے لکھا ہے، مکتبہ رشیدیہ نے اسی نسخہ کا مکمل فوٹو لے کر اس کتاب کی شکل میں شائع کردیا ہے تاکہ یہ نسخہ بعینہٖ اہلِ علم وفکر تک پہنچ جائے۔ کتاب کے شروع میں مکاتیب کی مکمل فہرست اور مفصل اِشاریہ بھی شامل کردیا گیا ہے، جس نے کتاب سے استفادے کو آسان بنادیا ہے،

شروع میں شیخ محمد اسلم صاحب اور جناب محمد ایوب قادری نے تحریک کے تعارف سے متعلق مفید دیباچے تحریر کئے ہیں۔

مکتبہ رشیدیہ نے یہ کتاب شائع کر کے علم و دین کی مفید خدمت انجام دی ہے جسے انشاء اللہ باذوق اہلِ علم قدر و استحسان کی نظر سے دیکھیں گے۔

(جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ)

مکتوبات و بیاضِ یعقوبی

مؤلفہ: حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ حواشی و ترتیب: حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ۔ ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ا۔ $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۲۹۶ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت: ۱۸ روپے

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے ان اساتذہ میں سے ہیں جن سے حضرتؒ کو خصوصی محبت و عقیدت اور مناسبت تھی، یہ کتاب حضرت نانوتوی موصوفؒ کے مکاتیب اور قلمی بیاض پر مشتمل ہے، یہ تمام مکاتیب منشی محمد قاسم صاحب نیانگری مرحوم کے نام لکھے گئے ہیں، جو حضرتِ موصوفؒ کے مرید خاص تھے، یہ مکاتیب مختلف دینی سوالات کے جواب، تصوّف کے معارف و حقائق اور اسرار و حِکَم پر مشتمل ہیں، حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ نے ان مکاتیب پر تشریحی حواشی کا اضافہ کر کے اس کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں، اور بہت سے حقائقِ تصوّف کی دِل نشین تشریح فرما کر شکوک و شبہات کا ازالہ فرمایا ہے۔

دُوسرا حصہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قلمی بیاض ہے، جس میں ان کا سفر نامۂ حجاز، علمی یادداشتیں، منتخب اَشعار، طبّی نسخے اور مختلف عملیات

درج ہیں۔ طبّی حصے پر مولانا حکیم محمد مصطفیٰ بجنوری رحمۃ اللہ علیہ کے اور عملیات پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے حواشی موجود ہیں، جن میں ان نسخوں اور عملیات کی شرعی حیثیت بھی ساتھ ہی بیان کردی گئی ہے۔

یہ کتاب عرصۂ دراز سے نایاب تھی، دارالاشاعت نے اس نادر کتاب کو شائع کرکے مفید خدمت انجام دی ہے۔ (رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ)

مکتوبات وملفوظاتِ اشرفیہ (طبع پنجم)

تالیف: حضرت مولانا حاجی محمد شریف صاحب قدس سرہٗ (خلیفہ حکیم الأمت حضرت تھانوی قدس سرہٗ)۔ $\frac{۲۳\times۱۸}{۸}$ سائز کے ۳۸۴ صفحات، کتابت اور کاغذ عمدہ، طباعت مناسب، جلد نہایت خوبصورت اور جاذبِ نظر۔ ناشر: ادارۂ تالیفات اشرفیہ، ریلوے روڈ ملتان۔ قیمت درج نہیں۔

حضرت مولانا الحاج ماسٹر محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الأمت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے ان خلفاء میں سے تھے جن کی زندگی میں حضرتؒ کی صحبت نے انقلابِ عظیم برپا فرمایا، انہوں نے اس کتاب میں حضرتؒ کے ساتھ اپنے تعلق کا حال نہایت تفصیل کے ساتھ بڑے دلچسپ پیرائے میں تحریر فرمایا ہے، اور حضرتؒ کے بہت سے ملفوظات بھی۔

اس سے قبل اس کتاب کے چار ایڈیشن نکل چکے ہیں، پانچویں ایڈیشن میں حضرتِ مؤلف قدس سرہٗ نے بہت سے مکاتیب اور ملفوظات کا اضافہ فرمایا تھا، لیکن ابھی یہ ایڈیشن تشنۂ طباعت ہی تھا کہ آپ کی وفات ہوگئی، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اب یہ کتاب حضرتؒ کے مسترشدِ خاص حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب نے نہایت اہتمام کے ساتھ شائع کی ہے، اور حسنِ صورت کے لحاظ سے بھی پچھلے تمام ایڈیشنوں پر فائق ہے۔

یہ کتاب نوادرِ حکمت و معرفت کا مرقع ہے، ہر ہر صفحہ حکیمانہ افادات پر مشتمل اور علم و عمل میں اضافہ کرنے والا، اور دلچسپ اس قدر کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر اسے چھوڑنا مشکل ہے، اُمید ہے کہ قارئینِ کرام اس سے کماحقہ استفادہ کریں گے۔ (ربیع الاوّل ۱۴۰۶ھ)

ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکرؒ

مرتبہ: حضرت بدر اسحاقؒ۔ مترجم: پروفیسر محمد معین الدین دردائی۔ ناشر: نفیس اکیڈمی، اسٹریچن روڈ کراچی نمبرا۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ کے ۲۵۵ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، قیمت: دس روپے نوّے پیسے صرف

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے اُن اولیاء اللہ میں سے ہیں جنہوں نے اس خطے کو اسلام کی روشنی سے جگمگایا اور جن کے انفاسِ قدسیہ نے یہاں یادِ خدا کی مشعلیں روشن کیں۔ فارسی زبان میں ایک کتاب ''اسرار الاولیاء'' کے نام سے معروف و مشہور ہے، جس میں حضرت بابا صاحبؒ کے ملفوظات بیان کئے گئے ہیں، مشہور یہ ہے کہ یہ ملفوظات ان کے خلیفہ حضرت بدر اسحاق صاحبؒ نے مجلس ہی میں قلم بند کئے تھے، زیرِ نظر کتاب اسی ''اسرار الاولیاء'' کا اُردو ترجمہ ہے۔

حضراتِ صوفیائے کرام کے ملفوظات قلب میں انابت و خشیت کا سوز و گداز پیدا کرنے کے لئے بے حد تاثیر کے حامل ہوتے ہیں، چنانچہ اس کتاب کے بعض ملفوظات میں بھی یہ خاصیت پائی جاتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس کتاب میں بہت سی غیر مستند روایات و حکایات بھی آگئی ہیں، اور بعض باتیں فقہی و علمی نقطۂ نگاہ سے محلِ نظر ہیں، ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ملفوظات کی نسبت حضرت بابا صاحبؒ کی طرف مشکوک اور مشتبہ ہے۔

اس کے علاوہ صوفیائے کرام کی کتابیں پڑھتے وقت یہ بات کبھی نہ بھولنی چاہئے کہ ان سے حاصل کرنے کی اصل چیز تعلق مع اللہ، ذکر وفکرِ آخرت، انابت الی اللہ، باطنی اصلاح کے طریقے، نفسِ امارہ کے مکر وفریب اور ان سے بچنے کے طریقے، صفائی قلب اور خدا و رسولؐ کی محبت ہے، رہے فقہی و کلامی مسائل، تاریخی واقعات اور روایات، سو یہ ان حضرات کا نہ میدان ہے اور نہ اس معاملے میں ان حضرات کی تحریر و تقریر پر کلی اعتماد کیا جاسکتا ہے کہ لِکُلِّ فَنٍّ رِجَال! (شوال المکرم ۱۳۹۲ھ)

"المنبر" عرب اسرائیل جنگ نمبر

مدیرِ مسئول: جناب مولانا حکیم عبدالرحیم صاحب اشرفؔ۔ مقامِ اشاعت: اشرف منزل، ۳۴۹ جناح کالونی، لائل پور۔ ضخامت: ۹۴، تقطیع کلاں، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

"المنبر" ہمارے ملک کا جانا پہچانا دینی ہفت روزہ ہے، عرب اسرائیل جنگ پر اس کا یہ وقیع خاص نمبر ایک ماہ قبل آب و تاب کے ساتھ منظرِ عام پر آیا ہے، اور بلاشبہ اس نے اپنے موضوع کا حق ادا کردیا ہے۔ سقوطِ بیت المقدس کا المیہ پورے عالمِ اسلام کے لئے ایک زبردست حادثے کی حیثیت رکھتا ہے، جو مایوس کن تو ہرگز نہیں لیکن سبق آموز اور عبرت انگیز ضرور ہے۔ اس نمبر کے مطالعے سے اس حادثے کے مختلف گوشے اور اس کے فکر انگیز پہلو سامنے آتے ہیں، اس نمبر کے مضمون نگاروں میں پاک و ہند کی مشہور علمی اور سیاسی شخصیتیں شامل ہیں۔ مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب نے ان تمام مقالوں کو یکجا کرکے ایک عظیم خدمت انجام دی ہے، اس عرق ریزی کے لئے وہ اللہ کی طرف سے اجر اور بندوں کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں، ہم اپنے قارئین سے اس نمبر کے مطالعے کی پُرزور سفارش کرتے ہیں۔

(شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ)

منتخبات من الأدب العربي

مؤلفہ: مولانا سیّد وصی مظہر ندوی۔ شائع کردہ: مکتبہ اصلاح وتبلیغ، ہیرآباد جامع مسجد روڈ، حیدرآباد پاک۔ ۱۶۰ صفحات، کتابت وطباعت معمولی، کاغذ عمدہ، قیمت درج نہیں۔

یہ ایک عربی ریڈر ہے، جو ادیبِ عربی کے امتحان کی تیاری کرنے والوں اور دینی مدارس کے ابتدائی درجات کے طلباء کے لئے لکھا گیا ہے، فاضل مؤلف نے اس میں اَدبِ عربی سے نثر ونظم کے سادہ مگر فصیح ٹکڑے اس طرح جمع کردیئے ہیں کہ وہ طلباء کے لئے عربی زبان سیکھنے میں بھی مدد ومعاون ہوں، اس میں ادبی ذوق بھی پیدا کریں اور اپنے اسلامی اخلاق سے بھی روشناس کرائیں۔ آخر میں الفاظ کی ایک مفصل فرہنگ بھی ہے، یہ رسالہ عربی مدارس کے دُوسرے درجے میں امدادی طور پر داخلِ نصاب بھی کیا جاسکتا ہے۔ (شوال المکرّم ۱۳۸۷ھ)

منصبِ نبوّت اور اس کے عالی مقام حاملین

مؤلفہ: حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہم۔ ناشر: مجلسِ نشریاتِ اسلام، ناظم آباد نمبر۱، کراچی نمبر۱۸۔ $\frac{۲۳\times۳۶}{۱۶}$ سائز کے ۲۹۲ صفحات، کتابت وطباعت نہایت دِلکش، قیمت مجلد مع گردپوش: ۱۸ روپے

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہم برِصغیر کے اُن مایۂ ناز اہلِ علم وقلم میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے صرف پاکستان اور ہندوستان میں نہیں، بلکہ پورے عالمِ اسلام میں اعتماد وعقیدت بلکہ محبوبیت کا ایک منفرد مقام بخشا ہے، انہیں اللہ تعالیٰ نے بیک وقت پختہ قلم، راسخ اعتقاد اور شگفتہ زبان وقلم کے ساتھ قلب کا سوز وگداز عطا فرمایا ہے، جو ان کی تقریروں اور تحریروں میں رچا بسا نظر آتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں انہوں نے منصبِ نبوّت، انبیاء علیہم السلام کے مشن اور ان کے پیغام سے متعلق

بڑی دِل نشین بحثیں سپردِ قلم فرمائی ہیں، اصل میں یہ کتاب اُن کے چند عربی مقالات کا ترجمہ ہے جو انہوں نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منوّرہ کی دعوت پر تحریر فرمائے تھے، اور جامعہ کے اساتذہ وطلباء کے سامنے پڑھے تھے، اُردو ترجمے کے وقت فاضل مصنف نے بہت سے مضامین کا اضافہ فرمایا جس سے یہ ایک مربوط اور مسلسل کتاب بن گئی۔

اس کتاب میں فاضل مصنف نے بڑے دِلکش انداز میں یہ بتایا ہے کہ نبوّت و رسالت کے مقدس سلسلے کا بنیادی مقصد کیا ہے؟ انبیاء علیہم السلام کیوں دُنیا میں تشریف لاتے ہیں؟ انسانیت کو ان کی ضرورت کیوں ہے؟ اور ان کی تشریف آوری دُنیا کو وہ کیا چیز عطا کرتی ہے جو اُسے ان کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ فاضل مصنف نے مختلف انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان فرما کر یہ بتایا ہے کہ انہوں نے ظلم و جہالت سے بھری ہوئی دُنیا میں کیا عظیم الشان کارنامے انجام دیئے؟ اور پھر آخر میں سیّد الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت اور آپؐ کے دعوتی کارناموں کا بیان فرما کر عقیدۂ ختمِ نبوّت کے نقلی اور عقلی پہلو کو واضح فرمایا ہے۔

بنیادی موضوع کے بیچ بیچ میں حضرت مولانا ندوی مدظلہم نے بہت سے ان افکار ونظریات کی تردید بھی بڑے دِل نشین انداز میں کی ہے جو مادّہ پرست ذہنیت کے پھیلائے ہوئے ہیں، اور انہوں نے ایسے لوگوں کے ذہنوں پر بھی سکہ جمالیا ہے جو توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

بحیثیتِ مجموعی یہ ایک دِلچسپ، خیال انگیز اور ایمان افروز کتاب ہے، جس کے مطالعے سے انبیاء علیہم السلام کی عظمت ومحبت اور ان کے پیغام کی ضرورت و اہمیت کا احساس دِل میں پیدا ہوتا ہے۔ اصل عربی کتاب کے بہت سے ایڈیشن پہلے شائع ہوچکے ہیں، اُردو میں یہ دُوسرا ایڈیشن ہے جسے مجلسِ نشریاتِ اسلام نے پاکستان میں طبع کر کے مفید خدمت انجام دی ہے۔ (جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ)

منہاج العابدین

مصنفہ: امام غزالیؒ۔ ترجمہ: مولانا عابدالرحمٰن صدیقی۔ ناشر: کلام کمپنی، تیرتھ داس روڈ مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔ $\frac{۲۰\times۲۶}{۸}$ کے ۱۲۸ صفحات، کتابت و طباعت اور کاغذ نہایت عمدہ اور معیاری، قیمت: سوا آٹھ روپے

"منہاج العابدین" حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سے ایک جامع، مختصر اور نہایت مفید کتاب ہے، جس میں تصوّف، اخلاق اور احسان کی رُوح جمع کردی گئی ہے۔ امام غزالیؒ کو اللہ تعالیٰ نے دِلوں پر اثر انداز ہونے کا خاص وصف عطا فرمایا تھا، ان کی ساری تصانیف دِلوں کو سوزِ گداز بخشتی ہیں، اور انسان کا رُخ اصلاحِ باطن اور تعلق مع اللہ کی طرف پھیرتی ہیں۔ یہ کتاب بھی ان تمام خصوصیات کی حامل ہے، اور اصلاحِ نفس کے لئے نسخۂ اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ آج جبکہ ساری دُنیا مادّی لذتوں اور نفسانی خواہشات میں گھر کر رُوحانی بے قراری کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، امام غزالیؒ کی تصانیف اُسے امن وسکون کا راستہ دکھا سکتی ہیں، اور اس کتاب کا مطالعہ اس کا بہترین راستہ ہے۔ مولانا عابدالرحمٰن صاحب نے اس کتاب کو سادہ اور عام فہم اُردو میں منتقل کر کے اُردو داں طبقے پر بڑا احسان کیا ہے، کیونکہ اس کتاب کے ذریعہ نہ صرف تصوّف کی صحیح، بے داغ اور صاف ستھری تصویر انہیں نظر آسکتی ہے، بلکہ اس کا مطالعہ یقیناً زندگی میں خوشگوار تبدیلیاں ضرور لائے گا۔

(شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ)

مولانا رحمت علی خان سامیؒ

مؤلفہ: محمد نصراللہ خاں صاحب۔ پتہ: ناظم لوگانڈا اسلامک پبلی کیشنز، کنجاہ روڈ گجرات، مغربی پاکستان۔ کتابت، طباعت و کاغذ معمولی، تقطیع: $\frac{۲۰\times۲۶}{۸}$، صفحات: ۳۸، قیمت درج نہیں۔

یہ ضلع گجرات کی ایک گمنام علمی شخصیت مولانا رحمت علی خاں صاحب سیاحؒ کی مختصر سوانح حیات ہے، جس میں ان کے نجی تذکرے کے علاوہ ان کی علمی و دینی خدمات اور تصانیف کا بھی مفصل تعارف کرایا گیا ہے۔ (ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ)

مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے علوم و اَفکار

تالیف: مولانا صوفی عبدالحمید سواتی، مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔

ناشر: ادارۂ نشر و اشاعت، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔ ۱۸ × ۲۲ / ۱۶ سائز کے ۲۹۳ صفحات، کاغذ اور کتابت و طباعت متوسط، قیمت مجلد: ۵۱ روپے

یہ کتاب مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کے دفاع میں لکھی گئی ہے، مولانا سندھی مرحوم کی شخصیت اس لحاظ سے ایک پہلودار شخصیت ہے کہ ان کی عملی زندگی کے ابتدائی دور میں آزادئ ہند کے لئے اُن کی گراں قدر قربانیاں ہماری تاریخ کا ایک سنہرا باب ہیں۔ جب تک وہ شیخ الہند حضرت مولانا محمودالحسن صاحب قدس سرہٗ کے ساتھ تحریکِ آزادی میں حصہ لیتے رہے، وہ ایک جانباز، سربکف اور سرفروش مجاہد کی حیثیت میں اُبھرے، اور ان کی قربانیوں کی جو تفصیل حضرت الشیخ مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب "نقشِ حیات" میں بیان فرمائی ہیں، وہ ناقابلِ فراموش ہیں، اور کوئی بھی انصاف پسند اس پر تحسین و آفرین کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

لیکن افغانستان، رُوس اور ترکی کے سفر کے بعد جب وہ واپس ہندوستان آئے تو اس کے بعد سے انہوں نے کچھ ایسے اَفکار کی تبلیغ شروع کی جو جمہورِ اُمت کے مسلّمات سے مختلف تھے، اور ان پر بہت سے علمائے اُمت نے تنقید ہی نہیں، نکیر بھی کی ہے۔ چونکہ مولانا سندھیؒ کے یہ اَفکار ان کی مختلف تصانیف کے علاوہ ایسے خطبات اور ملفوظات میں بھی بیان ہوئے ہیں، جو دُوسرے لوگوں کے مرتب کردہ ہیں،

اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ کوئی صاحبِ علم پوری غیر جانبداری، حقیقت پسندی اور علمی دیانت کے ساتھ ۔ سیاسی وابستگی سے بلند تر ہوکر ۔ ان اُفکار کی حقیقت واضح کرے، اور اس سلسلے میں پائے جانے والے ابہام کو دُور کر کے مولانا کے اُفکار کی صحیح حیثیت اور قرآن وسنت کی روشنی میں اُن کا علمی جائزہ پیش کرے۔

چنانچہ جب زیرِ نظر کتاب ہمارے سامنے آئی تو خیال ہوا کہ شاید اس میں یہ ضرورت پوری کی گئی ہو، لیکن مطالعے سے اندازہ ہوا کہ یہ کتاب اس قسم کی علمی کاوش سے خالی ہے، اور اس میں مولانا سندھی مرحوم کے اُفکار کا محض اجمالی ـــــ اور بڑی حد تک جذباتی ـــــ دفاع کیا گیا ہے۔ مولانا کے اُفکار کے بارے میں خود فاضل مؤلف نے کتاب کے شروع میں لکھا ہے کہ:-

> اِنصاف کی بات یہ ہے کہ حضرت مولانا سندھیؒ کے بعض اُفکار شاذ بھی ہیں، بعض مرجوح قسم کے خیالات بھی ہیں، اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ مولانا ان پر بے جا سختی کرتے تھے، بعض باتیں مصلحت کی خاطر بھی ناگزیر خیال کرتے تھے، اور بہت سی باتیں ایسی بھی ہیں جن کی نسبت اُن کی طرف کرنے میں اُن کے تلامذہ نے غلطی کی ہے۔ (ص:۱۳)

ضرورت اسی بات کی تھی کہ فاضل مؤلف نے مولانا کے اُفکار کی جو قسمیں بیان فرمائی ہیں، اُن کی علمی طور پر وضاحت بھی فرمائی جاتی کہ کون سے اُفکار شاذ ہیں؟ ان میں شذوذ کس درجے کا ہے؟ کون سی باتیں ان کی طرف غلط منسوب کی گئی ہیں؟ اور دلائل سے یہ بھی واضح کیا جاتا کہ ان کی اصل حقیقت کیا ہے؟ لیکن اس جہت سے پوری کتاب میں کوئی قابلِ ذکر بحث نہیں کی گئی۔ اس کے بجائے مولانا کے اُفکار کے وہ اقتباسات پیش کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے جن میں فاضل مؤلف کے نزدیک کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں ہے، حالانکہ جس شخصیت کے بارے میں یہ بات مسلّم ہو کہ

اس کے کچھ اَفکار شاذ ہیں، اس کے دفاع میں صرف اس کی صحیح باتوں کو نقل کرنا مفید نہیں ہوتا، بلکہ ان اَفکارِ شاذّہ کی حقیقت واضح کرنی ضروری ہوتی ہے۔

حضرۃ الشیخ مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز سے زیادہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی مجاہدانہ خدمات کا قدردان کون ہوگا؟ لیکن خود فاضل مؤلف نے اس کتاب میں حضرت مدنی قدس سرہٗ کا ایک مفصل مضمون نقل فرمایا ہے جس میں حضرتؒ نے مولانا سندھیؒ کی مجاہدانہ خدمات کے تذکرے کے ساتھ یہ بیان فرمایا ہے کہ:-

> مصائبِ عظیمہ غیرمتناہیہ نے اگرچہ مولانا مرحوم کو موت کے گھاٹ تک پہنچانے میں شکست کھائی، اور مولانا کی سخت جانی ہی غالب رہی، تاہم وہ مولانا کے دماغ اور قلب کو متاثر کرنے میں کامیاب ہوگئیں، مولانا دماغی توازن کھو بیٹھے، صبر و تحمل، حلم و بردباری، استقلال اور گراں باری وغیرہ نے جواب دے دیا، فکر، غور اور جراَتِ طبع جو کہ مولانا مرحوم کو مضامینِ عالیہ اور سیاساتِ مدنیہ کی عمیق سے عمیق گہرائیوں تک پہنچانے والے تھے، وہ تقریباً کافور ہوگئے۔ مولانا مصائب جھیلتے ہوئے جب حجاز پہنچے اور ہم کو ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے تو ان کی حالت دیکھ کر ہمارے تعجب اور تحیر کی کوئی انتہا نہ رہی، ہم نے دیکھا کہ مولانا کی وہ متانت اور رزانت، حلم و بُردباری، وہ سکون و سکوت جس کو ہم پہلے مشاہدہ کیا کرتے تھے، سب کے سب تقریباً رُخصت ہوچکے ہیں، ذرا ذرا سی بات پر خفا ہوجاتے ہیں، چیخنے چلانے لگتے ہیں، غصہ آجاتا ہے، باتیں بہت زیادہ کرنے لگے ہیں، بسا اوقات ایک ہی مجلس میں متضاد اُمور وطرز ہوتے ہیں۔ ہندوستان تشریف لانے کے بعد بھی ان متضاد اُمور میں کمی نہیں

ہوئی، بلکہ کچھ اضافہ ہی رہا، جس کی بنا پر ہم کو یقین ہوگیا کہ مولانا کے دماغی توازن پر کاری اثر پڑا ہے، اور کیوں نہ ہو؟ جو ناسازگار اَحوال اور گوناگوں صدماتِ عظیمہ ان کو پیش آئے تھے، ان کا یہ اثر بہت ہی کم ترین اثر تھا، چنانچہ متعدّد مجالس میں خود مولانا بھی اس کے مقر ہوئے، ایسے اَحوال میں یقیناً ہر چیز کا جادۂ اعتدال و استقامت سے ہٹ جانا اور جملہ شئون میں اختلال پیدا ہوجانا طبعی بات ہے، چنانچہ یہ دماغی اختلال نہ صرف مولانا کی سیاسیات ہی تک محدود رہا، بلکہ علمی اور مذہبی تقاریر اور تحریرات تک بھی متجاوز ہوا۔ (ص:۱۳۹، ۱۴۰)

اس کے بعد حضرت مدنی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:-

اب اس حادثے کی بناء پر اور بھی زیادہ اُلجھنیں پیدا ہونے لگیں، چنانچہ مشاہدہ ہے، بنابریں تمام اہلِ فہم اور اَربابِ قلم وعلم سے پُرزور درخواست ہے کہ مولانا مرحوم کی کسی تحریر کو دیکھ کر اس وقت تک اس پر کوئی حتمی رائے قائم نہ فرمائیں جب تک کہ اس کو اُصول اور مسلّماتِ اسلامیہ اور ضروریاتِ دین اور عقائد و اعمالِ اہلِ سنت والجماعت کے زرّین قواعد و تالیف پر پرکھ نہ لیں، اور علیٰ ہذا القیاس مولانا کے کسی کلام کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اسلاف و اکابرِ دیوبند کا مسلک بھی نہ سمجھیں، جب تک کہ اس کسوٹی پر اس کو کس نہ لیں۔ (ص:۱۴۱)

حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کی یہ تحریر بالکل واضح ہے، اس میں حضرت

قدس سرہٗ نے حضرت مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کے مجاہدانہ کارناموں کو بھی واضح فرمادیا ہے، اور اس کے ساتھ اُن کے اَفکارِ شاذّہ سے اپنی اور اکابر علمائے دیوبند کی براءت کا بھی اظہار فرمادیا ہے، اور اِن اَفکار کے بارے میں مولانا سندھی مرحوم کا عذر بھی بیان فرمادیا ہے کہ وہ مسلسل مصائب و شدائد سہنے کے نتیجے میں اختلالِ ذہنی کا شکار ہوگئے تھے، اس حالت میں اُن سے جو نظریات و اَفکار صادر ہوئے، اُن میں وہ خود تو شاید اپنی اس ذہنی کیفیت کی وجہ سے معذور ہوں گے، لیکن دُوسرے لوگوں کو ان اَفکار میں ان کی اِتباع کرنے کے بجائے جمہور اُمت کے مسلک ہی کو اختیار کرنا چاہئے، اور حضرتؒ نے یہ بھی بیان فرمادیا کہ اُن کے اَفکارِ شاذّہ کو حضرت شاہ ولی اللہؒ یا حضرت نانوتویؒ یا حضرت شیخ الہندؒ کی طرف منسوب کرنا بھی دُرست نہ ہوگا۔

حضرت مولانا سندھیؒ کے بارے میں اس سے زیادہ معتدل، مستند اور قابلِ اعتماد رائے اور کیا ہوسکتی ہے؟

مولانا سندھی مرحوم کی زندگی کا وہ دور جو حضرت مدنی قدس سرہٗ کے الفاظ میں اختلال یا ــــ زیادہ مؤدب محدثانہ اصطلاح میں ــــ ''اختلاط'' کا دور تھا، اس کے بارے میں حضرت مدنی قدس سرہٗ متنبہ فرمارہے ہیں کہ ان کے اس دور کے اَفکار قابلِ اعتماد نہیں ہیں، لیکن اگر کوئی شخص اُن کے اسی دور کے اُفکار کو لے کر بیٹھ جائے، اُنہیں کو قابلِ اِتباع سمجھنے لگے اور اُنہی اَفکار کی وجہ سے ان کو ''اِمامِ اِنقلاب'' یا ''فکرِ ولی اللّٰہی'' کا ترجمان قرار دے تو یہ وہی مغالطہ انگیز طرزِ عمل ہوگا جس سے براءت کا اظہار حضرت مدنی قدس سرہ العزیز نے مولانا سندھیؒ سے انتہائی محبت کے باوجود اپنی دیانت و امانت کے تقاضے سے ضروری سمجھا تھا۔

لہٰذا مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کے ''علوم و اَفکار'' کے حوالے سے کوئی کام اسی وقت مفید ہوسکتا ہے جب حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اُن کے اَفکار کو ''اُصول اور مسلّماتِ اسلامیہ'' اور ''ضروریاتِ دین'' اور ''عقائد

و اعمالِ اہلِ سنت'' پر اچھی طرح پرکھ کر یہ واضح کیا جائے کہ ان میں کون سی بات ان اُصولوں کے مطابق اور قابلِ اِتباع ہے اور کون سی ان کے خلاف اور غیر معتبر ہے۔ جب تک یہ کام پوری علمی سنجیدگی اور دیانت کے ساتھ انجام نہ دیا جائے، صرف مولانا کے مجاہدانہ کارناموں کو ذکر کرکے ان کے تمام ''علوم و اَفکار'' کو بھی اجمالاً قابلِ اِتباع یا قابلِ دفاع قرار دے دینا کسی طرح دُرست نہیں ہوگا۔

اس کتاب کے فاضل مؤلف نے حضرت مولانا سندھی مرحوم کے اَفکار و علوم پر اس مطلوبہ طریقے پر تو بحث نہیں فرمائی، نہ اُن کے اَفکار کی ازخود کوئی وضاحت فرمائی ہے، لیکن مولانا کا دفاع کرتے ہوئے بعض اپنے اَفکار سرسری طور سے بیان فرمادیئے ہیں، مثلاً:۔

> ایسا نیشنلزم جو دین کے اِنکار پر مبنی نہ ہو، وہ اسلام کے خلاف نہیں، اور ایسا نیشنلزم جو اِنکارِ خدا یا ایمان کی نفی پر مبنی ہو، وہ کفر ہے۔ اگر سرمایہ داری اور اسلام اِکٹھے ہوسکتے ہیں، اور آج تک مسلمان اس کو اِکٹھے کرتے چلے آرہے ہیں، تو اسی طرح نیشنلزم اور اسلام بھی اِکٹھے ہوسکتے ہیں، اور سوشلزم اور اسلام بھی اِکٹھا ہوسکتا ہے جب تک اس کی تہ میں اِنکارِ خدا یا دَہریت اور ایمان کی نفی موجود نہ ہو۔ (ص:۱۱۴)

اب معلوم نہیں کہ یہ اَفکار فاضل مؤلف کے نزدیک مولانا عبیداللہ سندھی کے ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو وہ ''فکرِ ولی اللّٰہی'' کا حصہ ہیں یا ان کے اَفکارِ شاذّہ ہیں؟ یا یہ خود فاضل مؤلف ہی کے اَفکارِ شاذّہ ہیں؟

مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کے بارہ سالہ رفیق، سیکریٹری اور معتمدِ خاص جناب ظفر حسن ایبک صاحب کا مفصل تعریفی تعارف کرانے کے بعد فاضل مؤلف نے اس کتاب میں ان کی ''آپ بیتی'' سے بہت طویل طویل اقتباسات کسی تبصرے

کے بغیر نقل فرمائے ہیں، اور بعض جگہ تو ان اقتباسات سے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ باتیں خود فاضل مؤلف ارشاد فرما رہے ہیں، ان اقتباسات میں ایک طویل حصہ ترکی میں مصطفیٰ کمال پاشا کی "اِصلاحات" کی تعریف میں بھی ہے، اس میں ایک صاحب لکھتے ہیں:-

غازی مصطفیٰ کمال پاشا اتاترک نے ملک کو غیروں کے پنجے سے تو چھڑالیا، لیکن اب ان کو ایسے عظیم الشان اور مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑا جن کا حل پُرانے اُصولوں پر ناممکن تھا، وہ اب ترکی کو دُنیا کی ترقی یافتہ قوموں کے دوش بدوش چلانے پر مجبور ہوئے، ورنہ جنگی فتح کے باوجود ملک مالی اور اقتصادی طور پر غیروں کا غلام بن جاتا، اس لئے انہوں نے ملک کے سب اداروں میں جبری[1] (Radical) اِصلاحات کا جاری کرنا ضروری سمجھا، انہوں نے سب سے پہلے:-

۱:- ترکی میں مذہبی دستوری بادشاہت کی بجائے جمہوری نظام قائم کیا جس سے سیاست کو مذہب سے بالکل جدا کردیا گیا، یعنی ایک لادینی حکومت قائم کی گئی جس میں لوگوں کو مذہبی آزادی دے دی گئی......

۲:- محکمۂ تعلیم کو بالکل جدید اُصولوں پر منظّم کیا اور پُرانے اُصولوں کے مدرسے بند کردیئے۔

۳:- تعدّدِ اَزواج کو خلافِ قانون قرار دیا۔

۴:- عورتوں کو مردوں کی طرح پارلیمنٹ کے نمائندے انتخاب کرنے اور پارلیمنٹ کا ممبر بننے کا حق دیا گیا، ان کو مردوں کے

---

(۱) یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ Redical کا ترجمہ "جبری" کس ڈکشنری کے تحت کیا گیا ہے۔

برابر تعلیم، کام اور نوکری حاصل کرنے کا موقع دیا، جس سے کنبے کی آمدنی بڑھی۔

۵:- شرعی محکموں کی بجائے دُنیا کے دُوسرے مہذب ممالک کی طرح سِوِل عدالتیں قائم کیں۔

۶:- مجلّہ قوانینِ شرعیہ کی بجائے ملک میں سوئٹزرلینڈ کا سِول قانون جاری کیا۔ اس میں غلطی یہ ہوئی کہ اس کے اَحکام کو ملک کی ضروریات اور قوم کی صلاحیتوں کے مطابق بنانے کے لئے اس میں کوئی تبدیلی نہ کی (بعد میں ایسی تبدیلیاں ہوئی ہیں)۔

۷:- یوروپین لباس کا پہننا اور ترکی ٹوپی (فس) کی بجائے ہیٹ لگانا لازم کردیا۔

۸:- قوم کی تعلیمی پسماندگی کو جلد از جلد دُور کرنے کے لئے اور اَن پڑھ لوگوں کو جلد پڑھا لکھا بنانے کے لئے ترکی حرفوں یعنی عربی رسم الخط کی بجائے رومن حروف کا استعمال منظور کیا۔

۹:- .....خلیفہ عبدالمجید خان کو ملک بدر کردیا اور خلافت توڑ دی۔

(ص: ۱۸۷ تا ۱۸۹)

یہ تمام باتیں فاضل مؤلف نے ظفر حسن ایبک صاحب کی ''آپ بیتی'' سے نقل فرمائی ہیں، اور ان پر کوئی ایک لفظ بھی تبصرے کے طور پر نہیں لکھا، بلکہ شروع میں ایبک صاحب کا تعارف کراتے ہوئے بتایا ہے کہ وہ:-

ظفر حسن تقریباً بارہ سال تک مولانا سندھیؒ کے ساتھ رہے ہیں اور مولانا سے قرآنِ کریم بھی پڑھا، اور مولانا شاہ ولی اللہؒ کے فلسفے اور حکمت کا بھی ایک معتد بہ حصہ حاصل کیا، مولانا کے مشیر اور سیکریٹری اور معاون اور خادم رہے تھے .....مولانا سندھیؒ کے

> کابل میں سات سال اور رُوس میں ایک سال اور ترکی میں چار سال کے عرصہ میں ظفر حسن برابر مولانا کی تربیت اور رِفاقت میں رہے۔ (ص:۱۶۹)

مولانا سندھیؒ کے اس خادمِ خاص، مشیر، معاون، شاگرد اور سیکریٹری نے مصطفیٰ کمال پاشا کی مذکورہ بالا نام نہاد ''اصلاحات'' کی جس طرح تائید وحمایت اور تعریف کی ہے، اُس کے بارے میں بھی فاضل مؤلف نے یہ نہیں بتایا کہ یہ مولانا سندھیؒ کے ''علوم و اَفکار'' کا حصہ ہے؟ یا اُن کے خادم ومشیر کے اپنے ''اَفکارِ شاذّہ'' ہیں؟ فاضل مؤلف نے ''ترکی میں اصلاحات اور کمالسٹ اِنقلاب'' کا عنوان لگا کر جس تفصیل کے ساتھ بغیر کسی تبصرے کے ایک صاحب کی یہ عبارتیں نقل کی ہیں، اُن سے ہر پڑھنے والے کو بجا طور پر یہی خیال ہوگا کہ شاید یہ ''فاضل مؤلف'' ہی کے اَفکار ہیں جو ''حدیثِ دیگراں'' کے پیرائے میں بیان ہوئے ہیں۔ بالخصوص اگر ''ترکی میں اصلاحات اور کمالسٹ اِنقلاب'' کا عنوان فاضل مؤلف ہی کا لگایا ہوا ہے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہے کہ وہ مصطفیٰ کمال پاشا کے ان اقدامات کو خود بھی ''اصلاحات'' سمجھتے ہیں، اور جس طرح فاضل مؤلف نے یہ وضاحت فرمادی ہے کہ ''نیشنلزم'' اور ''سوشلزم'' اگر اِنکارِ خدا اور دَہریت سے خالی ہوں تو وہ اسلام کے ساتھ جمع ہوسکتے ہیں، شاید مغربی ''سیکولرزم'' بھی اسلام کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے، اور ''شرعی محکموں'' کو غیر مہذب اور سوِل عدالتوں کو ''مہذب'' قرار دینا، ''مجلّہ شرعیہ'' کی جگہ ''سوئٹزرلینڈ کے قانون'' کو نافذ کرنا، تعدّدِ ازدواج کو ممنوع قرار دینا، عربی رسم الخط کی جگہ انگریزی رسم الخط جاری کرنا، اسلامی علوم کے مدرسوں کو بند کردینا، یوروپین لباس پہننے اور ہیٹ لگانے کو بندوق کے زور پر لازمی قرار دینا، یہ ساری باتیں بھی اسلام کے ڈھیلے ڈھالے جامے میں بآسانی کھپ سکتی ہیں۔

اور لطف کی بات یہ ہے کہ جو شخص انگریزی ذہنیت کی یہ ساری باتیں اُن کو

افضل و اعلیٰ سمجھ کر نافذ کرے، یا جو اِن اقدامات کی تائید و حمایت کرے، اور ان کو ''اصلاحات'' کا نام دے، یہ سب کچھ کرنے کے باوجود ''انگریز دُشمنی'' اور ''انگریز سے جہاد'' کا تمغہ سینے پر سجانے کے جملہ حقوق بھی اس کے حق میں محفوظ رہتے ہیں، اور مذکورہ بالا اقدامات سے اس تمغے پر کوئی داغ نہیں لگتا...!

دُوسری طرف فاضل مؤلف کی اس کتاب کا موضوع اگرچہ مولانا عبیداللہ سندھی اور اُن کے ''علوم و اَفکار'' ہیں، اور اس موضوع کا براہِ راست کوئی تعلق اُن حضراتِ علمائے کرام کے سیاسی طرزِ عمل سے نہیں ہے جنھوں نے تحریکِ پاکستان میں حصہ لیا تھا، لیکن فاضل مؤلف نے کھینچ تان کر ان علمائے کرام کی تحقیر و تنقیص کا موقع بھی نکال لیا ہے، اور اُن کے بارے میں یہ تأثر دینا بھی ضروری سمجھا ہے کہ انگریز کے سامنے انہوں نے بزدلی کا مظاہرہ کیا۔

آزادیٔ ہند کے طریقِ کار کے بارے میں کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان جو اختلافِ رائے پیدا ہوا، وہ ہر باخبر شخص کو معلوم ہے، اس مسئلے میں اکابر علماء کی رائیں بھی مختلف تھیں، اور ہر ایک نے مسلمانوں کے حق میں جس راستے کو اپنے نزدیک بہتر سمجھا، اُسے اختیار کیا، دونوں طرف کے اکابر علماء نے اس اختلاف کو ہمیشہ شرافت و متانت کی حدود میں رکھا، اور ایک دُوسرے کی تذلیل و تحقیر سے ہمیشہ پرہیز کیا، حضرت تھانوی، حضرت علامہ عثمانی اور حضرت مدنی قدس سرہم نے اس سلسلے میں اعتدال اور حد شناسی کی جو مثالیں قائم کی ہیں، وہ ہماری تاریخ کا درخشاں باب ہیں۔

حضرت مدنی قدس سرہٗ کی رائے اگرچہ تقسیمِ ہند کے حق میں نہ تھی، لیکن پاکستان بننے کے بعد ان کا یہ فقرہ مشہور و معروف ہے کہ مسجد بننے سے پہلے یہ اختلاف کیا جاسکتا ہے کہ اس جگہ مسجد بنائی جائے یا نہیں؟ لیکن جب مسجد بن جائے تو اس کا تحفظ و احترام ہر مسلمان کا فرض ہے، لہٰذا پاکستان بننے کے بعد مسلمانوں کو اس کے تحفظ کی کوشش کرنی چاہئے۔

خود فاضل مؤلف نے زیرِ تبصرہ کتاب میں لکھا ہے کہ:-

جب محمد علی جناح یعنی قائدِ اعظم کی وفات ہوئی تھی تو مولانا مدنیؒ نے ان کی ہمشیرہ محترمہ مس فاطمہ جناح اور مسٹر لیاقت علی خان کے نام تار دیا تھا، اور مرحوم قائدِ اعظم کی تعزیت کی تھی، اور حضرت مدنیؒ نے یہ کہا تھا کہ مجھے مسٹر محمد علی جناح کے فوت ہونے پر بڑا افسوس ہے اور میں ان کے لئے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش اور مغفرت فرمائے۔ (ص:۴۴۸)

واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کے اختلافات میں بڑوں کا طرزِ عمل یہی ہوتا ہے، اور یہ بات صرف حضرت مدنیؒ ہی کی حد تک محدود نہیں، حضرتؒ کے بیشتر متوسلین اور متبعین جنہوں نے حضرتؒ کی صرف سیاست ہی میں نہیں، بلکہ حضرتؒ کے تدین و تقویٰ، للّٰہیت اور اخلاقِ فاضلہ میں بھی حضرتؒ کا اِتباع کیا ہے، اُن کا حال بھی یہی ہے کہ سیاسی اختلاف کے باوجود وہ دُوسری جانب کے اکابر علماء کی توقیر و تعظیم میں کبھی کمی نہیں کرتے، اور ان کے حق میں کوئی ثقیل لفظ برداشت نہیں کرتے، اور الحمدللہ یہی حال دُوسری جانب بھی ہے۔

اوّل تو جس اختلاف کا باب چالیس سال پہلے بند ہو چکا، اُسے از سرِ نو زندہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور اگر تاریخ کا ریکارڈ دُرست رکھنے کے لئے اس کا تذکرہ ضروری ہو تو فریقین کا موقف علمی دلائل کے ساتھ آسانی سے بیان کیا جاسکتا ہے، دُوسرے کے موقف پر تنقید بھی کی جاسکتی ہے، لیکن ان نفوسِ قدسیہ کی شخصی تحقیر و تنقیص کا کسی جانب کوئی جواز نہیں۔

لیکن زیرِ تبصرہ کتاب کے فاضل مؤلف کا طرزِ عمل اس سے بالکل مختلف ہے، چنانچہ کتاب کے موضوع سے ہٹ کر انہوں نے اُن اکابر علماء کا نام لے کر جنہوں نے قیامِ پاکستان کی تحریک میں حصہ لیا تھا، ان کے بارے میں یہ تأثر دینے کی

کوشش کی ہے کہ وہ (معاذ اللہ) بزدلی اور حماقت کے مرتکب ہوئے ہیں، چنانچہ ان کا تذکرہ انہوں نے اس طرح سے فرمایا ہے:-

مولانا تھانویؒ کے مریدین و متبعین علمائے کرام میں بہت سے اچھے لوگ تھے، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، قاری محمد طیب صاحبؒ، مفتی محمد شفیعؒ، مولوی ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا اطہر علی بنگالیؒ، اُستاذُ العلماء مولانا خیر محمد جالندھریؒ، صوفیٔ کامل حضرت مولانا محمد حسن امرتسریؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور اس طرح کے بے شمار علمائے کرام نہایت اچھے لوگ تھے اور اپنی ہمت و طاقت کے مطابق دین و مذہب کی خدمت کرتے رہے۔ دینی تعلیم اور تصنیف، ارشاد و بیعت وغیرہ کے ذریعے یقیناً ان لوگوں نے بے بہا خدمات انجام دی ہیں، لیکن پولیٹکل معاملات میں یہ لوگ بالکل صفر تھے، اور انگریز جیسی چالاک ڈپلومیٹک اور ظالم حکومت سے ٹکر لینا ان لوگوں کے بس کی بات نہیں تھی، اور نہ یہ لوگ قید و بند، جیل خانوں کی سختیاں برداشت کرنے کی ہمت و طاقت رکھتے تھے ..... سیاسی معاملات کی پیچیدگیوں سے بے خبر یہ نیک لوگ مسلم لیگ جیسی جماعت کے جھانسے میں آگئے۔

دراصل فاضل مؤلف سے سیاسی بصیرت کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے ان اکابر علماء کو چاہئے تھا کہ "مسلم لیگ" کے بجائے "کانگریس" کے جھانسے میں آتے، اور جیل خانوں کی سختیاں خود برداشت کرکے اکھنڈ بھارت کا تحفہ گاندھی، نہرو اور پٹیل کی خدمتِ مبارک میں نذر کردیتے، لیکن ان حضرات نے ایسا نہیں کیا، اور یہی ان کی وہ غلطی ہے جس کی بناء پر "پولیٹکل معاملات" کے یہ "فاضل ممتحن" انہیں صفر نمبر دینے پر مجبور ہوئے، اور آگے چل کر انہی اکابر علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ

بھی ارشاد فرمایا کہ:-

غلامی کی زنجیروں کو توڑنے کے لئے نہ ان حضرات کی کوئی تعلیم و تربیت تھی اور نہ ہمت و طاقت، اور نہ مصائب کو انگیخت کرنے کی جرأت، غلامی ایک ایسی ملعون بیماری ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم جب فرعون کی غلامی سے آزاد ہوئی تو وہ کتنی پست ہمت تھی، اللہ کے نبی کی بات پر بھی کان نہیں دھرتے تھے اور اِنَّا ھٰھُنَا قَاعِدُوْنَ سے لب کشائی کرتے تھے، جب تک ان سے اس غلامی کے دور کی پست ہمتی، سستی، کاہلی اور کام چوری کی عادت دُور نہ ہوئی، اس وقت تک وہ جہاد میں شریک نہ ہو سکے۔ (ص:۱۲۹)

دراصل ''غلامی کی زنجیروں'' کو توڑنے کے لئے ان حضرات کی کوئی ''تعلیم و تربیت'' اس لئے نہیں تھی کہ جن اکابر علماء کا فاضل مؤلف نے نام لیا ہے ان کی تعلیم و تربیت دارالعلوم دیوبند کے ماحول میں حضرت شیخ الہندؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور حکیم الاُمت حضرت مولانا تھانویؒ جیسے حضرات کے زیر سایہ ہوئی تھی، یہ تربیت تو ان حضرت میں جرأت و عزیمت پیدا کرنے میں ناکام رہی، اب جو تربیت اس کام کے لئے ناگزیر تھی، اسی کتاب کے صفحہ:۲۵۵ پر فاضل مؤلف نے ایسی تربیت کا اصل ماخذ و منبع بیان فرمادیا ہے، ارشاد ہے کہ:-

انگریز کے خلاف بھی جدوجہد میں مسٹر گاندھی کا جذبہ بہت قوی تھا، الغرض کہ مسلم، غیرمسلم سب ہی گاندھی کو اپنا لیڈر مانتے تھے۔ (ص:۲۵۵)

اب ظاہر ہے کہ یہ اکابر علماء مسٹر گاندھی کی ''صحبتِ بابرکت'' اور ان کی ''تربیت و رہنمائی'' سے محروم رہے، جس نے مسٹر گاندھی کی صحبت میں رہ کر غلامی کی

زنجیریں توڑنے کی تربیت حاصل نہ کی ہو، اس میں آزادی کا سلیقہ کیسے آئے؟ اور جن لوگوں نے اس مسلّم لیڈر کی پکار پر لبیک نہ کہا ہو، اُن میں غلامی کے خلاف ہمت و طاقت کیسے پیدا ہو؟ ایسے لوگوں کی مثال تو انہی لوگوں سے دی جاسکتی ہے جو اللہ کے نبی کی بات پر کان دھرنے کے بجائے اِنَّا ھٰھُنَا قَاعِدُوْنَ کہا کرتے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

خیر! یہ تو ایک سخن گسترانہ بات تھی، جہاں تک کتاب کے اصل موضوع یعنی مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کے علوم و اَفکار کا تعلق ہے، اس کے بارے میں حضرت مدنی قدس اللہ سرہٗ کی تحریر کی روشنی میں جس علمی کام کی ضرورت تھی وہ اس کتاب میں نہ صرف یہ کہ پوری نہیں ہوئی بلکہ اس میں اضافہ ہوگیا ہے، اور اس بات کی ضرورت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے کہ کوئی دیانت دار، متبحر عالم سیاسی وابستگی سے بلند ہوکر اُن اُصولوں پر حضرت مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کے اَفکار کا جائزہ لے جو حضرت مدنی قدس اللہ سرہٗ نے بیان فرمائے ہیں۔ جو باتیں مولانا سندھی کی طرف غلط منسوب کی گئی ہیں، دلائل کے ساتھ ان کی حقیقت بتائے، اور مولانا کے اَفکار میں جو شذوذ پایا جاتا ہے اُن کو بھی وضاحت کے ساتھ آشکارا کرے، تاکہ دونوں صورتوں میں جو بعض لوگ اُن کے اَفکار کا سہارا لے کر دین کے مسلّمات میں تحریف پر آمادہ ہیں، اُن کے اُٹھائے ہوئے فتنوں کا سدِ باب ہوسکے۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ۔ (صفر المظفر ۱۴۱۲ھ)

مؤمن کے ماہ و سال

از: شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ اُردو ترجمہ: مولانا اقبال الدین احمد صاحب۔ ناشر: دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافرخانہ کراچی نمبرا۔ $\frac{20\times26}{8}$ سائز کے ۳۰۴ صفحات، کتابت متوسط، کاغذ و طباعت عمدہ، قیمت: ۹ روپے

یہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ کی معروف ومشہور کتاب "ما ثبت بالسُّنَّة فی اَیَّام السَّنَة" کا عربی متن اور اس کا اُردو ترجمہ ہے، "ما ثبت بالسنّة" کسی تعارف کی محتاج نہیں، علمی حلقوں میں ہمیشہ مقبول ومستند سمجھی جاتی رہی ہے، اس کا موضوع شریعت کے وہ اَحکام وفضائل ہیں جو سال کے خاص خاص مہینوں یا دنوں سے متعلق ہیں۔ حضرت شیخ صاحبؒ نے محرم سے لے کر ذی الحجہ تک ہر ایک مہینے کا الگ الگ عنوان قائم کر کے اس کی مختلف تاریخوں کی خصوصیات پر مفصل بحث کی ہے، اگر قرآنِ کریم یا مستند روایاتِ حدیث سے کسی خاص مہینے یا دن کے کچھ اَحکام ثابت ہیں تو ان کا مکمل تذکرہ فرمایا ہے، اور بعض ایام سے متعلق جو بدعات و رُسوم رواج پا گئی ہیں اور قرآن وسنت میں ان کا کچھ ثبوت نہیں ہے، ان پر وضاحت کے ساتھ بحث فرمائی ہے۔

بحیثیتِ مجموعی یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع ترین کتاب ہے، اس میں بعض ضعیف روایات بھی آگئی ہیں، لیکن بیشتر مقامات پر حضرت مصنفؒ نے ان کے ضعف پر تنبیہ فرمادی ہے۔ ہماری نظر میں یہ کتاب ہر مسلمان کے مطالعے میں آنی چاہئے اور کوئی گھرانہ اس سے خالی نہ ہونا چاہئے۔

اصل کتاب عربی میں تھی، مولانا اقبال الدین صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے، ترجمہ لفظی نہیں، سلیس اور بامحاورہ ہے، اس لئے بعض مقامات پر عبارتوں کے مجموعی تأثر میں معمولی سا فرق ہوگیا ہے، لیکن مصنف کا مرکزی خیال نہیں بدلا، ناشر نے یہ بڑا اچھا کیا ہے کہ ترجمہ کے آخر میں پوری کتاب کا اصل عربی متن بھی شامل کردیا ہے، اس طرح یہ کتاب بیک وقت اہلِ علم کے کام کی بھی ہے، اور عام مسلمانوں کے لئے مفید بھی۔

(محرم الحرام ۱۳۹۱ھ)

میراث کی آسان و جامع کتاب

تالیف: مولانا محمد السندی المدنی۔ ملنے کا پتہ: محلّہ کلاں کوٹ متصل گبول باغ کراچی نمبرا۔ کتابت، طباعت عمدہ، کاغذ اونی، سائز: ۲۰×۳۰، صفحات: ۱۱۲، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

یہ کتاب بلاشبہ اسمِ بامسمّٰی ہے، اصل میں مصنف نے پہلے عربی زبان میں "التسھیل لعلم التوریث" کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا، یہ اس کا ترجمہ ہے۔ اس میں علمِ میراث کے ضروری مسائل بڑی خوبی کے ساتھ جمع کر دیئے گئے ہیں جنھیں یاد کرنا آسان ہے۔ عربی ایڈیشن بھی مذکورہ بالا پتے سے مل سکتا ہے۔ جس حد تک تبصرہ نگار نے اسے دیکھا، مسائل مستند پائے، عصبہ مع الغیر کی تعریف جو صفحہ: ۳۴ پر بیان کی گئی ہے اس کے الفاظ سے شبہ ہوتا ہے کہ بہن کو عصبہ بنانے والی بیٹی خود بھی عصبہ ہوتی ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں، اس لئے تعریف کو واضح کر دینا چاہئے۔

(صفر المظفر ۱۳۸۸ھ)

میری نماز

مؤلفہ: مولانا محمد ادریس صاحب انصاری۔ ناشر: مکتبہ اصلاح وتبلیغ، حیدرآباد، جامع مسجد روڈ، حیدرآباد پاکستان۔ سائز: $\frac{20 \times 30}{16}$، ۱۱۲ صفحات، کاغذ، کتابت، طباعت معمولی، قیمت: ایک روپے بارہ پیسے

اس کتابچے میں نماز کی اہمیت وفضیلت اس کے مختلف اَرکان کے اسرار و حِکَم اور وضو و نماز وغیرہ کے مختصر مسائل درج ہیں، البتہ بعض غیر مستند روایات بھی نظر پڑیں، روایتِ حدیث کے معاملے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ مجموعی حیثیت سے رسالہ انشاء اللہ مفید ہوگا۔

(جمادی الثانیہ ۱۳۸۸ھ)

میری نماز

یہ رسالہ بھی مولانا محمد ادریس صاحب انصاری کا ہے، اور اس میں نماز کے

فضائل، مسائل اور اس کے ارکان کی حکمتیں سادہ اور دِل نشین انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ رسالہ ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے اور دارالاشاعت مولوی مسافرخانہ کراچی نمبرا نے اسے خوبصورت گیٹ اَپ کے ساتھ شائع کیا ہے، قیمت درج نہیں۔

(ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ)

النبی الخاتم صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلفہ: مولانا سیّد مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ، ۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔ متوسط سائز کے ۱۴۴ صفحات، کتابت و طباعت معیاری عکسی، قیمت مجلد مع گرد پوش: ساڑھے چار روپے

مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی یہ انوکھی سیرت اب پڑھے لکھے طبقے میں تعارف کی محتاج نہیں رہی، خود راقم الحروف نے اسے بار بار پڑھا ہے اور ہر مرتبہ نیا لطف محسوس کیا ہے۔ سیرتِ طیبہ کے اہم واقعات کا ایک نقشہ پہلے سے ذہن میں موجود ہو تو اس کتاب کے مطالعے کا صحیح لطف آتا ہے، مولاناؒ نے واقعات اس انداز سے بیان کئے ہیں کہ ان سے قاری کا ذہن خود بخود عظیم الشان نتائج نکالتا جاتا ہے، اس طرح اس مختصر سی کتاب میں علوم و معارف کے دریا بند ہیں، ایک مثال:-

> جن پر تلوار چلائی وہ نہیں، بلکہ جنہوں نے تلوار چلائی، انہوں نے مسلمان ہوکر ان جھوٹوں کو جھٹلایا؟ جنہوں نے بازاروں میں پھیلایا تھا کہ جو کچھ پھیلایا گیا تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔
>
> (ص:۹۵)

اور زبان کی روانی، شوکت اور جوش وخروش کا تو یہ عالم ہے کہ بار بار پڑھ کر بھی طبیعت سیر نہیں ہوتی، کتاب کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:-

> یوں آنے کو تو سب ہی آئے، سب میں آئے، سب جگہ آئے،

سلام ہو اُن پر بڑی کٹھن گھڑیوں میں آئے، لیکن کیا کیجئے کہ ان
میں جو بھی آیا جانے ہی کے لئے آیا، پر ایک اور صرف ایک جو
آیا، اور آنے ہی کے لئے آیا، وہی جو اُگنے کے بعد پھر کبھی نہیں
ڈوبا، چمکا اور پھر چمکتا ہی چلا جارہا ہے، بڑھا اور بڑھتا ہی چلا
جارہا ہے ..... جو پچھلوں میں بھی اسی طرح ہے جس طرح
پہلوں میں تھا، جو آج بھی اسی طرح پہچانا جاتا ہے، اور ہمیشہ
پہچانا جائے گا، جس طرح کل پہچانا گیا تھا، کہ اسی کے اور صرف
اسی کے دن کے لئے رات نہیں، ایک اسی کا چراغ ہے جس کی
روشنی بے داغ ہے۔

پوری کتاب کا انداز یہی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پوری کتاب ایک ہی نشست اور ایک ہی دُھن میں لکھ دی گئی ہے، پھر اس اُسلوبِ بیان کے ساتھ صرف سیرت ہی کے نہیں بلکہ دُوسرے مذاہب کے بارے میں بھی بڑی علمی بحثیں چھیڑی گئی ہیں، بلاشبہ یہ کتاب اُردو کے علمی و ادبی ذخیرے کی ایک قیمتی متاع ہے، اور مکتبہ رشیدیہ نے اسے کتابت و طباعت کے حسین پیراہن میں شائع کرکے بڑی خدمت انجام دی ہے، گیٹ اَپ ہر لحاظ سے اس کتاب کے شایانِ شان ہے، لیکن تصحیح کا اہتمام کماحقہٗ نہیں ہوا، آئندہ ایڈیشن میں اس کی طرف پوری توجہ ضروری ہے۔

(ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ)

نزہۃ الخواطر (کامل ۸ جلد)

مؤلف: حضرت مولانا عبدالحی حسنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سابق ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ ناشر: مکتبہ تالیفاتِ اشرفیہ، بوہڑ گیٹ ملتان۔

''نزہۃ الخواطر'' وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کا نام علمی حلقوں میں محتاجِ

تعارف نہیں، یہ ہندوستان کی شخصیات کا وہ جامع ترین، مکمل ترین اور مستند ترین تذکرہ ہے جسے رجالِ ہند کا انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو یقیناً دُرست ہے۔ عام طور سے اس قسم کے کام بڑے بڑے ادارے اور کثیر الوسائل اکیڈمیاں انجام دیتی ہیں، بلکہ بہت سے ادارے ایسے ہیں جو کروڑوں روپے کے خرچ کے باوجود ایسے کارنامے انجام دینے سے قاصر رہتے ہیں، لیکن ایک انتہائی مشکل موضوع پر یہ انتہائی جامع کتاب صرف ایک شخصیت کی کاوش ہے، اور وہ ہیں داعئ اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہم کے والدِ گرامی حضرت مولانا عبدالحی صاحب حسنی رحمۃ اللہ علیہ۔

اس کتاب میں مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک کی ان نمایاں شخصیتوں کا تذکرہ فرمایا ہے جن کا تعلق ہندوستان سے ہے، ان میں زیادہ تر وہ ہیں جو ہندی الاصل ہیں، اور بہت سے وہ بھی ہیں جو اصلاً کسی اور جگہ کے باشندے تھے، لیکن ہندوستان آئے، یا ہندوستان سے کسی درجے میں تعلق رہا۔ ان میں زیادہ تر علماء ہیں، لیکن دُوسرے شعبوں کے مشاہیر، سیاسی رہنما، تحریکوں کے قائدین اور مختلف فرقوں کے سربراہوں کا بھی تذکرہ موجود ہے۔

ہندوستان کے ماضی قریب کی شخصیات کا تذکرہ مرتب کرنا کچھ اتنا مشکل نہ تھا، کیونکہ ان پر خاصا مواد موجود ہے، لیکن پہلی صدی ہجری سے اس سلسلے کا آغاز کرکے ہر صدی کی اتنی شخصیات کا تذکرہ جمع کرنا ایک ایسا محنت طلب کام تھا جس کا بیڑا فاضل مؤلف کا حوصلہ ہی اُٹھا سکتا تھا۔ ہر صدی کی شخصیات کا تذکرہ حروفِ تہجی کی ترتیب پر مرتب کرکے قارئین کے لئے مزید سہولت پیدا کردی گئی ہے۔

پھر ایک قابلِ تعریف وصف یہ ہے کہ مولانا موصوف نے ان تذکروں کی ترتیب میں مؤرّخانہ غیرجانب داری کا تحفظ کیا ہے، اور مبالغہ آمیزی اور ناانصافی دونوں سے پرہیز کرتے ہوئے ہر شخصیت کے مثبت اور منفی پہلو سادگی سے بیان فرمادیئے ہیں۔

مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں سات جلدیں تالیف فرما چکے تھے، اور آٹھویں جلد جو چودھویں صدی کے رِجال پر مشتمل تھی، اس کا مواد بھی جمع فرما چکے تھے لیکن تکمیل نہ فرما سکے کہ وفات ہوگئی، ان کے بعد ان کے لائق و فائق فرزند حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہم نے اس کی تکمیل فرمائی۔

یہ کتاب عرصۂ دراز سے نایاب تھی، ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ نے اسے عمدہ گیٹ اَپ کے ساتھ آٹھ ضخیم جلدوں میں شائع کر کے علم کے قدردانوں پر احسانِ عظیم کیا ہے، اس پر ناشر ادارے کے مالک مولانا محمد اسحاق صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اُمید ہے کہ علمی حلقے اس کی کماحقہ قدردانی اور پذیرائی کریں گے۔

(رجب المرجب ۱۴۱۸ھ)

نزھۃ الخواطر (جلد ہشتم)

تالیف: حضرت مولانا عبدالحی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔ تکملہ: حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہم العالی۔ ناشر: نور محمد اصح المطابع، کارخانۂ تجارتِ کتب، آرام باغ فریئر روڈ کراچی۔ ۲۰×۲۶ سائز کے ۵۲۸ صفحات، عمدہ آفسٹ پیپر، ٹائپ کی خوشنما طباعت، قیمت درج نہیں۔

''نزہۃ الخواطر'' کا نام علمی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں، یہ علمائے ہند کے تذکرے پر مشتمل وہ عظیم کتاب ہے جس نے فنِ رِجال کے ایک بہت بڑے خلا کو پُر کیا ہے۔

تراجم رِجال کی کتابیں تاریخِ اسلام کے ہر دور میں لکھی جاتی رہی ہیں اور مسلمانوں کا علمی و ادبی ذخیرہ اس معاملے میں شاید دُنیا کی ہر دُوسری ملت سے زیادہ مالا مال ہے، لیکن اس موضوع پر جو کتابیں لکھی گئیں وہ زیادہ تر عرب ممالک میں لکھی گئیں، اور ہندوستان کا خطہ وہاں سے اس قدر دُور تھا کہ یہاں کے حالات عرب

ممالک تک کما حقہ نہیں پہنچ سکے، یہی وجہ ہے کہ تراجم کی ان قدیم کتابوں میں ہندوستان کے مشاہیر کا یا تو بالکل ذکر نہیں ملتا، یا ملتا ہے تو بہت شاذ و نادر اور ناکافی۔ حافظ ابنِ حجرؒ کی "الدرر الکامنہ" ہو یا حافظ سخاویؒ کی "الضوء اللامع"، ابنِ خلقانؒ کی "وفیات الأعیان" ہو یا علامہ صفدریؒ کی "الوافی"، یہ سب کتابیں علمائے ہند کے تذکروں سے تقریباً خالی ہیں۔

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی صاحب مدظلہم کے والدِ ماجد حضرت مولانا عبدالحی صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس خلا کو پُر کرنے کے لئے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "نزہۃ الخواطر" تالیف کی ہے، جس میں پہلی صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی کے ہندوستان کے جتنے علماء وفقہاء اور مذہبی رہنماؤں کے حالات انہیں مل سکے ہیں، اُنہیں جمع کر دیا ہے، اس کتاب کی سات جلدیں تو خود مؤلفؒ کے قلم سے مکمل ہو کر شائع ہو چکی تھیں، لیکن آٹھویں جلد جو چودھویں صدی کے علمائے ہند کے حالات پر مشتمل ہے، نامکمل تھی، کیونکہ مؤلفؒ نے اپنی زندگی تک کے مشاہیر کی فہرست اور مختصر حالات تو لکھ دیئے تھے، لیکن ان کی وفات کے بعد ان مشاہیر کے حالات اس میں شامل نہ تھے، چنانچہ ان کے جلیل القدر فرزند حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہم نے اس کا تکملہ کر کے یہ جلد مکمل کر لی جو حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی لیکن پاکستان میں چونکہ یہ کتاب نایاب تھی، اس لئے نور محمد کارخانۂ تجارتِ کتب نے اس کی فلم لے کر اسے حال ہی میں یہاں شائع کیا ہے۔

اس جلد میں چودھویں صدی کے ۵۵۸ مشاہیر کا تذکرہ آ گیا ہے، یہ جلد اس لحاظ سے سب زیادہ مشکل تھی کہ معاصر علماء کا تذکرہ لکھنا نت نئے اعتراضات کو دعوت دینا ہے، لیکن فاضل مؤلفؒ اور ان کے جلیل القدر فرزند (مدظلہم) نے اس مشکل کو بڑی خوبی سے حل کیا ہے، اور بحیثیتِ مجموعی اعتدالِ فکر اور حق و انصاف کا دامن نہیں چھوڑا، مثلاً مولانا شبلی نعمانی مرحوم کی جائز تعریف کے بعد ان کے بارے میں ندوہ

کے سربراہ کے یہ الفاظ بڑے قابلِ قدر اور مؤلف کے انصاف کے آئینہ دار ہیں کہ:-

وكان مع ذلك معجبًا برأيه لا ينقاد لأحد، ولو كان برهانه مقنعًا. وفيه شيء من التلوّن ..... وكان معتزليًّا في الأصول، شديد النكير على الأشاعرة. (ص:۱۷۶)

ترجمہ:- اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی رائے کے معاملے میں خود پسند تھے، اور دُوسرا شخص خواہ کیسے کافی و شافی دلائل لے آئے، اس کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کرتے تھے، ان میں کچھ تلوّن بھی تھا.....اور وہ عقائد کے معاملے میں معتزلی تھی اور اشاعرہ پر شدّت سے نکیر کرتے تھے۔

اسی کے ساتھ یہ اَمر بھی بڑا معنی خیز ہے کہ فاضل تکملہ نگار (مدظلہم) نے مولانا شبلی کی سب سے بہتر تصنیف "سیرۃ النبیؐ" کے بجائے "شعر العجم" قرار دی ہے۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے بارے میں فاضل مؤلف نے جو نوٹ لکھا ہے، وہ بھی ان کے منصفانہ مزاج، حقیقت پسندی اور دینی عقائد کے تحفظ، غرض تمام باتوں کی رعایت سے مملو ہے، مشاہیر میں سے ہونے کی بناء آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی اور آغا خاں کے تذکرے بھی اس کتاب میں شامل ہیں، لیکن ان کی پوری پوری حقیقت واضح کردی گئی ہے۔

بلاشبہ یہ کتاب تراجم کے ذخیرے میں ایک گراں قدر اضافہ ہے، جس سے کوئی عالم اور کوئی مؤرّخ مستغنی نہیں ہوسکتا، اور یہ صدی اس کتاب کی تالیف پر فخر کرسکتی ہے۔ کارخانۂ تجارتِ کتب نے یہ کتاب پاکستان میں شائع کرکے علمی حلقوں پر بڑا احسان کیا ہے، اور اُمید ہے کہ علمی حلقے اس کی خاطر خواہ پذیرائی کریں گے۔

(ربیع الاوّل ۱۳۹۷ھ)

نفحة العنبر (عربی)

مؤلفہ: حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری صاحب دامت برکاتہم۔ ناشر: مجلسِ علمی، میری ویدر ٹاور کراچی۔ $\frac{۲۰\times۲۶}{۸}$ کے ۳۳۸ صفحات، سفید کاغذ پر عربی ٹائپ کی خوشنما طباعت، قیمت غیر مجلد: ۱۰ روپے، مجلد: ۱۲ روپے

امام العصر حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اُن نابغۂ ہائے روزگار ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے علم و فضل، ذہانت و حافظہ اور وَرَع و تقویٰ میں قرونِ اُولیٰ کی داستانیں سچی کر کے دکھائیں، وہ اگر حافظ ابنِ حجرؒ اور بدرالدین عینیؒ کے زمانے میں پیدا ہوتے تب بھی ان کا علمی مقام وہی ہوتا جو آج سمجھا جاتا ہے، زیرِ نظر کتاب امامِ موصوفؒ ہی کی علمی سوانح حیات ہے، جو ان کے شاگردِ خصوصی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہم العالی نے عربی زبان میں لکھی ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے ہزارہا شاگردوں میں فاضل مؤلف کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہیں درس کے علاوہ حضرت شاہ صاحبؒ کے ساتھ طویل صحبتیں اُٹھانے کا موقع ملا ہے، انہوں نے علمی کاموں میں حضرتؒ کا ہاتھ بٹانے کی سعادت بھی حاصل کی ہے، اس لئے یہ سوانح حیات حضرتؒ کی علمی زندگی کا مستند ترین مرقع ہے جس میں ان کی شخصی زندگی، اُن کے علمی مآثر، اُن کے مزاج و مذاق اور اُن کی منفرد تحقیقات کا دِل آویز نقشہ کھینچ دیا گیا ہے۔

کہنے کو تو یہ ایک عالم کی سوانح حیات ہے، لیکن اس میں بے شمار علمی مباحث، لطیف نکات اور نادر تحقیقات جمع ہوگئی ہیں، جن کا مطالعہ ہر اہلِ علم کے لئے بصیرت افروز ثابت ہوگا۔

حضرت علامہ بنوری، حضرت شاہ صاحبؒ کے صرف شاگرد ہی نہیں، ان کے عاشقِ صادق بھی ہیں، اور "نفحة العنبر" کی عبارتوں میں اس عشق کی بڑی

حسین جھلکیاں ملتی ہیں۔

یہ کتاب پہلے بھی شائع ہو چکی ہے، مگر اب مجلسِ علمی نے اسے بڑے اہتمام کے ساتھ عمدہ لباسِ طباعت میں شائع کیا ہے۔ (شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ)

نقوشِ اقبال

مصنف: مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی۔ ترجمہ: مولوی شمس تبریز خاں۔ ناشر: مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی۔ قیمت مجلد (نہایت خوبصورت گیٹ اَپ اور طباعت کے ساتھ): بارہ روپے

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کا نام اسلامی ممالک کے دینی، علمی اور ادبی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عربی زبان اور انشاء کی جو مہارت اور سلیقہ عطا فرمایا ہے وہ برِصغیر کے بہت کم لوگوں کے حصے میں آیا ہے۔

مولانا موصوف عربی ممالک میں اسلامی اَفکار کی تبلیغ کا فریضہ بڑے حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے ہیں، زیرِ نظر کتاب مولانا موصوف کی عربی کتاب "روائع اقبال" کے اُردو ترجمہ کا دُوسرا ایڈیشن ہے، جس کو بڑے اہتمام کے ساتھ عمدہ کاغذ اور عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ مجلسِ نشریاتِ اسلام، ناظم آباد کراچی نے شائع کیا ہے۔

کتاب کے شروع میں پروفیسر رشید احمد صدیقی کا ایک تفصیلی مقدمہ بھی شامل ہے، جس کو مولانا ندوی کی زندگی اور روائع اقبال کا ایک اجمالی جائزہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا، اور ہمارے خیال میں اس مقدمے سے اس کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔

یوں تو علامہ اقبال کے اَفکار اور شخصیت کے بارے میں لکھنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ شاید اُن کا شمار بھی مشکل ہی سے ہو سکے، لیکن مستند اہلِ علم و دانش کی

تحریریں اس موضوع پر بہت ہی کم ہیں۔ اُردو میں اقبال پر گنی چنی ہی کتابیں ایسی ہیں جنہیں اہم کہا جاسکتا ہے، ان میں ڈاکٹر یوسف حسین خاں کی ''رُوحِ اقبال''، مولانا عبدالسلام ندوی کی ''اقبالِ کامل'' اور خلیفہ عبدالحکیم کی ''فکرِ اقبال'' قابلِ ذکر ہیں۔

اب مولانا ابوالحسن علی ندوی کی "روائع اقبال" کا یہ اُردو ترجمہ اس سلسلے میں ایک وقیع اضافہ ہے، عالمِ عرب کے سامنے برِصغیر کے اس مفکر کی شخصیت کے جن پہلوؤں کا تعارف اس کتاب میں کرایا گیا ہے، وہ ''ایک فرضِ کفایہ'' تھا، جو مولانا موصوف نے برِصغیر کے اہلِ علم کی جانب سے ادا کردیا ہے، خصوصیت سے اقبال کے دینی اَفکار کو جس حسن وخوبی سے اس کتاب کے ذریعہ پیش کیا گیا ہے وہ مولانا ہی کا حصہ تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی شمس تبریز خاں صاحب نے ترجمہ میں بہت محنت سے کام لیا ہے، ترجمے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے وہ رَواں اور سلیس ہے اور اس میں وہ تکلف نہیں پایا جاتا جو عام طور پر ترجموں میں ہوتا ہے۔

کتاب کے بعض اہم عنوانات درج ذیل ہیں جن سے اس کی افادیت کا کسی قدر اندازہ ہوسکتا ہے:-

۱:- اقبال کی شخصیت کے تخلیقی عناصر۔
۲:- اقبال اور مغربی تہذیب وثقافت۔
۳:- مغربی تعلیم اور اس کے اثرات۔
۴:- اقبال کا نظریۂ علم وفن۔
۵:- ''انسانِ کامل'' اقبال کی نظر میں۔
۶:- اقبال کا پیغام بلادِ عربیہ کے نام، وغیرہ۔

(ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ)

نماز کی کتاب

مؤلفہ: مولانا عبدالحلیم قاسمی، جامعہ حنفیہ قاسمیہ، گلبرگ، چھوٹی مارکیٹ لاہور۔ $\frac{۲۰\times۲۶}{۸}$ سائز کے ۸۸ صفحات، کتابت وطباعت گوارا، قیمت: ۳ روپے

یہ کتابچہ نماز کے فضائل و مسائل، متعلقہ اَوراد و اَدعیہ اوران کے ترجمے پر مشتمل ہے، نماز کے بارے میں چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اور اس کے مطالعے سے نہ صرف نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، بلکہ اس کا مفصل طریقہ، اس کے آداب و اَحکام، مختلف نمازوں کے الگ الگ طریقے اورمسنون دُعائیں بھی معلوم ہوسکتی ہیں۔ (ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ)

نوجوانوں سے خطاب

مؤلفہ: اسد اللہ خاں صاحب بی ایس سی (علیگ)۔ ناشر: اسداللہ خان صاحب اکبر روڈ کراچی۔ $\frac{۲۰\times۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۳۰۲ صفحات، کتابت وطباعت متوسط، جلد عمدہ، قیمت: ۶ روپے

اس کتاب میں نوجوانوں کو ان کی شادی بیاہ اور اولاد کی تربیت سے متعلق مشورے دیئے گئے ہیں۔ فاضل مؤلف ہومیوپیتھک ڈاکٹر ہیں، اس لئے بیشتر مشورے طبّی نوعیت کے ہیں، لیکن بعض مشورے دینی نقطۂ نظر سے بھی دیئے گئے ہیں۔ طبّی مشوروں پر تبصرہ کرنے کے ہم اہل نہیں ہیں، البتہ دینی مشوروں میں بعض باتیں قابلِ اعتراض محسوس ہوتی ہیں، مثلاً فاضل مؤلف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ شادی کی مناسب عمر لڑکے کے لئے چالیس سال اور لڑکی کے لئے پینتیس سال ہے، طبّی نقطۂ نظر سے اس مشورے کی صحت وسقم تو ماہرینِ طب ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں، لیکن فاضل مؤلف نے اس پر سورۂ احقاف کی ایک آیت سے بھی استدلال کی کوشش کی ہے، یہ استدلال دُرست نہیں ہے، عمرِ نکاح کے بارے میں زیادہ متعلق آیت سورۂ نساء کی آیت

"وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ" ہے اور وہ فاضل مؤلف کی تردید کرتی ہے، اس کے علاوہ متعدّد احادیث سے بھی اس کی تردید ہوتی ہے۔

فاضل مؤلف نے احادیث نقل کرنے میں بھی احتیاط سے کام نہیں لیا، صفحہ:۸۱ پر "سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات" کے زیرِ عنوان اُنہوں نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے وقت حسبِ ذیل ہدایات دی تھیں اور اس کے بعد تین ہدایات درج کی ہیں، اس حدیث کا اُنہوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا اور حدیث کی معروف و متداول کتابوں میں ہمیں ایسی کوئی حدیث نہیں مل سکی۔

اسی طرح آیتِ قرآنی "لَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ" کی جو تفسیر مؤلف نے صفحہ:۱۲۰ پر کی ہے وہ حد درجہ لغو اور غلط ہے، مؤلف موصوف کو چاہئے کہ وہ صرف طب کی حد تک محدود رہیں اور قرآن و حدیث کے معاملے میں لب کشائی کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیں۔ (ذی القعدہ و ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ)

نوادراتِ امیرِ شریعت

مرتبہ: سیّد منظور احمد شاہ کہروڑی۔ ناشر: مکتبہ نشریاتِ اہلِ سنت، مدرسہ مفتاح العلوم محلّہ ملتانی والا، کہروڑ پکا، ضلع ملتان۔

حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ برِصغیر کے منفرد و یکتا خطیب تھے، یہ رسالہ انہی کے بعض خطبات و ملفوظات کا مجموعہ ہے، اگرچہ شاہ جیؒ کی خطابت کا سیلِ رواں کسی دُوسرے کی قلم بند کی ہوئی تقریر سے نمایاں ہو ہی نہیں سکتا، تاہم اس کتابچے میں اُن کے اندازِ خطابت کی ناتمام جھلکیاں ضرور دیکھی جاسکتی ہیں۔ (جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ)

نوائے سروش

مرتبہ: نثار احمد ایم. اے۔ زیرِ اہتمام: سیرت اکیڈمی، جمعیت الفلاح کراچی۔ ضخامت: ۹۶ صفحات، کاغذ عمدہ گلیز، کتابت و طباعت معیاری عکسی، سنہری ڈائی کے ساتھ خوبصورت چرمی جلد، قیمت: ۷۵/۲

"نعت گوئی" شاعری کی تمام اصناف میں سب سے زیادہ مشکل اور نازک صنفِ سخن ہے، حق تو اس صنف کا ادا ہو ہی نہیں سکتا، اس کی نزاکتوں کا لحاظ بھی انہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جنہیں اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت، شستہ ذوق اور گفتار کا سلیقہ بخشا ہو۔ یوں تو آپ کو نعتیں بے شمار ملیں گی، لیکن ایسی نعتیں جو اپنے موضوع کی تمام لطافتوں کا لحاظ رکھ کر کہی گئی ہوں، گنی چنی ہیں۔ "نوائے سروش" میں نثار احمد نے بڑی محنت اور خوش ذوقی کے ساتھ ایسی نعتیں جمع کی ہیں جنہیں پڑھ کر ایمان کو تازگی، قلب و نظر کو سرور اور ذوق کو تسکین ملتی ہے۔

شعراء میں سے خاقانی، جامی، سعدی، محسن کاکوروی، حالی، اقبال، ظفر علی خاں، حسرت موہانی، اقبال سہیل، جگر مرادآبادی، زائرِ حرم حمید صدیقی، شفیق جونپوری، احسان دانش، حفیظ جالندھری، بہزاد لکھنوی اور ماہر القادری وغیرہ کے علاوہ حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ، مولانا شبلی نعمانی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی نعتیں بھی مجموعے میں شامل ہیں۔ غیر مسلموں میں سے ہری چند اختر، جگن ناتھ آزاد اور بھگوان داس بھگوان نے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے، اس کے منتخب اشعار بھی اس میں موجود ہیں۔

اس مجموعے کے چند منتخب اشعار آپ بھی سنئے:-

تم کیا ملے کہ دولتِ ایماں ملی ہمیں
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایماں تمہیں تو ہو
(اختر شیرانی)

دِل جس سے زندہ ہو وہ تمنا تمہیں تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دُنیا تمہیں تو ہو
پھوٹا جو سینۂ شبِ تارِ الست سے
اس نورِ اوّلیں کا اُجالا تمہیں تو ہو
جلتے ہیں جبرئیلؑ کے پَر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو
(ظفر علی خاں)

محمدؐ[1] وہ کتابِ کون کا طغرائے پیشانی
محمدؐ وہ حریم قدس کا شمعِ شبستانی
تراشا جس کے ناخن کا ہلالِ آسماں منزل
غُسالہ جس کے تلووں کا زُلالِ آبِ حیوانی
(اقبال سہیل)

جیسے کہ سامنے متبسم حضورؐ ہیں
اور ہم ہیں ایک اشکِ ندامت لئے ہوئے
جیسا بھی کچھ ہے آپ کا ہے آپ کے سپرد
آیا ہے اپنے آپ کو شوکت لئے ہوئے
(شوکت تھانوی)

رخشندہ ترے حسن سے رُخسارِ یقیں ہے
تابندہ ترے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

---

(۱) اقبال سہیل کی اس نعت کا یہ بڑا اچھا شعر مرتب کی نظر سے چوک گیا ہے ۔
وہ رابط، عقل و مذہب کو کیا شیر و شکر جس نے
وہ فارق، زہد سے جس نے مٹایا داغ رہبانی

چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر
تو خاتمِ کونین کا رخشندہ نگیں ہے
جس میں ہو ترا ذکر وہی بزم ہے رنگیں
جس میں ہو ترا نام وہی بات حسیں ہے
چمکی تھی کبھی جو ترے نقشِ کفِ پا سے
ابتک وہ زمیں چاند ستاروں کی زمیں ہے
(صوفی تبسم)

ہم مدینے سے اللہ کیوں آ گئے، قلبِ حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی
دِل وہیں رہ گیا، جاں وہیں رہ گئی، خم اسی در پہ اپنی جبیں رہ گئی
پڑھ کے نَصۡرٌ مِّنَ اللهِ وَفَتۡحٌ قَرِيۡبٌ، ہم رواں جب ہوئے سوئے کوئے حبیبؐ
رحمتیں برکتیں ساتھ چلنے لگیں، بے بسی زندگی کی یہیں رہ گئی
(بہزاد)

شبِ ظلمت کے ہنگاموں میں گم تھی عقلِ انسانی
یکایک طاقِ کعبہ پر چراغِ ہاشمی آیا
(شفیق)

وہ اِک نرمی کہ سنگ و خشت کے سینوں میں جا اُتری
وہ اِک شیشہ جو ہر پتھر سے ٹکراتا ہوا آیا
(ضمیر جعفری)

جو اُن کی گلی ہے وہی دراصل ہے جنت
دراصل جو جنت ہے وہی اُن کی گلی ہے
(کوثر نیازی)

ان نعتوں کے علاوہ حفیظ جالندھری اور ماہر القادری کے مشہورِ زمانہ سلام بھی

اس مجموعے کی زینت ہیں، اس انتخاب کے شروع میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ایک نعتیہ قصیدہ بھی درج ہے، ہماری رائے میں اگر ان کا صرف یہ قطعہ درج کردیا جاتا تو تمام نعتیہ قصائد پر بھاری تھا۔

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

فاضل مرتب کی کامل احتیاط کے باوجود بعض ایسے اشعار بھی مجموعے میں آگئے ہیں جن سے سوقیت کی بو آتی ہے، نعتِ رسول اللہؐ میں شراب اور خمار جیسی چیزوں کا تذکرہ ذوقِ سلیم پر گراں گزرتا ہے، اور عام غزلوں کی طرح نعت میں قد و گیسو کے تذکرے بھی نعت کی نزاکت کو مجروح کردیتے ہیں، اُمید ہے کہ فاضل مرتب آئندہ نظرِثانی کے وقت اس قسم کے اشعار مجموعے سے نکال دیں گے۔

(رجب ۱۳۸۷ھ)

نئی نسل کو گمراہ نہ کیجئے

مؤلفہ: جناب اسعد گیلانی۔ ناشر: مکتبہ الخیر، اُردو بازار لاہور۔ چھوٹے سائز کے ۲۰۸ صفحات، کتابت و طباعت متوسط، قیمت: ۳/۵۰

یہ مؤلف کے متفرق مکاتیب و مضامین کا مجموعہ ہے، پہلے حصے میں ان شکوک وشبہات کا ازالہ کیا گیا ہے جو مغرب زدہ حضرات اسلام کے عملی نفاذ سے متعلق پھیلاتے رہتے ہیں، اور اس کے بعد والے حصوں میں اُن اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو تجدّد پسند حلقے جماعتِ اسلامی پر وارِد کرتے ہیں۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ)

الوشيعة فى نقد عقائد الشيعة (عربی)

تالیف: علامہ موسیٰ جار اللہ۔ ناشر: سہیل اکیڈمی، چوک اُردو بازار لاہور۔ ۱۸×۲۲/۸ سائز کے ۲۳۶ صفحات، ٹائپ (آفسٹ) کی خوشنما طباعت، سفید کاغذ، دیدہ زیب اور مضبوط کارڈ کور۔

علامہ موسیٰ جار اللہ (متوفی ۱۳۶۹ھ) ترکستان کے ان علماء میں سے تھے جنہیں بالشویک انقلاب کے زیرِ اثر کمیونسٹ ظلم و ستم کا شکار ہونا پڑا، اور بالآخر وہ وہاں سے ہجرت پر مجبور ہوئے۔ ترکستان سے ہجرت کے بعد وہ عالمِ اسلام کے مختلف ممالک میں مقیم رہے، اس دوران وہ عراق و ایران میں بھی مقیم رہے، اور انہیں مذہبِ شیعہ کو قریب سے دیکھنے کا بھی موقع ملا اور اس کی بنیادی کتابوں کے مطالعے کا بھی۔ زیرِ نظر کتاب اسی مطالعے اور مشاہدے کا حاصل ہے، جسے انہوں نے نہایت دلچسپ پیرائے میں قلم بند کیا ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے مذہبِ شیعہ اور اس کے بعض عجیب وغریب اور بدیہُ البطلان عقائد و اَفکار خود مذہبِ شیعہ کی بنیادی کتابوں کے حوالوں سے سامنے آجاتے ہیں۔

تردیدِ شیعیت میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن اس موضوع کے متخصص اہلِ علم نے اس کتاب کو نہایت جامع اور مفید قرار دیا ہے۔

یہ کتاب اس سے پہلے عرب ممالک میں بار بار طبع ہوکر خراجِ تحسین حاصل کرچکی ہے، برِصغیر میں غالباً پہلی بار سہیل اکیڈمی نے اسے شائع کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے، اُمید ہے کہ اہلِ علم اس کی کماحقہ قدردانی فرمائیں گے۔

(ربیع الاوّل ۱۴۰۰ھ)

هدایۃ الحیران

مؤلفہ: مولانا مفتی سیّد عبدالشکور صاحب ترمذی۔ ناشر: حسینیہ حنفیہ سلانوالی، ضلع سرگودھا۔ $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ سائز کے ۱۲۷ صفحات، کاغذ سفید، کتابت و طباعت متوسط، قیمت: ۶ روپے

حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب مدظلہم اپنے علم و فضل کے اعتبار سے ملک کی معروف ہستیوں میں سے ہیں، ان کی مرتب کردہ تفسیر ''جواہر القرآن'' کے نام سے عرصے سے شائع ہو رہی ہے، اس تفسیر میں موصوف نے اپنے اُستاذ مولانا حسین علی صاحب کے تفسیری فوائد کو بھی جمع کیا ہے۔ مولانا حسین علی صاحبؒ کے یہ تفسیری فوائد رَدِّ بدعات کی افادیت کے باوجود بعض مقامات پر جمہور اہلِ سنت کے مسلک کے خلاف ہیں۔ مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی نے، جو حضرت مولانا عبدالکریم صاحب گمتھلویؒ کے فرزندِ ارجمند ہیں، اس کتاب میں ایسے مقامات کی نشاندہی کر کے اُن پر تنقید فرمائی ہے۔ فاضل مؤلف کا اندازِ تنقید عالمانہ، باوقار اور سنجیدہ ہے۔ انہوں نے جو کچھ کہا ہے دلائل کے ساتھ کہا ہے، اور طنز و تعریض کے انداز سے مکمل پرہیز کیا ہے، جو موصوف کی سلامتِ فکر کی علامت ہے۔

موصوف کی بعض تنقیدیں لفظی نوعیت کی بھی ہیں، اور بعض ایسی بھی ہیں جو فروعی عقائد یا فقہی مسائل سے تعلق رکھتی ہیں، بہرصورت یہ کتاب علمی افادیت کی حامل اور کئی مفید بحثوں پر مشتمل ہے، علمائے حق کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ کوئی ان کی غلطی پر سنجیدہ انداز سے متنبہ کرے تو وہ نہ اُسے ناگوار سمجھتے ہیں، نہ قبولِ حق سے ہچکچاتے ہیں، لہٰذا زیرِ تنقید تفسیر کے فاضل مرتب کی طرف سے اس کتاب کا خیرمقدم ہی کیا جانا چاہئے۔ اگرچہ جن مسائل پر یہ کتاب مشتمل ہے وہ فروعی مسائل ہیں، جن پر عوامی سطح پر بحث و نزاع کا دروازہ کھولنا، بحالاتِ موجودہ کسی طرح موزوں نہیں،

تاہم فروعی مسائل کی تحقیق بھی فی الجملہ اہلِ علم کے لئے ضروری ہے اور یہ کتاب اس سلسلے میں مفید و کارآمد ہے۔ (محرم الحرام ۱۳۹۱ھ)

ہم سنی کیوں ہیں؟ بجواب میں شیعہ کیوں ہوا؟

مؤلف: حافظ مہر محمد میانوالی۔ ناشر: مکتبہ عثمانیہ، نور باوا نمبرا، گوجرانوالہ۔
سفید کاغذ، دِل نشین طباعت، قیمت: بائیس روپے بچاس پیسے

بعض اہلِ تشیع ہمیشہ سے جلیل القدر صحابہ کرامؓ اور اکابرینِ اُمت پر جھوٹے الزامات تراشتے رہے ہیں، اور اہلِ سنت ان الزامات کی تردید کرتے رہے ہیں۔ فاضل مؤلف نے بھی تردیدِ شیعیت اور خاص کر الزامات کی تردید میں بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں بھی مؤلف نے ان سو الزامات کا کافی و شافی جواب دیا ہے جو فرقۂ شیعہ کے عبدالکریم مشتاق نے اپنی کتاب ''میں شیعہ کیوں ہوا؟'' میں تحریر کئے ہیں۔ خاص کر جواب نمبر ۲۱ سے ۳۱ میں شیعہ فرقے کے عقائدِ باطلہ کی مفصل تردید کی ہے۔ اسی طرح ۴۵ سے ۵۳ تک کے جوابات میں ان عقائدِ باطلہ کی تردید کی ہے جو اہلِ تشیع قرآن شریف کی تحریف کے بارے میں رکھتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے الزامات کے جوابات ان مطاعن کی تردید پر مشتمل ہیں جو اہلِ تشیع جلیل القدر صحابہ کرامؓ جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ پر وارِد کرتے ہیں۔

الزامات اور ان کے جوابات سے پہلے فاضل مؤلف نے شیعہ فرقے کا بہترین تعارف بھی کرایا ہے اور ہر الزام کا جواب فاضل مؤلف نے تحقیق و تدقیق سے دیا ہے، گویا کہ یہ کتاب شیعہ فرقے کا بہترین تعارف بھی ہے اور لاجواب تردید بھی ہے، اور ایک انصاف پسند انسان کے لئے حقیقت تک پہنچنے کے لئے کافی و وافی ہے۔
(شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ)

ہفت روزہ ''صدائے اسلام'' پشاور

سرپرست: مولانا محمد یوسف صاحب قریشی۔ مدیر: مولانا محمد اشرف قریشی۔

پتہ: جامعہ اشرفیہ، عیدگاہ روڈ، پشاور۔ فی پرچہ: ۲۵ پیسے، سالانہ: ۱۰ روپے

یہ علمی و دینی مجلہ تقریباً سال بھر سے شائع ہو رہا ہے اور حضرت مولانا عبدالودود صاحب قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان مولانا محمد یوسف قریشی اور مولانا محمد اشرف قریشی اسے حسن و خوبی کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ مضامین دینی، اصلاحی اور مفید ہوتے ہیں اور رسالے کا معیار روز بروز صوری اور معنوی ہر اعتبار سے بلند ہو رہا ہے، اب کچھ دنوں سے اسے ہفت روزہ بنادیا گیا ہے جس کا ایک شمارتبصرہ نگار کی نگاہ سے گزرا ہے، جو ہر اعتبار سے خوش آئند اور ہونہار تھا۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو زیادہ سے زیادہ مفید بنائے، اور اسے عنداللہ وعندالناس قبول نصیب ہو، آمین۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ)

ANSWER TO MODERNISM

مؤلفہ: حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ۔ ترجمہ: جناب محمد حسن عسکری و جناب کرار حسین صاحب۔ یکے از مطبوعات دارالتصنیف دارالعلوم کراچی۔ ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر۱۴۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۱۲۰ صفحات، نفیس آفسٹ پیپر پر مونوٹائپ کی دیدہ زیب طباعت، خوشنما سرورق، قیمت: ۱۰ روپے

یہ حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی مشہور کتاب ''الانتباهات المفيده في حل الشبهات الجديده'' کا انگریزی ترجمہ ہے۔ انیسویں صدی عیسوی کے فلسفے نے مختلف اسلامی عقائد پر جو اعتراضات وشبہات وارد کئے، متجددین کے ایک طبقے نے ان سے مرعوب ہوکر ان عقائد میں کتر بیونت شروع کردی، حالانکہ یہ شبہات علمی و عقلی تحقیق پر نہیں، ملحدین کی پبلسٹی پر مبنی تھے۔ حضرت

تھانویؒ نے یہ کتاب انہی لوگوں کے شبہات کی تردید میں لکھی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ عہدِ حاضر کی فکری گمراہیوں میں سے شاید کوئی گمراہی ایسی نہ ہو جس کے منشاء و مأخذ پر اس کتاب میں انتہائی معقول کلام موجود نہ ہو۔ حضرت تھانویؒ نے شروع میں عقلی تحقیق کے لئے سات اُصول قائم کرکے انہیں ثابت اور واضح کیا ہے، پھر ان اُصولوں کے مطابق متجدّدین کے شبہات کا ایک ایک کرکے جواب دیا ہے، چنانچہ اس میں حدوثِ مادّہ، خدا کی قدرتِ کاملہ، رسالت، حقانیتِ قرآن، حجیتِ حدیث و اِجماع و قیاس، ملائکہ، جنات اور شیاطین کے وجود، واقعاتِ مابعد الموت، آفاقی حقائق، مسئلۂ تقدیر، مسئلۂ معجزات، اندازِ عبادات، معاملات و سیاسات، معاشرت و اخلاق۔ اور عقلی طریقِ استدلال سے متعلق انتہائی جامع و مانع، اطمینان بخش اور فکرانگیز مباحث موجود ہیں، اور ہمیں اُمید ہے کہ اس کا مطالعہ ایمان و یقین کی پختگی اور شکوک وشبہات سے نجات کا باعث ہوگا۔

اصل کتاب اُردو میں تھی، جناب محمد حسن عسکری اور جناب کرار حسین نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا ہے، علمی اور منطقی اصطلاحات اور اختصار و ایجاز سے مملو ہونے کی بناء پر اس کا انگریزی ترجمہ بڑا مشکل کام تھا، جس پر فاضل مترجمین نے انتہائی خوبصورتی سے قابو پایا ہے، اور اب انگریزی کی متوسط استعداد رکھنے والے بھی اس سے بخوبی فائدہ اُٹھاسکتے ہیں، ضرورت ہے کہ اس کتاب کو انگریزی تعلیم یافتہ حلقوں میں زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔ (ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ)

CHRISTIANITY AND ISLAM

مؤلفہ: ایس. زیڈ. ایچ۔ ناشر: ایم. ایچ. لاری نمبر سی ۳۰ ڈی بلاک نارتھ ناظم آباد کراچی نمبر ۳۳۔ چھوٹے سائز کے ۹۵ صفحات، انگریزی ٹائپ کی طباعت، قیمت: ایک روپیہ

یہ کتابچہ عیسائیت سے متعلق چار مضامین پر مشتمل ہے، پہلے مضمون کا عنوان ہے ''توحید یا تثلیث؟'' جس میں خود بائبل کی عبارتوں سے عقیدۂ توحید کو ثابت کر کے بتایا گیا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ بعد کے لوگوں کی ایجاد ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور شروع زمانے کے کئی عیسائی فرقے اس کے قائل نہ تھے۔ دُوسرا مضمون عقیدۂ کفارہ اور ''دُوسرا خار پیش کرنے'' کی تعلیم سے متعلق ہے، جہاں تک مضمون کے دُوسرے جزء کا تعلق ہے وہ مفید معلومات پر مشتمل ہے، لیکن اس میں عقیدۂ کفارہ کی جس انداز سے تشریح کی گئی ہے وہ محلِ نظر ہے۔ فاضل مؤلف کو چاہئے کہ وہ اس عقیدے کا صحیح مطلب عیسائیوں کی کتابوں سے سمجھ کر اس حصے کو ازسرِنو مرتب فرمائیں، ورنہ ان کا یہ مضمون ناحق بات کی غلط وکالت کہلائے گا یا ایسی بات کی تردید جس کا کوئی قائل نہیں۔

تیسرے مضمون کا عنوان ہے ''تلاشِ حق - بائبل سے قرآن کی طرف'' اور اس میں عیسائیت اور اسلام کا نہایت عمدگی کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے، جس سے یہ پتہ لگانا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ کون سا مذہب حق و انصاف سے زیادہ قریب ہے؟ چوتھا مضمون بائبل کی اُن عبارتوں سے متعلق ہے جن میں نبیٔ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دی گئی ہے، یہ مضمون بھی نہایت مفید، دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔

بحیثیتِ مجموعی یہ کتابچہ اس لائق ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو اور خود عیسائی حضرات اسے پڑھیں، مصنف کے اندازِ بیان سے خلوص اور للّٰہیت ٹپکتی ہے، اخلاص کا اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ مؤلف نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔

(شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ)

ISLAMIC FAITH AND PRACTIC

مؤلف: مولانا محمد منظور نعمانی۔ ترجمہ انگریزی: ڈاکٹر آصف قدوائی، ایم اے، پی ایچ ڈی۔ ناشر: مکتبہ رشیدیہ غلہ منڈی، ساہیوال۔ ۳۶×۲۳ سائز کے ۱۴۱

صفحات، سفید عمدہ کاغذ پر انگریزی ٹائپ کی خوشنما طباعت، قیمت مجلد: ۱۰ روپے

یہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم العالی کی مشہور کتاب "دین و شریعت" کا انگریزی ترجمہ ہے، "دین و شریعت" پر تبصرہ اس سے پہلے بھی "البلاغ" میں آچکا ہے، یہ کتاب اسلام کے بنیادی عقائد اور تعلیمات کا مختصر مگر جامع اور دِل نشین تعارف ہے، جس کے ذریعہ ایک عام قاری بڑی سہولت کے ساتھ اسلام کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرسکتا ہے۔ پہلا باب توحید کے موضوع پر ہے اور اس میں وجودِ خدا، وحدانیت، کلمۂ طیبہ کی تشریح اور شرک کی تردید بیان کی گئی ہے۔ دُوسرے باب میں عقیدۂ آخرت کی شرح، اس کے دلائل اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات سے بحث ہے۔ تیسرا باب "رسالت" کے متعلق مباحث پر مشتمل ہے، جس میں انبیاء علیہم السلام کی ضرورتِ بعثت، ان کے اوصاف، معجزات و کرامات، حجیتِ حدیث اور اجتہاد و تقلید کے موضوعات پر مضامین شامل ہیں۔ چوتھا باب "شریعت" کے زیرِ عنوان ہے جس میں عبادت کی حقیقت اور اسلام کے اَرکانِ اربعہ کا تعارف کرایا گیا ہے۔ پانچویں باب میں اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا بیان ہے۔ چھٹے باب کا عنوان ہے "مالی معاملات اور سماجی رویہ" جس میں صفائی معاملات اور حقوق العباد کی ادائیگی سے متعلق اسلام کی تعلیمات پیش کی گئی ہیں۔ ساتویں باب میں "تبلیغ اور خدمتِ دین" کے مختلف پہلوؤں پر بحث ہے۔ آٹھویں باب میں "حکومت اور سیاست" کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر واضح کیا گیا ہے۔

یہ کتاب بلاشبہ اس لائق ہے کہ اس کا انگریزی ترجمہ غیر مسلم اَقوام میں زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے، ڈاکٹر آصف قدوائی صاحب نے یہ ترجمہ کرکے اُمت کا ایک بڑا قرض چکایا ہے، ان کا ترجمہ صاف ستھرا، رواں اور بے تکلف ہے، اور یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ غیر مسلم علاقوں میں اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ نشر و اشاعت کی فکر کریں۔ کتاب کی طباعت بحیثیتِ مجموعی بہت اچھی ہے، کاش کہ ٹائٹل پر

نقش ونگار کا یہ تکلف نہ کیا جائے۔

SOCIALISM AND DEMOCRACY

مؤلفہ: کوکب صدیقی ایم اے۔ ناشر: نیوایرا پبلی کیشنز، پوسٹ بکس: ۲۱۸۹ ناظم آباد کراچی ۱۸۔ پاکٹ سائز کے ۲۰ صفحات، طباعت معیاری، قیمت: چالیس پیسے

آج کل سوشلزم اور جمہوریت دونوں کو بالکل جڑواں بہنوں کی طرح پیش کیا جارہا ہے، حالانکہ جس طرح اسلام اور سوشلزم کے جمع ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا، اسی طرح سوشلزم جمہوریت کا بھی سب سے بڑا دشمن ہے، اور غیر جمہوری نظام ہائے زندگی میں اشتراکیت سے زیادہ مستبد نظام شاید کوئی نہیں ہے۔ اس مختصر کتابچے میں اسی حقیقت کو تاریخی حوالوں اور اشتراکی لیڈروں کے بیانات کے ذریعہ واضح کیا گیا ہے۔ لینن کے یہ الفاظ کس قدر صاف اور واضح ہیں کہ:-

> سوویٹوں کی جمہوریت درحقیقت پرولتاریہ کی آمریت کی ریاستی شکل ہے اور یہ آمریت ہی جمہوریت کی اعلیٰ ترین صورت ہے۔
>
> (ص:۱۳)

مصنف نے ثابت کیا ہے کہ اسی نظریے کی بنیاد پر بالشویک پارٹی نے منشویک پارٹی کو شکست دی، ورنہ فروری ۱۹۱۷ء کے انقلاب میں منشویک پارٹی نے اکثریت حاصل کی تھی۔ مصنف نے ان شدید پابندیوں کا بھی ذکر کیا ہے جو اشتراکی ممالک میں اظہارِ رائے پر عائد کی گئی ہیں۔ مصنف نے اپنے ہر دعوے کے حق میں خود اشتراکی حوالوں سے دلائل پیش کیے ہیں۔

یہ کتابچہ ہر انگریزی خواں نوجوان کے ہاتھوں میں پہنچنے کے لائق ہے۔

(ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ)

SOCIALISM, THE PEASANT AND LAND

مؤلفہ: کوکب صدیقی۔ ناشر: نیوایرا پبلی کیشنز، پوسٹ بکس: ۲۱۸۹ ناظم آباد کراچی ۱۸۔ جیبی سائز کے ۲۳ صفحات، طباعت معیاری، قیمت: ۵۰ پیسے

سوشلزم کی تحریک کا اوّلین مقصد یہ بتایا جاتا ہے کہ اس کے ذریعہ کسان اور مزدور کی مشکلات دُور کی جائیں گی۔ اس مختصر کتابچے میں نہایت مدلل طریقے سے واضح کیا گیا ہے کہ اس نظر فریب تحریک نے کسان کو کیا دیا ہے؟ فاضل مقالہ نگار نے رُوسی اور چینی کتابوں، رسائل اور اخبارات کے حوالے سے بتایا ہے کہ کس طرح شروع میں کسانوں سے یہ کہا گیا کہ زمینیں ان کے درمیان تقسیم کی جائیں گی اور اس کے بعد ان کے ہاتھوں سے ایک ایک انچ زمین چھین لی گئی اور ان کی حیثیت پھر ایک ایسے بے بس مزدور کی سی ہو کر رہ گئی جو محنت کرنے اور اس کا صلہ پانے میں پوری طرح حکومت کے رحم و کرم پر رہتا ہے۔ رُوس اور چین کے کسانوں میں اس کا کیا رَدِّعمل ہوا؟ اس ظلم کے خلاف انہوں نے کس طرح احتجاج کرنے کی کوشش کی؟ اور اس کے جواب میں ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ کسانوں کی بے دلی کی وجہ سے اشتراکی ممالک میں زرعی پیداوار میں کتنی زبردست کمی ہوئی؟ یہ پوری داستان اس مقالے کا موضوع ہے، فاضل مقالہ نگار نے یہ المناک داستان خود اشتراکی حوالوں سے بیان کی ہے۔ آخر میں اسلامی نقطۂ نظر سے جن زرعی اصلاحات کا ذکر کیا ہے، ان میں سے بعض محلِ نظر ہیں، لیکن بحیثیتِ مجموعی یہ کتابچہ اس لائق ہے کہ ہر انگریزی جاننے والے شخص کے ہاتھوں میں پہنچے۔ کوکب صدیقی صاحب نے یہ مقالہ لکھ کر بڑا کام کیا ہے، جزاہ اللہ تعالیٰ خیرًا۔

(جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ)

WHAT ISLAM IS?

مؤلفہ: مولانا محمد منظور نعمانی صاحب۔ ترجمہ انگریزی: محمد آصف قدوائی۔

ناشر: بک لینڈ، اے/۱۷۴ شمالی ناظم آبادی کراچی ۳۳۔ $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۲۰۱ صفحات، انگریزی ٹائپ کی عمدہ طباعت، کاغذ دبیز سفید، قیمت: ۶ روپے

یہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہم کے مشہور تبلیغی رسالے ''اسلام کیا ہے؟'' کا انگریزی ترجمہ ہے، جس میں اسلام کی بنیادی تعلیمات بڑے دِل نشین انداز میں بیان کی گئی ہیں۔ عنوانات درج ذیل ہیں:-

کلمۂ طیبہ، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، تقویٰ، معاملات میں دیانت، معاشرتی طریقِ کار اور باہمی تعلقات، اَعمالِ صالحہ اور صفاتِ حسنہ، خدا، رسولؐ اور ایمان کی محبت، تبلیغ و دعوت، استقامت، جہاد، شہادت، حیات بعد الممات، جنت اور دوزخ، ذکر، دُعا، دُرود شریف، توبہ۔

ترجمہ سلیس اور رَواں ہے، اور مترجم نے اس تبلیغی رسالے کا ترجمہ کرکے بڑی خدمت انجام دی ہے، انگریزی داں غیر مسلموں اور دین سے ناواقف مسلمانوں میں اس کی وسیع اشاعت ہونی چاہئے۔

(جمادی الاخریٰ ۱۳۹۴ھ)